سوویت ادب کی لائبریری

М. ГОРЬКИЙ



ПЬЕСЫ

ИЗДАТЕЛЬСТВО ЛИТЕРАТУРЫ
НА ИНОСТРАННЫХ ЯЗЫКАХ
Москва

میکسیم گورکی
کے
ڈرامے

بدیسی زبانوں کا اشاعت گھر
ماسکو

ترجمه : انور عظیم

فہرست



М. Горький

ڈھیتی دیواریں

کردار

واسیلی واسیلی‌وچ بیس‌سیمیونوف، ۵۸ برس کا خوش حال شخص جو مکانوں
پر رنگ‌کاری کرتا ہے — اپنے گلڈ کا مکھیا ہے —

اکولینا ایوانوونا بیس‌سیمیونووا، بیوی، عمر ۵۲ برس —

پیوتر بیس‌سیمیونوف، بیٹا، عمر ۲۶ برس، یونیورسٹی سے نکالا ہوا
طالب علم —

تاتیانا بیس‌سیمیونووا، بیٹی، عمر ۲۸ برس، اسکول کی استانی —

نیل، لے‌پالک لڑکا، عمر ۲۷ برس، انجن ڈرائیور —

پرچی‌خین، دور کا رشتہ‌دار، چڑی‌مار، عمر ۵۰ برس —

پولیا، پرچی‌خین کی لڑکی، عمر ۲۱ برس، درزن، اوپر کا کام کاج
کرتی ہے —

ایلینا نکولائی‌ونا کریوتسووا، جیل کے وارڈن کی بیوہ جو بیس‌سیمیونوف
کے گھر رہتی ہے، عمر ۲۴ برس —

تیتی‌ریف، بھجن‌منڈلی کا گویا
ششکن، طالب علم
} بیس‌سیمیونوف کے گھر رہتے ہیں —

آسونتائیروا، عمر ۲۵ برس، اسکول کی استانی اور تاتیانا کی سہیلی —

استپانیدا، باورچن —

ایک ادھیڑ عورت —

ایک نو عمر لڑکا، رنگ ریز کا شاگرد —

ایک ڈاکٹر —

سارے واقعات ایک قصباتی شہر میں رونما ہوتے ہیں —

منظر

ایک خوش حال کاروباری کے گھر کا کمرہ — سیدھے ہاتھ کو اسٹیج پر ملحقہ کمرے کی دیواروں کا گوشہ نظر آ رہا ہے — اس کی وجہ سے اسٹیج کا پچھلا حصہ تنگ ہو گیا ہے — اس طرح اسٹیج کے دائیں طرف ایک چھوٹا سا کمرہ سا بن جاتا ہے — اس کمرے کو لکڑی کی محراب بڑے کمرے سے الگ کرتی ہے — اس محراب سے پردہ لٹک رہا ہے — پچھلی دیوار میں ایک دروازہ ہے جو سامنے گلیارے میں اور گھر کے دوسرے حصے میں کھلتا ہے جہاں باورچی خانہ اور کرایہ داروں کے کمرے ہیں — اس دروازے کے بائیں طرف برتنوں کی بڑی سی الماری ہے اور کونے میں ایک صندوق — دروازے کے دائیں طرف دیوار کے پاس دقیانوسی قسم کی گھڑی کھڑی ہے — شیشے سے چاند جتنا بڑا پنڈولم آہستہ آہستہ ڈولتا نظر آتا ہے — جب بالکل خاموشی چھا جاتی ہے تو اس کی بےجان ٹک ٹک سنائی دیتی ہے — بائیں دیوار پر دو دروازے ہیں —— ایک دروازہ بیسسیمیونوف اور اس کی بیوی کے کمرے کا ہے اور دوسرا اس کے بیٹے پیوتر کے کمرے کا — ان دروازوں کے درمیان سفید ٹائل کا چولھا ہے — چولھے کے سامنے ایک پرانا صوفہ ہے جس پر موم جامے کا غلاف پڑا ہوا ہے — کمرے کے بیچوں بیچ ایک بڑی سی میز رکھی ہے جس پر پورا خاندان کھانا کھاتا ہے اور چائے پیتا ہے — سیدھی سیدھی پشت‌والی سستی

پھستی کرسیاں نپی تلی دوری پر، دیوار کے ساتھ ساتھ آراستہ ھیں — بائیں طرف اسٹیج کے آگے بالکل کنارے پر شیشے کی الماری ھے جس میں خوبصورت ڈبے ھیں — اس میں ایسٹر کے انڈے، برونز کے دو شمع دان، چائے اور شوربے کے چمچے، چاندی کے پیالے اور چند جام رکھے ھوئے ھیں — چھوٹے کمرے میں ایک پیانو دیوار سے لگا رکھا ھے — پیانو کے پاس شلف پر موسیقی کا نسخہ رکھا ھوا ھے — پیانو کا رخ تماشائیوں کی طرف ھے — اس کمرے کے ایک کونے میں پھولوں کا گملہ رکھا ھوا ھے — سیدھے ھاتھ کو دیوار میں دو کھڑکیاں ھیں اور ان کے تختوں پر پھولوں کے گملے رکھے ھوئے ھیں — کھڑکیوں کے نیچے ایک صوفہ ھے اور اسٹیج کے اگلے کنارے پر ایک چھوٹی سی میز —

پہلا ایکٹ

سہ پہر — کوئی پانچ بجے کا وقت — کھڑکیوں سے خزاں کا جھٹپٹا جھانک رہا ہے—بڑے کمرے میں قریب اندھیرا ہے — تاتیانا صوفے پر نیم‌دراز ایک کتاب پڑھ رہی ہے — پولیا میز کے پاس بیٹھی سلائی کڑھائی کر رہی ہے —

تاتیانا (پڑھتے ہوئے) : ''چاند نکل آیا — دل مانتا نہ تھا کہ اتنا چھوٹا اور اداس چاند دھرتی پر اتنی کومل، اتنی روپہلی، اتنی نیلی نیلی سی روشنی برسا سکتا ہے''... (کتاب گود میں گرا دیتی ہے) ایسے اندھیرے میں کوئی کیا خاک پڑھے —

پولیا : لیمپ جلا دوں؟

تاتیانا : چھوڑو بھی — پڑھتے پڑھتے جی اوب گیا —

پولیا : کتنا اچھا لکھتا ہے! کتنی سادگی ہے... سیدھے دل میں اتر جاتی ہیں اس کی باتیں! پڑھتے پڑھتے دل بھر آتا ہے... (رک جاتی ہے) میرا تو یہ جاننے کو دم نکلا پڑ رہا ہے کہ اس کا انجام کیا ہونا ہے — کیا دونوں کا بیاہ ہو جائیگا؟

تاتیانا (دکھی ہو کر) : بھلا اس میں دھرا کیا ہے؟

پولیا : ایسے آدمی سے تو محبت کرے میری جوتی —

تاتیانا : کیوں بھلا؟

پولیا: اس سے بڑی اکتاہٹ ہوتی ہے، جب دیکھو بڑبڑا رہا ہے — اگر مگر کے سوا کچھ جانتا ہی نہیں — مرد کو یہ تو جاننا چاہئے کہ آخر اس کے دل میں کیا ہے —

تاتیانا (دھیرے سے): کیا نیل جانتا ہے ؟

پولیا: بے شک وہ جانتا ہے —

تاتیانا: کیا چاہتا ہے وہ؟

پولیا: میں نہیں بتا سکتی... اور وہ بھی اس کی طرح سیدھے سادے ڈھنگ سے — لیکن میں ایک بات جانتی ہوں — دیکھنا وہ بد معاشوں اور لالچی لوگوں کا جینا دوبھر کر دیگا — وہ ان سے دلی نفرت کرتا ہے —

تاتیانا: کون بھلا ہے اور کون برا؟

پولیا: وہ تمہیں بتا سکتا ہے — (تاتیانا کچھ نہیں بولتی اور پولیا کی طرف نہیں دیکھتی — پولیا مسکراتی ہوئی کتاب اسکی گود سے اٹھا لیتی ہے) بہت خوب لکھا ہے — کتنی من موہنی ہے... کتنی سیدھی سادی، کھری، ذرا اتراہٹ نہیں — جب میں کسی ایسی عورت کے بارے میں پڑھتی ہوں تو میں بھی اپنے آپ کو اچھا محسوس کرتی ہوں —

تاتیانا: پولیا تم بھی بڑی بھولی اور دلچسپ ہو — اس طرح کے قصوں کہانیوں سے تو مجھے چڑ ہے — ایسی کسی لڑکی کا وجود تھا نہ ہے — نہ ایسا گھر ہوتا ہے، نہ دریا، نہ چاند — یہ سب من گھڑت ہے — کتابوں میں کبھی بھی زندگی کی اصلی تصویر نہیں ہوتی... خود اپنی اور میری زندگی کو ہی لے لو!

پولیا: وہ دلچسپ چیزوں کے بارے میں لکھتے ہیں — ہمارے رہن سہن کے انداز میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں؟

تاتیانا (چڑ کر، سنی ان سنی کرتے ہوئے): مجھے اکثر ایسا لگتا ہے کہ یہ کتابیں لکھنے والے مجھ سے نفرت کرتے ہیں اور مجھ

سے جھگڑا مول لینا چاھتے ھیں — جیسے کہہ رہے ھوں: ''میرے دماغ میں ھیرے موتی ھیں اور تمہارے دماغ میں بھس —''

پولیا: مجھے تو ایسا لگتا ھے کہ سب ھی لکھنے والے بھلے اور دل کے نیک ھوتے ھیں — ھائے کسی ادیب کو ایک نظر دیکھنے کی خاطر میں کیا کچھہ نہیں کر سکتی —

تاتیانا (سوچتے ھوئے): یہ لکھنے والے کبھی بھی ان بری اور ناگوار چیزوں کی تصویر نہیں پیش کرتے جو مجھے نظر آتی ھیں — وہ ان چیزوں کو کچھہ کا کچھہ بنا دیتے ھیں... وہ ان کو بڑھا اور پھیلا دیتے ھیں —— وہ ان تصویروں میں غضب کا دکھہ درد بھر دیتے ھیں — اور رھیں اچھی باتیں سو وہ دل سے گھڑ لیتے ھیں — کوئی بھی اس طرح محبت نہیں کرتا جس طرح کتابوں میں دکھایا جاتا ھے — زندگی بھلا کاھیکو اداس اور دکھی ھونے لگی — زندگی تو بس چپ چاپ بہتی رھتی ھے، ایک ھی طرح سے بہتی رھتی ھے، گدلے دریا کی طرح — اس کو گھورتے گھورتے آنکھیں دکھنے لگتی ھیں اور دماغ اتنا بوجھل ھو جاتا ھے کہ آدمی اپنے آپ سے یہ پوچھنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتا کہ آخر اس دریا کو کون سی طاقت بہنے پر مجبور رکھتی ھے —

پولیا (خیال میں کھوئی ھوئی): ھائے میرا کتنا جی چاھتا ھے کہ میں کسی ادیب کو دیکھہ سکتی — پورے وقت جب تم پڑھہ رھی تھیں میں سوچتی رھی —— کیسا ھوگا وہ؟ جوان؟ بوڑھا؟ سانولا؟

تاتیانا: کون؟

پولیا: اس کتاب کا لکھنے والا —

تاتیانا: وہ تو کب کا اللہ کو پیارا ھو چکا —

پولیا: ھائے، افسوس! کیا اس کو مرے ھوئے بہت دن ھو چکے؟ کیا وہ جوان مرا؟

تاتیانا: ادھیڑ تھا — پیتا تھا —

پولیا: بیچارا — (رکتے ہوئے) آخر سوجھہ بوجھہ والے لوگ کیوں پیتے ہیں؟ اب اپنے یہاں رہنے والے گویے کو لے لو... آدمی ہوشیار ھے اور پھر بھی پیتا ھے — سمجھہ میں نہیں آتا آخر کیوں؟

تاتیانا: کیوں کہ وہ ہر چیز سے اکتایا ہوا ھے —

پیوتر (نیند کا ماتا اپنے کمرے سے باہر آتا ھے): لو یہاں تو قبر جیسا اندھیرا چھایا ہوا ھے — ارے وہاں کون بیٹھا ھے؟

پولیا: ہم — میں اور تاتیانا واسیلیونا —

پیوتر: آخر تم چراغ کیوں نہیں جلاتیں؟

پولیا: ہم جھٹپٹے کا لطف اٹھا رہے ہیں —

پیوتر: بڑے میاں کے کمرے سے چراغ کے تیل کی بو آ آ کر میرے کمرے میں بستی رہتی ھے — شاید اسی وجہ سے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تارکول جیسے چپچپے دریا میں تیر رہا ہوں — تیرنا کیا تھا لانا تھا جوئے شیر کا — میرے تو ہاتھہ پاؤں پھول گئے... دور دور کناروں کا پتہ نہ تھا — طرح طرح کی چیزیں میرے پاس سے تیرتی ہوئی گزرتی رہیں لیکن جیسے ہی جھپٹ کر میں ان کو پکڑتا وہ ٹوٹ پھوٹ جاتیں — اتنی سڑی گلی جو تھیں — عجیب اوٹ پٹانگ خواب تھا! (سیٹی بجاتے ہوئے ٹہلتا ھے) چائے کا وقت ہو گیا، ھے نا؟

پولیا (لیمپ جلاتے ہوئے): ابھی لائی چائے — (باہر نکل جاتی ھے)

پیوتر: نہ جانے کیوں شام ہوئی نہیں کہ ہمارے گھر میں الو بولنے لگا — عجیب ویرانی اور سناٹا چھا جاتا ھے — باوا آدم کے زمانے کی یہ ساری چیزیں پھولتی ہیں، پھیلتی ہیں اور بھاری بھاری نظر آتی ہیں اور ساری جگہ اس طرح گھیر لیتی ہیں کہ دم گھٹنے لگتا ھے — (برتنوں کی الماری پر گھونسہ مارتا ھے) اب اس لکڑی کے گھوڑے ہی کو لے لو... اٹھارہ برس ہو گئے اسی جگہ اور اسی طرح کھڑا ھے — اٹھارہ برس! لوگ کہتے ہیں زندگی بجلی کی رفتار

سے آگے بڑھتی ہے لیکن یہ الماری ہے کہ جب سے اس جگہ رکھی گئی ہے بہت بڑی ہے - کیا مجال جو بال برابر بھی ٹس سے مس ہوئی ہو — جب میں ننھا سا تھا تو اس سے اپنا سر پھوڑتا پھرتا تھا، بلکہ اب تک سر پھوڑتا رہتا ہوں — کیا الو کی دم واحد قسم کا فرنیچر ہے — یہ الماری نہیں ہے یہ تو باوا آدم کی نشانی ہے —

بابابا: ننوبر تم کبھی ایسا دینے والی بات کرتے ہوا ہمیں اپنی زندگی کے یہ دھکے بدلنے چاہئیں —

نوبر: کون سے دھکے

بابابا: یہ نہیں اپنے ہو یہ جانے ہو — بس بہت ہوا تو منہ اٹھایا چل دئے اور ابلیسا سے ملنے — تم ہر شام وہاں جا دھمکتے ہو اور اماں ابا ہیں یہ اس فکر سے گھلے جا رہے ہیں — (نوبر جواب نہیں دیتا بسی بجاتے ہوئے ادھر ادھر ٹہلتا رہتا ہے —) تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ ان دنوں میں کتنا تھک جاتی ہوں! اسکول کے ہنگامے اور شور غل سے میں تھک کر چور ہو جاتی ہوں — البتہ گھر میں بڑا سکون اور اطمینان ہے حالانکہ جب سے ابلیسا یہاں آئی ہے کچھ زیادہ ہنگامہ ہونے لگا ہے میں کتنی جلدی تھک جاتی ہوں — اور جاڑے کی چھٹیاں ابھی بہت دور ہیں، بہت دور...
نومبر... دسمبر — (گھڑی چھ بجاتی ہے —)

مس سیمونوف (اپنے کمرے کے دروازے میں سے جھانکتے ہوئے):
نا ب بتائے جاؤ، تک تک کئے جاؤ، میرا حال ہے کہ تم نے وہ درخواست تو نہیں لکھی ہوگی اب تک —

نوبر: جی میں نے لکھ دی ہے —

مس سیمونوف: یعنی تم نے اس میں ذرا وقت لگایا ہوگا! ح ح ح!
(غائب ہو جاتا ہے —)

بابابا: کیسی درخواست؟

پیوتر : سوداگر سیزوف کے شیڈ پر رنگ کیا تھا — اب سترہ روبل پچاس کوپک وصول کرنے ھیں — اس کے لئے اسے ذرا عدالت کی ھوا کھلانے کی ٹھانی ھے —

اکولینا ایوانوونا (دوسرے چراغ کے ساتھه اندر آتی ھے) : لو پھر رم جھم رم جھم ھونے لگی — (برتن کی الماری کے پاس جاتی ھے، چائے کے برتن وغیرہ نکالتی ھے اور میز پر رکھتی ھے) یہاں تو بڑی ٹھنڈ ھو رھی ھے — چولھا جل رھا ھے پر ٹھنڈ کی بلا سے — گھر پرانا ھے، جگہ جگہ دراڑیں پڑ گئی ھیں — لے خدا، یا خدا! بچو پھر تمہارا باپ چڑ چڑا ھو رھا ھے — کہتا ھے اس کی کمر دکھتی رھتی ھے — وہ بوڑھا ھو رھا ھے — اور ساری تدبیریں الٹی پڑ رھی ھیں... اتنی ساری فکریں، اتنا سارا خرچ!

تاتیانا (بھائی سے) : کیا تم رات ایلینا کے ھاں گئے تھے؟

پیوتر : ھاں —

تاتیانا : کیا خوب رونق تھی وھاں؟

پیوتر : وھی جو ھمیشہ ھوتا ھے — ھم نے چائے پی، گانے گائے، کچھه بحثا بحثی کی...

تاتیانا : کون کس کے خلاف تھا؟

پیوتر : نیل اور ششکن میرے خلاف تھے —

تاتیانا : ظاھر ھے —

پیوتر : ھمیشہ کی طرح نیل آ گیا جوش میں — اس سے تو میرا دل انتہائی الجھتا ھے — بڑا آیا سورما کہیں کا، زندگی کا پروانہ — بکواس! اس کی باتیں سنو تو معلوم ھوگا کہ ھمارا یہ آنی جانی جیون ایک قسم کا چچا سام ھے جو کسی آن بھی ھم پر دعاؤں اور برکتوں کی بارش کر دیگا — ششکن نے دودھه کے مفید اثر اور تمباکو کے برے اثرات پر گھرافشانی کی — اس نے مجھه پر الزام لگایا کہ میں بورژوا خیالات کا آدمی ھوں —

تاتیانا : وهی مرغے کی ایک ٹانگ —

پیوتر : بالکل —

تاتیانا : کیا تم ایلینا کو بہت زیادہ چاهتے هو؟

پیوتر : هاں بری نہیں هے —— خوش مزاج اور من موهنی عورت هے —

اکولینا ایوانوونا : مجھه سے پوچھو — مجھے تو وہ بڑی اترائی هوئی اور لاابالی سی لگتی هے — وقت یونہی ضائع کرنے کے سوا اس کا اور کوئی کام هی نہیں — هر شام محفل گرم هوتی هے... چسکیاں لی جاتی هیں، کچھه جبڑوں کی ورزش هوتی هے، کچھه راگ الاپے جاتے هیں، کچھه کولہے مٹکائے جاتے هیں — کہیں اچھا هو کہ وہ باهر نکلے اور ایک واش اسٹینڈ خرید لائے —— کٹھوت میں منه هاتھه دهوتی هے — اس طرح فرش پر پانی بہاتی رهی تو تختے گل سڑ کر برابر هو جائینگے —

تاتیانا : رات میں کلب کی ایک محفل میں گئی تهی — وهاں سوموف موجود تها — تم اس کو جانتے هو — شہر کاؤنسل کا ممبر اور اسکول کا سرپرست هے — اس نے برائے نام میری طرف سر جهکایا — ذرا سوچو — لیکن جج رومانوف کی داشته صاحبه کمرے میں تشریف لائیں تو آپ بهاگے بهاگے ان کے پاس گئے، گھٹنوں کے بل جهکے اور هاتھه کو بوسه دیا — جی! جیسے بیگم صاحبه کہیں کی رانی هوں!

اکولینا ایوانوونا : نوج، غضب خدا کا، حد هو گئی! چاهئے تو تها نیک اور شریف لڑکی کا بازو هاتھه میں لیتا اور سب کے سامنے شان سے اکڑ کے چلتا...

تاتیانا (بهائی سے) : حد هو گئی! اس قسم کے لوگوں کی نظر میں اسکول کی استانی کی عزت پاؤڈر غازے سے تهپی هوئی لبهانے رجهانے والی عورت سے کم هوتی هے!

پیوتر : ارے بھول جاؤ اسے، یہ تمہاری شان کے خلاف ہے — جہاں تک اس عورت کا تعلق ہے، وہ بدچلن ضرور ہے، لیکن وہ پاؤڈر غازے کا ملمع نہیں چڑھاتی —

اکولینا ایوانوونا : تمہیں کیا معلوم؟ کیا تم نے اس کا گال چاٹ کر دیکھا ہے؟ خوب! تمہاری بہن کی ہتک ہو اور تم اس عورت کی طرفداری کرو جس کے کارن یہ سب ہوا —

پیوتر : اماں، چھوڑو بھی...

تاتیانا : اماں کے سامنے تو زبان کھولنا گناہ ہے — (گلیارے میں بھاری چاپ سنائی دیتی ہے —)

اکولینا ایوانوونا : ہش! بس بس اپنی چبڑ چبڑ بند کرو! پیوتر اس طرح اکڑ کر ٹہلنے سے اچھا تو یہ ہوتا کہ تم جاتے اور سماور اندر لے آتے — اسپانیدا بڑبڑاتی ہے کہ سماور بہت بھاری ہے — اس کے اٹھائے نہیں اٹھتا نکوڑا —

استپانیدا (سماور اندر لاتی ہے، میز کے پاس فرش پر رکھتی ہے، کمر سیدھی کرتی ہے اور ہانپتے ہوئے مالکن سے کہتی ہے) : برا لگے یا بھلا، میں ایک بار پھر کہے دیتی ہوں، یہ میرے بس کا روگ نہیں — کتنا بھاری ہے موا! ہاتھ رہ گئے!

اکولینا ایوانوونا : کیا چاہتی ہو صرف اس سماور کے لئے ہم ایک خاص آدمی رکھ چھوڑیں؟

استپانیدا : تم جانو اور تمہارا کام — آخر وہ گویا سماور اٹھا کر اندر کیوں نہیں لاتا — اس کی ہڈیاں پسلیاں تو ٹوٹ نہیں جائینگی — پیوتر واسیلیوچ، مہربانی کرو، ذرا اس کو اٹھا کر میز پر رکھ دو — مجھ سے نہیں اٹھنے کا موا —

پیوتر : لو، ہونہہ!

استپانیدا : مہربانی — (باہر چلی جاتی ہے —)

اکولینا ایوانوونا: ھاں یہ اچھی سوجھی تیونر— ذرا تم گوپے سے کہنا— ھاں وہ سماور اندر پہنچا دیا کرے— یہ واقعی...

باسابا (ٹھنڈی سانس بھرتے ھوئے): اوہ، خدا کے لئے، اماں!

تیونر: اور لگے ھاتھوں میں یہ بھی کہہ دوں تو کیسا رھے: ذرا پانی لا دیا کرو، فرش دھو دیا کرو، صحن صاف کر دیا کرو، کپڑے کھنگال دیا کرو؟

اکولینا ایوانوونا (ناپسندیدگی سے ھاتھ جھٹکتے ھوئے): بھلا اس طرح ٹھہرنے اور بکنے سے فائدہ؟ یہ سارے کام وقت سے ھوتے ھیں اور اس کی مدد کے بغیر— رھی سماور کی بات سو...

تیونر: ھر شام ہم یہ اھم سوال اٹھاتے ھو کہ سماور اٹھا کر کون اندر لائے— میری بات گرہ سے باندھ لو، جب تک کہ ھر فن مولا قسم کا آدمی نہیں رکھا جاتا یہ گتھی نہیں سلجھنے کی!

اکولینا ایوانوونا: آخر ھمیں اور آدمی کی ضرورت کیا ھے! تمہارا باپ خود ھی گھر اور صحن کی دیکھ بھال کر لیتا ھے—

تیونر: میں کہتا ھوں یہی تو کنجوسی ھے— جب بینک میں اتنا سارا روپیہ ٹھسا ھوا ھو تو پیسہ پیسہ دانت سے پکڑنا کچھ اچھا نہیں—

اکولینا ایوانوونا: بس! زبان بند کرو! تمہارے باپ نے یہ بک بک سن لی تو بینک کے روپے کا مزا چکھا دیگا— یہ روپیہ تم نے سینت رکھا ھے بینک میں؟

تیونر: بس، اماں...

باسابا (اچھلتے ھوئے): اف تیونر، ختم بھی کرو یہ قصہ! میں ایک لمحہ بھی یہ سب نہیں سہہ سکتی!

تیونر (اس کے پاس جاتے ھوئے): افسوس— آدمی کو پتہ بھی نہیں چلتا اور وہ اس قسم کی تو تو میں میں کی دلدل میں پھنس جاتا ھے—

اکولینا ایوانوونا: صدقے! تمہارے منه سے تو پھول جھڑتے هیں نا! گویا اپنی ماں سے بات کرنا بھی جرم هو گیا!

پیوتر: وهی ایک بات روز، روز! اس سے تو آدمی بجھه کے رہ جاتا ہے — محسوس هوتا هے جیسے آدمی گرد و غبار سے اٹا هوا ہے — جیسے دل و دماغ پر زنگ لگ گیا هو —

اکولینا ایوانوونا (پکارتی ہے): پیوتر کے ابا! آؤ اور چائے پیو!

پیوتر: جب میرا وقت ختم هو جائیگا تو میں یونیورسٹی واپس چلا جاؤنگا — اور پہلے کی طرح میں کبھی بھی ایک هفتے سے زیادہ کے لئے گھر نہیں آؤنگا — ماسکو کے تین برسوں میں بھول گیا تھا کہ گھر پر زندگی کیسی ہے، اس کے تمام بات بے بات کے هنگاموں کو بھول گیا تھا — اکیلے رهنے میں هاں اپنے ماں باپ کے چھپر تلے نه رهنے میں بڑا مزا ہے —

تاتیانا: هائے میرا بھی نصیبه کیسا ہے — میں کہیں بھی نہیں جا سکتی —

پیوتر: میں تم سے کہه چکا هوں که یہاں سے چلی جاؤ اور تعلیم حاصل کرو —

تاتیانا: کیا کروں پڑھه کر؟ مجھے زندگی چاهئے، زندگی —— سمجھے؟

اکولینا ایوانوونا (سماور پر سے چائےدان اتارتے هوئے هاتھه جلا لیتی ہے): اف! نگوڑے خدا سمجھے!

تاتیانا (اپنے بھائی سے): واقعی میری سمجھه میں نہیں آتا که حقیقت میں زندگی کس طرح کاٹنی چاهئے — زندگی! کیا تم نہیں سمجھتے؟

پیوتر (اداسی کے ساتھه): یه اتنا آسان نہیں — تمہیں پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاهئے —

بیس‌سیمیونوف (اپنے کمرے سے باهر آتا ہے، بیٹے اور بیٹی کا

جائزہ لیتے ہوئے میز کے پاس بیٹھہ جاتا ھے) : تم نے اور لوگوں کو بلایا؟

اکولینا ایوانوونا : پیوتر، ان کو بلا لینا —

(پیوتر باھر جاتا ھے، تاتیانا میز کے پاس آتی ھے —)

بیس‌سیمیونوف : ھونہہ! پھر وھی شکر کی ٹکیاں — کتنی بار میں نے تم سے کہا ھے..؟

تاتیانا : اس سے ابا بھلا فرق کیا پڑتا ھے؟

بیس‌سیمیونوف : میں تم سے بات نہیں کر رھا ھوں — میں تمہاری ماں سے کہہ رھا ھوں — میں جانتا ھوں تمہارے لئے تو کسی چیز سے کوئی فرق نہیں پڑتا —

اکولینا ایوانوونا : ھم نے تو بس آدھہ سیر خریدی ھے ابا — مصری کی پوری ڈلی یونہی پڑی ھے — ھم نے اس کو ھاتھہ بھی نہیں لگایا — وقت ھی نہیں ملا — خفا نہ ھو —

بیس‌سیمیونوف : میں خفا نہیں ھو رھا ھوں — میں تو صرف یہ کہتا ھوں کہ شکر کی ٹکیاں بہت زیادہ بھاری ھوتی ھیں اور کافی میٹھی بھی نہیں ھوتیں — اس کا مطلب یہ ھوا کہ اس میں کوئی بچت نہیں ھوتی — تمہیں چاھئے کہ ھمیشہ مصری کی ڈلی خریدو اور خود ھی اس کو توڑ کر دانہ دانہ بناؤ — اس کی گرد رھیگی سو کھانا پکانے میں کام آسکتی ھے — پھر مصری ھلکی اور میٹھی ھوتی ھے — (اپنی بیٹی سے) تم آخر ٹھنڈی سانس کیوں بھر رھی ھو، منہ کیوں بسور رھی ھو؟

تاتیانا : نہیں تو —— کچھہ نہیں —

بیس‌سیمیونوف : کچھہ نہیں؟ تو پھر ٹھنڈی سانس بھرنے کی ضرورت نہیں — یا شاید تمہیں اپنے باپ کی باتوں سے دکھہ ھوا ھو؟ یہ میں محض اپنے لئے نہیں کہتا، یہ تو میں تمہارے بھلے کو کہتا ھوں، میرے بچو — میں اپنی زندگی کاٹ چکا — تمہاری زندگی

ابھی تمہاری راہ دیکھہ رہی ھے — جب میں تم پر نظر ڈالتا ھوں تو حیران رہ جاتا ھوں کہ آخر اس دنیا میں تمہارا گزر کیسے ھوگا — تمہارا مقصد کیا ھے؟ تمہیں ھماری زندگی کا ڈھرا پسند نہیں — میں جانتا ھوں — بالکل صاف ھے یہ — لیکن تم نے کون سا نیا راستہ سوچا ھے؟ سوال یہ ھے —

تاتیانا: ابا! آپ نے یہی ایک بات کتنی بار کہی ھے؟

بیس‌سیمیونوف: اور میں یہ پھر کہونگا اور اس وقت تک بار بار کہتا رہونگا جب تک کہ جا کر قبر میں نہ سو جاؤں — کیونکہ میرے دل کو چین نہیں ھے — اور اس کی جڑ تم ھی ھو — تمہیں پڑھا لکھا کر میں نے بڑی غلطی کی ھے — یہ رھا پیوتر یونیورسٹی سے نکالا ھوا اور تم — یہ عمر ھونے کو آئی اور کنواری بیٹھی ھو —

تاتیانا: میں کام کرتی ھوں... میں...

بیس‌سیمیونوف: یہ میں سن چکا ھوں — لیکن یہ کام کس کام کا؟ تم جو پچیس روبل کما کر لاتی ھو، اس کی کسی کو ضرورت نہیں، تم کو بھی ضرورت نہیں — مزے میں بیاہ کرکے کسی کے گھر بیٹھہ جاؤ جس طرح شریف بہو بیٹیاں کرتی ھیں -- میں دونگا تمہیں پچاس روبل ھر مہینے —

اکولینا ایوانوونا (بڑے میاں کی پوری گفتگو کے دوران میں گھبرائی گھبرائی ادھر ادھر چیزوں کو ٹٹولتی اور الٹ پلٹ کرتی پھرتی ھے — کبھی کبھی بیچ میں کچھہ نہ کچھہ کہنے کی کوشش کرتی رھتی ھے — آخرکار نرمی سے کہتی ھے): کیوں پیوتر کے ابا، پنیر کا کیک کھاؤ گے؟ تھوڑا سا بچ گیا ھے —

بیس‌سیمیونوف (اس کی طرف مڑتا ھے، ایک لمحہ اس کو گھور کر دیکھتا ھے، پھر مکاری کے ساتھہ مسکراتا ھے): بہت اچھا — لے آؤ اپنا پنیر کا کیک، ھم ذرا چکھیں تو سہی — (اکولینا ایوانوونا جلدی سے الماری کی طرف لپکتی ھے اور بیس‌سیمیونوف اپنی بیٹی کی طرف مڑتا

ہے) دیکھتی ہو تمہاری ماں کس طرح مجھے الگ تھلگ رکھتی ہے؟ جس طرح بطخ پر پھڑپھڑا کر اپنے بچوں کو کتے سے بچاتی ہے — تمہاری ماں کانپتی رہتی ہے کہیں میری باتوں سے تمہارا دل نہ دکھ جائے — اوہ، چڑی مار! اتنے دنوں بعد پھر آن دھمکا!

__پرچی‌خین__ (دروازے سے نمودار ہوتا ہے — اس کے پیچھے پولیا کھڑی نظر آتی ہے): اس گھر کے بوڑھے مالک پر اللہ کی رحمت ہو، اس کی اچھی بیوی اور اس کے بھلے مانس بچوں پر اللہ کی رحمت ہو، ہمیشہ ہمیشہ اللہ ان کو خوش رکھے —

__بیس‌سیمیونوف__: اچھا تو پھر تم نے پی؟

__پرچی‌خین__: شراب میں اپنے دکھ ڈبو رہا تھا —

__بیس‌سیمیونوف__: کیسے دکھ؟

__پرچی‌خین__ (بات کرتے ہوئے ہر شخص کی طرف کورنش بجا لاتا ہے): میں نے آج سنہری مینا بیچ دی — خوب گاتی تھی — میرے پاس تین برس سے تھی — آج بیچ دی — یہ بڑی نیچی حرکت تھی — اس لئے میں نے اپنا غم جام میں ڈبو دیا — برا ہوا — بیچاری چڑیا — میں اس کا عادی ہو گیا تھا — میں اس سے محبت کرتا تھا —

(پولیا مسکراتی ہے اور اپنے باپ کی طرف سر ہلاتی ہے —)

__بیس‌سیمیونوف__: تو پھر بیچی کیوں؟

__پرچی‌خین__ (میز کے گرد چکر لگاتے ہوئے کرسیوں کا سہارا لے لے کر چلتا ہے): دام اچھے مل گئے اس کے —

__اکولینا ابوانوونا__: بھلا پیسہ تمہارے لئے ہے کیا؟ ہاتھ کا میل! بس یونہی پانی کی طرح الٹے تللے بہا دیتے ہو —

__پرچی‌خین__ (بیٹھتے ہوئے): سچ — پیسہ دانت سے نہیں پکڑ سکتا — یہ بالکل سچ ہے —

__بیس‌سیمیونوف__: تو پھر بیچنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں تھی —

پرچی‌خین : ہاں ضرورت تو تھی — چڑیا اندھی ہونے لگی تھی — جلد ہی وہ اس دنیا سے کوچ کر جاتی —

بیس‌سیمیونوف (چہکتے ہوئے) : اچھا تو تم اتنے بدھو نہیں ہو جتنے دکھتے ہو —

پرچی‌خین : کیا تم سمجھتے ہو میری چالاکی نے مجھ سے یہ کروایا ہے؟ ارے، نہیں — یہ تو میری طبعیت کی خباثت ہے —

(پیوتر اور تیتی‌ریف داخل ہوتے ہیں —)

تاتیانا : نیل کہاں ہے؟

پیوتر : وہ اور ششکن ریہرسل میں گئے ہیں —

بیس‌سیمیونوف : یہ ڈرامہ ہوگا کہاں؟

پیوتر : شہسواری کے ہال میں، سپاہیوں کے لئے —

پرچی‌خین (تیتی‌ریف سے) : بھجن‌منڈلی کے گویے کی خدمت میں اداب — کیوں چلتے ہو چل کر چڑیاں پکڑیں؟ میں اور تم؟

تیتی‌ریف : چلو — کب؟

پرچی‌خین : چاہو تو کل چلیں —

تیتی‌ریف : نہیں، کل نہیں — مجھے ایک جنازے میں گانا ہے —

پرچی‌خین : تو پھر عبادت سے پہلے چلنا چاہئے —

تیتی‌ریف : مجھے منظور ہے — مجھے بلا لینا — اکولینا ایوانوونا، کچھ کھانا وانا بچ رہا ہے یا نہیں، یہی کچھ دلیا وغیرہ؟..

اکولینا ایوانوونا : ہاں بچا تو تھا — پولیا جاؤ لے آؤ —

(پولیا باہر جاتی ہے —)

تیتی‌ریف : شکریہ — جانتی ہو آج جنازے اور برات کی وجہ سے میرا کھانا مارا گیا —

اکولینا ایوانوونا : جانتی ہوں —

(ہیوبر جائے کا گلاس لیتا ہے اور محرابی دروازے سے
گزر کر چھوٹے کمرے میں چلا جاتا ہے — اس کے باپ کی
چبھتی ہوئی اور ستی‌ریف کی بھری ہوئی آنکھیں اس کا
تعاقب کرتی ہیں — ایک لمحے کو سب خاموشی سے
کھانے پیتے رہتے ہیں —)

سِیسِمونوف: ستی‌ریف، اس مہینے تو تم خوب رونق بنا رہے ہونگے — کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب کسی کا جنازہ نہ اٹھتا ہو —

ستی‌ریف: ہاں ذرا نہیں ہے — قسمت کا ستارہ چمک اٹھا ہے —

سِیسِمونوف: اور پھر شادیوں کا سیلاب بھی امڈ آیا ہے —

ستی‌ریف: ہاں اس مہینے میں شادی کا بازار خوب گرم ہے —

سِیسِمونوف: اب کے نغمہ ذرا بجاؤ اور خود بھی شاہ کر لو —

ستی‌ریف: نہیں بس، رہنے بھی دو —

(ناستانا بھائی کے پاس چلی جاتی ہے اور دونوں سرگوشی
میں بات کرنے لگتے ہیں —)

برجی‌جس: یہ ٹھیک ہے — شادی ہمارے جسموں کے بس کا روگ نہیں — بھلا چلو ہم تو چل کر چڑیوں کا شکار کھیلیں —

ستی‌ریف: ہاں چلو چلیں —

برجی‌جس: یہاں چڑیوں کا شکار شاندار جگہ ہے! برف گرتی ہے اور زمین کو استر کے راهب کی طرح سجا دیتی ہے — ہر جگہ پاک صاف اور چمک دمک رہی ہے — کوئی خاموشی سی خاموشی چھائی ہوئی ہے آہ ایسے میں اگر دھوپ چھائی ہوئی ہو تو پھر سونے پر سہاگا! خوشی سے دل بلیوں اچھل اچھل پڑتا ہے! خزاں کے جلائے ہوئے پتوں پر اب تک سونا دمک رہا ہے، ٹہنیوں پر برف کی چاندی منڈھ گئی ہے اور اچانک جادو کی اس حسین دنیا میں ایک آواز سنائی دیتی ہے — شائیں! سائیں! — ڈھلے ہوئے آسمان میں

چمکتی ہوئی لال چڑیوں کا ایک پورا جھنڈ اڑتا ہوا آتا ہے اور ٹہنیوں پر کوکنار کے پھولوں کی طرح بیٹھ جاتا ہے، پھر — چوں! چوں! چوں! پیاری پیاری ننھی منی چڑیاں! گول مٹول پھولی پھولی چڑیاں، ٹھاٹ سے جنرل اور سپہ سالار کی طرح ادھر ادھر پھدکتی پھر رہی ہیں، چہکتی ہیں، چہچہاتی ہیں — زندگی کا سب سے سہانا منظر! جی چاہتا ہے ہم خود چڑیا ہوتے اور ان کے ساتھ برف پر پھدکتے، مٹکتے، چہچہاتے — اوہ!

بیس‌سیمیونوف: یہ لال چڑیا بڑی بیوقوف ہوتی ہے —

پرچی‌خین: میں خود ہی بیوقوف ہوں —

تیتی‌ریف: تم نے تو ایک خوبصورت سماں باندھ دیا —

اکولینا ایوانوونا (پرچی‌خین سے): تمہارا دماغ تو دو برس کے بالک جیسا ہے —

پرچی‌خین: میں تو چڑی ماری پر جان دیتا ہوں — گانے والی چڑیا سے بھی بڑھ کر کوئی حسین چیز ہو سکتی ہے؟

بیس‌سیمیونوف: چڑیاں پکڑنا گناہ ہے، کیا تم اتنی سی بات نہیں جانتے؟

پرچی‌خین: جانتا ہوں مگر مجبور ہوں — یہی تو ایک ایسی چیز ہے جو میں چاؤ سے کرتا ہوں — یہی تو ایک چیز ہے جس کا گر آتا ہے مجھے — اور مجھے لگتا ہے کہ جو کام بھی چاؤ سے کیا جائے اچھا ہو جاتا ہے —

بیس‌سیمیونوف: کوئی کام بھی؟

پرچی‌خین: ہر کام —

بیس‌سیمیونوف: اور اگر تم دوسروں کا مال پار کرکے اپنی جیب میں ڈالنا شروع کردو تو؟

پرچی‌خین: یہ کام نہیں، چوری ہے —

بیس‌سیمیونوف: ہونہہ — شاید —

اکولینا ایوانوونا (جماھیاں لیتے ھوئے) : اوھو، ھو، ھو! تھک گئی — کیسی عجیب بات ھے، شامیں کتنی لمبی اور اکتاھٹ بھری ھوتی ھیں — تیرینتی، آخر تم اپنا چھتارا کیوں نہیں اٹھا لاتے — کچھ گا کر ھمارا جی بہلاؤ نا —

تیتی ریف (نرمی سے) : محترمہ اکولینا ایوانوونا، تمہارے گھر میں کرایہ دار بنتے وقت تمہارا دل بہلانے کا فرض نہیں قبول کیا تھا میں نے —

اکولینا ایوانوونا (بات سر کے اوپر سے گزر جاتی ھے) : کیا کہا؟

تیتی ریف : بس جو کہا سو کہا —

بیس سیمیونوف (حیران اور پریشان) : تیرینتی، تمہاری بات بالکل میری سمجھ میں نہیں آتی — میرے کہے کا برا نہ ماننا، تم ھو بالکل نکمے، نکھٹو، لیکن بڑے شریف زادے کی طرح لیتے ھو دون کی — یہ لچھن کہاں سے سیکھے تم نے؟

تیتی ریف (اطمینان سے) : میں تو اس دنیا میں آیا ھی یہ لچھن لے کر!

بیس سیمیونوف : آخر کس چیز پر ناز ھے تمہیں، بتاؤ تو سہی؟

اکولینا ایوانوونا : بس یونہی بن رھا ھے — ایسے آدمی کے پاس بھلا اکڑفوں دکھانے کو رکھا کیا ھے؟

تاتیانا : اماں!

اکولینا ایوانوونا (چونکتے ھوئے) : ایں؟ کیا؟

(تاتیانا ملامت کے انداز میں سر ھلاتی ھے —)

اکولینا ایوانوونا : کیا پھر میں نے کوئی ایسی ویسی بات کہہ دی جو مجھے نہیں کہنی چاھئے تھی؟ ھائے میں کرموں جلی! بہت اچھا، اگر ایسا ھی ھے تو لو میں اپنے ھونٹ سیئے لیتی ھوں!

بیس سیمیونوف (مجروح لہجے میں) : سمجھ بوجھ کر منہ کھولا

کرو پیوتر کی ماں — یہاں پر پڑھے لکھے لوگ ھیں — یہ تو ھر چیز اور ھر آدمی میں کیڑے نکالینگے — آخر اتنے پڑھے لکھے جو ٹھہرے — تم اور میں تو بس کھوسٹ اور بیوقوف ھیں —

اکولینا ایوانوونا (صلح جو انداز میں) : ارے کوئی بات نہیں — یہ تو سچ ھے کہ یہ لوگ بہت کچھہ جانتے ھیں —

پرچی‌خین : بھیا تم نے ٹھیک ھی کہا — تم نے تو کہا ھنسی ھنسی میں پر ھے یہ سچ ھی —

بیس‌سیمیونوف : میں نے کچھہ بھی ھنسی میں نہیں کہا —

پرچی‌خین : لیکن بڑے بوڑھے واقعی ھیں نرے بیوقوف —

بیس‌سیمیونوف : خاص طور پر تم —

پرچی‌خین : میرا کیا ھے — مجھہ سے پوچھو تو کہوں کہ اگر دنیا میں بوڑھے لوگ نہ ھوں تو بیوقوف کا نام نشان دنیا سے مٹ جائے — بوڑھا آدمی اس طرح سوچتا ھے جس طرح پرانا درخت جلتا ھے — آگ کم اور دھواں زیادہ —

تیتی‌ریف (مسکراتے ھوئے) : ٹھیک کہا تم نے!

(پولیا محبت سے اپنے باپ کو گھورتی ھے اور اس کے شانے سہلاتی ھے —)

بس‌سیمیونوف (جھلا کر) : ھونہہ! ھاں اپنی من گھڑت کہانی ھانکے جاؤ —

(پیوتر اور تاتیانا بات چیت کرنا بند کر دیتے ھیں اور مسکراتے ھوئے پرچی‌خین کو دیکھتے ھیں —)

پرچی‌خین (جوش کے ساتھہ) : بوڑھے لوگ بڑے ھٹ دھرم ھیں — اور یہی ھے اصلی بات — بوڑھا آدمی جانتا ھے کہ وہ غلطی پر ھے، وہ جانتا ھے کہ وہ کچھہ بھی نہیں سمجھتا، پر وہ یہ ماننے

کا نہیں — وہ ضرورت سے زیادہ مغرور ہوتا ہے — وہ سوچتا ہے ''اتنا سرد گرم دیکھ چکا ہوں، چالیس پتلونیں پہن پہن کر جھگڑے جھگڑے کر چکا ہوں — کیا یہ ممکن ہے کہ پھر بھی میں بالکل کورا کا کورا رہوں؟ اف نہیں!'' ایسی بات مانتے ہوئے دل بہت دکھتا ہے — اس لئے وہ برابر سر پر گھونسے برساتا اور چیخا چنگھاڑتا رہتا ہے ''میں بوڑھا ہوں — میں حق پر ہوں!'' مگر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا — وہ سٹھیا چکا ہے — جوانوں کی بات ہی اور ہے — ان کے دماغ میں جولانی اور تیزی ہے —

بسِ سیمونوف (سختی سے) : چھوٹا، زمانے بھر کا چھوٹا! لیکن سنو، اگر ہم ایسے ہی بڑے احمق ہیں تو کیا ہمیں عمل سکھائی جائے گی؟

پرچی حن : اوہ، نہیں! چٹان پر گولیاں چٹخانے سے فائدہ؟

بسِ سیمونوف : ٹھہرو، بیچ میں ٹوکو مت — میں تم سے زیادہ بوڑھا ہوں — میں کہتا ہوں : آخر اپنے دماغ میں جولانی اور تیزی رکھنے والے لوگ ہم سے، اگلے وقتوں کے لوگوں سے دور کیوں بھاگتے ہیں؟ ادھر ادھر کونوں میں چھپے پھرتے ہیں، ہمارا منہ چڑاتے ہیں اور ہم کو منہ بھی نہیں لگاتے؟ ذرا سوچو — اور میں بھی جاتا ہوں، سوچتا ہوں — اکیلا سوچتا ہوں، کیونکہ میں ایسا بیوقوف جو ہوں، تمہاری صحبت کے قابل کہاں... (زور کے ساتھ اپنی کرسی کو دھکیلتا ہے، اپنے کمرے میں جاتا ہے اور دروازے سے کہتا ہے) میں بڑا بیوقوف ہوں، میرے بچو — تم ٹھہرے پڑھے لکھے، عالم فاضل...

(وقفہ)

پرچی حن (تیور اور تاسایا سے) : آخر اپنے باپ کا دل دکھانے کی کیا ضرورت تھی؟

پولیا (مسکراتے ہوئے) : دل تو تم نے دکھایا، ابا۔

پرچی‌خین: میں نے؟ میں نے تو کبھی مکھی تک کا دل نہیں دکھایا!

اکولینا ایوانوونا: اوہ خدایا، خدایا! آخر ہمیں ہو کیا گیا ھے؟ آخر تم نے بوڑھے آدمی کا دل کیوں دکھایا؟ تم سب اتنے سرپھرے اور تنک مزاج جو ھو — اور وہ ٹھہرا بوڑھا — اس کو بس چین اور اطمینان کی ضرورت ھے — تمہیں اس کی عزت کرنی چاھئے — آخر وہ تمہارا باپ ھے — میں جاتی ھوں، ذرا جا کر سمجھاؤں بجھاؤں — پولیا ذرا چائے کے برتن دھو دھا دینا —

تاتیانا (میز کے پاس جاتے ھوئے): آخر ابا ھم سے خفا کیوں ھوں؟

اکولینا ایوانوونا (دروازے سے): چتر لڑکی، واقعی تجھے کتنا خیال ھے باپ کا جو برابر کتراتی رھتی ھے اس سے!

(پولیا برتن دھوتی ھے اور تیتی‌ریف کہنیاں میز پر رکھے جذباتی آنکھوں سے اسے گھورتا ھے — پرچی‌خین پیوتر کے پاس جاتا ھے اور چھوٹی سی میز کے پاس بیٹھ جاتا ھے — تاتیانا آھستہ آھستہ اپنے کمرے میں چلی جاتی ھے —)

پولیا (تیتی‌ریف سے): آخر تم مجھے کیوں دیکھ رھے ھو... اس طرح؟

تیتی‌ریف: بس یونہی —

پرچی‌خین: پیوتر تم کس ادھیڑبن میں ھو؟

پیوتر: یہاں سے کس طرح نکل بھاگوں —

پرچی‌خین: ایک زمانے سے میں تم سے کچھ پوچھنا چاہ رھا تھا — شہر کے نالے نالیوں کے انتظام کا مطلب کیا ھے؟

پیوتر: اس کی تمہیں کیا فکر بھلا؟ مجھے کیا پڑی ھے کہ

جھک جھک کرکے تمہیں سمجھاؤں — تمہیں سمجھانے میں بہت زیادہ وقت لگ جائیگا —

برجی جیں : اور کیا تم خود سمجھتے ہو؟

بوبر : بے شک —

برجی جس (اس کے چہرے کو مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے) : ہونہہ —

بولیا : میری سمجھ میں نہیں آیا کہ تم نے کو اسی دیر تک کس چیز نے روک رکھا ہے —

سی ریف : ہاں کیا بری نگاہ ڈالی ہے تم نے!

بولیا : یہی بات تم کل کہہ چکے ہو —

سی ریف : اور کل بھی میں یہی بات کہونگا —

بولیا : کیوں؟

سی ریف : میں نہیں جانتا — شاید تم یہ سوچتی ہو کہ میں تمہیں چاہتا ہوں؟

بولیا : خدا کی پناہ! میں کچھ بھی نہیں سوچتی —

سی ریف : نہیں سوچتیں — یہ تو بہت بری بات ہے — سوچنے کی کوشش کرو —

بولیا : کاہے کے بارے میں؟

سی ریف : اوہ، کسی چیز کے بارے میں — اب یہی لے لو، اب میں کیوں زبردستی تمہارا ساتھ دیا رہا ہوں — اسی کے بارے میں سوچو اور مجھے جواب دو —

بولیا : تم برے عجیب ہو —

سی ریف : میں جانتا ہوں — تم نے یہ بات پہلے بھی کہی ہے — اس لئے ایک بار پھر میں تم سے کہتا ہوں — یہاں سے چلی جاؤ — تمہیں ہرگز اس گھر میں نہیں رہنا چاہئے — چلی جاؤ یہاں سے —

پیوتر: کیا یہ کوئی عشق کا منظر ہے؟ کیا اچھا نہ ہوگا کہ میں یہاں سے رفوچکر ہو جاؤں؟

تیتی‌ریف: پریشان نہ ہو — میں تمہیں جاندار چیزوں میں نہیں گنتا —

پیوتر: بات کچھ بنی نہیں!

پولیا (تیتی‌ریف سے): کیسے اکھڑ ہو تم!

(تیتی‌ریف وہاں سے ہٹ جاتا ہے اور بڑے غور سے پیوتر اور پرچی‌خین کی باتیں سننے لگتا ہے — تاتیانا اپنے کمرے سے شال میں لپٹی ہوئی نکلتی ہے اور پیانو کے پاس بیٹھ جاتی ہے —)

تاتیانا (موسیقی کے نسخے کی ورق گردانی کرتے ہوئے): کیا نیل اب تک نہیں آیا؟

پولیا: نہیں —

پرچی‌خین: اس گھر میں کوئی خاص چہل پہل نہیں — ایک بات اور ہے جو میں تم سے پوچھنا چاہتا تھا پیوتر — زیادہ دن نہیں ہوئے میں نے کسی اخبار میں پڑھا کہ انگریزوں نے کوئی اڑنے والا جہاز بنا لیا ہے — اگر اس میں بیٹھ کر ایک بٹن دباؤ تو —— لو ژوں! اور وہ چڑیا کی طرح اڑ کر بادلوں میں پہنچ جاتا ہے اور جانے لوگوں کو لے کر کہاں چلا جاتا ہے! لوگ کہتے ہیں نہ جانے کتنے انگریز اسی طرح کھوئے جا چکے ہیں — کیا یہ سچ ہے پیوتر؟

پیوتر: بکواس —

پرچی‌خین: لیکن یہ اخبار میں تھا —

پیوتر: مگر اخبار میں تو جانے کیسی کیسی بکواس چھپتی رہتی ہے —

پرچی‌خین : اچھا؟ واقعی؟

(تاتیانا ایک لطیف اور اداس دھن چھیڑتی ہے —)

پیوتر (جھلاتے ہوئے) : ہاں واقعی!

پرچی‌خین : گرم نہ ہو — میری سمجھ میں نہیں آتا تم سب نوجوان لوگ میرے جیسے اگلے وقتوں کے لوگوں سے اتنا چڑتے کیوں ہو — تم ہم سے بات تک نہیں کرنا چاہتے — یہ کوئی بھلی بات نہیں!

پیوتر : تو پھر؟

پرچی‌خین : تو پھر یہ کہ جب تمہارے جیسے لوگ مجھ سے اتنا اکتائے ہوئے ہوں تو مجھے اب یہاں سے چل دینا چاہئے — کیا تم جلد ہی گھر جا رہی ہو پولیا؟

پولیا : صفائی ستھرائی کا کام نبٹا لوں تو جاؤں — (کمرے سے چلی جاتی ہے — تیتی‌ریف کی نگاہیں اس کا پیچھا کرتی ہیں —)

پرچی‌خین : پیوتر کیا تم بھول گئے کہ میں اور تم کس طرح ایک ساتھ مینا پکڑا کرتے تھے؟ ان دنوں تمہارے دل میں میرا آدر مان تھا —

پیوتر : اب بھی میں...

پرچی‌خین : میاں اب صاف ہے کہ تمہارے دل میں کیا ہے —

پیوتر : ان دنوں میں ادرک والی روٹی اور مٹھائیوں پر جان دیتا تھا اور اب میں ان چیزوں سے اکتا گیا ہوں —

پرچی‌خین : سمجھا — ایہہ! تیرینتی، کیوں چلتے ہو، چلیں بیئر کا ایک ایک ڈونگا چڑھا لیں؟

تیتی‌ریف : کچھ جی نہیں چاہتا —

پرچی‌خین : اچھا تو میں اکیلا ہی چل دیا — بھٹیار خانے میں بڑے مزے رہتے ہیں، سب مگن! وہاں کوئی شیخی نہیں بگھارتا —

تم لوگوں کے ساتھه تو آدمی گھٹ کر مر جائے — اور یه تمھارے لئے کوئی تعریف کی بات نہیں — تم کچھه بھی نہیں کرتے — تم کچھه بھی نہیں چاھتے — کیا خیال ھے، ایک دو ھاتھه تاش ھو جائے تو کیسا رھے؟ ھم پورے چار ھیں یہاں — (تیتی‌ریف پرچی‌خین کو دیکھتا اور مسکراتا ھے) جی نہیں چاھتا؟ جیسی مرضی — اچھا تو خدا حافظ — (تیتی‌ریف کے پاس جاتے ھوئے جام چڑھانے کا اشارہ کرتا ھے) چلتے ھو؟

تیتی‌ریف : نہیں —

(پرچی‌خین بڑی مایوسی سے ھاتھه جھٹکتا ھے اور باھر نکل جاتا ھے — خاموشی — تاتیانا کی دھنیں بہت صاف سنائی دیتی ھیں — پیوتر صوفے پر لیٹا لیٹا سنتا ھے اور اسی دھن پر سیٹی بجاتا ھے — تیتی‌ریف اٹھتا اور ٹہلتا ھے — گلیارے سے بالٹی یا سماور کی چمنی کے گرنے کی جھنکار سنائی دیتی ھے اور استپانیدا کی آواز آتی ھے :
"شیطان کہاں مرا چلا ارہا ھے تو؟")

تاتیانا (پیانو بجاتے ھوئے) : میں حیران ھوں که آخر نیل کیوں نہیں آ چکتا؟

پیوتر : کوئی نہیں آتا —

تاتیانا : کیا تم ایلینا کا انتظار کر رھے ھو؟

پیوتر : کسی کا بھی سہی —

تیتی‌ریف : کوئی بھی نہیں آئیگا، کوئی بھی نہیں —

تاتیانا : تم کوئی آج کے روگی ھو —

تیتی‌ریف : کوئی بھی نہیں آئیگا کیونکه کسی کو دینے کو تمھارے پاس کچھه بھی نہیں —

پیوتر : یه ھے بڑے مہاتما تیرینتی کا فرمایا ھوا —

تیتی ریف (اصرار کے ساتھہ) : کیا کبھی تم نے سوچا ھے کہ وہ آدمی جس کا زمانہ لد چکا ھے، وہ مست چڑی مار زندہ ھے، اس کے جسم اور روح دونوں میں آگ ھے اور تم جو زندگی کے دروازے پر ابھی قدم ھی رکھہ رھے ھو ابھی سے ادھہ موے ھو چکے ھو؟

پیوتر : اور تم؟ اپنے بارے میں تمہارا کیا خیال ھے؟

تاتیانا (پیانو سے اٹھتے ھوئے) : بس بس بند کرو! وھی ایک رٹ بار بار! تم پہلے بھی یہ قصہ سنا چکے ھو، ھے نا؟

پیوتر : تیرینتی مجھے تمہارا انداز پسند ھے — تم جو پارٹ ادا کرتے ھو وہ بھی مجھے پسند ھے —— جج کا پارٹ — لیکن تم نے یہ رول کیوں چنا ھے؟ ھمیشہ ایسا معلوم ھوتا ھے کہ تم مردوں پر فاتحہ پڑھہ رھے ھو، مغفرت کی دعا کر رھے ھو —

تیتی ریف : میرے جیسے لوگ مردوں پر فاتحہ نہیں پڑھتے، مغفرت کی دعا نہیں کرتے —

پیوتر : بات یہ نہیں ھے — میں جو کچھہ کہنا چاھتا تھا یہ ھے کہ تم ھمیں ناپسند کرتے ھو —

تیتی ریف : بہت زیادہ —

پیوتر : تمہاری صافگوئی قابل تعریف ھے — شکریہ —

(پولیا داخل ھوتی ھے —)

تیتی ریف : میاں، کھاؤ پیو، مست رھو —

پولیا : کیا کھاؤ پیو؟

تاتیانا : کڑوی کسیلی باتیں اور کیا —

تیتی ریف : نہیں، کھری اور صاف باتیں —

پولیا : میں تھیٹر جانا چاھتی ھوں — کیوں کوئی چلیگا میرے ساتھہ؟

تیتی ریف : میں چلونگا —

پیوتر: آج کیا ہو رہا ہے؟

پولیا: ''دوسری جوانی،، — تم نہیں چلوگی تاتیانا واسیلی‌ونا؟

تاتیانا: میں اب کے جاڑے میں تھیٹر نہیں جاؤنگی — اکتا چکی ہوں — میں جذباتی ناٹک برداشت نہیں کر سکتی —— دن دن گولیاں، چیخم دھاڑ، ٹسوے اور سسکیاں — (تیتی‌ریف ایک انگلی سے پیانو بجاتا ہے اور اداس لے پھوٹتی ہے) یہ سب کچھہ بناوٹ اور جھوٹ ہے — زندگی لوگوں کو چنگل میں جکڑ لیتی ہے مگر نہ شور ہوتا ہے، نہ چیخیں ابھرتی ہیں، نہ آنسو بہتے ہیں — کچھہ پتہ بھی نہیں چلتا —

پیوتر (اداسی کے ساتھہ): یہ لوگ محبت کی اذیتوں کا ڈرامہ پیش کرتے ہیں لیکن کوئی بھی اس آدمی کے ڈرامے کی طرف ذرا دھیان نہیں دیتا جو فرض اور خواہش کی چکیوں میں پس رہا ہے —

(تیتی‌ریف مسکراتے ہوئے پیانو سے بھاری سر نکالتا رہتا ہے —)

پولیا (گھبرا کر مسکراتے ہوئے): میں تو تھیٹر کی دیوانی ہوں — دون سیزر دی بازان کو ھی لے لو، وہ اسپینی امیر.. اوہ وہ تو کمال ہے کمال! بس میں اسے ہیرو مانتی ہوں —

تیتی‌ریف: کیا میں ویسا ہی ہوں؟

پولیا: اوئی میرے اللہ! ذرا بھی نہیں، بالکل نہیں!

تیتی‌ریف (چہکتے ہوئے): افسوس!

تاتیانا: جب ایکٹروں کو اسٹیج پر عشق بگھارتے ہوئے دیکھتی ہوں تو مجھے بڑی کوفت ہوتی ہے — زندگی میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوتا — کبھی بھی نہیں!

پولیا: اچھا میں چل دی — تم چل رہے ہو تیرینتی؟

تیتی ریف (پیانو بجانا بند کر دیتا ہے) : اب نہیں... تم نے تو مجھے بتا دیا ہے کہ میں اس اسپینی امیر سے نہیں ملتا —

(پولیا ہنستی ہوئی نکل جاتی ہے —)

پیوتر (اس کو جاتے ہوئے دیکھتا ہے) : اسپینی امیر میں اسے کون سے سرخاب کے پر نظر آتے ہیں؟

تیتی ریف : اسپینی امیر کے روپ میں اسے کھرا اور تیکھا انسان نظر آتا ہے —

تاتیانا : وہ اس کے بڑھیا کپڑے پسند کرتی ہے —

تیتی ریف : اور اس کی زندہ دلی بھی — بھلے مانس ہمیشہ خوش رہتے ہیں اور بدمعاش شاید ہی کبھی —

پیوتر : تمہارے خیال کے مطابق تو اس دھرتی پر تم ہی سب سے بڑے بدمعاش ہو —

تیتی ریف (پھر مدھم مدھم سر بجاتے ہوئے) : میں ایک شرابی ہوں اور بس — کیا تم جانتے ہو اپنے روس میں اتنے زیادہ شرابی کیوں ہیں؟ پینے سے جینا آسان ہو جاتا ہے — ہم شرابیوں پر جان دیتے ہیں — ہم اپج اور ہمت والے سر پھروں سے نفرت کرتے ہیں، لیکن ہم شرابی سے محبت کرتے ہیں — اس لئے کہ حقیر اور بے قیمت چیز سے محبت کرنا آسان ہے، بڑی اور اچھی چیز سے محبت کرنا مشکل ہے —

پیوتر (ٹہلتے ہوئے) : ''اپنا روس!،، کیسی عجیب گونج ہے اس میں! کیا روس واقعی ہمارا ہے؟ کیا یہ میرا ہے؟ کیا یہ تمہارا ہے؟ ''ہم،، ہیں کون؟ ''ہم،، ہیں کیا؟

تیتی ریف (گاتا ہے) : ''ہیں ہم آزاد پرندے...،، *

---

* پوشکن کی نظم ''قیدی،، کا ایک مصرعہ —

تاتیانا: خدا کے لئے پیانو پر گھونسے مارنا بند کرو، تیرینتی! لگتا ھے جیسے کسی کے مرنے پر گرجا گھر کا گھنٹہ بج رہا ہو!

تیتی ریف (اسی طرح): جیسا میرے من میں ھو رہا ھے ویسا ہی ساز بجا رہا ھوں —

(تاتیانا جھپٹ کر گلیارے میں چلی جاتی ھے —)

پیوتر (سوچتے ہوئے): بند کرو — واقعی اس سے تو دماغ خراب ھونے لگتا ھے... ایسا لگتا ھے کہ جب کوئی فرانسیسی یا انگریز ''فرانس،، یا ''انگلستان،، کا نام لیتا ھے تو اس لفظ سے مراد ھوتی ھے، کوئی سچی چیز، کوئی ٹھوس چیز، کوئی ایسی چیز جو سمجھ میں آتی ھے — لیکن جب کہتا ھوں ''روس،، تو میرے لئے اس کے کوئی معنی نہیں — میں اس کو کوئی صاف معنی نہیں دے سکتا — (رکتا ھے — تیتی ریف پیانو سے سر نکالتا رہتا ھے) بہت سے لفظ ھیں جو ھم محض عادت کی وجہ سے بولتے رہتے ھیں اور ان کے معنی کے بارے میں غور بھی نہیں کرتے... مثال کے طور پر ''زندگی،،' ''میری زندگی،، — ان دو لفظوں میں کیا معنی چھپا ھوا ھے؟ (وہ خاموش ٹہلتا ھے — تیتی ریف دھیرے دھیرے پیانو بجاتا رہتا ھے اور کمرے کو سسکتے ہوئے ترنم سے بھرتا رہتا ھے — وہ ایک ایسی مسکراھٹ سے پیوتر کو دیکھتا ھے جو اس کے چہرے پر چپک کر رہ گئی ھے) خدا جانے کیا سر میں سمائی کہ میں طالب علموں کے اس اندولن میں بہہ گیا! میں گیا تھا یونیورسٹی میں پڑھنے اور میں یہی کر بھی رہا تھا... خدا کے لئے تم ہتوڑے برسانا بند کرو!.. مجھے بالکل خبر نہ تھی کہ کوئی حکومت مجھے رومن قانون پڑھنے سے روکے ہوئے ھے —ہاں بالکل سچ مجھے کچھ معلوم نہ تھا — لیکن مجھے اتنا معلوم تھا کہ میرے ساتھی مجھ پر دباؤ ڈال رہے ھیں اور میں دب گیا — اور اس لئے میرے زندگی سے دو برس دودھ

کی مکھی کی طرح نکال دئے گئے — اسے میں ظلم کہتا ہوں —— مجھ پر ظلم ہوا ہے — کیا تم انکار کر سکتے ہو؟ میں خواب دیکھ رہا تھا کہ اپنی پڑھائی ختم کروں، وکیل بنوں، ایک ملازمت حاصل کروں، پڑھوں لکھوں، زندگی کا مطالعہ کروں... مختصر یہ کہ زندہ رہنے کے خواب دیکھ رہا تھا —

تیتی ریف (طنزیہ انداز میں لقمہ دیتے ہوئے) : تاکہ ماں باپ کا کلیجہ ٹھنڈا ہو، گرجا اور ریاست کی خاطر —— جو سماج کے خادم کے شایان شان ہے —

پیوتر: سماج؟ اس سے تو مجھے نفرت ہے! یہ فرد سے تو اپنا مطالبہ بڑھاتا رہتا ہے لیکن اس کو ڈھنگ سے بے روک ٹوک ابھرنے اور بڑھنے کا موقع نہیں دیتا — سماج، میرے بہت سے ساتھیوں کے روپ میں، میرے سامنے آیا اور چلایا: ''ہر انسان کو سب سے پہلے ایک شہری ہونا چاہئے!،، اچھا، میں نے شہری بننے کی کوشش کی، لعنت ہو ان پر! مجھے کوئی خواہش نہیں اور نہ مجھ پر اس کی پابندی ہے کہ سماج کے سامنے اپنا سر جھکا دوں — میں ایک فرد ہوں اور فرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ آزاد ہو — میں کہتا ہوں، اپنی یہ کمبخت گھونسہ بازی بند کرو —

تیتی ریف: میں تو سنگت کر رہا ہوں، حضور نواب صاحب... جس نے ایک ایماندار شہری بننے کی کوشش کی —— ہاں کتنی دیر کے لئے؟ آدھہ گھنٹے کے لئے ایں؟ (باہر گلیارے میں شور —)

پیوتر (جھنجھلا کر) : حد سے آگے نہ بڑھو!

(تیتی ریف للکارتی ہوئی نظر سے پیوتر کو دیکھتا ہے اور پیانو کی پتیاں دباتا رہتا ہے — نیل، ایلینا، ششکن، تسویتائیوا اور کچھ پیچھے تاتیانا داخل ہوتے ہیں —)

ایلینا: آخر یہاں جنازے کا گھنٹہ کیوں بج رہا ہے؟ شام

بخیر، میرے دیو! شام بخیر وکیل صاحب — بلکه هونے والے وکیل صاحب — جناب آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟

پیوتر (نک چڑھے پن سے) : بکواس کر رہے ہیں —

تیتی ریف : میں اس شخص پر فاتحه پڑھه رہا ہوں جس کی زندگی کا چراغ وقت سے پہلے ہی بجھه گیا —

نیل (تیتی ریف سے) : کیا تم میرے لئے کچھه کر سکتے ہو؟ (اس کے کان میں کچھه کہتا ہے — تیتی ریف حامی بھرتے ہوئے سر ہلاتا ہے —)

تسو یتائیےوا : کیا لاجواب ریہرسل تھا، لاجواب ریہرسل!

ایلینا : وکیل صاحب! ذرا تم دیکھتے لفٹنٹ بیکوف نے آج کی رات کیسے کیسے ڈورے ڈالے ہیں مجھه پر!

ششکن : بیکوف تو الو ہے!

پیوتر : آخر تمہیں یه خیال کیسے ہوا که میں اس کی پروا کرتا ہوں که تم پر کون کون اور کیسے کیسے ڈورے ڈالتا پھرتا ہے؟

ایلینا : ہائے مجھے کیا معلوم تھا که تم بھرے بیٹھے ہو اور میں بھڑوں کے چھتے کو چھیڑ رہی ہوں —

تسویتائیےوا : پیوتر واسیلی‌وچ کا پارہ تو ہمیشه چڑھا رہتا ہے —

ششکن : وہ آدمی ہی ایسا ہے —

ایلینا : اور تم تانیا، کیا تم بھی اپنے اسی موڈ میں ہو؟ اداس جیسے پت جھڑ کی رات —

تاتیانا : ہاں —

ایلینا : اور ایک میں ہوں که آج مارے خوشی کے پھولی نہیں سماتی — آخر میں ہمیشه اتنی خوش کیوں رہتی ہوں؟

نیل : میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا — ہاں میں خود ہمیشه خوش رہتا ہوں —

تسویتائیےوا : میں بھی —

ششکن : میں همیشه تو نہیں مگر...

تاتیانا : هر وقت...

ایلینا : تانیا کیا یه مذاق کرنے کی کوشش تھی؟ چلو یه تمہارے حق میں اچھا ھے — اچھا اے میرے دیو، بتاؤ، میں آخر همیشه خوش کیوں رهتی هوں؟

تیتی‌ریف : اے من‌ترنگ، تیرا نام عورت ھے!

ایلینا : یه کیا؟ اگلی بار جب تم عشق جتانے آؤگے تو میں تمہاری یه بات یاد رکھونگی!

نیل : مجھے تو بھوک لگی ھے — میں کچھه کھانا چاهتا هوں — تھوڑی دیر میں مجھے کام پر جانا ھے —

تسویتائیےوا : رات بھر کام کروگے؟ بیچارا!

نیل : دن اور رات —— چوبیس گھنٹے — میں ذرا باورچی خانے جاؤں اور استپانیدا کو سلام مار آؤں —

تاتیانا : میں اس سے کہے دیتی هوں که تمہیں کھانا کھلا دے — (نیل کے ساتھه چلی جاتی ھے —)

تیتی‌ریف (ایلینا سے) : میری جوان حسینه، کیا مجھه سے بھی امید کی جاتی ھے که تمہارے عشق میں گرفتار هو جاؤں؟

ایلینا : هاں تم سے بھی امید کی جاتی ھے بےشرم آدمی! هاں، نکھٹو دیو! هاں! هاں!

تیتی‌ریف (ذرا پیچھے هٹتے هوئے) : تو میں کرونگا عشق! میرے لئے مشکل نه هوگا — کبھی میں بیک وقت دو جوان لڑکیوں اور ایک بیاهی عورت سے عشق لڑایا کرتا تھا —

ایلینا (اس کی طرف دھمکی کے انداز میں بڑھتے هوئے) : اور پھر کیا گل کھلے؟

تیتی‌ریف : کچھه بھی نہیں — سب اکارت گیا، افسوس!

ایلینا (سانس روک کر پیوتر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) : کیا ہوا تم دونوں کو؟

(تیتی ریف ہنستا ہے — دونوں آہستہ آہستہ بات کرتے ہیں —)

ششکن (پیوتر سے) : کیا تم دو تین دن کے لئے ایک روبل ادھار دے سکتے ہو؟ میرے جوتے جواب دے گئے —

پیوتر : لو اور سنو — پہلے ہی سے تم پر سات چڑھے ہوئے ہیں —

ششکن : میں بھولا نہیں ہوں —

تسویتائیوا : پیوتر واسیلیوچ ! تم ہمارے ڈراموں میں حصہ کیوں نہیں لیتے؟

پیوتر : میں پارٹ نہیں کر سکتا —

ششکن : تو تم سمجھتے ہو کہ ہم پارٹ کر سکتے ہیں؟

تسویتائیوا : تم کم از کم ریہرسل میں تو آؤ — سپاہی تو بس دل لوٹ لے جاتے ہیں — ان میں سے ایک کا نام ہے شرکوف — وہ اتنا بمبقول ہے کہ بیان نہیں کر سکتی — اتنا پیارا اور معصوم اور ہونٹوں پر ایسی لجائی شرمائی مسکراہٹ! پھر ایسا نرا احمق کہ بےتحاشا پیار آئے —

پیوتر (کنکھیوں سے ایلینا کو دیکھتے ہوئے) : کسی احمق میں تمہیں کوئی دلچسپی کی بات نظر آئے — یہ بات میری سمجھ سے بالا ہے —

ششکن : شرکوف ہی ایک نہیں ہے...

پیوتر : مانا — بھرے پڑے ہیں —

تسویتائیوا : تم ایسی بات کیسے کہہ سکتے ہو؟ سمجھ میں نہیں آتا آخر تم ایسے کیوں ہو؟ کیا اسی کو کہتے ہیں شریفوں کی شان؟

تیتی‌ریف (اچانک زور سے بولتے ہوئے) : میں دوسروں پر ترس نہیں کھا سکتا —

ایلینا : ہش !

پیوتر : تم جانتی ہی ہو میں درمیانی طبقے کا آدمی ہوں —

ششکن : اس وجہ سے تو عام لوگوں کی طرف تمہارے رویے کو سمجھنا اور بھی مشکل ہو جاتا ہے —

تیتی‌ریف : کسی نے کبھی مجھہ پر ترس نہیں کھایا —

ایلینا (مدھم آواز سے) : لیکن تمہیں برائی کا جواب بھلائی سے دینا چاہئے —

تیتی‌ریف : میرے پاس دینے کو کچھہ بھی نہیں —

ایلینا : اتنے زور سے نہ بولو —

پیوتر (ایلینا اور تیتی‌ریف کی باتیں سنتے ہوئے) : آخر تم عام لوگوں کے لئے ہمدردی دکھانے کی کوشش کیوں کرو؟

تسویتائیوا : ہم بنتے نہیں — جو کچھہ بھی ہمارے پاس ہوتا ہے ہم اس میں حصہ بٹا لیتے ہیں —

ششکن : نہیں ایسی بات بھی نہیں — بس ان کے ساتھہ رہنے سے ہمیں خوشی حاصل ہوتی ہے — وہ سیدھے سادے کھرے لوگ ہیں — اور ان میں کوئی بات ہے جو بڑی بھرپور ہے... جیسے جنگل کی ہوا — ہمارے جیسے کتاب کے کیڑوں کو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اپنے پھیپھڑوں میں تازہ ہوا بھرنے کی ضرورت ہوتی ہے —

پیوتر (اصرار اور دبی دبی جھنجلاہٹ کے ساتھہ) : بس اتنی سی بات ہے کہ تم بیوقوفوں کی جنت میں رہنا چاہتے ہو — تم جو بھاگ بھاگ کر سپاہیوں کے پاس جاتے ہو — ضرور کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں — میں کہتا ہوں کھری کھری برا نہ ماننا... یہ لغویت ہے — سپاہیوں کی دنیا میں تازہ ہوا... معاف کرنا یہ تو...

تسویتائیروا: لیکن صرف سپاهیوں میں کیوں — هم ریلوے ڈپو میں بھی پروگرام دینے هیں —

پیوتر: ایک هی بات هے — میں تو یه کہتا هوں که اپنے چونچلوں اور ڈهکوسلوں کو کسی بڑے ''مقصد،، کا نام دے کر تم محض دهوکا دے رهے هو اپنے آپ کو — تمهیں یقین هے که تم فرد کو ابھارنے اور نکھارنے کے جتن کر رهے هو — سیدهی سیدهی خود فریبی هے یه — کل کوئی افسر یا فورمین آئیگا اور تمهارے ''فرد،، کی کنپٹیوں پر ایسا هاتهه جمائیگا که دن تارے نظر آ جائینگے اور وه سب کچهه جو تم اس کی کهوپڑی میں ٹهونس رهے هو یوں هوا هو جائیگا... هاں اگر واقعی تم کهوپڑی میں کچهه ٹهونس رهے هو —

تسویتائیروا: تمهاری ایسی باتیں سن کر تو آدمی کا دل تهوڑا هو جاتا هے —

ششکن (منه پهلاتے هوئے): اور یه باتیں مانی بهی نہیں جا سکتیں — میں تمهارے منه سے ایسی باتیں پہلی بار نہیں سن رها هوں — اور هر بار مجھے یه باتیں زیاده کهلتی هیں — کسی دن میری تمهاری ڈٹ کر جهک جهک هوگی پیوتر... ڈٹ کر اور دو ٹوک، بس!

پیوتر (طنزیه انداز میں آواز کهینچ کر): بهئی ڈر گیا — لیکن میں تو اس جهک جهک کے انتظار میں مرا جا رها هوں —

ایلینا (زور سے): آخر تم ایسے کیوں بنتے جا رهے هو؟ (دوسروں سے) آخر وه یه کیوں چاهتا هے که لوگ اسے درنده سمجهیں؟

پیوتر: بس یونهی محض دکهاوا، بناوٹ اور کیا —

تسویتائیروا: هاں بناوٹ، سچ مچ بناوٹ — ذرا تم دوسروں سے نرالے بننے کی کوشش کر رهے هو — سارے مرد، عورتوں کے سامنے نرالے اور انوکهے دکهنے کی کوشش کرتے هیں — کچهه

تو ''آس تراس بھئی،، کی تصویر بننے کی کوشش کرتے ھیں اور کچھ چنڈال بننے کی — لیکن ھیں نرے نکھٹو اور نکمے اور بس —

ستی‌ریف: اسے کہتے ھیں گاگر میں ساگر — اچھا کہا —

تسویتائیوا: شاید تم اپنی تعریف سننا چاہ رہے ھو؟ نہیں لمبا انتظار کھینچنا پڑیگا — میں تمہیں خوب اچھی طرح جانتی ھوں —

ستی‌ریف: یہ ایسی بات ھے جو میں بھی اپنے بارے میں نہیں کہہ سکتا — ھاں، اگر تم اتنا زیادہ جانتی ھو تو پھر تم یہ بھی جانتی ھونگی: آدمی کو برائی کا جواب بھلائی سے دینا چاہئے؟ دوسرے لفظوں میں —— کیا تم سمجھتی ھو کہ نیکی اور بدی ایک ھی دام کے دو سکے ھیں؟

تسویتائیوا: ارے تم تو ھمیشہ باتوں کو توڑ مروڑ کر دہلی سا دیتے ھو!

تسکن: ٹھہرو، بات نہ کاٹو — یہ ایک دلچسپ سوال ھے — میں تو ھمیشہ تیی‌ریف کی باتیں سنے کو تیار رہتا ھوں — ادھر تم نے اسے مہلت دی اور ادھر اس نے سچائی کی ایک کیل تمہارے سر میں ٹھونک دی — ھم میں سے زیادہ تر لوگوں کے دماغ میں معمولی باتیں چکر لگاتی رہتی ھیں... پرانے سکوں کی طرح بے رنگ اور گھسی پٹی باتیں —

توتر: تم بڑے دریا دل ھو — تم اپنی اچھائیوں کا سہرا دوسروں کے سر باندھ دیتے ھو —

تسکن: آؤ، چھوڑو بھی — آخر ھم سچی بات کیوں نہ مان لیں؟ ھمیں چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی ایمانداری سے کام لینا چاہئے — جہاں تک میرا سوال ھے، میں نے تو کبھی آج تک کوئی بات منہ سے نکالی ھی نہیں — اوہ! کیسا جی چاہتا ھے کہ میں کوئی انوکھی، کوئی نئی بات کہہ سکتا!

ستی‌ریف: تم نے ابھی ابھی کسی اچھوتی بات کہی ھے!

سسکس (سری سے): وہ کون سی بات بھلا؟ کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟

ستی ریف: ہاں میں سچ کہہ رہا ہوں — تم نے ابھی ابھی ایک انوکھی بات کہی ہے — لیکن میں نہیں بتاتا تم خود ہی بوجھو وہ کیا بات ہے —

سسکس: اماں، اتفاقیہ نکل گئی ہوگی منہ سے —

ستی ریف: آدمی ارادے اور کوشش سے انوکھا نہیں بن سکتا — میں آزما چکا ہوں —

ایلیا: ذرا ہم بھی سنیں تو سہی، آپ ہمارے لال بجھکڑ صاحب، ہاں آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلے کے بیچ —

سسکس: ہاں لگے ہاتھوں دو چار ہاتھ فلسفے کے ہو جائیں -

ستی ریف (ایک خاص زور اصرار کرتے ہوئے): دو ٹانگوں والے بھلے مانس لوگو! تم جب کہتے ہو کہ برائی کا جواب بھلائی سے دینا چاہئے تو تم بڑی بھول کرتے ہو— برائی ایک ایسا گن ہے جو تم ماں کے پیٹ سے اپنے ساتھ لاتے ہو— اس لئے اس کی اہمیت تھوڑی ہے — اچھائی ایک ایسی چیز ہے جو تم خود پیدا کرتے ہو اور اس کے لئے اتنی بڑی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے — دنیا میں اچھائی ہر چیز سے زیادہ کمیاب، مہنگی اور خوبصورت چیز ہے — اس لئے برائی کا بدلہ بھلائی سے ادا کرنے کا نہ کوئی مطلب ہے اور نہ فائدہ — اچھائی کا بدلہ صرف اچھائی سے ادا کرنا چاہئے — اور جتنا تمہیں ملے اس سے زیادہ کبھی نہ لوٹاؤ، ورنہ دوسروں کو سودخوری کی چاٹ پڑ جائیگی — آدمی بڑا چھچھورا ہوتا ہے — جہاں ایک بار اسے حق سے زیادہ ملا وہ زیادہ سے زیادہ مانگنے لگیگا — کسی کو اس کے حق سے کم بھی نہیں دینا چاہئے —— تم جانو، آدمی ایسی چوٹ کبھی نہیں بھولتا! —— اگر ایک بار تم نے اسے دھوکا دیا تو پھر وہ کہتا پھریگا کہ تم بھکڑ ہو— اس کے دل سے

تمہاری ساری عزت نکل جائیگی اور اگلی بار تمہیں پورا حق ہوگا کہ تمہارے ساتھہ بھلائی کی جائے مگر وہ تمہیں بھیک دے کر ٹال دیگا — بھائیو، بھلائی کا بدلہ بھلائی سے ادا کرنے میں چوکس اور کھرے رہو — کیونکہ دنیا میں پڑوسیوں کو بھیک دینے والے سے زیادہ قابل رحم اور گھناؤنا اور کوئی نہیں — لیکن جب تمہارے ساتھہ برائی کی جائے تو کئی گنا بڑھہ چڑھہ کر اس کا بدلہ ادا کرو — برائی کرنے والے پڑوسی کا بدلہ چکانے میں ڈٹ کر دریا دلی سے کام لو — جب تم کسی سے روٹی کا ایک ٹکڑا مانگو اور وہ تمہیں دے پتھر تو اس پر پوری چٹان دے مارو —

(تیتی ریف اپنی تقریر ہلکے پھلکے انداز میں شروع کرتا ہے لیکن جیسے جیسے آگے بڑھتا جاتا ہے اس کا لہجہ گمبھیر ہوتا جاتا ہے اور بڑے زور اور جوش کے ساتھہ اپنی تان توڑتا ہے — جب تقریر ختم ہوتی ہے تو وہ بھاری بھاری قدموں سے چلتا ہوا ہٹ جاتا ہے — کوئی بھی نہیں بولتا — ہر شخص کچھہ بے تکاپن سا محسوس کرتا ہے — ہر شخص کو اس کی باتوں کی سچائی اور وزن کا احساس ہے —)

ایلینا (نرمی سے) : لوگوں نے تم کو بہت ستایا ہوگا...

تیتی ریف (کھیسیں نکالتے ہوئے) : ہاں، لیکن مجھے امید ہے کہ ایک وقت آئیگا جب وہ میرے ہاتھوں ستائے جائینگے یا میری خاطر ستائے جائینگے —

نیل (پیالہ اور روٹی کا ایک ٹکڑا ہاتھہ میں لئے ہوئے داخل ہوتا ہے — بولتا جاتا ہے اور آنکھیں پیالے پر جمائے رہتا ہے کہیں چھلک نہ جائے — تاتیانا اس کے پیچھے پیچھے آتی ہے) : فلسفہ! فلسفہ! تمہیں فلسفہ بگھارنا، رائی کا پہاڑ بنانا خوب آتا ہے، تانیا —

پانی برس رہا ہو تو فلسفہ، انگلی کٹ جائے تو فلسفہ، چولھے سے دھواں اٹھہ رہا ہو تو فلسفہ — جب مکھی اور مچھر کے کاٹے پر فلسفے کی مٹی پلید ہوتے دیکھتا ہوں تو میں یہ سوچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ بعض لوگوں کو علم بڑا نقصان پہنچاتا ہے —

تاتیانا: تم بڑے کھرے ہو، نیل!

نیل (میز پر بیٹھہ کر کھانا کھاتے ہوئے): سچ؟ اکتا گئی ہو تو کچھہ کام شروع کر دو — کام کرنے والے آدمی کو اوبنے ڈوبنے کا وقت ھی نہیں ملتا — گھر پر رھنے سے اگر تم ناخوش ہو تو پھر جاؤ اور گاؤں میں رہو اور وہاں بچوں کو پڑھاؤ — یا ماسکو چلی جاؤ اور پڑھو —

ایلینا: ٹھیک کہتے ہو — ذرا اس کو بھی دو چار سنا دو!

(تیتی ریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے —)

نیل (کنکھیوں سے اس کو دیکھتے ہوئے): لو ایک اور نمونہ — نمبر دو ھیراقلیتس —

تیتی ریف: نمبر دو سویفٹ، اگر برا نا مانو —

نیل: نہیں یہ تو چھوٹا منہ اور بڑی بات والی بات ہوئی —

پیوتر: بہت چھوٹا منہ اور بہت بڑی بات —

تیتی ریف: افسوس — میں سویفٹ کہلانے کے لئے جان دے سکتا ہوں —

تسویتائیوا: تمہاری تمنا کوئی بڑی تمنا نہیں —

نیل (پیالے سے نظر اٹھائے بغیر): چلو غصہ تھوک دو — ہاں... وہ... ہاں کیا پولیا یہاں تھی؟.. کیا وہ کہیں چلی گئی، کہاں؟

تاتیانا: تھیٹر — کیوں؟

نیل: کچھہ نہیں یونہی پوچھہ رہا تھا —

تاتیانا: کیا اس سے تمہیں کوئی کام تھا؟

نیل : نہیں — یعنی اس وقت نہیں... ویسے عام طور پر...
میں اسے چاھتا ھوں — خیر چھوڑو! میں کہہ کیا رہا ھوں؟

(تاتیانا کے سوا سبھی مسکراتے ھیں —)

تاتیانا (ھٹ دھرمی سے) : تم کو اس سے کیا کام ھے؟

(نیل سوال سے بے نیاز کھانا کھاتا رہتا ھے —)

ایلینا (تاتیانا سے تیزی کے ساتھہ) : کیوں برا بھلا کہہ رہا
تھا تمہیں؟ مجھے تو بتاؤ —
تسویتائیوا : اوہ ھاں! ھاں یہ بات دلچسپ ھوگی —
ششکن : مجھے اس کے خبر لینے کا انداز پسند ھے —
پیوتر : اور مجھے —— مجھے اس کے کھانے کا انداز پسند ھے —
نیل : ھاں میں جو بھی کرتا ھوں، بہت خوب کرتا ھوں —
ایلینا : ھاں تانیا بتاؤ —
تاتیانا : میں بتانا نہیں چاھتی —
تسویتائیوا : وہ کبھی بھی کچھہ کرنا نہیں چاھتی —
تاتیانا : تم بھلا کیا جانو؟ شاید... مر جانا چاھتی ھوں،
بری طرح چاھتی ھوں!
تسویتائیوا : اف! کتنی بھیانک بات ھے!
ایلینا : اررر! میں لوگوں کا موت کے بارے میں بات کرنا
برداشت نہیں کر سکتی —
نیل : جب تک تم مرو نہیں موت کے بارے میں کیا کہہ
سکتی ھو؟
تیتیریف : یہ ھے فلسفہ، اصلی فلسفہ —
ایلینا : چلو، میرے کمرے میں چلو — اب تک سماور کھول
رہا ھوگا —

ششکن: واہ چائے سے بڑھ کر اور کیا چیز ہو سکتی ہے اور ساتھ ہی کچھ چرندم خورندم ہو تو سونے پر سہاگا، ایں؟

ایلینا: ضرور، ضرور —

ششکن (نیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے): اس کو دیکھ کر مجھے رشک آتا ہے — آخر ہوں نا پرانا پاپی —

نیل: اب رشک کرنے کو دھرا کیا ہے — سب کچھ صاف کر دیا میں نے — میں بھی چل رہا ہوں — ابھی میرے پاس ایک آدھ گھنٹہ وقت ہے —

تاتیانا: کیا یہ اچھا نہ ہوتا کہ تم کام پر جانے سے پہلے ایک جھپکی لے لیتے؟

نیل: نہیں —

ایلینا: پیوتر واسیلیوچ! تم چل رہے ہو؟

پیوتر: اگر تم اجازت دو تو...

ایلینا: بڑی خوشی سے! آؤ اپنا بازو تو دو!

تسویتائیوا: جوڑے بنا لو! نیل واسیلیوچ تم میرے ساتھ آ جاؤ!

ششکن (تاتیانا سے): اور تم میرے ساتھ!

تیتی ریف: کہتے ہیں سنسار میں عورتیں زیادہ ہیں اور مرد کم — میں اس دیس کے بہت سے شہروں میں رہا ہوں مگر ایک بار بھی ایسا نہ ہوا کہ ایک آدھ عورت میرے لئے بچ گئی ہو —

ایلینا (ہنستے ہوئے، دروازے کی طرف بڑھتی ہے اور گنگناتی ہے): Allons, enfants de la patri... i... i... e!*

ششکن (پیوتر کو دھکیلتے ہوئے): اماں چلتے پھرتے نظر آؤ، اے وطن کے سپوت!

---

* مارسیلیز کے ترانے کے پہلے بول —

(شور مچاتے ہوئے باہر جاتے ہیں، گاتے ہیں، قہقہے لگاتے ہیں — چند لمحے کو کمرہ خالی رہتا ہے — پھر بیس‌سیمیونوف کے کمرے کا دروازہ کھلتا ہے اور اکولینا ایوانوونا باہر نکلتی ہے — جماہیاں لیتے ہوئے لیمپ بجھاتی ہے — کمرے سے بڑے میاں کی آواز آتی ہے — وہ ایک ہی آہنگ سے عبادت کر رہا ہے — اندھیرے میں اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے بڑی بی کرسیوں سے ٹکرا جاتی ہیں —)

پردہ

دوسرا ایکٹ

وهی منظر

موسم خزاں کا ایک دن — بیس‌سیمیونوف میز پر بیٹھا
هوا هے — تاتیانا خاموشی سے آهسته آهسته ٹہل رهی
هے — پیوتر دو کمروں کے درمیان دیوار کے پاس کھڑا
کھڑکی سے باهر جهانک رها هے —

بیس‌سیمیونوف: گھنٹه بھر هو گیا میں تمہارے ساتھ سر
کھپا رها هوں، مگر تمہارے کان پر جوں تک نہیں رینگتی — ایک
میری طرف پیٹھ کئے کھڑا هے اور دوسری هے که کمرے میں بد
روح کی طرح بھٹکتی پھر رهی هے —

تاتیانا: لو بیٹھ گئی... (بیٹھ جاتی هے —)

پیوتر (باپ کی طرف مڑتے هوئے): آپ کے جی میں کیا هے،
صاف صاف کہئے — آخر آپ هم سے چاهتے کیا هیں؟

بیس‌سیمیونوف: میں جاننا چاهتا هوں که آخر تم کیسے
لوگ هو — پیوتر، جاننا چاهتا هوں که تم کس ڈهب کے آدمی
هو—

پیوتر: ذرا ٹھہر جائیے — وقت اسے دیجئیے معلوم هو جائیگا —
آپ دیکھینگے اور آپ کی سمجھ میں آ جائیگا — لیکن پہلے مجھے
اپنی پڑھائی ختم کرنے دیجئیے —

بیس‌سیمیونوف : ہونہہ، پڑھائی — جاؤ، جاؤ، پڑھو! لیکن تم پڑھتے کب ہو— تم تو سارا وقت چھیلا بننے میں، اوٹ پٹانگ بگھارنے میں گنوا دیتے ہو— تم نے بات بات پر نک چڑھاپن دکھانے کا گر خوب سیکھا ہے — لیکن عقل خاک نہیں — تمہیں یونیورسٹی سے نکال دیا گیا — تمہارا خیال ہے ناانصافی کی گئی؟ ہرگز نہیں — طالب علم، طالب علم ہے — اس کا کام یہ نہیں کہ بتاتا پھرے، یہ یوں ہو اور وہ یوں ہو— اگر ہر ایرا غیرا نتھو خیرا قانون بنانے لگا تو پھر ایسا گڑ بڑ گھٹالا ہوگا کہ سمجھدار اور بھلے مانس لوگوں کے لئے اس دنیا میں سر چھپانے کی جگہ نہ رہیگی — پہلے تمہارا کام پڑھنا ہے اور جب تم اپنے کام میں یکتا ہو جاؤ تو پھر تمہارا وقت آئیگا کہ چیزوں کے خلاف انگلی اٹھاؤ— جب تک وہ وقت نہ آئے ہر شخص کو حق ہے کہ وہ تمہاری نکتہ چینی پر قہقہے لگائے — میں یہ سب اس لئے نہیں کہتا کہ میں کیڑے نکالنا چاہتا ہوں — یہ سب میں دل کی گہرائی سے کہتا ہوں — کیونکہ تم میرا گوشت پوست ہو، میرا خون ہو— میں یہ سب نیل سے نہیں کہونگا — منہ بولا بیٹا سہی لیکن خدا جانتا ہے اس کے ساتھہ بھی میں نے کتنا سر کھپایا ہے — مگر اس کی رگوں میں تو دوسرا خون دوڑ رہا ہے — وہ میرے کینڈے کا نہیں — جتنا بڑا ہوتا جاتا ہے، مجھہ سے الگ ہوتا جاتا ہے — میں دیکھتا ہوں —— وہ ڈھلا ڈھلایا بدمعاش ہوگا... ایکٹر یا اسی قسم کا کوئی جانور— کون جانے سوشلسٹ ہو جائیگا — ہو تو ہو مری بلا سے — جیسا کریگا ویسا بھریگا —

اکولینا ایوانوونا (دروازے سے جھانکتے ہوئے، بڑی سہمی ہوئی اور التجا بھری آواز میں) : کیوں جی، کھانا نہیں کھاؤ گے؟

بیس سیمیونوف (سختی سے) : نکل جاؤ یہاں سے! تم دوسروں کے پھٹے میں کیوں پاؤں ڈالتی ہو— (اکولینا ایوانوونا دروازہ بند

کر دیتی ہے — تاتیانا ملامت بھری نظر سے باپ کو دیکھتی ہے،
اٹھتی ہے اور پھر ٹہلنے لگتی ہے) دیکھا تم نے؟ تمہاری ماں کو
ایک پل چین نہیں پڑتا... ہر وقت سایہ کئے رہتی ہے — ہولتی
رہتی ہے کہیں میں تمہارا دل نہ دکھا دوں —میں کسی کا دل دکھانا
نہیں چاہتا — لیکن تم نے میرا دل دکھایا ہے اور بڑا گہرا گھاؤ لگایا
ہے — میں خود اپنے گھر میں پنجوں کے بل چلتا ہوں جیسے فرش پر کانچ کے
ٹکڑے بکھرے ہوئے ہوں — میرے پرانے دوستوں نے میرے گھر آنا بند
کر دیا ہے — وہ کہتے ہیں ''تمہارے بچوں کی تعلیم ہی کچھ
ایسی ہوئی ہے —— ہم ڈرتے ہیں، وہ ہمارے جیسے سیدھے سادے
لوگوں پر ہنسینگے —،، تم ان لوگوں پر نجانے کتنی بار ہنس چکے
ہو اور مجھ پر مارے شرم کے کتنی بار گھڑوں پانی پڑ چکا ہے —
میرے تمام دوستوں نے مجھے چھوڑ دیا ہے — گھر میں پڑھے لکھے
بال بچے نہ ہوئے طاعون ہوا — تم اپنے باپ کی طرف ذرا دھیان نہیں
دیتے، ایک بھلی بات، دل رکھنے والی بات نہیں کرتے، سر
میں کیا سمائی ہے کیا مجال جو بتا دو — میں تم لوگوں کے لئے
اجنبی ہوں، غیر ہوں — پھر بھی میں تم لوگوں کو چاہتا ہوں ——
ہاں تم سے محبت کرتا ہوں! سمجھتے ہو اس کا مطلب کیا ہے ——
کسی سے محبت درنے کا مطلب؟ یونیورسٹی سے نکالے گئے تم اور
کڑھتا میں ہوں — تاتیانا بےوجہ گھلتی چلی جا رہی ہے ——
یہ عمر ہونے کو آئی اور کنواری بیٹھی ہے — اور اس چیز سے خون
میرا کھولتا ہے — میری سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگوں سے کیا
کہوں — دوسری لڑکیاں بیاہ رچا کر مزے میں میاں کے گھر جا
بیٹھتی ہیں، کیا میری تاتیانا کسی سے ہیٹی ہے؟ پیوتر میں تمہیں
ایک انسان دیکھنا چاہتا ہوں —— طالب علم نہیں، انسان — ذرا
فلپ نزاروف کے بیٹے کو دیکھو —— اس نے پڑھائی ختم کی، ایک
ایسی لڑکی سے شادی کی جو اپنے ساتھ ڈھیر سا جہیز لائی، سالانہ

دو ہزار روبل کماتا ہے اور جلد ہی شہر کی کاؤنسل کا ممبر بننے والا ہے —

پیوتر: وقت آنے دیجئے، میری بھی شادی ہو جائیگی —

بیس‌سیمیونوف: اوہ، مجھے اس میں شبہ کب ہے! تم تو اس تاک میں ہو کہ کل ہی بیاہ رچا لو، لیکن سوال یہ ہے کہ کس سے؟ کسی بیوہ سے، کسی چھنال سے...

پیوتر (بھڑکتے ہوئے): آپ کو اسے اس نام سے پکارنے کا کوئی حق نہیں!

بیس سیمیونوف: کیا کہنے کا حق نہیں — بیوہ؟ یا چھنال؟

تاتیانا: ابا! خدا کے لئے، اوہ خدا کے لئے! پیوتر یا تو کمرے سے نکل جاؤ یا چپ رہو — میں چپ ہوں تو تم کیوں چپ نہیں رہ سکتے؟ میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آتا — ابا جب آپ کی بات سنتی ہوں تو لگتا ہے کہ آپ ٹھیک ہی کہہ رہے ہیں — بے شک، آپ ٹھیک کہتے ہیں — مجھے ذرا شبہ نہیں — لیکن جو بات آپ کے لئے ٹھیک ہے، ہمارے لئے ٹھیک نہیں... میرے اور پیوتر کے لئے — کیا آپ اتنی سی بات نہیں سمجھ سکتے؟ ہم اپنی نظر سے چیزوں کو دیکھتے ہیں... رکئے ابا، بگڑئے مت — ہم اور آپ دونوں ٹھیک راستے پر ہیں —

بیس سیمیونوف (اچھلتے ہوئے): یہ جھوٹ ہے! ہم میں سے ایک ہی ٹھیک راستے پر ہو سکتا ہے — میں ٹھیک راستے پر ہوں! تم ٹھیک راستے پر کیسے ہو سکتے ہو؟ کس طرح، بتاؤ، ثابت کرو!

پیوتر: ابا لال پیلے ہونے کی ضرورت نہیں — میں بھی یہی کہتا ہوں کہ آپ ٹھیک کہتے ہیں لیکن آپ جس نظر سے چیزوں کو دیکھتے ہیں وہ نظر ہمارے لئے بہت تنگ ہے، ہمیں اس میں گھٹن محسوس ہوتی ہے — ہم بڑھ کر اس دائرے سے نکل گئے ہیں — جس طرح ہم بڑھے تو ہمارے پرانے کپڑے چھوٹے ہو

گئے، بالکل اسی طرح — اس مبں ہمیں گھٹن ہوبی ہے، یہ ایک پھندا ہے — ہم اس مس الجھہ کر گر جابے ہیں — زندگی کو آپ جس نطر سے دیکھیے ھس اس سے ہمارا بھلا نہیں ہو سکتا —

بس سیمیونوف: بھلا نہس ہو سکتا، ہے نا؟ تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو؟ اوہ، ھاں ... تم نڑھے لکھے ہو اور میں؟ مس نرا گنوار ہوں! تم...

بابانا: یہ بات نہس ابا...

بس سیمیونوف: یہی بات ہے! یہی بات ہے اور بس — تمہارے دوست تم سے ملنے آیے ھس... اور گھر سر پر اٹھا لیتے ھس... راتوں کی نیند حرام ہو جاتی ہے — (تیوبر سے) اور تم مبری آنکھوں کے سامنے اس کوٹھے والی چھنال سے آنکھیں لڑاتے ہو — (بابانا سے) اور تم یوں بھٹکتی پھرتی ہو، ایسے دیکھتی ہو جیسے تمہارا ایک ایک اپنا پرایا تم سے بچھڑ گیا ہو — مس اور تمہاری ماں ایک کونے میں پڑے سڑتے رہتے ھس -

اکولینا ایوانوونا (کمرے مس گھستے ہوئے التجا بھری آواز مس): آہ، میرے کلیجے کے ٹکڑو! گویا مس... آؤ تیوبر کے ابا... جیسے مس گلہ شکوہ ہی تو کرتی پھرتی ہوں؟ مس اور کوئی مس!.. اگر تم آپس میں سر نہ پھوڑو تو مس تو خوش خوش کونے مس پڑی رہوں یا باہر گئوشالے مس لمبی تان کر پڑ رہوں! ایک دوسرے پر نہ برسو! میرے پیارو! نہس، پیارو نہس!

بس سیمیونوف (ایک ھاتھ سے اسے پکڑ کر دوسرے ھاتھ سے ہٹاتے ہوئے): یہاں سے نکل جا بڑھیا — ان کو تمہاری ضرورت نہس — ان کو ہم میں سے کسی کی ضرورت نہس — یہ دونوں بڑے تیز اور کائیاں ہیں — ہم ان کے کس کام کے — ہم ان کے ڈھب کے لوگ نہیں —

تاتیانا (کراھتے ھوئے) : کتنی خوفناک بات ھے! کتنی بھیانک بات ھے!

پیوتر (غصے میں پاگل) : کیا ابا آپ کی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ بڑی بے تکی بات ھے؟ خوفناک حد تک بے تکی — یکایک آسمان سے...

بیس سیمیونوف : یکایک؟ اوہ نہیں! نہیں یکایک نہیں! ایک زمانے سے یہ بات میرے دل میں پک رھی تھی، اندر ھی اندر...

اکولینا ایوانوونا : ان ھی کی مان لو، پیوتر! ان سے چیخ چیخ نہ کرو — تاتیانا اپنے باپ پر ترس کھاؤ —

بیس سیمیونوف : بے تکی؟ اوہ نہیں، تم بیوقوف ھو! بے تکی نہیں — یہ بات دردناک ھے — یکایک... باپ اور اولاد... دونوں ٹھیک! درندے ھو تم، ھاں بس درندے!

تاتیانا : پیوتر، کمرے سے نکل جاؤ! غصہ تھوک دیجئے ابا... میں التجا کرتی ھوں...

بیس سیمیونوف : سنگ دل درندے! سانس لینا دو بھر کئے دے رھے ھیں! آخر تمھیں دماغ کاھے کا ھے؟ تم نے آخر کون سا تیر مار لیا ھے کہ پیر زمین پر نہیں پڑتے؟ جہاں تک ھمارا سوال ھے، ھم جی چکے — ھم جئے، ھم نے کام کیا — یہ گھر بنایا —— کس کے لئے، تمھارے لئے — پاپ کئے، کس کے لئے، تمھارے لئے! اتنے گناہ کئے ھیں کہ تم ان کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے —— اور سب تمھارے کارن!

پیوتر (چلا کر) : اور کیا ھم نے کہا تھا یہ سب کرنے کو؟

اکولینا ایوانوونا : پیوتر! خدا کے لئے...

تاتیانا : کمرے سے چلے جاؤ نا پیوتر! میں اب یہ سب کچھ نہیں سہہ سکتی! میں چلی جاؤنگی یہاں سے! (کرسی میں دھنس جاتی ھے —)

بیس سیمیونوف : اہا! سچائی سے بھاگ رہے ہیں! جس طرح لاحول سے شیطان بھاگتا ہے — آخر تمہارا ضمیر چیخ پڑا!

نیل (دروازہ چوپٹ کھول دیتا ہے اور دروازے میں کھڑا ہو جاتا ہے — وہ ابھی ابھی کام سے لوٹا ہے — اس کا چہرہ میل اور گرد سے اٹا ہوا ہے — اس کے ہاتھ بھی میلے ہیں — وہ کیچڑ بھرے بوٹ اور پیٹی‌والی چھوٹی جیکٹ پہنے ہوئے ہے جو گرد اور میل سے چکٹ ہو رہی ہے — وہ بات کرتے ہوئے ایک ہاتھ آگے کی طرف اٹھاتا ہے) : مجھے تانگے کے لئے بیس کوپک چاہئیں — (اس کے اچانک آ جانے سے اور اس کی پر سکون آواز سن کر ہر شخص چلانا بند کر دیتا ہے اور چپ چاپ اسے دیکھنے لگتا ہے — اس کے آنے سے جو اثر ہوا ہے وہ فوراً بھانپ لیتا ہے اور وجہ بھی تاڑ جاتا ہے —)

نیل (ترس بھری مسکراہٹ کے ساتھ) : پھر نیا شگوفہ؟

بیس سیمیونوف (چلاتے ہوئے) : بدمعاش کہیں کے! کیا خیال ہے کہاں ہو تم!

نیل : کیوں، میں کہاں ہوں؟

بیس سیمیونوف : تمہاری ٹوپی، اتارو اپنی ٹوپی!

اکولینا ایوانوونا : لو! گھس پڑے کھانے کے کمرے میں ان میلے کپڑوں میں نواب صاحب! حد ہو گئی!

نیل : چلو جلدی سے کچھ پیسے کھرے کرو اور بس —

پیوتر (پیسہ دیتے ہوئے سرگوشی میں) : جہاں تک ہو سکے جلدی لوٹ آنا —

نیل (مسکراتے ہوئے) : میری مدد چاہئے؟ لوہے کے چنے چبانے پڑ رہے ہیں، ایں؟ پلک جھپکتے میں آیا —

بیس سیمیونوف : لو ایک اور نمونہ جو الٹ پلٹ من مانی کیا کرتا ہے اور اپنے سر میں نہ جانے کیسی کیسی پاگل پن کی باتیں

ٹھونس رکھی ھیں — دنیا میں کوئی بھی نہیں جس کی عزت ھو اس کے دل میں — یہ ھے نیل کی شان!

اکولینا ایوانوونا (اس کی نقل کرتے ھوئے): کوئی بھی نہیں — وہ تو لفنگا ھے لفنگا! بھاگو تاتیانا... جاؤ... ارے... جاؤ، استپانیدا سے کہو ھم کھانے کے لئے تیار ھیں —

(تاتیانا چلی جاتی ھے —)

بیس سیمیونوف (کڑوی مسکراھٹ کے ساتھ): اور پیوتر کو تم کہاں بھیجوگی؟ چ چ چ، بیوقوف عورت! کیا تم یہ نہیں دیکھہ سکتیں کہ یہ سب کیوں ھو رھا ھے — کیا میرا دماغ چل گیا ھے؟ اس کی وجہ یہ ھے کہ میں پریشان ھوں... میں ان کے لئے پریشان ھوں — یہ میرا غصہ نہیں ھے — یہ میری گھائل روح کی چیخ ھے — آخر تم ان کو بھگاتی کیوں رھتی ھو؟

اکولینا ایوانوونا: پیوتر کے ابا، میں جانتی ھوں — مجھے سارا حال معلوم ھے — ان کو دیکھہ کر کلیجہ منہ کو آتا ھے — میں اور تم تو بوڑھے ھوئے — ھم جو ھیں سو ھیں — اوہ خدایا! اب ھم کس کام کے رھے بھلا؟ بھلا کسی کو ھماری کیا ضرورت؟ مگر ان کی تو اپنی ساری زندگی پڑی ھے — سارے دھکے، ساری ٹھوکریں ان ھی کو تو کھانی ھیں — ھائے بیچارے!

پیوتر: سچ میری سمجھہ میں نہیں آتا ابا کہ آخر اتنا بوکھلا کیوں جاتے ھیں آپ؟ جانے آپ نے کیا کیا سوچ رکھا ھے...

بیس سیمیونوف: میں ڈرتا ھوں — میں وقت سے ڈرتا ھوں — وقت برا ھے — ھر چیز ٹوٹ پھوٹ رھی ھے — ھر چیز ڈھے رھی ھے — زندگی میں ایک اتھل پتھل مچی ھوئی ھے — میں تمہارے لئے ڈرتا ھوں — کیا ھو اگر؟.. پھر اس وقت بڑھاپے میں ھمارا آسرا کون ھوگا؟ تم ھی تو وہ لاٹھی ھو جس کے سہارے ھم کھڑے

هو سکتے ھیں! دیکھتے ھو نیل کو... کیا پر پرزے نکالے ھیں اس نے — اور تیتی‌ریف بھی — دونوں ایک ھی تھیلی کے چٹے بٹے ھیں — ان سے ذرا دور رھنا — وہ ھم سے نفرت کرتے ھیں — ھاں ھوشیار رھنا —

پیوتر: بکواس — مجھے کچھہ بھی نہیں ھوگا — میں کچھہ اور انتظار کرونگا — پھر یونیورسٹی کو لکھونگا اور معافی مانگ لونگا —

اکولینا ایوانوونا: پیوتر تو جلدی سے معافی مانگ لے — تو جو ایسا کرے تو باپ کے دل میں چین پڑے —

بیس‌سیمیونوف: جب تم اس طرح بات کرتے ھو تو میں تم پر اعتبار کرتا ھوں پیوتر... جب تم گمبھیرتا اور سوجھہ بوجھہ کی بات کرتے ھو، تب مجھے یقین آ جاتا ھے کہ تم ھم سے بری زندگی نہیں گزاروگے — لیکن ویسے...

پیوتر: آئیے ھم یہ قصہ ختم کریں — ھم بار بار یہ راگ لاپ چکے ھیں —

اکولینا ایوانوونا: اللہ کی رحمت ھو تم پر! میرا دھن دولت سبھی کچھہ تم ھی تو ھو اس دنیا میں!

بیس‌سیمیونوف: اور پھر تاتیانا کو لو! اسے تب کا یہ پڑھانے لکھانے کا چونچلا چھوڑ دنیا چاھئے تھا — اس کو کون سے لعل موتی مل جاتے ھیں اس سے — یونہی ھلکان ھوتی رھتی ھے اور بس —

پیوتر: واقعی اس کو آرام کی ضرورت ھے —

اکولینا ایوانوونا: ھاں ھاں، اس کو سکھہ چاھئے، چین چاھئے!

نیل (اس نے اب نیلی جیکٹ پہن لی ھے — لیکن اب تک ھاتھہ منہ نہیں دھویا ھے): کیا کھانا تیار ھے؟

(نیل کو دیکھہ کر پیوتر تیزی سے گلیارے میں چلا جاتا ھے —)

بیس سیمیونوف : ذرا صورت تو دیکھو— دھانا مانگنے سے پہلے منہ ھاتھہ دھوکر حلیہ تو ٹھیک کر لیا ھوتا —

نیل : منہ ھی دھونا تو ھے، پہاڑ دھونا تو ھے نہیں! ایک آن میں دھل جائیگا — اف بھوک سے جان نکلی جا رھی ھے — برفیلی بارش، زوروں کی ھوا، انجن پرانا، بالکل چھکڑا... پچھلی رات بڑا سخت وقت گزرا — میں تھک کر چور ھو گیا ھوں — کتنا مزا آئے جو میں اپنے مالک کو انجن میں بٹھا کر ایسے موسم میں ذرا سیر کرا دوں —

بیس سیمیونوف : ذرا اور نکال لو دل کی بھڑاس — تم اپنے مالکوں کے خلاف ان دنوں خوب زبان چلانے لگے ھو— ذرا ھوشیار رھنا کہیں لینے کے دینے نہ پڑ جائیں —

نیل : مالکوں کو کچھہ نہ ھوگا —

اکولینا ایوانوونا : تمہارا باپ مالکوں کے بارے میں نہیں کہتا، وہ تو تمہارے بھلے کی سوچتا ھے —

نیل : ھاں، میرے بھلے کی...

بیس سیمیونوف : ھاں تمہارے بھلے کی!

نیل : اوھو، ھو...

بیس سیمیونوف : تمہارا یہ اوھو ھو بالکل نہیں چلیگا! تم میری بات تو سنو!

نیل : میں سن رھا ھوں —

بیس سیمیونوف : تمہارا دماغ چل گیا ھے —

نیل : کیا بہت دنوں سے میرا دماغ چلا ھوا ھے؟

بیس سیمیونوف : میرے سامنے ایسی زبان نہ نکالو—

نیل : لیکن میرے پاس تو یہی ایک زبان ھے —(زبان نکالتا ھے) اسی زبان سے میں سب سے بات کرتا ھوں —

اکولینا ایوانوونا (سر ہلاتے ہوئے) : شرم کر، لڑکے، شرم کر، ذرا سوچ تو سہی کس کے سامنے تو زبان نکال رہا ہے —

بیس سیمیونوف : ٹھہرو، پیوتر کی ماں، بیچ میں نہ ٹپکو — (اکولینا ایوانوونا باہر نکل جاتی ہے — وہ اب تک سر دھن رہی ہے) تم بڑے گرو گھنٹال بنتے ہو — میں تم سے دو دو باتیں کرنی چاہتا ہوں —

نیل : کھانے کے بعد؟

بیس سیمیونوف : نہیں، ابھی!

نیل : کیا آپ کھانے تک انتظار نہیں کر سکتے؟ میں سچ مچ تھکا ہوا اور بھوکا ہوں اور ہڈیاں تک اکڑی جا رہی ہیں — برا نہ مانئے، تھوڑی دیر کو اٹھا رکھئے — اور پھر —— بات کرنے کو دھرا ہی کیا ہے؟ آپ جھگڑینگے اور میں آپ سے جھگڑا مول لینا نہیں چاہتا — میں تو یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ آپ سیدھے سیدھے... میرے منہ پر کہہ دیں... کہ آپ مجھے برداشت نہیں کر سکتے اور میں...

بیس سیمیونوف : تو جاؤ جہنم میں! (اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے اور دھڑ سے دروازہ بند کر لیتا ہے —)

نیل (بڑبڑاتا ہے) : اچھا ہوا! میں شیطان کے ساتھ رہنا تمہارے پاس رہنے سے بہتر سمجھتا ہوں — (گنگناتے ہوئے کمرے میں ٹہلتا ہے — تاتیانا اندر آتی ہے) کیا ایک اور قیامت آ لی؟

تاتیانا : تم سوچ نہیں سکتے...

نیل : ہاں میں سوچ سکتا ہوں — شیطان کی آنت جیسی کامیڈی کا ایک سین ''نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے،،!

تاتیانا: هاں تم مزے میں اس طرح باتیں کر سکتے ہو—تمہیں ان جھگڑوں سے الگ تھلگ رہنے کا گر آتا ہے—

نیل: میں ان سب ہنگاموں کو دھکیل کر ایک طرف ہٹا دیتا ہوں— اور بہت جلد میں ان سب ہنگاموں سے ہمیشہ ہمیشہ کو نکل جاؤنگا— مجھے ڈپو میں میکانک کا کام ملنے والا ہے— میں لگاتار ہر رات مال گاڑی لے کر مارے مارے پھرنے سے اکتا چکا ہوں، تھک چکا ہوں— بات ہی اور ہوتی جو یہ مسافر یا ڈاک گاڑی ہوتی —— ہوا کو چیرتی ہوئی، دمادم، کھلی ہوا میں دندناتی ہوئی بل کھاتی ہوئی— لیکن... یہاں تو... کچھوے کی چال سے رینگتے رہو—— فائرمین کو چھوڑ کر نہ کوئی سنگی نہ ساتھی— گڈھے کے پانی کی طرح جمی ہوئی زندگی— مجھے تو لوگوں کے میلے میں مزا لگتا ہے—

تاتیانا: اور پھر بھی تم ہمارے پاس سے دور چلے جانا چاہتے ہو—

نیل: معاف کرنا کوئی بھی ہو، تمہارے پاس سے بھاگنا چاہیگا— میں تو شور، گہماگہمی، کام اور بھولے بھالے سیدھے سادے خوش اور مگن لوگوں کا رسیا ہوں— کیا تم لوگ اپنے آپ کو زندہ سمجھتے ہو؟ تم لوگ تو بس زندگی کے ساحل پر کھڑے رہتے ہو اور نجانے کیوں آہیں بھرتے اور منہ بسورتے رہتے ہو— کس آدمی سے، کس چیز سے تم لوگ اکتائے ہوئے ہو، میری سمجھ سے باہر ہے—

تاتیانا: سچ؟

نیل: ہاں سچ جب ایک کروٹ سوتے سوتے آدمی تھک جاتا ہے تو وہ کروٹ بدل لیتا ہے، لیکن جب اسے زندگی میں کل نہیں پڑتا تو وہ بڑبڑاتا اور کوستا ہے اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہتا ہے— تم کروٹ لینے کی کوشش کیوں نہیں کرتیں؟

تاتیانا : کسی فلسفی نے کہا ہے کہ صرف بیوقوفوں کو زندگی سیدھی سادی اور آسان معلوم ہوتی ہے —

نیل : بیوقوفوں کو؟ معلوم ہوتا ہے فلسفی اس میدان کے بڑے شہسوار ہیں! میں کوئی سادھو مہاتما نہیں بنتا — بس کسی وجہ سے یہاں کی زندگی مجھے بہت ہی پھیکی اور بوجھل لگتی ہے — ممکن ہے اس کی وجہ تمہاری ہر وقت کی ہائے وائے ہو — بھلا ہائے وائے کیوں کرو؟ کون دوڑا آ رہا ہے تمہاری مدد کو؟ کوئی بھی نہیں — کوئی بھی نہیں جو تمہاری مدد کرے —— اور اگر کوئی ہوتا بھی تو اس کی مدد کوڑی کام کی نہ ہوتی —

تاتیانا : تمہارا دل پتھر کیوں ہو گیا ہے نیل؟

نیل : کیا تم اسی کو دل پتھر ہونا کہتی ہو؟

تاتیانا : کٹھور نہیں کے — تمہیں یہ چھوت تیتی‌ریف سے لگا ہے — وہ نجانے کیوں ہر آدمی سے نفرت کرتا ہے —

نیل : ہر آدمی سے نہیں — (ہنستا ہے) کیا تمہیں یہ محسوس ہوا کہ تیتی‌ریف دیکھنے میں کلہاڑی معلوم ہوتا ہے؟

تاتیانا : کلہاڑی؟ کیا مطلب ہے تمہارا؟

نیل : ہاں ایک معمولی کلہاڑی جس کا دستہ لکڑی کا ہوتا ہے —

تاتیانا : دل لگی بند کرو — بس رہنے دو... تم سے بات کر کے جی خوش ہوتا ہے، تمہاری باتیں اتنی اچھوتی، اتنی نرالی ہوتی ہیں... مگر تم اتنے... اف کتنے بےپروا ہو...

نیل : کس چیز سے بےپروا؟

تاتیانا : لوگوں سے... مجھے لے لو، مجھ سے بےپروا ہو —

نیل : ہونہہ... نہیں میں ہر ایک سے بےپروا نہیں ہوں...

تاتیانا : لیکن تم مجھ سے آنکھ پھیر لیتے ہو —

نیل : تم سے؟ (دونوں چپ ہو جاتے ہیں — نیل اپنے جوتے کا پنجہ دیکھنے لگتا ہے — تاتیانا اس کو امید بھری نظروں سے

گھورتی ہے) دیکھو... تم... میں (تاتیانا اس کی طرف کھنچتی ہے مگر وہ دیکھتا نہیں) میں... ار... میں تم کو چاہتا ہوں... اور تمہاری عزت کرتا ہوں — لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم اسکول کی استانی کیوں ہو؟ تم کو یہ کام جچتا نہیں — اس سے تمہیں جھنجلاہٹ ہوتی ہے — تم اس سے تھک جاتی ہو — اور یہ پڑھانا ایک بڑا کام ہے — بچے مستقبل کے چراغ ہیں، آج بچے ہیں، کل وہی مرد اور عورتیں ہونگے — ان کی چاہت اور ان سے لگاؤ ہونا چاہئے تمہارے دل میں — اگر تم کوئی کام اچھی طرح کرنا چاہتی ہو تو ضروری ہے کہ تمہارے دل میں اس کام کا چاؤ ہو — مجھے ہی لے لو — مجھے تو لوہار کی نہائی پر کام کرنے میں مزا آتا ہے — میرا تو دل جھوم اٹھتا ہے — لوہے کا بے ھنگم ڈلا ہو، دھکتا ہوا، لال لال! میں اس پر ہتوڑا برسا رہا ہوں، چنگاریوں کی پھلجھڑیاں چھوٹ رہی ہیں، چنگاریاں لپک رہی ہیں، آنکھیں ہیں کہ بند ہوئی جا رہی ہیں، ہتوڑے کی چوٹ سے لوہے کا دھکتا ہوا لال ڈلا ہے کہ بہاکا جا رہا ہے — جیسے اس میں زندگی کی تڑپ ہو، جیسے وہ سانس لے رہا ہو اور میں ہوں کہ ہتوڑے کی چوٹ سے جیسے چاہتا ہوں اس کی شکل بدلے دے رہا ہوں...

تاتیانا: اس کام کے لئے آدمی میں بل بوتے کی ضرورت ہے —

نیل: اور ہنر کی بھی —

تاتیانا: نیل کیا تم کبھی ترس نہیں کھاتے؟

نیل: بتاؤ کس پر نہیں کھاتا ترس؟

ایلینا (آتی ہے): تم نے ابھی کھانا تو نہیں کھایا، ایں؟ بہت اچھا — آؤ میرے ساتھ کھانا کھاؤ — ذرا دیکھنا میں نے کیا سموسے تلے ہیں — قانون‌داں صاحب کہاں ہیں؟ ہاں کیا سموسے بنائے ہیں، لگتا ہے سیدھے جنت سے آ رہے ہیں گرما گرم!

نیل (ایلینا کے پاس جاتے ہوئے): بڑی خوشی سے کھاؤنگا! تمہارے جنت کے سارے سموسے ایک ھی لقمے میں چٹ کر جاؤنگا — میں بھوک سے مرا جا رہا ھوں اور یہ لوگ جان بوجھ کر مجھے کھانے کو نہیں دے رہے ھیں — نجانے کیوں یہ لوگ الٹا مجھے کھانے کو دوڑ رہے ھیں —

ایلینا: میرا خیال ھے تمہاری زبان کا قصور ھوگا — آؤ، چلو تانیا —

تاتیانا: پہلے ذرا اماں کو بتا دوں... (چلی جاتی ھے —)

نیل: تم کو یہ کیسے معلوم ھوا کہ میں نے زبان نکال کر بڑے میاں کا منہ چڑایا؟

ایلینا: میں نہیں جانتی! کیا سچ تم نے منہ چڑایا؟ مجھے سارا ماجرا سناؤ —

نیل: میں زیادہ اچھا یہ سمجھتا ھوں کہ تم مجھے جنت کے سموسوں کے بارے میں بتاؤ —

ایلینا: خیر پریشان نہ ھو — مجھے معلوم ھو جائیگا — اور سموسے... ھاں جانتے ھو مجھے سموسے بنانا کس نے سکھایا؟ ایک قیدی نے جو قتل کی سزا بھگت رہا تھا — میرا میاں اس سے باورچی خانے کا کام لیتا تھا — بیچارا اتنا لاغر اور ٹھگنا سا تھا...

نیل: کون، تمہارا میاں؟

ایلینا: اوئی، نہیں! میرا میاں تو چھ فٹ پانچ انچ لمبا تھا —

نیل: اچھا، چھوٹا سا بلما مورے انگنا میں گلی کھیلے —— ایں؟

ایلینا: بڑے من چلے ھو — اور جانتے ھو اس کی مونچھیں اتنی لمبی تھیں، جی (اپنی انگلیوں سے اشارے کرتی ھے) دونوں طرف چھ چھ انچ —

نیل : میں نے آج تک کبھی آدمی کی خوبیوں کو انچوں میں نپتے دیکھا، نہ سنا!

ایلینا : افسوس! لے دے کے اس میں ایک ھی خوبی تو تھی —— یہ بڑی بڑی مونچھیں —

نیل : بڑے افسوس کی بات ھے — ھاں تو پھر سموسوں کا کیا ھوا —

ایلینا : قیدی باورچی تھا اور اس نے اپنی بیوی کا خون کیا تھا — لیکن مجھے وہ بہت بھاتا تھا — میں نہیں سمجھتی کہ وہ واقعی بیوی کا خون کرنا چاھتا ھوگا...

نیل : ظاھر ھے نہیں — یونہی اتفاق سے ھو گیا ھوگا —

ایلینا : اوہ، بھاگ جاؤ یہاں سے! میں تمہیں منہ لگانا نہیں چاھتی! (تاتیانا دروازے میں آتی ھے اور ان کو دیکھتی ھے — پیوتر دوسرے دروازے سے داخل ھوتا ھے) ارے، وکیل صاحب! اوپر آ جاؤ اور ذرا ھمارے سموسے چکھو!

پیوتر : بڑی خوشی سے —

نیل : بیچارے سے کچھہ بدتمیزی ھو گئی ھوگی... آج ابا میاں نے تھوڑی سے مرمت کر دی...

پیوتر : اوہ چھوڑو بھی!

نیل : ھاں میں حیران ھوں —— بیچارا اجازت بنا تمہارے کمرے میں کیسے جا سکتا ھے؟

پیوتر (اپنے ماں باپ کے کمرے کی طرف گھبرا کر دیکھتا ھے) : آؤ چلنا ھے تو پھر چلیں!

تاتیانا : تم جاؤ، میں ایک منٹ میں آئی —

(نیل، پیوتر، ایلینا چلے جاتے ھیں —)

اکولینا ایوانوونا (تاتیانا اپنے کمرے میں قدم رکھنے ھی والی ھے) : تاتیانا!

تاتیانا (رک کر بے صبری سے شانے اکڑا لیتی ہے) : ہاں!

اکولینا ایوانوونا (دروازے میں) : یہاں آؤ — (قریب قریب سرگوشی میں) کیا پیوتر پھر اس عورت سے ملنے گیا ہے اوپر؟

تاتیانا : ہاں... اور میں بھی جا رہی ہوں —

اکولینا ایوانوونا : اے میرے خدا، میرے خدا! وہ اسے اپنے جال میں پھانس لیگی، دیکھہ لینا! مجھے تو یہی دھڑکا لگا ہوا ہے! اس کو سمجھاؤ تانیا — اس سے کہو کہ دور رہے چڑیل سے — اس سے کہو چڑیل کا اور اس کا کوئی میل نہیں... میں خوب اچھی طرح جانتی ہوں ہاں—— اس کے پاس تین ہزار روبل اور میاں کی پنشن کے سوا اور کچھہ نہیں —

تاتیانا : تم بیچ میں نہ پڑو اماں — ایلینا تو پیوتر کو آنکھہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتی —

اکولینا ایوانوونا : وہ جان بوجھہ کر ایسا کرتی ہے! میں کہتی ہوں، جان بوجھہ کر — اس کو رجھانے اور اکسانے کے لئے — وہ یونہی بنتی ہے کہ اس کے من میں پیوتر کی کوئی چاہ نہیں — مگر ہر آن وہ اس کو یوں گھورتی رہتی ہے جیسے بلی چوہے کی گھات میں ہو —

تاتیانا : میری بلا سے! اگر تمہارا جی کھدبد کرتا ہے تو آپ ہی بات کر دیکھو لیکن مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو — میں تھک گئی ہوں، دیکھتی نہیں اماں؟

اکولینا ایوانوونا : تم کو میں اسی آن تھوڑے ہی کہہ رہی ہوں بات کرنے کو — لیٹ جا میری بٹیا، ذرا کمر سیدھی کر لے —

تاتیانا (قریب قریب چیختے ہوئے) : کمر سیدھی کر لے! اب میں جنم جنم کو تھک چکی ہوں... مرتے دم تک یونہی تھکی رہونگی، سنتی ہو اماں؟ تم سے، سب سے، ہر چیز سے اوب چکی ہوں —

(لپک کر گلیارے میں جاتی ھے — اکولینا ایوانوونا اس کی طرف ایک قدم بڑھتی ھے جیسے اسے روکنا چاہ رھی ھو — پھر ایک بے بسی کا سا انداز بنا لیتی ھے اور چپ چاپ کھڑی ھو جاتی ھے جیسے آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا ھو —)

بیس‌سیمیونوف (دروازے سے جھانکتے ھوئے) : پھر تو تو میں میں؟

اکولینا ایوانوونا : نہیں — کوئی ایسی ویسی بات نہیں — بس وہ...

بیس‌سیمیونوف : بس وہ کیا؟ کیا اس نے پلٹ کر زبان چلائی؟

اکولینا ایوانوونا (جلدی جلدی) : اوہ نہیں! تمہیں تو یونہی وھم ھو گیا ھے؟ میں نے صرف اتنا کہا کہ کھانے کا وقت ھو گیا ھے اور اس نے کہا کہ وہ کھانا نہیں کھانا چاھتی اور میں نے کہا مگر کیوں اور اس نے کہا...

بیس‌سیمیونوف : پیوتر کی ماں تم جھوٹ بول رھی ھو —

اکولینا ایوانوونا : نہیں، میں سچ کہہ رھی ھوں —

بیس‌سیمیونوف : ان کی خاطر تم کتنا جھوٹ بولتی ھو! ذرا آنکھ تو برابر کرو مجھ سے! نہیں کر سکتیں ایں؟ چ چ چ! (اکولینا ایوانوونا سر جھکائے ھوئے اپنے شوھر کے سامنے خاموش کھڑی رھتی ھے — وہ اپنی داڑھی سے کھیلتا رھتا ھے اور ٹھنڈی سانس لیتا ھے) ھم نے ان کو پڑھایا لکھایا، بڑی غلطی کی —

اکولینا ایوانوونا (نرمی سے) : یہ بات نہیں ھے پیوتر کے ابا — زمانہ ھی ایسا ھے — ان پڑھ اور سیدھے سادے لوگ بھی پڑھے لکھوں سے کم تھوڑی ھیں —

بیس‌سیمیونوف : بال بچوں کو اپنے سے زیادہ پڑھانے لکھانے سے بات بنتی نہیں — سب سے بری بات یہ ھے کہ ان میں کوئی جان

نہیں، کوئی آگ نہیں — آدمی میں کوئی انوکھی بات تو ہو — ان میں ایسی کوئی بات نہیں — اب نیل کو لے لو... وہ منہ پھٹ ہے، بے شرم ہے، بدمعاش ہے، لیکن اس کی اپنی نرالی شان ہے — وہ بڑا خطرناک ہے، لیکن وہ سمجھہ میں تو آتا ہے — (ایک گہری ٹھنڈی سانس بھرتا ہے) جب میں جوان تھا تو گرجا کے سنگیت پر جان دیتا تھا اور جنگل میں سانپ کی چھتریاں اکٹھی کرتا تھا — بتاؤ ایسی کوئی چیز ہے جس پر پیوتر جان دیتا ہو؟

اکولینا ایوانوونا (سہمی ہوئی ٹھنڈی سانس لیتی ہے): وہ پھر رانی صاحبہ سے ملنے اوپر گیا ہوا ہے —

بیس‌سیمیونوف: اچھا، سچ؟ ذرا رک جاؤ — میں اس لونڈیا کی طبعیت ہری کر دونگا! (تیتی‌ریف اندر آتا ہے — بہت زیادہ نیند کا ماتا اور اداس معلوم ہوتا ہے — اس کے ایک ہاتھہ میں وودکا کی بوتل ہے اور دوسرے میں ایک گلاس) پھر وہی چال بے‌ڈھنگی، تیتی‌ریف؟

تیتی‌ریف: جب رات کی عبادت ختم ہوئی...

بیس‌سیمیونوف: آخر وجہ کیا ہے؟

تیتی‌ریف: کوئی وجہ نہیں — کیا کھانا جلد ہی تیار ہو جائیگا؟

اکولینا ایوانوونا: بس میز لگانے کی دیر ہے — (کھانا لگانے لگتی ہے —)

بیس‌سیمیونوف: بڑے دکھہ کی بات ہے تیتی‌ریف! تمہارے جیسا سوجھہ بوجھہ والا آدمی اور شراب میں ڈوب کر مٹ جائے!

تیتی‌ریف: میرے معزز نواب صاحب آپ غلطی پر ہیں — شراب میری مٹی نہیں پلید کر رہی ہے — میری رگوں میں بہت زیادہ خون موجیں مار رہا ہے — دراصل اسی کی گرمی مجھے تباہ کئے دے رہی ہے — ضرورت سے زیادہ طاقت —— یہ ہے میری تباہی!

بیس‌سیمیونوف: ضرورت سے زیادہ طاقت ـــ اس نام کی کوئی چڑیا نہیں!

تیتی‌ریف: پھر آپ غلطی پر ھیں ـ طاقت ھے کس کام کی ان دنوں؟ ان دنوں مانگ تو چالاکی اور مکاری کی ھے ـ چالبازی اور لچک چاھئے ـ آدمی کو سانپ کی طرح بل کھانا چاھئے، لومڑی کی طرح عیار ھونا چاھئے ـ (آستین چڑھا کر بازو کی مچھلیوں کی نمائش کرتا ھے) ذرا دیکھو! ایک گھونسے میں اس میز کا بھرکس اڑ جائے ـ مگر یہ گٹھیلا بدن ان دنوں کس کام کا؟ میں ان ھاتھوں سے لکڑی کاٹ سکتا ھوں لیکن ان انگلیوں سے لکھنے کی کوشش بیکار ھوگی ـ آخر اپنی اس طاقت، اس ولولے، اس جوش کا کیا کروں، کہاں اچار ڈالوں؟ اس کا بس ایک ھی مصرف رہ گیا ھے کہ میلے میں کرتب دکھاؤں ـــ بھاری وزن اٹھاؤں، لوھے کی زنجیریں توڑوں... اور اسی قسم کی بکواس ـ لیکن ایک زمانہ تھا کہ میں طالب علم تھا، جی ھونہار طالب علم تھا... اور اسی وجہ سے مجھے اسکول سے نکال دیا گیا ـ اور اب میں تماشا بننا نہیں چاھتا کہ تمہارے جیسے لوگ چپ چاپ اطمینان کے ساتھہ مجھے گھورتے رھیں ـ میں چاھتا ھوں کہ مجھے دیکھو تو تم بے چین ھو جاؤ، لرز اٹھو، گھبراؤ اور دیکھتے رھو ـ

بیس‌سیمیونوف: تم بڑے بدمعاش ھو ـ

تیتی‌ریف: میرے جتنے بڑے جانور کبھی بدمعاش نہیں ھوتے ـــ لگتا ھے تم جانوروں کے بارے میں اپنا علم بھول گئے ـ قدرت بڑی چالاک ھے ـ لمبا تڑنگا اور بھاری بھرکم تو خیر میں ھوں ھی ـ اگر ساتھہ ھی خبیث بھی ھوتا تو بھلا بتاؤ کہ تم میرے چنگل سے کیسے بچ سکتے تھے؟

بیس‌سیمیونوف: میں اس کی کوشش کرونگا بھی نہیں ـــ اور کروں بھی کیوں؟ آخر میں اپنے گھر میں رھتا ھوں، کسی اور کے دروازے پر تو نہیں پڑا ھوں!

اکولینا ایوانوونا: پیوتر کے ابا اس سے بات مت کرو—

تیتی ریف: بالکل ٹھیک! تم اپنے گھر میں ہو— ساری دنیا تمہارا گھر ہے— تم نے خود بنائی ہے یہ دنیا، یہ گھر— اسی وجہ سے اس میں میرے لئے کوئی جگہ نہیں، میرے محترم نواب صاحب—

بیس سیمیونوف: تم جس طرح زندگی گزارتے ہو بھلا اس میں رکھا کیا ہے؟ بالکل بکواس— لیکن اگر تم چاہتے...

تیتی ریف: میں نہیں چاہتا— میں ہر چیز سے بڑی شدت سے نفرت کرتا ہوں— میں تمہارے جیسے لوگوں کے لئے جینے اور کام کرنے سے بہتر یہ سمجھتا ہوں کہ شراب میں غوطے لگاؤں اور جہنم کا راستہ لوں— کیا تم کبھی تصور کر سکتے ہو کہ میں ہوش و حواس میں ہوں، سلیقے سے کپڑے پہنے ہوئے ہوں اور تم سے ایک ناچیز خادم کی طرح بڑی چاپلوسی سے بات چیت کر رہا ہوں؟ نہیں تم ایسا نہیں سوچ سکتے— (پولیا کمرے میں آتی ہے— لیکن تیتی ریف پر نظر پڑتے ہی الٹے پاؤں لوٹ جاتی ہے— وہ اسے دیکھ لیتا ہے، کھل کے مسکراتا ہے اور اس کی طرف اپنا ہاتھ اٹھاتا ہے) ارے... ڈرو مت— میں ایک لفظ منہ سے نہیں نکالونگا کیونکہ میں سب کچھ جانتا ہوں—

پولیا (کچھ بوکھلاتے ہوئے): کیا؟ نہیں، تم کچھ نہیں جانتے—

اکولینا ایوانوونا: اچھا تو تم یہاں ہو! جاؤ اور استپانیدا سے کہو شوربہ لے آئے—

بیس سیمیونوف: ہاں کب کا وقت ہو چکا... (تیتی ریف سے) واقعی جب تم باتیں کرتے ہو اور خاص طور پر جب اپنے بارے میں خیال ظاہر کرتے ہو تو مجھے بڑا مزا آتا ہے— ذرا صورت تو دیکھو— واہ کیا حلیہ بنایا ہے، ماننا پڑیگا! ادھر تمہارے منہ سے باتوں کی

دھار پھوٹی اور ادھر تمہاری ساری کمزوریاں چھلک کر سامنے آ گئیں — (وہ نرمی سے، کچھ گھونٹتے ہوئے چہکتا ہے —)

تیتی‌ریف: تم ہو مزیدار آدمی — تم کچھ عقل‌مند بھی ہو اور کچھ بیوقوف بھی، بھلے بھی ہو اور برے بھی، ایماندار بھی ہو اور بےایمان بھی، بہادر بھی ہو اور ڈرپوک بھی... مطلب یہ کہ —— نمونے کے ٹٹ پونجئے! ساری گھٹیا اور بازاری خوبیاں تم میں کھل کھیلتی ہیں اور یہ ایک ایسی قوت ہے جس کے آگے بڑے بڑے سورما بھی سر جھکا دیتے ہیں — یہ ایک ایسی طاقت ہے جو ہمیشہ زندہ رہتی ہے اور ہمیشہ جس کی جیت ہوتی ہے— اس لئے اے شاندار چھچھوندر، آؤ گرم کلے کے شوربے سے پہلے شراب پئیں!

بیس‌سیمیونوف: شوربہ تو آنے دو — لیکن تم اتنے ٹھرے کیوں ہو؟ بے وجہ لوگوں کو کچوکے کیوں لگاؤ، کاٹنے کو کیوں دوڑو؟ اپنی بات نرمی اور مٹھاس سے کہو، خوبصورتی سے، تا کہ لوگ سن کر خوش ہوں — کوئی بھی ہتک اور ذلت پسند نہیں کرتا — کوئی بھی نہیں، ہاں بیوقوفوں کی بات اور ہے!

نیل (اندر آتا ہے): کیا پولیا آئی؟

تیتی‌ریف (ہلکی ہنسی کے ساتھہ): آ گئی —

اکولینا ایوانوونا: تمہیں کیا فکر؟

نیل (سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے تیتی‌ریف سے): پھر وہی راگ؟ ان دنوں تم نے بڑا زور باندھہ رکھا ہے —

تیتی‌ریف: انسان کا خون پینے سے اچھا ہے کہ آدمی ووڈکا پئے اور خاص طور پر ایسے میں جبکہ انسان کا خون اتنا سفید اور خراب ہو گیا ہو — اچھا اور گرم خون بہت کم باقی رہ گیا ہے — سارا خون چوسا جا چکا ہے —

(استپانیدا شوربہ اور پولیا گوشت کا برتن لئے ہوئے آتی ہیں —)

نیل (پولیا کے پاس جاتے ہوئے) : کہو پولیا — کیا تمہارا جواب تیار ہے؟

پولیا (زیرلب) : یہاں نہیں، بھری محفل میں نہیں —

نیل : کیوں نہیں؟ ہمیں ڈر کاہے کا ہے بھلا؟

بیس‌سیمیونوف : کیا بات چیت ہو رہی ہے، کیا قصہ ہے؟

نیل : قصہ کچھ نہیں، بات چیت ہو رہی ہے اپنے اور اس کے بارے میں —

اکولینا ایوانوونا : کیا؟

بیس‌سیمیونوف : میں سمجھا نہیں —

تیتی‌ریف (ہلکی ہنسی کے ساتھ) : میں سمجھ گیا — (گلاس میں وودکا انڈیلتا ہے اور پینے لگتا ہے —)

بیس‌سیمیونوف : یہ سب ہے کس چیز کے بارے میں؟ تم نے کیا کہا پولیا؟

پولیا (گھبرا کر) : کچھ نہیں —

نیل (میز پر بیٹھتے ہوئے) : یہ ایک راز ہے — بڑا بھید!

بیس‌سیمیونوف : اگر یہ کوئی راز ہے تو بھاگو یہاں سے اور کسی کونے میں کھسر پھسر کرو — یہاں نہیں! بہت ہو لیا، یہ تو ایسا ہے کہ آدمی اپنا گھربار چھوڑ کر بھاگ جائے! یہ سب اشارہ بازیاں، کھسر پھسر اور ساز باز اور میں بیوقوف کی طرح منہ کھولے منہ تکتا رہوں — نیل تم مجھے سمجھتے کیا ہو، آخر میں ہوں کون؟

اکولینا ایوانوونا : سچ نیل، یہ بالکل...

نیل (اطمینان سے) : تم میرے منہ بولے باپ ہو — لیکن جوش میں آنے اور تماشا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں — کوئی خاص بات ہوئی ہی نہیں...

پولیا (اٹھتے ہوئے): نیل... نے... مجھ سے... کل شام کو مجھ سے کہا... مجھ سے پوچھا...

بیس‌سیمیونوف: پھوٹو، پھوٹو منہ سے!

نیل (اطمینان سے): اس کو ڈرانے کی کوشش مت کرو — میں نے اس سے پوچھا تھا کیا تم مجھ سے شادی کروگی —

(بیس‌سیمیونوف کا چمچہ ہوا میں معلق رہ جاتا ہے اور وہ حیران نظروں سے نیل اور پولیا کو گھورتا ہے — اکولینا ایوانوونا بھی ہکا بکا رہ جاتی ہے — تیتی‌ریف خلا میں گھورتا ہے اور آہستہ آہستہ آنکھیں جھپکاتا ہے — گھٹنے پر رکھا ہوا ہاتھ رہ رہ کر تھرتھراتا ہے — پولیا سر جھکا کر کھڑی ہو جاتی ہے —)

نیل (بات جاری رکھتے ہوئے): اور اس نے کہا کہ آج جواب دیگی — بس اتنی سی بات!

تیتی‌ریف (ہاتھ جھٹکتے ہوئے): اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا — سیدھی سادی بات ٹھہری، چلو قصہ ختم!

بیس‌سیمیونوف: تو یہ بات ہے — سچ بالکل سیدھی سادی — (کڑواہٹ کے ساتھ) اور بڑی نرالی اور نئی — بالکل نئی روشنی کی بات — لیکن بھلا اس سے مجھے کیا؟

اکولینا ایوانوونا: ہائے ایسا کاہے کو کبھی میں نے سنا ہوگا! بڑا سر پھرا چھوکرا ہے تو — تجھے چاہئے تھا پہلے ہمارے کان میں بات ڈالتا —

نیل (دکھی انداز میں): واقعی مجھے کتے نے کاٹا تھا جو میں نے یہ بات ان سے کہہ دی!

بسسمیونوف: نوبر کی ماں، اس کو چھوڑ دو — اس سے ہمیں کیا سروکار، اپنا کھانا کھاؤ اور چپکی رہو — میں بھی کچھ نہیں کہونگا —

تیتریف (حمار میں آتے ہوئے): لیکن میں تو کہونگا! یا شاید یہ بہتر ہوگا کہ سردست اپنی زبان پر تالا ڈالے رہوں —

بسسمیونوف: بہتر ہوگا کہ ہم سب اپنی زبان پر تالا ڈالے رہیں — نیل میں بس اتنا کہونگا کہ میں نے تمہارے لئے جو کچھ کیا ہے اس کا تم نے خوب بدلہ چکایا — تم ہمیشہ چپکے چپکے اسی قسم کی حرکتیں کرتے رہتے ہو —

نیل: تم نے میرے ساتھ جو کچھ کیا ہے میں نے کام کرکے اس کا بدلہ چکا دیا ہے اور میں اس کا بدلہ ادا کرتا رہونگا — لیکن میں تمہارے آگے سر جھکانا نہیں چاہتا — تم میرا بیاہ اس بھولی بھالی نادان چھوکری سیدووا سے کرنا چاہتے تھے — کیوں اس لیے کہ وہ جہیز میں دس ہزار روبل کا مال لاتی — بھلا اس لڑکی سے مجھے کیا لینا دینا؟ میں پولیا کو چاہتا ہوں — میں بہت دنوں سے اس سے محبت کرتا ہوں اور میں نے اپنی محبت چھپائی بھی نہیں میں چھل کپٹ نہیں جانتا، ہمیشہ ڈنکے کی چوٹ چلتا ہوں اور تمہیں مجھ کو ذرا بھلا کہنے کی ضرورت نہیں —

بسسمیونوف (ضبط کرتے ہوئے): سمجھا، سمجھا — بہت خوب — اچھا تو پھر یہاں جاؤ بیاہ رچا لو — ہم تمہارے راستے میں نہیں آئینگے — لیکن کوئی حرج نہ ہو تو ذرا بتاؤ صاحبزادے کس کے روپے پر جیوگے بتاؤ بتاؤ، اگر یہ بھی کوئی راز نہ ہو —

نیل: ہم کام کرینگے — میری بدلی ہونے والی ہے — اب ڈپو میں کام کرونگا — اور وہ... ہاں وہ بھی اپنے لئے کوئی دھندا ڈھونڈ لیگی — اور میں جو تیس روبل تمہیں ماہوار دیتا رہا ہوں اسی طرح تمہیں ملتے رہینگے —

بیس‌سیمیونوف : دیکھہ لینگے — وعدہ کرنا آسان ھے —

نیل : چاھو تو میں سرخط لکھہ کر دے دوں —

تیتی‌ریف : یہ ٹھیک ھے — تم ٹھہرے ٹٹ پونجئے رئیس، لکھوا لو سرخط —

بیس‌سیمیونوف : تمہیں بیچ میں ٹپکنے کی دعوت کس نے دی؟

اکولینا ایوانوونا : ذرا دیکھنا — آپ چلے ھیں صلاح دینے!

تیتی‌ریف : میں کہتا ھوں، اس سے ضرور ضرور سرخط لکھوا لو — لیکن تم نہیں لکھواؤگے —— تمہارا ضمیر بہت بیمار ھو چکا ھے — تم خود ھی سرخط لکھہ دو نیل -- لکھہ دو —— میں، فلاں بن فلاں، وعدہ کرتا ھوں کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو...

بیس‌سیمیونوف : میں اس سے لکھوا سکتا ھوں -- مجھے اس کا حق ھے —— لونڈا دس برس کا تھا جب سے میں نے اسے کھلایا پہنایا، گھر میں رکھا، پال پوس کر جوان کیا —

نیل : کیا یہ بہتر نہ ھوگا کہ ھم اپنا حساب کتاب بعد میں چکائیں؟

بیس‌سیمیونوف : جیسا تم چاھو — (بھڑکتے ھوئے) لیکن ایک بات یاد رکھنا نیل! آج کے دن سے میں اور تم دشمن! میں یہ ذلت کبھی نہیں بھولونگا —— کبھی نہیں، تم بھی میری یہ بات یاد رکھنا!

نیل : کیسی ذلت؟ میں نے کیسے کی تمہاری ذلت؟ یقینی تم یہ تو سوچتے نہ ھونگے کہ میں تم سے بیاہ کرونگا — کیوں؟

بیس‌سیمیونوف (اتنے جوش میں ھے کہ اس کی بات نہیں سن سکتا) : یاد رکھنا! اسے ٹھینگا دکھا رھا ھے تو جس نے تجھے کھلایا پہنایا، پالا پوسا! اندر ھی اندر کھچڑی پکاتا رھا — میرے پیٹھہ پیچھے — جھوٹے منہ پوچھا تک نہیں — (پولیا سے) اور تو! ایسی

سہمی سہمی، ننھی منی، بھیگی بلی! تو سر کیوں جھکائے ہوئے ہے؟ کہنے کو کچھہ نہیں؟ جانتی ہو بنو، کیسا مزا چکھا سکتا ہوں تمہیں؟

نیل (اٹھتے ہوئے): تم اس کا بال بیکا نہیں کر سکتے — چنگھاڑنا بند کرو — سننا چاہتے ہو تو سنو، یہ گھر میرا بھی ہے — دس برس سے میں کام کر رہا ہوں اور اپنی کمائی سے تمہاری مٹھی بھرتا رہا ہوں — ان چیزوں میں میرا پیسہ کچھہ کم نہیں لگا ہے — (فرش پر پیر سے ٹھوکر مارتا ہے اور تیزی سے ہاتھہ پھیلا کر دیواروں کی طرف اشارہ کرتا ہے) جو کام کرے وہی مالک —

(نیل کے بولتے بولتے پولیا اٹھتی ہے اور باہر چلی جاتی ہے — دروازے پر پیوتر اور تاتیانا سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے — پیوتر کمرے میں ایک نظر ڈالتا ہے اور غائب ہو جاتا ہے لیکن تاتیانا دروازے کی چوکھٹ پکڑے وہیں کھڑی رہتی ہے —)

بیس‌سیمیونوف (آنکھیں پھاڑ کر نیل کو گھورتے ہوئے): کیا کہا؟ تم اور مالک؟

اکولینا ایوانوونا: پیوتر کے ابا، چھوڑو، چلے آؤ، چلے آؤ، چلے آؤ— (نیل کو گھونسہ دکھاتی ہے) ذرا ٹھہر جا نیل! (روهانسی آواز میں) تمہاری منہ مانگی تمہیں مل جائیگی!

نیل (ڈٹ کر): جو کام کرے وہی مالک — یاد رکھو —

اکولینا ایوانوونا (میاں کو کھینچتے ہوئے): آ جاؤ پیوتر کے ابا، آ جاؤ، چلے بھی آؤ — بھول جاؤ ان کو — کچھہ نہ بولو، نہ چیخو، چاہے کچھہ بھی ہو، وہ تمہاری باتوں پر کان نہیں دھرنے کے —

بیس‌سیمیونوف (بیوی کے آگے سپر ڈالتے ہوئے) : جاؤ، مالک بن دیکھو! دیکھینگے کون مالک ھے! ھاں دیکھہ لینگے —

(بیس‌سیمیونوف اور اس کی بیوی اپنے کمرے میں جاتے ھیں — نیل جوش میں ٹہلتا ھے — کہیں دور سے باجے کی گونج سنائی دیتی ھے —)

نیل : لو ھونی ھو کر رھی! اوہ میں کتنا بیوقوف ھوں — کتے نے کاٹا تھا — آخر میں نے زبان کھولی ھی کیوں! کوئی بات میرے پیٹ میں پچتی ھی نہیں — چاھے سو جتن کروں، بات اگل ھی دیتا ھوں —

تیتی‌ریف : سب ٹھیک ھے — بڑا دلچسپ چھوٹا موٹا ڈرامہ! مجھے دیکھنے اور سننے میں بہت ھی مزا آیا — بہت دلچسپ، بہت — میرے نوجوان دوست پریشان نہ ھو — تم میں بہادری کے جوھر ھیں — اور اس وقت بہادروں کی ضرورت ھے — واقعی سورماؤں کی ضرورت ھے — اس زمانے میں لوگوں کو صرف دو خانوں میں تقسیم کرنا چاھئے — بہادر — یعنی جو بیوقوف ھیں اور بدمعاش — یعنی جو چالاک ھیں —

نیل : لیکن میں نے اس گھناؤنے ڈرامے میں پولیا کو کیوں گھسیٹ لیا؟ وہ ڈر گئی ھوگی — لیکن وہ اتنی آسانی سے ڈر نہیں سکتی — لگتا ھے اس کے دل پر چوٹ لگی —

(پولیا کا نام سن کر تاتیانا جو دروازے پر کھڑی ھے، چونک جاتی ھے — باجے کی آواز بند ھو جاتی ھے —)

تیتی‌ریف : لوگوں کو بیوقوفوں اور بدمعاشوں میں بانٹنا بڑا آسان ھے — دنیا بدمعاشوں سے بھری پڑی ھے — ان کے دماغ جانوروں کے دماغ کی طرح کام کرتے ھیں — وہ صرف لاتوں کے بھوت ھیں، صرف طاقت سے ڈرتے ھیں — میری طاقت سے نہیں... اس طاقت سے

نہیں جو میں دل میں اور بازوؤں میں محسوس کرتا ہوں —— نہیں، وہ عیاری کی طاقت سے قابو میں آتے ہیں — درندے کے دماغ میں عیاری اور مکاری کے سوا کچھہ نہیں ہوتا —

نیل (اس کی بات نہیں سنتا) : اب ہمیں شادی میں جلدی کرنی پڑیگی — چلو اچھا ہی ہے — اس نے اب تک اپنا جواب نہیں دیا ہے مجھے — لیکن میں جانتا ہوں جواب کیا ہوگا... وہ ہے میرے من کی بلبل! میں اس آدمی سے کتنی نفرت کرتا ہوں! اور یہ گھر! اور یہاں کی زندگی —— سر سے پیر تک سڑی ہوئی! یہاں رہنے والوں میں ہر ایک اپنی جگہ پر عجوبہ ہے — اور لکھا ہے کہ انہیں محسوس بھی نہیں ہوتا کہ ان ہی نے خود زندگی کا یہ حال کر رکھا ہے... زندگی کو ایک قید خانہ بنا دیا ہے، ایک اذیت، ایک لعنت! انہوں نے یہ سب کیوں کر کیا، یہ بتانا میرے بس کی بات نہیں — لیکن میں اس کی وجہ سے ان سے نفرت کرتا ہوں — میں ہر اس آدمی سے نفرت کرتا ہوں جو زندگی کے تالاب کو گندہ کرتا ہے —

(تاتیانا آگے بڑھنا چاہتی ہے مگر خود کو روکتی ہے — دبے پاؤں وہ کونے میں صندوق تک جاتی ہے اور ندھال سی اس پر بیٹھہ جاتی — وہ سمی سمٹائی سی، بہت زیادہ چھوٹی سی اور غم زدہ معلوم ہوتی ہے —)

تیتی ریف : صرف بیوقوف ہی زندگی کو جینے کے لائق بناتے ہیں — ایسوں کی تعداد زیادہ نہیں — اور وہ صرف اپنے لئے ہاتھہ پاؤں نہیں مارتے — وہ دوسروں کے لئے ہاتھہ پاؤں مارتے ہیں — وہ بڑے بڑے خواب دیکھتے ہیں، وہ دنیا بھر کی مسرت کے خواب دیکھتے ہیں اور اسی قسم کی بکواس — وہ ہر چیز کے اور چھور کا پتہ لگانے کی کوشش کرتے ہیں — مختصر یہ کہ وہ بڑے بیوقوف ہیں —

نیل (سوچتے ہوئے) : بیوقوف — بیوقوف تو میں ہوں — وہ مجھہ

سے زیادہ سمجھدار ہے — وہ بھی زندگی پر مرتی ہے — لیکن اس کی محبت پرسکون اور خاموش محبت ہے — میری اس کی خوب نبھیگی، خوب گزریگی — ہم ہمت والے ہیں، ہم دونوں — ایک بار ہمارے سر میں کوئی سودا سما جائے تو ہم اسے پورا کرکے دم لیتے ہیں — اس کو دیکھتا ہوں تو مجھے —— چمکتے ہوئے دودھ پیتے بچے کا خیال آتا ہے — (ہنستا ہے) ہماری خوب گزریگی، اس کی اور میری!

تیتی ریف: صرف بیوقوف شیشے کو دیکھ کر زندگی بھر حیران ہوتا رہتا ہے کہ اس میں یہ رنگینی اور صاف شفاف چمک کہاں سے پیدا ہوتی ہے — لیکن بدمعاش شیشہ اٹھائیگا اور اسے ڈھال کر بوتل بنا لیگا —

(پھر باجے کی آواز آتی ہے، آواز بہت قریب آ جاتی ہے
جیسے باجا کھڑکی کے نیچے بج رہا ہو —)

نیل: بلی کے خواب میں چھیچھڑے — تمہارے دماغ میں تو صرف بوتلیں ناچتی ہیں —

تیتی ریف: بیوقوف ہمیشہ سوچتا ہے کہ آگ جلنے سے پہلے کہاں سے آتی ہے اور بجھنے کے بعد کہاں چلی جاتی ہے — مگر بدمعاش چپ چاپ آگ کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور ہاتھ تاپنے لگتا ہے —

نیل (سوچتے ہوئے): ہاتھ تاپتا ہے...

تیتی ریف: سچ تو یہ ہے کہ دونوں گدھے ہیں — لیکن ایک کی بیوقوفی خوبصورت اور جیالی ہے — دوسرے کی بیوقوفی بے ڈھنگی اور ٹھس ہے — ان کے راستے الگ الگ ہیں، لیکن دونوں راستے ایک ہی منزل پر لے جاتے ہیں اور وہ منزل ہے قبر — قبر کے سوا اور کوئی منزل نہیں، میرے یار! (وہ ہنستا ہے اور تانیانا سر ہلاتی ہے —)

نیل (تیتی ریف سے): تمہیں کیا ہوا ہے؟

تیتی ریف: میں ہنس رہا ہوں — زندہ رہ جانے والے بیوقوف بھائی کی لاش کو دیکھتے ہیں اور پوچھتے ہیں ہائے تو کہاں چلا گیا — لیکن بدمعاش چپکے سے اپنے بھائی کی چھوڑی ہوئی جائداد پر قبضہ جماتا ہے اور مزے میں آرام اور خوش حالی کی نرم گرم زندگی بسر کرتا ہے — (ہنستا ہے —)

نیل: پی کر بادشاہ ہو گیا ہے — اگر تم اپنے کونے میں چلے جاؤ تو کیا برا ہے؟

تیتی ریف: بتاؤ —— کہاں؟

نیل: بکو مت! کہو تو پہنچا دوں؟

تیتی ریف: نہیں، نہیں پہنچا سکتے، میرے دوست — نہ میں مجرم ہوں اور نہ کسی کو مجرم ٹھہراتا ہوں — میری اپنی الگ دنیا ہے — میں جرم کا زندہ ثبوت ہوں — زندگی لٹ چکی! اپنے ہاتھوں اجڑ چکی — اب کیا دھرا ہے — میں کہتا ہوں یہ زندگی بہت تنگ ہے... بھلے مانسوں کے لئے بہت تنگ ہے یہ لباس — نٹ پونجیوں نے اس کو چیر پھاڑ دیا ہے اور پہن لیا ہے اور اب یہ اور بھی تنگ ہو گیا ہے — میں موجود ہوں ایک چلتی پھرتی مثال —— پاؤں پھیلانے کی جگہ نہیں ملتی — جینے کی کوئی وجہ نہیں، کوئی بہانہ نہیں —

نیل: چلو، چلو —

تیتی ریف: چھوڑ دو مجھے! تمہیں ڈر ہے میں گر پڑونگا؟ بیوقوف کہیں کے —— زمانہ ہوا میں گر چکا! میں سنبھالا لینے ہی والا تھا، اپنے پیروں پر دو بارہ کھڑا ہونے ہی والا تھا کہ تم جانے کہاں سے آئے اور انجانے میں مجھے پھر دھکیل کر گرا دیا — لیکن یہ ٹھیک ہے — بڑھتے رہو، بڑھتے رہو — میں شکایت نہیں کرتا — تم اچھے ہو، مضبوط ہو اور تمہیں حق ہے کہ جہاں جی چاہے جاؤ، جیسے جی چاہے جاؤ — میں گر پڑا اور اب تمہیں دیکھ رہا ہوں اور سراہ رہا ہوں — جاؤ، آگے بڑھو!

نیل : کیا بک رہے ہو تم؟ بات دلچسپ معلوم ہوتی ہے — لیکن میری سمجھ میں اس کا اور چھور کچھ نہیں آتا —

تیتی ریف : اس کی کوشش بھی مت کرنا — کچھ چیزوں کا نہ سمجھنا ہی اچھا ہے — بعض باتوں کو سمجھنے سے بات نہیں بنتی — بڑھتے رہو، چلتے رہو —

نیل : بہت اچھا، میں چل دیا — (وہ ہال میں چلا جاتا ہے اور تاتیانا کو نہیں دیکھتا جو کونے میں سمٹ جاتی ہے —)

تیتی ریف (اس کی طرف جھکتا ہے) : میری دعائیں ڈاکو! تم کو کیا معلوم تم نے میری آخری امید بھی چھین لی — خیر، جہنم میں جائے یہ سب! (میز کے پاس جاتا ہے جہاں اس نے اپنی بوتل چھوڑ دی ہے — وہ میز کی طرف جاتے ہوئے تاتیانا کو دیکھ لیتا ہے) اور تم کون؟

تاتیانا (آہستہ سے) : میں -

(یکایک باجے کی آواز بند ہو جاتی ہے —)

تیتی ریف : تم؟ ھونہہ! اور میں سمجھا... مجھے لگا...

تاتیانا : نہیں میں ہوں —

تیتی ریف : اچھا... لیکن —— تم کیوں؟ اور یہاں کیوں؟

تاتیانا (نرم، مگر صاف آواز میں) : کیونکہ پاؤں پھیلانے کی کوئی جگہ نہیں، جینے کی کوئی وجہ نہیں، کوئی بہانہ نہیں — (تیتی ریف اس کی طرف آہستہ آہستہ خاموشی سے بڑھتا ہے) میری سمجھ میں نہیں آتا میں اتنی تھکی ہوئی اور دکھی کیوں ہوں — بےحد دکھی — میں صرف اٹھائس برس کی ہوں — مجھے شرم آتی ہے —— سچ مجھے شرم آتی ہے —— میں کتنی بےبس ہوں، کتنی نفرت آتی ہے مجھے اپنے آپ سے — کتنا خوفناک احساس ہے، میں شرم سے پانی پانی ہو جاتی

ھوں — میں اندر سے بالکل کھوکھلی ھوں، سوکھی ھوئی، راکھه کا ڈھیر، اور اس سے دل میں ھوک اٹھتی ھے — مجھے پته بھی نه چلا که یه سب ھوا کیسے — یه گھن مجھے کس طرح کھا گیا — پر میں یه سب تم سے کیوں کہوں؟

تیتی ریف: میرے پلے کچھه نہیں پڑتا — بہت پی لی ھے — تمہاری بات پلے ھی نہیں پڑتی —

تاتیانا: کوئی بھی مجھه سے اس طرح بات نہیں کرتا جس طرح میں چاھتی ھوں — کتنا جی چاھتا ھے که کوئی اس طرح بات کرتا! مجھے امید تھی وہ کریگا — میں نے بہت انتظار کیا — کچھه نه بولی، انتظار کرتی رھی — لیکن پھر... یه سارے لڑائی جھگڑے، اوچھی حرکتیں، گھٹیا باتیں — ان سب چیزوں کی گھن — اس نے مجھے گرا دیا — یه بات گھن کی طرح کھا گئی مجھے — آھسته آھسته — اور اب مجھه میں سکت نہیں که اسی طرح بڑھتی رھوں میری ناامیدی اور غم میں بھی کوئی جان نہیں — میں ڈر گئی ھوں — اب... یکایک... میں ڈر گئی ھوں —

تیتی ریف (سر ھلاتے ھوئے اس کے پاس سے ھٹتا ھے اور دروازے کی طرف بڑھتا ھے، دروازہ کھولنے کے بعد مڑتا ھے اور بھاری آواز میں کہتا ھے): اس گھر پر لعنت! میں کہتا ھوں اس گھر پر خدا کی پھٹکار!

(تاتیانا اٹھتی ھے اور آھسته آھسته اپنے کمرے کی طرف جاتی ھے — ایک لمحے کو اسٹیج خاموش اور خالی رھتا ھے — پولیا تیز تیز قدموں سے کمرے میں آتی ھے اور اس کے پیچھے پیچھے نیل — دونوں کچھه نہیں بولتے اور کھڑکی تک جاتے ھیں — نیل اس کا ھاتھه پکڑ لیتا ھے اور دھیمی آواز میں بولتا ھے —)

نیل : آج جو کچھہ ہوا اس کے لئے معاف کر دو مجھے — بڑی حماقت کی باتیں تھیں، گھناؤنی، احمقانہ اور نفرت انگیز ! بولنا چاھتا ھوں تو بولتا ھوں — مجھے منہ بند رکھنے کا فن نہیں آتا —

پولیا (سرگوشی جیسی آواز میں) : ارے کوئی بات نہیں — اب کوئی بات نہیں! مجھے ان کی کیا پروا؟ میرے لئے سب ٹھیک ھے —

نیل : میں جانتا ھوں تم مجھہ سے محبت کرتی ھو -- میں جانتا ھوں -- میں تم سے پوچھونگا بھی نہیں — تم خوب دل لگی کرتی ھو — رات تم نے کہا ''میں کل بناؤنگی — مجھے سوچنا ھے — ،، نٹ کھٹ کہیں کی — بھلا سوچنے کو کیا دھرا ھے؟ تم چاھتی ھو مجھے، ھے نا؟

پولیا : ھاں، اف ھاں! نہ جانے کب سے!

(ناتبانا اپنے کمرے کے دروازے پر پردے کے پیچھے چھپ کر سنتی ھے —)

نیل : ھماری زندگی ایک ساتھہ خوب گزریگی، دیکھنا ھاں! تم کتنی اچھی ساتھی ھو... غربت سے نہ ڈرنے والی... سارے دکھہ ھنسی خوشی جھیل جانے والی...

پولیا (بھولپن سے) : تمہارے ساتھہ ھوں تو پھر ڈر کاھے کا بھلا؟ اکیلی بھی ھوں تو میرا کلیجہ نہیں دھلتا — میں دھیرج والی ھوں —

نیل : اور ضدی بھی — تم مضبوط ھو — کوئی چیز تمہیں جھکا نہیں سکی — خیر، میں خوش ھوں، میں جانتا تھا یہی ھوگا سو ویسا ھی ھوا — اور کتنا خوش ھوں میں مت پوچھو —

پولیا : میں بھی جانتی تھی --

نیل : تم جانتی تھیں؟ سچ تم جانتی تھیں؟ زندگی کتنی پیاری، کتنی سلونی، کتنی سہانی ھے — کیوں ھے نا؟

پولیا : ہے میرے پیارے، میری جان!

نیل : کیا؟ پھر کہو— کتنی میٹھی تھی یہ آواز!

پولیا : بناؤ مت — ہاں اب ہمیں جانا چاہئے — کوئی آ جائے تو —

نیل : آنے دو!

پولیا : نہیں، نہیں، چلو— لو پھر پیار کرو— (وہ پیار کرتا ہے اور پولیا مچل کر اس کے بازوؤں سے نکل جاتی ہے اور تاتیانا کے پاس سے اسے دیکھے بغیر گزر جاتی ہے — لیکن نیل جو پولیا کے پیچھے پیچھے مسکراتا ہوا بڑھتا ہے، اسے دیکھ لیتا ہے اور جھجک کر غصے میں رک جاتا ہے — وہ خاموش، بجھی بجھی آنکھوں سے اسے گھورتی ہے — اس کے ہونٹوں پر ایک کچلی ہوئی مسکراہٹ کھیل رہی ہے —)

نیل (حقارت اور نفرت سے) : تن سوئیاں لے رہی نہیں؟ تو لے رہی تھیں؟ آخ تھو! (وہ تیزی سے باہر نکل جاتا ہے — تاتیانا کھڑی رہتی ہے جیسے جم کر پتھر ہو گئی ہو — نیل گلیارے کا دروازہ چوپٹ کھلا چھوڑ دیتا ہے اور کمرے میں بس سیمبونوف کی کھردری آواز سنائی دیتی ہے : ''استپانیدا! تم نے گرادیا نہ کوئلہ؟ سوجھتا نہیں تمہیں؟ صاف کرو!'')

پردہ

تیسرا ایکٹ

وهی منظر

صبح — اکولینا ایوانوونا چائے کا سامان دھو رهی هے
اور اسنپانیدا فرنیچر کی جھاڑ پونچھ کر هی هے —

اکولینا ایوانوونا: آج گوست میں چربی کم هے — کل کے بھنے هوئے گوشت کا مساله هے نا، اس پر سے چکنائی اتار لو اور شوربے میں ڈال دو — اس سے شوربے میں رنگ آ جائیگا اور چکنائی بھی پیدا هو جائیگی — سنا؟

اسنپانیدا: سنا، سنا!

اکولینا ایوانوونا: اور گوست بھونتے وقت گھی کا دریا نه بہا دینا — بدھ هی کو میں نے ڈھائی سیر خریدا تھا اور کل جو دیکھا تو آدھ سیر رہ گیا هے —

اسنپانیدا: هاں هم نے سب خرچ کر دیا -

اکولینا ایوانوونا: مجھے یه بتانے کی ضرورت نهیں — تم نے کوئی مرتبان بھر گھی تو اسے جھونٹوں هی میں گھس لیا هوگا -

اسنپانیدا: قسم لے لو — میں تو اپنے سر میں چراغ کا تیل ڈالتی هوں... لو سونگھ لو، تمھاری ناک آپ هی بتا دیوبگی —

اکولینا ایوانوونا: هاں هاں کیوں نهیں! (رکتے هوئے) آج صبح هی صبح تانیانا نے تم کو کہاں بھیجا تھا؟

استپانیدا: دوا کی دکان سے نوشادر کا پانی منگوایا تھا — کہا بیس کوپک کا خرید لانا...

اکولینا ایوانوونا: لگتا ہے پھر سر کا درد ستا رہا ہے — (ٹھنڈی سانس لیتی ہے) جب دیکھو جب کوئی نہ کوئی روگ لگا رہتا ہے بچی کی جان کو —

استپانیدا: تم اس کا بیاہ کیوں نہیں کر دیتیں؟ پھر دیکھو کتنی جلدی چٹکیوں میں ساری بیماری ہوا ہو جاتی ہے —

اکولینا ایوانوونا: ان دنوں بیٹی کا ہاتھ کسی کے ہاتھ میں پکڑانا کھیل ٹھٹھول تو ہے نہیں... اور بیٹی پڑھی لکھی ہو تو پھر تو اور بھی مصیبت —

استپانیدا: ارے ذرا بھٹ کے ٹھاٹ کا جہیز دے ڈالو، پھر دیکھو کیسے چٹ پٹ یوں چٹکیوں میں تمہاری بٹیا اپنی پڑھائی لکھائی سمیت ہتھیا لی جاتی ہے —

(پیوتر کا سر ایک لمحے کو اپنے کمرے کے دروازے میں دکھائی دیتا ہے —)

اکولینا ایوانوونا: وہ خوشی کا دن دیکھنا اپنے بھاگوں میں کہاں — تاتیانا شادی بیاہ کرنا چاہتی ہی نہیں —

استپانیدا (چوٹ کرتے ہوئے): ہاں، کیوں نہیں بازی لگا لو، وہ ہرگز نہ چاہتی ہوگی... بھلا ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے!

اکولینا ایوانوونا (ٹھنڈی سانس لیتی ہے): رات اوپر والی رانی کے گھر کون تھا؟

استپانیدا: ماسٹر —— وہی لال لال بالوں والا —

اکولینا ایوانوونا: وہی جس کی بیوی چھوڑ کر چلتی بنی؟

استپانیدا: ہاں وہی — اور پھر وہ آبکاری والا بابو... تم تو جانتی ہی ہو، مریل سا، دبلا دبلا، پیلے چہرے والا —

اکولینا ایوانوونا: اوہ، ھاں — اس کا بیاہ سوداگر پیمےنوف کی بھانجی سے ھوا ھے — کھوں کھوں کھانستا رھتا ھے —

استپانیدا: ایں سچ؟ ھاں دکھتا ھی ایسا ھے —

اکولینا ایوانوونا: کیا وہ گویا بھی تھا وھاں؟

استپانیدا: وہ تھا اور پیوتر واسیلیوچ بھی — گویا نو دو بجے رات تک الاپتا رھا، بالکل سانڈ کی طرح ڈکارتا رھا —

اکولینا ایوانوونا: پیوتر گھر کب لوٹا؟

استپانیدا: بھور ھو رھی تھی جو میں نے تمھارے بیٹے کے لئے دروازہ کھولا —

اکولینا ایوانوونا (سر ھلاتے ھوئے): یا اللہ رحم!

پیوتر (آتا ھے): چلو، استپانیدا، اپنا کام سمیٹو اور نو دو گیارہ ھو جاؤ یہاں سے -

استپانیدا: میں آپ ھی چاھتی ھوں کام سمیٹوں اور راستہ لوں —

پیوتر: تو پھر بکو تم اور کام کرو زیادہ... (استپانیدا ناک بھنکاتی ھے اور باھر نکل جاتی ھے) اماں! میں نے کتنی بار کہا ھے کہ اس سے بات نہ کرو — تم نہیں سمجھتیں کہ یہ کتنی بری بات ھے — اپنا قصہ باورچن کو سنا رھی ھو ھونہہ؟ اور اس سے... اوں... اوں... واھی تباھی... جو جی میں آتا ھے پوچھتی رھتی ھو — یہ بری بات ھے، اماں!

اکولینا ایوانوونا (برا مانتے ھوئے): کیا مجھے تم سے پوچھنا پڑےگا کہ میں کس سے بات کروں اور کس سے نہ کروں؟ لو جب میری کوکھ کا جنا بیٹا مجھ سے بات نہ کرے، اپنے باپ کو منہ نہ لگائے تو... پھر مجھے اپنی باورچن سے تو دو گال بات کرنے کی اجازت ھو —

پیوتر: لیکن کیا تم اتنا نہیں سمجھتیں کہ وہ تمھاری برابری کی نہیں؟ وہ تم سے باتیں بنائےگی اور کیا —

اکولینا ایوانوونا: اور ہم سے مجھے سبے کو کیا ملتا ہے بھلا؟ اب تمہیں آئے ہوئے چھ مہینے ہونے کو آئے — تم ایک گھنٹہ بھی اپنی ماں کے پاس نہیں بیٹھے — تم نے ماسکو کے بارے میں ایک لفظ بتا کر نہ دیا...

سوبر: لیکن سنو تو...

اکولینا ایوانوونا: اور جو کچھ بولے تو بس یہ کہنے کو: ''یہ نہ کرو، وہ نہ کرو —،، ماں کو یوں سنو پڑھاپے ہو، اس پر یوں گرجتے برسے ہو، یوں اس کا مذاق اڑاتے ہو، جیسے وہ کوئی اسکول کی چھوکری ہو! (سوبر ساری سے ہاتھ جھٹکتا ہے اور گلیارے میں چلا جاتا ہے — اکولینا ایوانوونا اس کو پکارتی ہے) دیکھا؟ واہ کتنی میٹھی، کیسی اچھی اچھی باتیں ہوئیں ماں بیٹے میں؟ اس؟ (سسکتی ہے اور اپرن کے کنارے سے آنکھیں پونچھتی ہے —)

(برجی‌جن روئی کی پرانی بنڈی پہنے ہوئے داخل ہوتا ہے — کمر پر ایک ڈور کسی ہوئی ہے — بنڈی کے سوراخوں سے روئی جھانک رہی ہے — اس کے پیروں میں درخت کی چھال کے سینڈل ہیں اور سر پر سمور کی ٹوپی)

برجی‌جن: یہ شوہر کیوں بہا رہی ہو؟ کیا پیوتر نے تمہیں ایسی ویسی بات کہہ دی؟ وہ تو میرے پاس سے ابابیل کی طرح بس سے گزر گیا — نہ جی جی، نہ سلام نہ کلام کیا میری بولیا ہے یہاں؟

اکولینا ایوانوونا (ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے): وہ رہی باورچی خانے میں — کرم کلہ کاٹ رہی ہے —

برجی‌جن: پنچھیوں کا حساب کتاب ٹھیک ہے — اس سے پہلے ماں باپ کی نصیحت اور وعظ کی نوبت آئے ادھر پر نکلے اور ادھر

بھر سے اڑ گئے — ذرا دیکھنا شاید ایک آدھہ گھونٹ چائے بچ رہی ہو کہیں؟

اکولینا ایوانوونا: تم بھی تو پنچھیوں ھی کی طرح اڑتے ہو نا؟

پرچی‌خین: بالکل — اور پنچھیوں کے پر بڑے زور دار ہوتے ھیں — میرے پاس کچھہ بھی نہیں اور میں کسی کو ستاتا بھی نہیں — ایسا لگتا ھے جیسے میں نیچے زمین پر نہیں ہوں بلکہ ھوا میں اڑ رہا ہوں —

اکولینا ایوانوونا (حقارت سے): اڑتے ھو تو اڑو، میری بلا سے — کوئی اس کے لئے ہم کو اپنے سر پر تو نہیں بٹھا لیتا — لو — (اس کے سامنے چائے کا ایک گلاس رکھتے ہوئے) پر ٹھنڈی اور ھلکی ھے —

پرچی‌خین (گلاس اٹھا کر روشنی میں دیکھتا ھے): ھونہہ، پھلی ھے حالت — لیکن ھم تو چھوٹی سے چھوٹی چیز کا احسان مانتے ھیں — اگر یہ گھری ھوتی تو شاید اس کا داؤ چل جاتا مجھہ پر — رہا لوگوں کے سر پر بٹھانے نہ بٹھانے کا سوال —— سو میں بھی تو کسی کو سر پر نہیں بٹھاتا، کسی کو نہیں —

اکولینا ایوانوونا: ھاں جیسے کوئی تم سے عزت کرانے کو مرا ھی تو جا رہا ھے!

پرچی‌خین: اگر لوگ عزت کرانے کو مرے نہیں جا رہے ھیں تو یہ بڑی اچھی بات ھے — میں نے دیکھا ھے کہ وہ لوگ جو روز اپنی روٹی کماتے ھیں اپنا نوالہ دوسروں کے منہ سے چھینتے ھیں — مگر میرا رزق تو اوپر سے آتا ھے، جنت کی چڑیاں لاتی ھیں میرا کھانا، اسی لئے میرا رزق آسمان کی طرح پاک ھے —

اکولینا ایوانوونا: اچھا بتاؤ کیا شادی جلد ھی رچنے والی ھے؟

پرچی‌خین: کس کی؟ میری؟ وہ کوئل جس کی قسمت میں میرا جیون ساتھی بننا لکھا ھے اب تک اڑ کر ھمارے جنگل میں نہیں آئی، شریر کہیں کی! اگر اس نے جلدی نہیں کی تو چڑیاں کھیت چگ

جائینگی، پھر پچھتاوت کیا ہوت! اس کے آتے آتے اپنا تو ٹکٹ کٹ جاویگا —

اکولینا ایوانوونا: بکواس بند کرو اور سیدھے منہ بتاؤ —— کب بیاہ رہے ہو اسے؟

پرچی خین: بیاہ رہے ہو —— کسے؟

اکولینا ایوانوونا: اپنی بیٹی کو اور کسے — اوہو گویا تم کچھہ جانتے ہی نہیں!

پرچی‌خین: پولیا؟ ارے جب وہ چاہے — لیکن وہ پہلے کوئی بر بھی تو ڈھونڈے جس کو اس کا ہاتھہ پکڑا دوں

اکولینا ایوانوونا: کیا دونوں بہت دنوں سے یہ کھچڑی پکا رہے تھے؟

پرچی‌خین: کون؟ کیا؟

اکولینا ایوانوونا: اب زیادہ نہ بنو — اس نے ضرور بتایا ہوگا تمہیں —

پرچی‌خین: مجھے بتایا ہوگا —— کیا بتایا ہوگا؟

اکولینا ایوانوونا: شادی کے بارے میں —

پرچی خین: کس کی شادی؟

اکولینا ایوانوونا: ارے واہ! تمہارے جیسے بڈھے کھوسٹ کو اس طرح بھولا اور بدھو بننا ذرا نہیں جچتا —

پرچی خین: چلو، اب پاگل کی بڑ بند کرو سیدھے منہ بتا ڈالو، تمہارے دماغ میں کیسی کھجلی اٹھہ رہی ہے، بات کیا ہے؟

اکولینا ایوانوونا: جیسے کسی کو تم سے بات کرنے کی ایسی ہی تو پڑی ہے!

پرچی‌خین: خیر بات تو تم کر ہی رہی ہو، نہ جانے کب سے بک بک کئے جا رہی ہو اور نہ اور کا پتہ چلتا ہے نہ چھور کا —

اکولینا ایوانوونا (ترشی اور جلن کے ساتھہ) : تم پولیا کی شادی نیل سے کب رچا رہے ہو؟

پرچی خین (حیرانی سے اچھلتے ہوئے) : پولیا کی نیل سے؟

اکولینا ایوانوونا : کیا سچ تمہارا مطلب یہ ہے کہ اس نے تم سے نہیں کہا؟ یہ چھوکرے چھوکریاں بھی خوب ہیں! اپنے باپ سے نہیں کہا!

پرچی خین (خوش ہو کر) : تم سچ کہہ رہی ہو؟ تم مذاق کر رہی ہو؟ نیل؟.. ذرا سوچو تو! دونوں بندر ہیں بندر! کیا چھوکری ہے یہ پولیا بھی! لیکن سچ، تم مجھے بیوقوف تو نہیں بنا رہی ہو؟ اور لو میں پڑا پڑا سوچ رہا تھا کہ نیل کی نظر تاتیانا پر ہے، وہ تاتیانا سے بیاہ کریگا — ایمان سے! سارے لچھن اسی کے تھے!

اکولینا ایوانوونا (برا مانتے ہوئے) : گویا ہم تاتیانا کو اجازت ہی تو دے دیتے نیل سے شادی کرنے کی — اس نکمے نکھٹو سے!

پرچی خین : نیل؟ اگر میری دس لڑکیاں ہوتیں تو میں آنکھہ بند کرکے دسوں لڑکیوں کو اس سے باندھہ دیتا — نیل؟ کیوں وہ... وہ اکیلا سو بیٹے پال سکتا ہے — نیل؟ ہو ہو!

اکولینا ایوانوونا (طنز سے) : جب میں تم کو دیکھتی ہوں تو دل میں سوچتی ہوں —— نیل کو کیا بانکا سسر مل رہا ہے!

پرچی خین : سسر؟ ہو ہو! یہ سسر اس پر بوجھہ بننا نہیں چاہتا، نہ اور کسی پر! سمجھیں؟ میری ٹانگیں آپ ہی خوشی سے ناچ لیتی ہیں! اب تو میں پرندے کی طرح آزاد ہوں — جیسے جی چاہیگا رہونگا! اب کسی کو میری صورت نظر نہیں آئیگی — میں جنگل کی راہ لونگا —— خدا حافظ، سب کو خدا حافظ! کیا چھوکری ہے اپنی پولیا بھی! میں بیٹھا بیٹھا سوچا کرتا تھا : میری، چہیتی بچی کا، ننھی سی جان کا کیا ہونے والا ہے؟ سچ مچ، میرا جی برا ہوتا

تھا یہ سوچ کر، بہت برا — میں نے اس کو جنم دیا اور بس — اور کچھہ نہ دے سکا — اور اب؟ اب تو جدھر منہ اٹھیگا چلا جاؤنگا — سونے کی چڑیا ڈھونڈتے ڈھونڈتے اللہ میاں کے پچھواڑے پہنچ جاؤنگا —

اکولینا ایوانوونا: بالکل الٹی طرف؟ جب راہ میں قسمت کھڑی مسکرا رہی ہو تو لوگ الٹے پاؤں نہیں پھرا کرتے —

پرچی‌خین: قسمت؟ میرے لئے سب سے بڑی قسمت یہ ہے کہ جدھر جی چاہے ادھر کو بےروک نکل جاؤں — پولیا خوش رہیگی — وہ یقینی نیل کے ساتھہ خوش ہوگی — وہ کتنا مضبوط، خوش مزاج اور سیدھا سادا لڑکا ہے! میرا سر خوشی سے ناچ رہا ہے اور دل میں لڈو پھوٹ رہے ہیں — دنیا میں مجھہ سے زیادہ خوش نصیب کون بوڑھا ہوگا؟ تارا... را... رارا را! تارا را! پولیا نے اپنے نیل کو پا لیا... واہ!

(بیس‌سیمیونوف آتا ہے — وہ اب تک اپنے کوٹ میں ہے، ٹوپی ہاتھہ میں تھامے ہوئے ہے —)

بیس‌سیمیونوف: پھر چڑھا رکھی ہے!

پرچی‌خین: ہاں خوشی کی شراب چڑھا رکھی ہے! سنا کچھہ تم نے پولیا کے بارے میں؟ (خوشی سے ہنستا ہے) وہ نیل سے شادی کر رہی ہے! بہت اچھے، ایہہ؟

بیس‌سیمیونوف (سختی اور سرد مہری سے): مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں — بہر حال ہمارا حق ہمیں ملتا رہیگا —

پرچی‌خین: اور میں اپنی جگہ پر سوچ رہا تھا کہ نیل کی نظر تاتیانا پر ہے!

بیس‌سیمیونوف: کی... یا...؟

پرچی‌خین: قسم لے لو — کوئی بھی یہ تاڑ سکتا تھا کہ تاتیانا کے من میں یہی خیال بسا ہوا ہے... پہلے تو وہ ایک آنکھہ

میچ کر اسے دیکھتی اور پھر یکایک دونوں آنکھیں میچ لیتی... تم جانتے ہی ہو یہ لڑکیاں کیسے کرتی ہیں، اور پھر یکایک...

بیس سیمیونوف (اپنے غصے کو چھپانے کے لئے سکون سے) : بھلے آدمی، مجھے تم سے یہ کہنا ہے : تم بیوقوف بھلے ہی ہو، لیکن کب کا تمہیں یہ معلوم ہو جانا چاہئے تھا کہ کسی لڑکی کے بارے میں ایسی بات کہنا شریفوں کی ریت نہیں ہے — یہ تو ہوئی ایک بات — (آواز تیز کرتے ہوئے) مجھے اس سے مطلب نہیں کہ تمہاری بیٹی کسے گھورتی ہے اور وہ خود کس قسم کی چھو کری ہے — لیکن میں ایک بات کہتا ہوں : اگر وہ نیل سے شادی کرتی ہے تو کرے، خس کم جہاں پاک — دونوں نکمے ہیں، کوڑی دم کے نہیں — آج کے دن سے میں دونوں پر تھو کتا ہوں — بلا سے اگر وہ میرے قرض میں گردن ڈوبے ہوئے ہیں — یہ ہوئی دوسری بات — اور اب سن لو — یہ رہی آخری بات : میں اور تم بھلے ہی دور کے رشتہ‌دار ہوں، لیکن ذرا آئینے میں اپنی صورت تو دیکھو — کیسے دکھتے ہو؟ آوارہ، بدمعاش! تم کس کی اجازت سے اس عزت والے گھر میں یہ حلیہ لے کر گھس آئے؟ ان چکٹ چیتھڑوں میں، پھٹیچر جوتیاں چٹخاتے ہوئے —

برحی خین : تمہیں کیا ہو گیا ہے، واسیلی واسیلیوچ؟ کیا کہہ رہے ہو تم؟ کیا میں پہلی بار یہ حلیہ لے کر آیا ہوں یہاں؟

بیس سیمیونوف : کتنی بار آئے ہو، میں نے اس کی گنتی نہیں کی ہے اور یہ اس کا ارادہ ہے — پر ایک بات جانتا ہوں میں — اگر تم اس حلیے میں یہاں آتے ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمہارے دل میں اس گھر کے مالک کی عزت نہیں — میں پھر کہتا ہوں، تم ہو کس کھیت کی مولی؟ بھکاری، لفنگے، اٹھائی گیرے — مجھے بھی کہنا ہے — دور ہو جاؤ!

برجی‌خن (ھکابکا): واسلی واسیلی‌وچ! میں نے کیا بگاڑا ہے؟ کیا...

بیس سمسونوف: بکو مت، نکل جاؤ!

برجی حین: ھوش میں آؤ — میں نے تمہارا کبھی کچھ نہیں بگاڑا...

بس سمسونوف: میں کہتا ھوں، نکل جاؤ! نکل جاؤ اس سے پہلے کہ...

برجی حس (باھر جاتے ھوئے ملامت بھری آواز میں): بدھے شرم کرو! تمہیں اس حال میں دیکھ کر جی کڑھتا ہے — سچ مچ میرا دل تم کو روتا ہے — اچھا خدا حافظ —

(بس سمسونوف ساتوں کو بات کر خاموشی سے، زور دار اور بھاری قدموں سے ٹہلتا ہے — اکولینا ایوانوونا جاتے کے برس دھونی جاتی ہے اور بار بار سسکیوں سے اسے دیکھ لیتی ہے — وہ کچھ اب ھی آپ بدبدا رہی ہے اور اس کے ھاتھ کانپ رہے ھیں —)

بیس سمسونوف: کیا بدبدا رہی ھو تم، مسز

اکولینا ایواوونا: دعا پڑھ رہی ھوں، سوبر کے ابا، دعا پڑھ رہی ھوں -

بس سمسونوف: ھاں، لگتا ہے کہ میں مسٹر نہیں بن سکوںگا — کچھ ایسے ھی رنگ ڈھنگ ھیں — لعنت ھو!

اکولینا ایوانوونا: کیا بات ھوئی، خدا خیر کرے، ایسا کیسے ھو سکتا ہے؟ کون جانے تم ھو ھی...

بس سمسونوف: کون جانے ھو ھی... کیا، اوجھاروں کی گلد کا صدر، قدکا دوسے کن، مسٹر کی کرسی کی بات میں بیٹھا ہے — کل کا لونڈا! کیسے کا پلہ!

کولینا ایوانوونا: هو سکتا هے لوگ اسے نہ چنیں — ابھی سے دل تھوڑا نہ کرو!

بیس سیمیونوف: وہ اسی کو چنیں گے! یہ صاف هے وہ اسی کو چنیں گے — آج جو میں وهاں پہنچا تو کیا دیکھتا هوں کہ دفتر میں بیٹھا اپنی هانک رها هے — کہنے لگا ''وقت کڑا آن پڑا هے — هم میں ایکتا هونی چاهئے،، بولا ''هر چیز کا فیصلہ سب مل کر کرینگے — دستکار کرینگے، کاریگر کرینگے — فیکٹریاں بن رهی هیں تو کیا هوا — هم کام کرنے والے الگ الگ هو کر کام نہیں کر سکتے —،، لیکن میں نے کہا ''یہ سب کچھہ یہودیوں کا کیا دھرا هے! همارا کام یہودیوں کو روکنا هے — ان کے خلاف گورنر کے پاس شکائت لکھہ بھیجنی چاهئے — ان کو بتانا چاهئے کہ یہ یہودی هم روسیوں کو موقع نہیں دینے — ان کا بستر یہاں سے گول کرو —،، (تاتیانا آهستہ سے دروازہ کھولتی هے اور لڑ کھڑاتی هوئی اپنے کمرے کی طرف جاتی هے) مسکراتا هے اور کہتا هے ''اور هم ان روسیوں کا کیا کریں جو یہودیوں سے بھی گئے گزرے هیں؟،، اور میں اس کی آواز سے بھانپ گیا کہ اس کا مطلب مجھہ سے هے — میں ٹال گیا جیسے میں سمجھہ نہیں سکا — لیکن میں اچھی طرح تاڑ گیا کہ اس کا مطلب کیا هے — بدمعاش! تھوڑی دیر سنتا رها اور پھر ایک طرف کو هٹ گیا — ''ذرا ٹھہر جاؤ!،، میں نے اپنے آپ سے کہا ''پھر تمہارا ایسا قورمہ کروںگا کہ تم بھی کیا یاد کروگے!،، اور ٹھیک اسی آن چولہاساز میخائل کریو کوف آن دھمکا اور بولا ''کچھہ ایسا لگتا هے کہ دوسے کن هی میئر هوگا —،، اس نے کہا اور منہ پھیر کر چلتا بنا — شرم سے آنکھہ برابر نہ کر سکا — میرا جی چاها کہ پکار کر کہوں ''تو حرام زادہ، اللہ کی دم فاختہ هے!،،

(ایلینا آتی هے —)

ایلینا: آداب واسیلی واسیلیوچ! آداب اکولینا ایوانوونا!
بیس سیمیونوف (رکھائی سے): اچھا تو تم ہو! آؤ، آؤ — کیا بات ہے؟
ایلینا: میں بس اپنا کرایہ دینا چاہتی تھی —
بیس سیمیونوف (خاصی نرمی سے): بہت اچھا — کتنے ہیں یہ؟ پچیس روبل؟ تمہاری طرف گلیارے میں کھڑکی کے دو شیشوں کے چالیس کوپک نکلتے ہیں اور... یہی کوئی بیس کوپک مان لو... اور... وہ جو تمہاری باورچن نے لکڑی کے گودام کی چول توڑ دی تھی نا، اس کے —
ایلینا (ہنستے ہوئے): تمہارا حساب کتنا نپا تلا ہوتا ہے! لیکن مجھے تم کو تین روبل دینے پڑینگے — میرے پاس ریزگاری نہیں —
اکولینا ایوانوونا: تم ایک بورا کوئلہ لے گئی تھیں میرے ہاں سے...میرا مطلب ہے تمہاری باورچن لے گئی تھی —
بیس سیمیونوف: کتنے دام ہوئے اس کے؟
اکولینا ایوانوونا: پینتیس کوپک کا ایک بورا —
بیس سیمیونوف: سب ملا کر ہوئے پچانوے کوپک — یہ لو یہ رہے دو روبل اور پانچ کوپک — نپے تلے ہونے کی جو بات ہے سو تم ٹھیک کہتی ہو — اسی نپے تلے حساب کی بدولت تو دنیا گھوم رہی ہے — پہلے دن سے جو طے ہو گیا کہ سورج فلاں وقت نکلیگا، فلاں وقت ڈوبیگا، سو ٹھیک اسی طرح سورج نکلتا اور ڈوبتا ہے — جب آسمان کا قانون نپا تلا ہے تو پھر زمین کا قانون نپا تلا کیوں نہ ہو — اب اپنے آپ کو ہی لے لو... تم وقت سے با قاعدہ کرایہ ادا کر دیتی ہو — بالکل ٹھیک ٹھیک!
ایلینا: ادھار کی ہنڈیا مجھ سے پکائی نہیں جاتی —
بیس سیمیونوف: بڑی تعریف کی بات ہے یہ، بڑی تعریف کی بات — اسی لئے تو سبھوں کی نظر میں تمہاری ساکھ ہے —

ایلینا : اچھا اب چل دی — آداب —

بیس سیمیونوف : آداب — (اس کو جاتے ہوئے دیکھتا ھے) خوب عورت ھے — خدا سمجھے! میرا بس چلے تو کل ھی نکال باھر کروں کم بخت کو —

اکولینا ایوانوونا : یہ تو بہت اچھا ھو پیوتر کے ابا —

بیس سیمیونوف : دوسری طرف یہ تو دیکھو جب تک وہ یہاں ھے ھم پیوتر پر نگاہ تو رکھہ سکتے ھیں — لیکن وہ اڑ گئی تو ظاھر ھے پیوتر اس کی بو سونگھتا ھوا پیچھے پیچھے ھو لیگا اور ھمارے پاس نہ ھونے سے اس کو چنگل میں دبوچ لینے کا اچھا موقع ھاتھہ آجائیگا — اور یہ نہ بھولو کہ وہ اپنا کرایہ ادا کرنے میں بڑی کھری اور چوکس ھے — اگر کچھہ ٹوٹ پھوٹ جائے تو فوراً پیسے ادا کر دیتی ھے — ذرا حجت نہیں کرتی — ھونہہ... پیوتر... ظاھر ھے بڑا خطرہ ھے... بڑا خطرہ...

اکولینا ایوانوونا : ھو سکتا ھے اس کے سر میں شادی وادی کا سودا نہ ھو — ھو سکتا ھے وہ... بس... یونہی ذرا... تم خود ھی جانتے ھو —

بیس سیمیونوف : اگر ھمیں اس کا یقین ھو جائے تو دل پر سے پہاڑ ٹل جائے — پھر نہ کوئی دھڑکا رھے نہ ڈر — رنڈیوں کے کوٹھے جھانکتا پھرے اس سے اچھا یہی ھے کہ وہ گھر میں پڑا رھے —

(تاتیانا کے کمرے سے گھٹی گھٹی کراہ سنائی دیتی ھے —)

اکولینا ایوانوونا (آھستہ سے) : اوہ!

بیس سیمیونوف (اسی آھستگی سے) : کیا ھے؟

اکولینا ایوانوونا (سانس روک کر آھستہ آھستہ بولتی ھے اور ادھر ادھر نگاھیں دوڑاتی رھتی ھے جیسے کان کھڑے کرکے

کچھه سننے کی کوشش کر رهی هو): گلیارے سے آواز آئی، هے نا؟

بیس سیمیونوف (زور سے): بلی هوگی —

اکولینا ایوانوونا (جھجکتے هوئے): پیوتر کے ابا، سنتے هو، میں تم سے ایک بات کہنا چاهتی تھی...

بیس سیمیونوف: تو پھر کہه ڈالو نا —

اکولینا ایوانوونا: کیا خیال هے تمہارا، آج تم نے پرچی‌خین کے ساتھه ذرا زیادہ سختی برتی —— هے نا؟ وہ بڑا نیک آدمی هے — کسی کا دل نہیں دکھاتا —

بیس سیمیونوف: کسی کا دل نہیں دکھاتا تو وہ برا نہیں مانیگا اور وہ مان بھی جائے تو هم پر کون سے مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑینگے — اس کے دوست هونے سے همارا سر تو اونچا هو نہیں جاتا — (کراہ پھر سنائی دیتی هے —— ابکے ذرا زور سے) کون هے، پیوتر کی ماں؟..

اکولینا ایوانوونا (گھبراتے هوئے): نه جانے کون... کون هوگا... کیا، کون؟

بیس سیمیونوف (پیوتر کے کمرے میں جاتے هوئے): کوئی هے یہاں؟ پیوتر!

اکولینا ایوانوونا (خوف سے اس کے پیچھے دوڑتے هوئے): پیوتر! پیوتر!

تاتیانا (گھٹی گھٹی آواز سے پکارتی هے): بچاؤ مجھے! اماں! بچاؤ مجھے! بچاؤ مجھے! (بیس سیمیونوف اور اکولینا ایوانوونا پیوتر کے کمرے سے نکلتے هیں اور ایک لفظ کہے بنا تاتیانا کے کمرے کی طرف دوڑتے هیں، ایک آن کو دروازے پر رکتے هیں، جیسے ڈر رهے هوں، پھر ایک ساتھه هی پٹ کھول دیتے هیں — تاتیانا کی چیخ پکار ان کا خیرمقدم کرتی هے) اوہ، اوہ... هائے کلیجه پھنکا جا رها هے! پانی! پانی! بچاؤ مجھے!

اکولینا ایوانوونا (کمرے سے باہر بھاگتی ہے اور گلیارے میں چیختی ہے): یا الٰہی! لوگو دوڑو! پیوتر!

(تاتیانا کے کمرے سے بیس‌سیمیونوف کی آواز سنائی دیتی ہے: ''میری بیٹی یہ تو نے کیا کر لیا؟ کیا کیا تو نے؟ تجھے ہوا کیا ہے، میری بچی؟،،)

تاتیانا: پانی... میں مر رہی ہوں... سب کچھ پھنکا جا رہا ہے — ہائے اللہ!

اکولینا ایوانوونا: جلدی! جلدی آؤ! مدد!

بیس سیمیونوف (کمرے کے اندر سے): ڈاکٹر کو بلاؤ! جلدی!

پیوتر (دوڑتا ہوا آتا ہے): بات کیا ہوئی؟ کیا قصہ ہے؟

اکولینا ایوانوونا (اس کی آستین پکڑتے ہوئے ہانپتی ہے): تاتیانا... وہ مر رہی ہے!

پیوتر (چھڑاتے ہوئے): مجھے چھوڑو!

تیتی‌ریف (جیکٹ پہنتے ہوئے اندر آتا ہے): کیا ہوا؟ کہیں آگ لگ گئی؟

بیس سیمیونوف: ڈاکٹر! پیوتر دوڑ کر ڈاکٹر کو بلاؤ! اس سے پچیس روبل کا وعدہ کر لینا!

پیوتر (تاتیانا کے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے اور تیتی ریف سے بات کرتے ہوئے): ڈاکٹر! بھاگ کر جاؤ ڈاکٹر کو لے آؤ! اس سے کہنا — زہر... ایک جوان لڑکی... نوشادر... جلدی، جلدی!

(تیتی‌ریف دوڑتا ہوا گلیارے میں جاتا ہے —)

استپانیدا (دوڑتی ہوئی آتی ہے): اے میرے اللہ!

تاتیانا: پیوتر! میں پھنک رہی ہوں — ہائے مری! میں مرنا نہیں چاہتی! بچاؤ مجھے! پانی!

پیوتر: کتنا پی لیا تم نے؟ کب پیا تم نے؟ بولو!

بیس سیمیونوف: میری بیٹی! میری گڑیا!

اکولینا ایوانوونا: ھائے یہ تو نے کیا کر لیا! ھائے میری ننھی منی فاختہ!

پیوتر: چلی جاؤ اماں — ان کو لے جاؤ استپانیدا — میں کہتا ھوں چلی جاؤ— (ایلینا دوڑتی ھوئی تاتیانا کے کمرے میں آتی ھے) اماں کو لے جاؤ—

(ایک ادھیڑ عورت آتی ھے اور دروازے میں کھڑی ھو جاتی ھے، ادھر ادھر دیکھتی ھے اور اپنے آپ سے بات کرنے لگتی ھے—)

ایلینا (اکولینا ایوانوونا کو تاتیانا کے کمرے سے باھر لے جاتی ھے اور سرگوشیوں میں بولتی ھے): سب ٹھیک ھے، جی ھلکان نہ کرو، کوئی ایسی بات نہیں--

اکولینا ایوانوونا: میری دولت! میری جان کی ٹکڑی! میں نے اس کا کیا بگاڑا تھا: کیا میں نے اس کو ستایا تھا

ایلینا: سب ٹھیک ھو جائیگا — ڈاکٹر کے آنے کی دیر ھے. سب ٹھیک ھو جائیگا — ھائے کیسی بپتا ھے. کیسی آفت ھے!

ادھیڑ عورت (اکولینا ایوانوونا کا دوسرا بازو پکڑتے ھوئے): جی نہ ھارو - اس سے بھی بری باتیں ھوتی ھیں دنیا میں -- سوداگر سیتانوف کو ھی لے لو... گھوڑے نے ایسی دولتی جمائی کہ بیچارے کا بھرکس نکل گیا...

اکولینا ایوانوونا: میری پیاری بچی، میری دولت — میں کیا کروں گی اب؟ میری اکلوتی بچی — (اسے باھر لے جاتی ھے —)

(تاتیانا کی چیخوں کے ساتھ ساتھ اس کے باپ کی بھاری آواز اور پیوتر کی گھبراھٹ بھری باتیں سنائی دیتی ھیں --

کوئی کرسی الٹ جاتی ہے — پلیٹوں کے بجنے کی آواز آتی ہے، پلنگ کے اسپرنگ بولتے ہیں اور دھم سے کسی تکئے کے گرنے کی آواز آتی ہے — بار بار استپانیدا کمرے سے دوڑتی ہوئی نکلتی ہے — کبھی پیالی جھپٹتی ہے اور کبھی پلیٹ — اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں — آنکھیں نکلی پڑ رہی ہیں، منہ کھلا ہوا ہے — ہر بار وہ کوئی نہ کوئی چیز توڑ دیتی ہے — دروازے میں کئی چہرے، منہ کھولے دکھائی دیتے ہیں — لیکن کسی کی ہمت نہیں ہوتی کہ کمرے کے اندر آ جائے — ایک لڑکا جو گھروں کی رنگائی کرنے والے کے یہاں کام کرتا ہے اچھل کر اندر آتا ہے، تاتیانا کے کمرے میں جھانکتا ہے اور دوڑتا ہوا واپس آتا ہے اور زور زور سے سرگوشی کے انداز میں اعلان کرتا ہے ''دم توڑ رہی ہے!،، سڑک سے باجے کی آواز آتی ہے لیکن فوراً بند ہو جاتی ہے کباری سے بات چیت کی ہلکی ہلکی بھنبھناہٹ سنائی دیتی ہے ''مار ڈالا اسے؟،، ''کس نے؟،، ''اس کے باپ نے —،، ''اس نے دھمکایا تھا — 'بٹیا ذرا سنبھال کے قدم اٹھانا، اس نے کہا —،، ''سر پر —،، ''جانتی ہو کا ہے سے مارا؟،، ''جھوٹ ہے — اس نے آپ ہی اپنا گلا کاٹ لیا —،، عورت کی آواز سنائی دیتی ہے ''کیا بیاہی تھی؟،، کوئی زبان سے ہمدردی کی آواز نکالتا ہے — ادھیڑ عورت بیس سیمیونوف کے کمرے سے نکلتی ہے، میز کے پاس سے گزرتے ہوئے ایک روٹی جھپٹتی ہے اور شال کے اندر چھپا لیتی ہے اور ہجوم میں مل جاتی ہے —)

ادھیڑ عورت : ہیں! مر رہی ہے —

مرد کی آواز: اس کا نام کیا ہے؟

ادھیڑ عورت : لیرا —

عورت کی آواز: آخر اس نے یہ کیا کیوں؟

ادھیڑ عورت : بہت دنوں پہلے کی بات ہے — اس نے کہا ''لیرا...'' —

(ہجوم میں حرکت ہوتی ہے — ڈاکٹر اور سی ریف اندر آتے ہیں — ڈاکٹر سیدھے بابا کے کمرے میں جاتا ہے، یہ عجب اتارتا ہے یہ کوٹ — سی ریف کمرے میں جھانکتا ہے اور سوری پر ل ڈالے ہوئے چلا جاتا ہے — بیمار کے کمرے سے آہیں، کراہیں، لوگوں کی آوازیں، قدموں کی آہٹ سنائی دیتی ہے - میں سیمونوف کے کمرے سے ایکواسا اسوانووتا کی چیخ پکار سنائی دیتی ہے : ''مجھے جانے دو! مجھے اس کے پاس جانے دو!'' گلیارے میں ہجوم کی بھنبھناہٹ میں اب صاف باتیں بھی سنائی دیتی ہیں : ''بڑا بھاری بھرکم آدمی ہے!'' ''وہ گونگا ہے.... ''ہاں، ہاں، بچپن سے ہی گونگا ہے!'')

سی ریف (گلیارے کی طرف جاتے ہوئے): یہاں کیا کر رہے ہو تم لوگ؟ بھاگ جاؤ یہاں سے تم سب!

ادھیڑ عورت (دروازے پر): جاؤ بھلے لوگو، جاؤ یہاں سے اس سے تمہیں کیا — تمہیں اس سے کیا لینا دینا —

سی ریف : تم کون ہو؟ تم کیا چاہتی ہو؟

ادھیڑ عورت : میں کنجڑن ہوں — ہری پیاز، کھیرے...

سی ریف : تم یہاں کیا کر رہی ہو؟

ادھیڑ عورت : میں جا رہی تھی ذرا سیمیا گینا کے گھر —— وہ میرے بیٹے کی دینی ماں ہے...

تیتی ریف : میں پوچھتا ہوں یہاں کیا جھک مار رہی ہو؟

ادھیڑ عورت : وہ میں ادھر سے جا رہی تھی تو میرے کان میں کچھ چیخ پکار پڑی... سوچا شاید آگ لگی ہو...

تیتی ریف : پھر؟

ادھیڑ عورت : اور اندر چلی آئی— ذرا دیکھوں تو کیا بپتا پڑی ہے...

تیتی ریف : چلو راستہ ناپو— نکل جاؤ یہاں سے تم سب!

استانیدا (تیتی ریف کے پاس آتے ہوئے) : ایک بالٹی پانی لے آؤ... پھرتی پھرتی!

(سفید داڑھی والا ایک بڈھا جس کے چہرے پر رومال بندھا ہوا ہے، دروازے سے جھانکتا ہے، تیتی ریف کی طرف آنکھ مارتا ہے اور کہتا ہے ''عورت نے روٹی مار لی تمہاری میز سے، خبر ہے!،، تیتی ریف گلیارے میں بڑھتا ہے اور لوگوں کو دھکیل کر سڑک پر نکالتا ہے— شور اور ہنگامہ — ایک لڑکا چلاتا ہے ''آچھیں!،، کوئی ہنستا ہے — کوئی بگڑ کر کہتا ہے ''ارے دھکا مت دو!،،)

تیتی ریف (غائب) : نکلو باہر! جلدی!

بیوتر (دروازے سے سر نکالے ہوئے) : خاموش! (کمرے کے اندر واپس چلا جاتا ہے) ابا جائیے — اماں کو آپ کی ضرورت ہے — جائیے جائیے — (ہال میں پکارتا ہے) کسی کو اندر نہ آنے دو!

(بیس سیمیونوف ڈگمگاتا ہوا تاتیانا کے کمرے سے نکلتا ہے— میز کے پاس پہنچ کر ایک کرسی میں دھنس جاتا ہے

اور چند لمحے تک یونہی خلا میں بجھی بجھی آنکھوں سے گھورتا رہتا ہے — اٹھتا ہے اور اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے جہاں سے اکولینا ایوانوونا اور ایلینا کے بولنے کی آواز آ رہی ہے —)

اکولینا ایوانوونا: جیسے مجھے اس سے محبت نہیں! جیسے میں نے اس کو کلیجے سے لگا کر نہیں رکھا!

ایلینا: جی سنبھالو

اکولینا ایوانوونا: یوری کے ابا! ہائے یوری کے ابا — لیا...

(دروازے کے بند ہونے سے بات کٹ جاتی ہے - اب بڑا کمرہ خالی ہے — بائیں طرف بیسیمونوف کے کمرے سے پھنسی پھنسی آوازیں سنائی دیتی ہیں - دائیں طرف سے باسانا کی کراہ، دھیمی دھیمی آواز میں باتیں اور اس کی تیمارداری کرنے والوں کی پور سنائی دیتا ہے ستی ریف تالی میں پانی اٹھا لاتا ہے دروازے کے پاس پانی رکھتے ہوئے بڑی احتیاط سے دستک دیتا ہے — اسپانندا دروازہ کھولتی ہے اور پانی لے لیتی ہے وہ بڑے کمرے میں آتی ہے اور ستی ریف سے کچھ پوچھتی ہے)

ستی ریف: کیسا ہے

استپانندا: لگتا ہے سب ٹھیک ٹھاک ہو جائے گا -

ستی ریف: ڈاکٹر نے کہا؟

اسپانیدا: ہاں، ہاں! اوہ ہو! (ہاتھ جھٹکتی ہے) وہ کہتا ہے کہ ماں باپ کو اندر نہ آنے دو —

ستی ریف: اس کا حال کچھ بہتر ہے؟

اسپانندا: کون جانے؟ اس نے ہائے وائے تو بند کر دی ہے اس کا منہ کیسا ہے ہلدی — اور آنکھیں یہ بڑی بڑی نکل آئی ہیں...

مردے کی طرح پڑی ہے (ملامت کے انداز میں) میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا... تمہیں کبھی گلے میں کانٹے پڑ گئے کہ اس کے لئے پر ڈھونڈ لاؤ کہیں سے — میں نہیں ــــ اس کی مرہم میاں ہے ماں! پر ان کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی اور لو اب آگئے آئی۔ جیسا کیا ویسا بھگتو — گویا سا ماں کے لڑکی اسے دنوں تونہی بیٹھی رہتی — اور پھر اللہ پر اعتماد نہیں لڑکی کا — دعانماز سے کچھہ مطلب نہیں! لو اور یہ کرو دعا نماز... اب بھگتو!

سی ربف: بند کرو اپنی کائیں کائیں —

ایلیا (اندر آتے ہوئے): کیسی ہے

سی ربف: میں نہیں جانتا — ڈاکٹر کہتا ہے کوئی خطرہ نہیں —

ایلیا: اس کے ماں باپ کو بتا دیجئے ہے! ان کے لئے میرا دل کڑھتا ہے میرا —

(سی ربف کچھہ نہیں کہتا صرف سر ہلاتا ہے —)

اسیاندا (کمرے سے بھاگتے ہوئے): ہائے خدا کی مار! لو میں تو چولہا جلتا چھوڑ آئی تھی —

ایلیا: اگر اس نے یہ بتا دیا کیوں اگر جب کیا ہوا تمہاری بیٹا! ضرور بڑا دکھہ پہنچا ہوگا اسے! (منہ بسورتی ہے اور گردن جھٹکتی ہے) کیوں تمہارا بھی یہی حال ہے نا

سی ربف: میں نہیں جانتا — میں نے اسے تو سب کچھہ دیا ہے — مگر یہ مادر کا ثانی نہیں تھا —

ایلیا: یہ کوئی ہنسی دل لگی کا وقت ہے

سی ربف: میں ہنسی دل لگی نہیں کر رہا ہوں

ایلیا (بیوبر کے کمرے تک جاتی ہے اور دروازے سے جھانکتی ہے): کیا بیوبر... بیوبر واسلیوچ... اب تک اس کے کمرے میں ہے"

تیتی ریف : اگر باہر نہیں نکلا تو وہیں ہوگا —

ایلینا (سوچتے ہوئے) : میں سوچ سکتی ہوں اس کے دل پر کیا بیت رہی ہوگی — جب کبھی میں... جب کبھی میں... اس قسم کی چیز دیکھتی ہوں... اوہ میں بلاؤں سے، مصیبتوں سے نفرت کرتی ہوں!

تیتی ریف (مسکراتے ہوئے) : واہ کمال کر دیا!

ایلینا : تمہاری کھوپڑی میں کچھہ گھسا بھی کہ میرا مطلب کیا ہے؟ میرا جی چاہتا ہے کہ میں بلاؤں کو زمین پر دے ماروں اور پیروں تلے روند ڈالوں —— کچل کچل کر مار ڈالوں!

تیتی ریف : کیا؟ بلائیں؟

ایلینا : ہاں — میں بلاؤں سے نہیں ڈرتی — میں بلاؤں سے نفرت کرتی ہوں — میرا جی چاہتا ہے خوش رہوں، مگن رہوں، میرے چاروں طرف لوگ ہی لوگ ہوں اور میں ہمیشہ نت نئی دھن میں لگی رہوں — مجھے اپنی اور دوسروں کی زندگی کو سہانا بنانے کا گر آتا ہے —

تیتی ریف : تو یہ تو کمال سے بھی زیادہ کمال ہو گیا!

ایلینا : ایک بات اور —— تمہیں بتائے دیتی ہوں : میرا دل بڑا پتھر ہے! مجھے پھوٹے کرم کے لوگ ایک آنکھہ نہیں بھاتے — بعض لوگ ہیں جن کا نصیبہ پھوٹا ہوا ہے اور وہ ہمیشہ پھوٹا رہیگا چاہے تم ادھر کی دنیا ادھر کر دو — اگر تم ان کے سر پر سورج کا تاج بھی ڈال دو تو بھی کچھہ نہ ہوگا —— اور سوچو اس سے بڑھیا تاج اور کون سا ہوگا —— ہاں پھر بھی وہ ٹھنڈی سانس بھرنے بھرنے لگے : "آہ، میں بڑا بدنصیب ہوں! ہائے میرا کوئی نہیں — کوئی بھی مجھے نہیں چاہتا — زندگی کیا ہے وبال ہے! آہ! ہائے! وائے!،، جب کبھی میری مڈ بھیڑ کسی ایسے روگی سے ہو جاتی ہے تو میرا جی چاہتا ہے کہ اس پر بدنصیبی کے اور دس ہزار پتھر برسا دوں —

تیتی ریف : اچھی مادام! سنو ! میں بھی ایک جرم کا اقرار کرنا چاھتا ھوں : میں عورتوں کا فلسفہ بگھارنا برداشت نہیں کر سکتا — لیکن جب تم فلسفہ بگھارتی ھو تو میرا جی چاھتا ھے کہ بڑھ کر تمہارا ھاتھہ چوم لوں —

ایلینا (تریاھٹ کے ساتھہ) : میرا ھاتھہ، بس؟ اور صرف اس وقت جب میں فلسفیانہ باتیں کروں؟ (اپنے آپ کو سنبھالتے ھوئے) اوہ اللہ بچائے! میں کر کیا رھی ھوں؟ ھنسی... مذاق... جبکہ وھاں کسی کی جان کے لالے پڑے ھوئے ھیں...

تیتی ریف (بیس سیمیونوف کے دروازے کی طرف سر سے اشارہ کرتے ھوئے) : اور وھاں بھی — جدھر بھی تم انگلی اٹھاؤ لوگوں پر قیامت گزر رھی ھے — واقعی لوگوں کو بڑی بری لت پڑ گئی ھے —

ایلینا : لیکن لوگ واقعی مصیبت جھیلتے ھیں —

تیتی ریف : ھاں ھاں، کیوں نہیں —

ایلینا : اس لئے ان پر ترس کھانا چاھئے —

تیتی ریف : ھمیشہ نہیں — اور شاید کبھی بھی نہیں — ان پر ترس کھانے سے کہیں اچھا ھے کہ ان کے کام آیا جائے —

ایلینا : تم ھر ایک کے کام تو آنے سے رھے — اور تم کسی پر ترس نہیں کھا سکتے تو اس کے کام بھی نہیں آ سکتے —

تیتی ریف : خانم، میں اس نظر سے دیکھتا ھوں : مصیبتیں خواھش سے پیدا ھوتی ھیں اور خواھش دو قسم کی ھوتی ھے — ایک خواھش وہ جو سر آنکھوں پر — دوسری وہ جو اس لائق نہیں — ایسے آدمی کے کام آنا چاھئے جس کی خواھش اسے نکھارتی ھے، مضبوط بناتی ھے، جو اس کے دل کو پاک کرتی ھے اور اسے جانوروں سے بلند کرتی ھے —

ایلینا (اس کی بات نہیں سنتی) : شاید... شاید تم ٹھیک کہتے ھو — مگر وھاں اندر کیا ھو رھا ھے؟ کیا تم سمجھتے ھو کہ وہ

سو گئی ہے؟ کیسا سناٹا ہے — وہ کھسر پھسر کر رہے ہیں — بڑے میاں اور بڑی بی بھی اپنے کونے میں چھپ گئے ہیں — کتنی عجیب بات ہے! یکایک — شور، بھاگ دوڑ، چیخ پکار، آہ اور کراہ! اور پھر اسی طرح اچانک — کوئی سناٹا سا سناٹا ہے — ایک پتہ نہیں ہلتا —

تیتی ریف: اسی کو کہتے ہیں زندگی — لوگ چیختے چیختے تھک جاتے ہیں — تھک جاتے ہیں تو سستانے لگتے ہیں — سستا لیتے ہیں تو پھر چیخنا چلانا شروع کر دیتے ہیں — اس گھر میں ہر چیز بڑی جلدی خاموش ہو جاتی ہے — درد کی چیخ بھی اور قہقہوں کے پٹاخے بھی — صدمہ کیا ہے، گدلے جوہڑ پر پتھر... وہی گھسا پٹا، روز مرہ کا گھٹیا تماشا... اور یہی گھٹیا بات یہاں سب کچھ ہے — چاہے بات فتح کی ہو یا غصے کی —

ایلینا (سوچتے ہوئے): اچھے دن تھے میرے جب میں جیل میں رہتی تھی — میرا میاں جواری تھا — وہ پیتا پلاتا بھی تھا اور آئے دن شکار کو بھی جاتا تھا — ہمارا شہر دور دراز تھا... اور وہاں زیادہ تر لوگ بڑے بےرنگ تھے، بڑے بے کیف! مجھے چھٹی ہی چھٹی رہتی تھی — لیکن میں کہیں نہ جاتی اور قیدیوں کے سوا اور کسی سے نہ ملتی — وہ مجھے چاہتے تھے — ان کو جاننے کی دیر ہے — بڑے مزیدار اور دلچسپ لوگ ہوتے ہیں یہ — بہت ہی پیارے اور سیدھے سادے — سچ بڑے بھولے بھالے، بڑے سیدھے — کبھی کبھی جب ان کو دیکھتی تو دل نہ مانتا کہ یہ چور ہیں، خونی ہیں، بھانت بھانت کے مجرم ہیں — ایک مرتبہ ایک خونی سے میں نے کہا ”کیا تم نے سچ مچ کسی کو قتل کیا ہے؟“ ”ہاں، ایلینا نکولائی ونا“ اس نے کہا ”ہاں میں نے قتل کیا — چارہ ہی کیا ہے —“ اور مجھے لگا کہ اس نے — اس قاتل نے — کسی دوسرے کا گناہ اپنے سر منڈھ لیا ہے — مجھے لگا یہ تو کسی اور کا پھینکا

ھوا پتھر ھے — میں ان کے لئے کتابیں خرید کر لایا کرتی — میں نے ان کی کوٹھریوں میں تاش اور چوسر کا انتظام کر دیا — میں ان کو تمباکو بھی دیتی، تھوڑی سی شراب بھی — جب وہ ھوا کھانے کے لئے باھر نکالے جاتے تو وہ گیند اور گلی ڈنڈا کھیلتے — وہ بالکل بچوں کی طرح تھے — جب کبھی میں انہیں ھنسانے والی کہانیاں سناتی تو ان کے قہقہوں سے چھتیں اڑ جاتیں ... وہ بچوں کی طرح ھنستے — میں نے چند گانے والی چڑیاں اور پنجرے خریدے — اور ایک ایک پنجرا ھر کوٹھری میں ڈال دیا — وہ اپنی چڑیوں کو اتنا ھی چاھتے تھے جتنا مجھے — وہ مجھے بھڑکیلے کپڑوں میں دیکھ کر بچھ سے جاتے —— یہی کوئی لال شلوکہ یا بسنتی لہنگا — یہ لوگ بھڑکتے چمکتے دھکتے ھوئے رنگ پر جان دیتے ھیں — میں ان کی خاطر جان کر کپڑے پہنا کرتی تھی — (ٹھنڈی سانس لیتی ھے) ان کے ساتھ زندگی بڑی سہانی تھی — تین برس بیت گئے اور مجھے پتہ بھی نہ چلا — جب میرے میاں کو گھوڑے نے دوسری دنیا میں پہنچا دیا تو میں نے اس کے مرنے کا اتنا سوگ نہ منایا جتنا کہ جیل چھوڑنے کے خیال سے روئی — افسوس! قیدیوں کا دل بھی بہت کڑ ھا — (کمرے میں نظر دوڑاتی ھے) یہاں کی زندگی تو وھاں کی گرد بھی نہیں — اس گھر پر ... کوئی... کوئی نحوست سی نحوست برستی ھے — یہاں رھنے والے برے نہیں... یہ کچھ اور ھے — لو میں کس دھارے میں بہہ گئی... دل بیٹھا جا رھا ھے — یہاں میں اور تم جھک جھک کر رھے ھیں اور اس کمرے میں ایک عورت شاید موت کی ھچکی لے رھی ھو —

تیتی ریف (سکون سے) : اور ھمیں اس کا افسوس نہیں —

ایلینا (جلدی سے) : کیا تمہیں افسوس نہیں؟

تیتی ریف : نہیں — اور تمہیں بھی غم نہیں —

ایلینا : نہیں مجھے غم نہیں — میں جانتی ھوں یہ برا ھے —

لیکن مجھے کچھہ ایسا لگتا ہے کہ یہ بات بری نہیں — کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے: آدمی جانتا ہے کہ یہ بات بری ہے لیکن اسے یہ بات بری نہیں لگتی — یہ بات عجیب لگیگی، مگر اس پر ... پیوتر واسیلیوچ پر زیادہ افسوس آتا ہے، مجھے اس پر بہت زیادہ افسوس ہوتا ہے — یہاں اس کی جان پر بن آئی ہے، ہے نا؟

تیتیریف: یہاں ہر شخص کی جان پر بن آئی ہے —

پولیا (آتی ہے): ارے!

ایلینا (اچھلتی ہے اور اس کے پاس جاتی ہے): ہش! کچھہ جانتی ہو کیا گل کھلا ہے؟ تاتیانا نے زہر کھا لیا!

پولیا: کی —— یا؟

ایلینا: ہاں اس نے زہر کھا لیا — ڈاکٹر اور اس کا بھائی دونوں وہیں ہیں اس وقت —

پولیا: مر رہی ہے؟ کیا مر جائیگی؟

ایلینا: کون جانے —

پولیا: آخر اس نے ایسا کیوں کیا؟ کیا اس نے کچھہ بتایا؟

ایلینا: نہیں جانتی — شاید نہیں بتایا کچھہ —

پیوتر (دروازے سے سر نکال کر جھانکتا ہے): ایلینا نکولائیونا، ذرا ایک منٹ — (ایلینا لپک کر جاتی ہے —)

پولیا (تیتیریف سے): تم اس طرح مجھے کیوں گھور رہے ہو؟

تیتیریف: تم نے کتنی بار یہی ایک بات پوچھی ہے مجھہ سے؟

پولیا: کیوں نہیں... اگر تم اسی طرح گھورتے رہو تو میں کیوں نہ پوچھوں — تم آخر اس طرح کیوں گھورتے ہو؟ (اس کے پاس جاتی ہے اور سختی سے پوچھتی ہے) کیا تم سمجھتے ہو میں قصوروار ہوں؟

تیتیریف (ہلکی ہنسی کے ساتھہ): کیا تمہارا دل تمہیں گنہگار ٹھہراتا ہے؟

پولیا: مجھے ایسا لگتا ھے کہ میری بیزاری تم سے روز بروز بڑھتی جاتی ھے ... ھاں میرا دل یہ کہتا ھے! لیکن بتاؤ یہ سب ھوا کیسے؟

تیتی ریف: کل اسے ذرا سا دھکا لگا، اس کے پیر پہلے ھی لڑکھڑا رھے تھے، اس لئے آج وہ گر گئی — بس —

پولیا: یہ سچ نہیں ھے!

تیتی ریف: کیا سچ نہیں؟

پولیا: میں جانتی ھوں تم کاھے کی طرف اشارہ کر رھے ھو — لیکن یہ سچ نہیں ھے — نیل...

تیتی ریف: نیل؟ نیل کو اس سے کیا لینا دینا؟

پولیا: کچھہ بھی نہیں... اور نہ مجھے... ھم میں سے کسی کو نہیں — تم... لیکن تم غلطی پر ھو — تم سمجھتے ھو یہ ھمارا قصور ھے — پر ھم کیا کر سکتے تھے؟ میں اس سے محبت کرتی ھوں اور وہ مجھہ سے محبت کرتا ھے — بہت دنوں سے یہ چنگاری سلگ رھی ھے —

تیتی ریف (گمبھیر): میں تم پر ذرا الزام نہیں دھرتا — تم خود ھی قصوروار محسوس کرتی ھو اور صفائی پیش کرتی ھو — آخر تم صفائی کیوں پیش کرو؟ میں تم کو چاھتا ھوں... آخر کون تھا وہ جس نے تم سے بار بار ھٹ دھرمی سے کہا کہ تم اس گھر سے چلی جاؤ، اس گھر سے دور رھو؟ اس گھر میں کوئی ایسی بات ھے جو روح میں زھر گھولتی رھتی ھے — میں نے ھی تم سے یہ سب کہا —

پولیا: تو؟

تیتی ریف: کچھہ نہیں — میں صرف یہ کہنا چاھتا تھا کہ اگر تم میری بات پر کان دھرتیں تو تمہیں اس عذاب سے نہ گزرنا پڑتا جس سے اس وقت گزر رھی ھو — بس اور کیا —

پولیا : اچھا — لیکن اس نے ایسی حرکت کیوں کی؟ کیا اس کی جان خطرے مس ھے؟ کیا کھایا اس نے؟
ستی ریف : جانے مری بلا —

(سوبر اور ڈاکٹر کمرے سے باھر نکلیے ھس —)

سوبر : جاؤ اور جا کر ایلیا نکولائی‌ونا کی مدد کرو، بولیا —
بیتی ریف (بسوبر سے) : کیسی ھے؟
ڈاکٹر : کوئی خطرے کی بات بہس — اگر مریضہ کی طبعت مس ایسا ھیجان نہ ھوتا تو اس پر کوئی برا اثر نہ ھوتا — اس نے بہت کم پیا — ذرا سی آنت جلی ھے — کچھ اس کے پیٹ مس بھی پہنچ گیا لیکن اس نے فوراً ھی اگل دیا —
سوبر : آپ تھک گئے ھونگے ڈاکٹر — بیٹھ جائیے —
ڈاکٹر : شکریہ — کوئی ایک آدھ ھفتہ نڈھال رھیگی — کل کی بات ھے — بڑا ھی دلچسپ کیس تھا — ایک بدمست رنگ‌ساز نے بئر کے بدلے پورا گلاس وارنس کا چڑھا لیا —

(بس‌سیمونوف اپنے کمرے کا دروازہ کھولیا ھے اور ایک لفظ کہے بنا وھاں کھڑا رھتا ھے اور ڈاکٹر کو مایوس نظروں سے دیکھتا ھے —)

سوبر : مت گھبرائیے ابا — کوئی خطرہ بہس ھے —
ڈاکٹر : ھاں کوئی خطرہ نہس — میں یقین دلاتا ھوں — دو تین دن کی بات ھے — لڑکی چلنے پھرنے لگیگی —
بس‌سیمونوف : سچ کہتے ھو ڈاکٹر؟
ڈاکٹر : بے شک —
بس‌سیمونوف : شکریہ — اگر سچ کہتے ھو، اگر یہ سچ ھے

کہ کوئی خطرہ نہیں، تو میں تمہارا شکرگزار ہوں — پیوتر...
ار... یہاں آؤ...

(پیوتر اس کے پاس جاتا ہے — دونوں کمرے کے اندر غائب
ہو جاتے ہیں — کمرے سے کھسر پھسر اور سکوں کے
بجنے کی آواز سنائی دیتی ہے —)

تیتی ریف (ڈاکٹر سے) : ہاں پھر اس رنگ ساز کا کیا حشر ہوا؟
ڈاکٹر : ایہہ؟ کیا؟
تیتی ریف : رنگ ساز —— آخر اس کا کیا ہوا؟
ڈاکٹر : وہ؟ اوہ کچھہ بھی نہیں، ہوتا کیا — اچھا ہو گیا — اوہ... ایسا جان پڑتا ہے میں نے تم کو کہیں دیکھا ہے؟ ہے نا؟
تیتی ریف : شاید —
ڈاکٹر : تمہیں میعادی بخار ہوا تھا اور تم ہسپتال میں تھے —— ہے نا؟
تیتی ریف : تھا تو —
ڈاکٹر (اطمینان کی سانس لیتا ہے) : دیکھا؟ مجھے یقین تھا کہ میں نے تم کو کہیں دیکھا ہے — ذرا ٹھہرو... پچھلی بہار میں، ہے نا ٹھیک؟ لگتا ہے مجھے تو تمہارا نام بھی یاد ہے...
تیتی ریف : اور مجھے بھی آپ یاد ہیں —
ڈاکٹر : اچھا، یاد ہوں؟
تیتی ریف : جی ہاں — میں جب اچھا ہونے لگا تو میں نے آپ سے کہا کہ میرا راشن بڑھا دیجئے اور آپ نے سنہ بنایا اور کہا ''میاں شکر کرو جو اتنا مل جاتا ہے — دنیا تمہارے جیسے اٹھائی گیروں اور شرابیوں سے بھری پڑی ہے —''
ڈاکٹر (ہکابکا) : لیکن وہ تو... وہ تو... میں معافی چاہتا

هوں... لیکن اب کا... آپ کا نام... میرا مطلب ہے... میں ہوں ڈاکٹر نکولائی ترونے روکوف اور...

ستی ریف (اس کے پاس جاتے ہوئے) : اور میں ہوں لال بجھکڑ بیریسی، لال پری کا عاشق — (ڈاکٹر سہم کر ہٹ جاتا ہے) ڈریئے مت — میں آپ کو ستاؤنگا نہیں —

(سی ریف اس کے پاس سے ٹہلتا ہوا گلیارے میں چلا جاتا ہے — ڈاکٹر منہ کھولے ہوئے اسے دیکھتا رہ جاتا ہے اور ہیٹ سے خود کو پنکھا جھلتا ہے — سوبر داخل ہوتا ہے —)

ڈاکٹر (بھٹکی ہوئی نظروں سے گلیارے کی طرف دیکھتا ہے) : اچھا میں چل دیا — لوگ میرا انتظار کر رہے ہونگے — اگر وہ پھر درد کی شکایت کرے تو یہ دوا پلا دیجئے -- لیکن اب زیادہ درد نہ ہوگا — آداب عرض — اوہ... ارے... وہ صاحب جو ابھی یہاں تھے... نرالے آدمی ہیں — کیا وہ... ار... رشتہ‌دار ہیں؟

سوبر : نہیں، کرایہ دار —

ڈاکٹر : اچھا — بہت خوب، بہت ہی انوکھا — آداب عرض ہے — شکریہ —

(سوبر اس کو چھوڑنے چلا جاتا ہے — بس سیمونوف اور اکولینا ایوانوونا اپنے کمرے سے نکلتے ہیں اور دبے پاؤں تاشانا کے دروازے کی طرف بڑھتے ہیں —)

بس سیمونوف : ٹھہرو — اندر نہ جاؤ — ذرا آواز نہیں — شاید سو رہی ہے — اس کو جگانا نہیں چاہئے — (اکولینا ایوانوونا کو کونے میں رکھے ہوئے صندوق کی طرف لے جاتا ہے) اچھا، سوبر کی ماں، ہمیں یہ خوشی کا دن بھی دیکھنا تھا! کسی نہیں بنیگی، کسی

چه میگوئیاں ھونگی — اب یه کلنک کا ٹیکه کبھی مٹائے نه مٹیگا ماتھے سے!

اکولینا ایوانوونا: شرم کرو، پیوتر کے ابا — کیسی باتیں منه سے نکال رھے ھو؟ وہ اچھی ھو جائے بس اور کچھه نه چاھئے — لوگ باتیں بنا بنا کر اپنی زبان گھسیں تو گھسیں — ان کا جی چاھے بیچ چوراھے پر ڈنکا پیٹیں، سنائیں لوگوں کو، کریں اپنا کلیجه ٹھنڈا —

بیس‌سیمیونوف: ھاں — بیشک! تم ٹھیک کہتی ھو — بس ذرا... چ چ چ چ! دیکھتی نہیں؟ ھماری ناک کٹ گئی!

اکولینا ایوانوونا: ناک کٹ گئی! کیوں؟

بیس‌سیمیونوف: ھماری اپنی بیٹی اور زھر کھائے! اس سے میری اور تمھاری مٹی کیسی پلید ھوئی؟ ھم نے اس کا کیا بگاڑا تھا؟ ھم اس کے ساتھه کیسا سلوک کرتے تھے؟ کیا ھم درندے تھے؟ لوگ ھمارے بارے میں جانے کیسی کیسی کہانیاں گھڑینگے — مجھے پروا نہیں — میں اپنے بچوں کے لئے کچھه بھی برداشت کر سکتا ھوں — لیکن میں ایسا کروں کیوں؟ میں نے آخر کیا کیا ھے جس کا یه انعام ھے؟ اسی لئے میں جاننا چاھتا ھوں — میرے بچے! کیا مجال جو منه سے گھنگھنیاں تھوک دیں — ان کے دل پر کیا بیت رھی ھے کیا مجال جو بتا دیں — میں ته تک پہنچ نہیں سکتا — اور یہی بات مجھے مارے ڈالتی ھے —

اکولینا ایوانوونا: جانتی ھوں — میرا دل بھی دکھتا ھے — آخر میں ان کی ماں ھوں — دن رات میں ان کے لئے گھلتی مرتی رھتی ھوں، پر کیا مجال جو ان کے منه سے ایک بھلی بات نکل جائے، جانتی ھوں — بات اتنی بری نه ھوتی اگر وہ اچھے اور خوش ھوتے — پر یه بھی ھونا ھی تھا!

پولیا (تاتیانا کے کمرے سے نکلتے ھوئے): ھش! ذرا آنکھه لگ گئي ھے —

بیس‌سیمیونوف (اٹھتے ہوئے) : کیسی ہے؟ کیا ہم اندر جائیں، دیکھیں؟

اکولینا ایوانوونا : میں بالکل چوں بھی نہیں کرونگی! بس اس کے ابا اور میں؟

پولیا : ڈاکٹر نے کہا کہ کوئی اس کے پاس نہ آئے —

بیس‌سیمیونوف (شک سے) : تم کیسے جانو؟ تم ڈاکٹر سے کب ملیں؟

پولیا : ایلینا نکولائی‌ونا نے مجھے بتایا —

بیس‌سیمیونوف : کیا وہ وہیں ہے؟ کہو کیا خیال ہے؟ ایرے غیرے تو اس کے پاس جائیں لیکن اس کے اپنے سگے نہ جا سکیں — عجیب بات ہے!

اکولینا ایوانوونا : ہم باورچی خانے میں کھانا کھائینگے — اس کی نیند میں گڑبڑ نہ ہو— میری گڑیا بیچاری! اور لو مجھے تو جھانکنے بھی نہ دیا!

(انتہائی مایوسی کے ساتھ ہاتھ ہلاتی ہے اور گلیارے میں چلی جاتی ہے — پولیا الماری سے لگی کھڑی ہے اور تاتیانا کے دروازے کی طرف گھور رہی ہے — اس کی بھویں جڑی ہوئی ہیں، ہونٹ بھنچے ہوئے ہیں، بدن تنا ہوا ہے — بیس‌سیمیونوف میز پر بیٹھا ہوا ہے جیسے کسی چیز کا انتظار کر رہا ہو —)

پولیا (نرمی سے) : کیا ابا یہاں آئے تھے آج؟

بیس‌سیمیونوف : معلوم ہے تمہارے دل میں اپنے باپ کی کتنی چاہت ہے — تمہاری نظر میں بھلا باپ ہے ہی کیا؟ مجھے معلوم ہے تم کس کو چاہتی ہو — (پولیا اس کو حیران نظروں سے دیکھتی

ہے) ہاں، ہاں، تمہارا باپ یہاں آیا تھا —— اپنے چیتھڑوں میں اٹا ہوا، شرافت اور صفائی سے کوسوں دور، ہونق حلیہ بنائے ہوئے! جیسا بھی ہے باپ ہے — باپ کی عزت کرنی چاہئے —

پولیا : میں عزت کرتی ہوں — آپ مجھ سے ایسی باتیں کیوں کریں؟

بیس‌سیمیونوف : سننا چاہتی ہو تو لو سنو — تمہارا باپ اٹھائی گیرہ ہے — پھر بھی تمہارا فرض ہے کہ اس کے سامنے سر جھکا دو — لیکن باپ کیا چیز ہے، تم کیا جانو؟ تم سے اس کی امید ہی فضول ہے — تمہارے دل ہی نہیں... تم سب نوجوانوں کا ایک ہی حال ہے — ذرا اپنے آپ کو دیکھو —— ایک لڑکی جس کے دو وقت کی روٹی کا ٹھکانا نہیں، سر چھپانے کو جگہ نہیں — ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ سر جھکا کر چلتیں، نیک دل بنتیں، لوگوں سے اچھا برتاؤ کرتیں — لیکن تم تو الٹا ہر چیز پر اپنی رائے سناتی پھرتی ہو — پڑھے لکھوں جیسا انداز دکھاتی ہو — وہاں، اس کمرے میں ایک لڑکی پڑی ہے جس نے قریب قریب اپنی جان ہی دے دی تھی —— اور تم ہو کہ اپنا بیاہ رچانے چلیں...

پولیا : کیا مطلب ہے آپ کا؟ آپ یہ سب کیوں کہہ رہے ہیں؟

بیس‌سیمیونوف (ایک ایسے آدمی کی جھنجلاہٹ کے ساتھ جو خود اپنی بات کا اورچھور کھو بیٹھا ہو) : ذرا سوچو — سمجھنے کی کوشش کرو — اسی وجہ سے میں کہہ رہا ہوں تاکہ تم سمجھو — تم ہو کون؟ کچھ بھی نہیں... کوئی حیثیت نہیں... پھر بھی بیاہ کر رہی ہو — اور وہ رہی میری بیٹی... وہاں کھڑی منہ کھولے کیا دیکھ رہی ہو؟ جاؤ باورچی خانے میں! کام دھام کرو! میں نظر رکھونگا — تم دور ہو جاؤ — (پولیا اس کو گھبراہٹ کے ساتھ دیکھتی ہے اور واپس جانے کے لئے مڑ جاتی ہے) ہاں ایک منٹ! میں... ار... میں آج تمہارے باپ سے ذرا سختی سے پیش آیا —

پولیا : کیوں؟

نس سیمونوف : اس سے تمہیں مطلب! چلو بھاگ جاؤ —

(حیران پولیا نکل جاتی ہے — نس سیمونوف آہستہ آہستہ باتایا کے دروازے پر جاتا ہے اور ذرا سا کھول کر جھانکتا ہے — ایلیا باہر نکلتی ہے اور کواڑ بند کر دیتی ہے —)

ایلیا : اندر نہ جائیے — لگتا ہے وہ سو رہی ہے — اس کو پریشان نہ کیجئے —

نس سیمونوف : ہونہہ... تمہارا جینا جی جاہے ہماری چھاتی پر مونگ دلو اور ہم کسی کو پریشان نہ کریں —

ایلیا (حیران) : لیکن وہ بیمار ہے!

نس سیمونوف : جاتا ہوں، جاتا ہوں — بس جاتا ہوں —

(گلیارے میں چلا جاتا ہے — ایلیا اس کو دیکھتی ہے اور کندھے جھٹکاتی ہے — پھر کھڑکی کے پاس جاتی ہے — صوفے پر بیٹھتی ہے — سر کے پیچھے ہاتھ باندھ لیتی ہے اور سوچ میں کھو جاتی ہے — اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلتی ہے — آنکھیں بند کر لیتی ہے جیسے کچھ سوچ رہی ہو — پیوتر آتا ہے — اس کے تیور بگڑے ہوئے ہیں اور بال پریشان — وہ سر جھٹکتا ہے جیسے کوئی بوجھ گرانا چاہ رہا ہو — ایلیا کو دیکھ کر رک جاتا ہے —)

ایلیا (آنکھیں نہیں کھولتی) : کون؟

پیوتر : تم مسکرا کیوں رہی ہو؟ کیسی عجب بات ہے... اس وقت کسی کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہا ہوں جب کہ...

ایلینا (اس پر نظر جماتے ہوئے) : چڑچڑائے ہوئے ہو ؟ تھک گئے ہو؟ بیچارا لڑکا! تمہارے لئے دل کتنا کڑھتا ہے!

پیوتر (اس کے پہلو میں بیٹھتے ہوئے) : میرا دل خود اپنے لئے کڑھتا ہے —

ایلینا : تمہیں یہاں سے کہیں چلے جانا چاہئے —

پیوتر : جانتا ہوں — مجھے جانا چاہئے یہاں میں کیا کر رہا ہوں؟ میں یہ زندگی برداشت نہیں کر سکتا —

ایلینا : تم کیسی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو؟ مجھے بتاؤ — میں بار بار تم سے پوچھتی ہوں مگر تم کھلتے ہی نہیں —

پیوتر : صاف گوئی بہت مشکل ہے —

ایلینا : مجھہ سے بھی؟

پیوتر : تم سے بھی — میں کیا جانوں کہ تم میرے بارے میں کیا سوچتی ہو؟ یا میں جو کچھہ کہونگا اسے تم کس طرح لوگی؟ کبھی کبھی مجھے ایسا لگتا ہے کہ تم...

ایلینا : کہ میں کیا؟

پیوتر : کہ تم... اچھی طرح...

ایلینا : کہ مجھے تم اچھے لگتے ہو — ہاں مجھے اچھے لگتے ہو! لگتے ہو! بہت اچھے! تم بڑے اچھے ہو، بہت پیارے لڑکے!

پیوتر (جذبات میں) : میں لڑکا نہیں ہوں — میں نے بہت کچھہ سوچا ہے — سنو، ایمان سے بتاؤ... یہ نیل، ششکن، تسویتائیروا اور دوسرے بڑبولے جو شور مچاتے ہیں، ہنگامہ کرتے ہیں —— کیا یہ سب تمہیں پسند ہے؟.. یہ موٹی موٹی کتابوں کا زور زور سے پڑھنا اور مزدوروں کے لئے ڈرامے کھیلنا؟ کیا تم سمجھتی ہو کہ یہ وقت گزاری کا اچھا طریقہ ہے؟ اور تمہاری ساری ہماہمی اور دوڑ دھوپ —— کیا واقعی ان کی اتنی اہمیت ہے؟ کیا اتنی اہمیت ہے کہ ساری زندگی اس کے لئے تج دی جائے؟ تمہارا کیا خیال ہے؟

ایلینا : پیارے! میں جاھل ھوں — میں فیصلہ نہیں کر سکتی — تم جانتے ھی ھو، میں نادان عورت ھوں — وہ مجھے اچھے لگتے ھیں —— نیل، ششکن. اور دوسرے لوگ — وہ ھمیشہ چہکتے کھلکھلاتے رھتے ھیں اور کچھہ نہ کچھہ کرتے رھتے ھیں — مجھے خوش اور مگن لوگ بھاتے ھیں — میں خود خوش اور مگن رھتی ھوں — لیکن تم یہ کیوں پوچھتے ھو؟

پیوتر : اس لئے کہ ان کی وجہ سے میرا سر پھٹنے لگتا ھے — اگر وہ اس طرح سے زندگی گزارنا چاھتے ھیں، شوق سے گزاریں —— میں اعتراض نہیں کرتا — میں کسی چیز پر اعتراض نہیں کرتا — لیکن وہ میرے رھن‌سہن کے طریقے پر کیوں اعتراض کریں؟ وہ یہ کیوں سمجھتے ھیں کہ وہ کوئی انوکھی بات کر رھے ھیں؟ وہ مجھے بزدل اور خودپسند کیوں کہتے ھیں؟

ایلینا (ھاتھہ اس کے سر پر رکھہ دیتی ھے) : میری جان، تم تھک گئے ھو !

پیوتر : نہیں، میں تھکا نہیں ھوں — میں اکتا گیا ھوں — مجھے حق ھے کہ جیسے چاھوں رھوں —— جیسے میرا جی چاھے رھوں! کیوں ھے نا؟

ایلینا (اس کے بالوں سے کھیلتے ھوئے) : یہ میرے لئے بہت گہری بات ھے — میں اسی طرح رھتی ھوں جیسے میرا جی چاھتا ھے، اپنی سمجھہ بوجھہ کی روشنی میں اور کوئی بھی مجھے کانونٹ میں جانے پر مجبور نہیں کر سکتا — چاھے قیمت میں محبت دے یا روپیہ — اگر کوئی مجھے زبردستی ڈال بھی دے تو میں رفوچکر ھو جاؤنگی یا دریا میں چھلانگ لگا دونگی —

پیوتر : تم ان کے ساتھہ زیادہ وقت کاٹتی ھو، میرے ساتھہ کم — تم ان کو مجھہ سے زیادہ چاھتی ھو — میں یہ محسوس کرتا ھوں — لیکن میں تمہیں بتا دوں —— وہ خالی ڈھول ھیں —

ایلینا (حیران) : وہ کیا ھیں؟

پیوتر : خالی ڈھول... تمہیں ڈھول کے پول والی کہانی یاد ھے؟

ایلینا : ھاں — لیکن کیا میں بھی خالی ڈھول ھوں؟

پیوتر : اوہ، نہیں! تم زندگی سے سرشار ھو— تم تازہ ھوا کی موج ھو، ٹھنڈک ھو، جیسے گھنے جنگل میں بہتا ھوا چشمہ —

ایلینا : ارے ررر! کیا میں سچ مچ اتنی ٹھنڈی ھوں؟

پیوتر : مہربانی کرو... مذاق نہ اڑاؤ — میرے لئے یہ آن... یہ آن... ھونہہ... تمہیں اٹھکیلیاں سوجھ رھی ھیں — کیوں؟ کیا میں ایسا مسخرا ھوں؟ میں زندہ رھنا چاھتا ھوں، جیسے میرا جی چاھے، جیسے میں ٹھیک سمجھوں!

ایلینا : تو پھر رھتے کیوں نہیں؟ تمہیں روکتا کون ھے؟

پیوتر : کوئی ھے — کوئی چیز ھے — جب کبھی میں اکیلے اور آزاد رھنے کی ٹھانتا ھوں تو کوئی کہتا ھوا سنائی دیتا ھے — نہیں، نہیں —

ایلینا : تمہارا ضمیر؟

پیوتر : اوہ نہیں — میں نے نہیں... ھاں، میں جرم کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا — میں تو صرف آزاد رھنا چاھتا ھوں... میرا مطلب ھے...

ایلینا (اس پر جھکتے ھوئے) : نہیں تم یہ سب نہیں کہنا چاھتے — تم اسے جتنا الجھا رھے ھو، یہ بات اس سے کہیں زیادہ سیدھی سادی اور صاف ھے — بھلے لڑکے مجھے تمہاری مدد کرنی پڑیگی — میں نہیں چاھتی کہ اتنی معمولی باتوں میں تم اس طرح الجھ جاؤ —

پیوتر : ایلینا نکولائیونا تم مجھ پر ھنس رھی ھو! یہ تمہارا بڑا ظلم ھے — میں جو کچھ کہنا چاھتا ھوں یہ... یہ رھا میں تمہارے سامنے... اور یہ رھی میری روح... بےنقاب...

ایلسا : نہیں یہ بات بھی نہیں —

پیوبر : شاید مس لمرور آدمی ہوں — رندگی کا بوجھه میرے لئے بہت زیادہ ہے — مجھے اپنے ماحول کے گھٹاپن کا احساس ہے، لیکن میں اسے بدل نہیں سکتا یا بھر نہیں بنا سکتا — میں چیلا جاتا جاتا ہوں، میں اکیلا رہتا...

ایلسا (اس کا سر اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے) : میں جو کچھه کہوں دھراؤ : ''مجھے تم سے محبت ہے!''

سوبر : اوہ، مجھے ہے، مجھے ہے! لیکن تم پھر مذاق کر رہی ہو —

ایلسا : نہیں میں مذاق نہیں کر رہی ہوں — میں بالکل سچ کہہ رہی ہوں — میں جانے کب سے تم سے شادی کے خواب دیکھه رہی ہوں — شاید مجھے نہیں چاہئیے تھا، لیکن دل پر بس نہیں —

سوبر : اے خدا، میں کتنا خوش ہوں! میں تم سے محبت کرتا ہوں، تمہارا دیوانہ ہوں... (باباتا کے کراہنے کی آواز آتی ہے — سوبر اچھل کر کھڑا ہو جاتا ہے اور وحشت بھری آنکھوں سے دیکھتا ہے — ایلسا بھی کھڑی ہو جاتی ہے، لیکن بڑے اطمینان سے) اوہ یہ باباتا کی آواز ہوگی — اور ہم یہاں...

ایلسا (باباتا کے کمرے کی طرف جاتے ہوئے) : ہم کوئی بری بات نہیں کر رہے ہیں —

باباتا : بابی... بابی دو مجھے...

ایلسا : آئی —

(پیوبر کو دیکھتے ہوئے مسکراتی ہے اور باہر نکل جاتی ہے — سوبر سر پکڑ کر کھڑا رہتا ہے اور سامنے گھورتا ہے — گلیارے کا دروازہ کھلتا ہے اور اکولینا ایوانوونا دروازہ میں کھڑی نظر آتی ہے —)

اکولنا ایوانوونا (زور سے سرگوشی میں) : سوبر! سوبر، تم کہاں ہو؟

سوبر : یہاں —

اکولینا ایوانوونا : آؤ، چلو کھانا کھا لو —

سوبر : میں کھانا نہیں چاہتا — میں نہیں آؤنگا —

ایلیا (ماںانا کے کمرے سے نکلتے ہوئے) : وہ میرے ساتھ جا رہا ہے —

(اکولینا ایوانوونا اس کو بھر پور نظر سے دیکھتی ہے اور باہر نکل جاتی ہے —)

سوبر (ایلیا کی طرف لپکتے ہوئے) : کتنی بیہودگی ہے ہماری! ہم یہاں... اور وہ...

ایلیا : چلو آؤ — اس میں بیہودگی کی کیا بات ہے؟ بہتر میں گمبھیر سین کے بعد ہمیشہ ہلکی پھلکی چیز پیش کی جاتی ہے — ہمیں اصلی زندگی میں اس کی اور بھی ضرورت ہے --

(سوبر کا بازو تھام لیتی ہے اور سوبر اس کے ساتھ باہر جاتے ہوئے اسے زور سے دبا لیتا ہے —)

ماںانا (گھٹی گھٹی آواز میں کراہتے ہوئے) : ایلیا! ایلیا!

(دولیا دوڑتی ہوئی اندر آتی ہے —)

چوتھا ایکٹ

وهی منظر

شام — میز پر چراغ جل رہا ہے — پولیا چائے کے لئے میز لگا رہی ہے — تاتیانا روبصحت صوفے پر لیٹی ہوئی ہے — وہ دور ہے اور وہاں تک مدھم مدھم روشنی پہنچ رہی ہے — تسویتائےوا اس کے پاس بیٹھی ہے —

تاتیانا (دھیمی اور ملامت بھری آواز میں) : کیا تم سمجھتی ہو کہ میں زندگی کا مقابلہ تمہاری طرح ہنستے کھیلتے اور بہادری سے نہیں کرنا چاہتی؟ میں چاہتی ہوں —— لیکن کر نہیں سکتی — میرا دل جنم سے کمزور ہے اور یقین سے خالی — مجھے سوچنے کی بیماری لگ گئی —

تسویتائےوا : یہی تو بات ہے —— تم بہت زیادہ سوچتی رہتی ہو — ایسی عقل اور ذہانت کس کام کی کہ آدمی محض خیالی ادھیڑبن میں پھنسا رہے؟ سوچ بچار اچھی چیز ہے — مگر ضرورت تصور کی اڑان کی بھی ہے — ورنہ زندگی ناقابل برداشت اکتاہٹ میں بدل جائیگی — ایک بوجھ بن جائیگی — تصور کی نگاہوں سے مستقبل کی جھلک دیکھنی چاہئے —— کم از کم کبھی کبھی —

(پولیا تسویتائےوا کی باتیں سنتی ہے اور مسکراتی ہے —)

تاتیانا : اور تمہیں مستقبل میں کیا نظر آتا ہے؟

تسویتائےوا : جو کچھ دیکھنا چاہو !

تاتیانا: یہی تو بات ہے — ضروری ہے کہ آدمی کا تصور اچھا ہو —

تسویتائیروا: یقین ہونا ضروری ہے —

تاتیانا: کس چیز پر؟

تسویتائیروا: اپنے خواب پر — جب کبھی میں اپنے اسکول کے لڑکوں کی آنکھوں میں جھانکتی ہوں تو سوچتی ہوں: لو یہ رہا اپنا نوویکوف — اسکول ختم کرکے وہ کالج میں جائیگا، پھر یونیورسٹی میں، شاید ڈاکٹر بنیگا — بڑا ہونہار لڑکا ہے، بہت اچھا، بہت ہی گمبھیر — اس کی پیشانی چوڑی ہے — بڑا ملنسار ہے — پتا مار کر کام کریگا — فائدے کی کبھی نہ سوچیگا — لوگ اسے چاہینگے اور آدر مان کرینگے — مجھے یقین ہے — اور ایک دن جب اسے اپنے بچپن کی یاد آئیگی تو اسے یہ بھی یاد آئیگا کہ اس کی استانی تسویتائیروا ایک مرتبہ وقفے میں اس کے ساتھہ کھیل رہی تھی، کھیلتے کھیلتے استانی سے اس کی ناک پر چوٹ لگ گئی تھی — ہو سکتا ہے وہ بالکل یاد نہ کرے — خیر اس سے فرق نہیں پڑتا — لیکن شاید وہ یاد کریگا — وہ مجھے بہت چاہتا ہے — اور وہ رہا ایک اور لڑکا کلوکوف، چیتھڑوں میں لپٹا ہوا، میلا کچیلا چہرہ، کھویا کھویا سا — ہر دم بک بک جھک جھک کرتا رہیگا — کچھہ نہ کچھہ شرارت سوچتا رہیگا — یتیم ہے — اپنے چچا کے ساتھہ رہتا ہے — چچا رات کا چوکیدار ہے — غریب لوگ ہیں، جیسے مسجد کے چوہے — لیکن لڑکا بڑا خوددار اور بہادر ہے — میں سوچتی ہوں، بڑا ہو کر وہ اخبارنویس بنیگا — کاش تم جانتیں میری کلاس میں کتنے دلچسپ فتنے ہیں، چھوٹے چھوٹے! میں ہمیشہ یہ سوچتی رہتی ہوں کہ وہ آگے چل کر کیا ہونے والے ہیں — وہ زندگی میں کیا رول ادا کرنے والے ہیں — بڑا مزا آتا ہے اس میں — یہ ایک بے معنی سا کھیل ہے لیکن تم سوچ نہیں سکتیں تانیا کہ اس کھیل میں مجھے کتنا لطف آتا ہے!

نابیانا: اور تم خود؟ شاید تمہارے شاگردوں کا شاندار مستقبل ان کا انتظار کر رہا ہے — لیکن تم؟ تم اس وقت کہاں ہونگی؟

سوپتائےوا: کیا تم میری موت کی طرف اشارہ کر رہی ہو؟ اوہ نہیں! میں ابھی بہت دنوں زندہ رہنے کا ارادہ رکھتی ہوں!

پولیا (زیرلب): تم کتنی اچھی ہو، ماشا —

سوپتائےوا (پولیا کی طرف مسکراتے ہوئے): شکریہ میری بلبل! میں جذباتی نہیں ہوں نانیا، لیکن جب میں مستقبل کے بارے میں سوچتی ہوں، آنے والے لوگوں کے بارے میں سوچتی ہوں، جب میں سوچتی ہوں وہ کیسی زندگی بسر کرینگے تو میرا دل ایک میٹھے اور پاک احساس سے سرشار ہو جاتا ہے... ایک ایسا احساس جو موسم خزاں میں پیدا ہوتا ہے، جب دن جھل مل جھل مل ہو رہا ہو، ہوا خشک ہو—— تم جانتی ہو نا میں کیا کہہ رہی ہوں —— جب ڈھلے ہوئے آسمان میں نرم گرم سورج چمک رہا ہو، فضا بلور کی طرح صاف شفاف ہو اور دور—— نگاہ جہاں تک کام کرتی ہو—— اف میں سکھا نہیں سکتی کیا ہو گیا ہو... ہاں ایک ایسے دن، جو جاں فزا ہو مگر ٹھنڈا نہ ہو — دھوپ میں نہایا ہوا، مگر گرم نہ ہو —

نابیانا: خواب! خواب! شاید تم، نیل، سیسکن اور تمہارے جیسے دوسرے لوگ خواب پر جی سکتے ہیں — لیکن میں نہیں جی سکتی —

تسوپتائےوا: لیکن یہ محض خواب نہیں ہے...

نابیانا: مجھے کبھی بھی کوئی چیز سچی نہیں لگی — کچھ بھی نہیں — ہاں سوائے اپنی ذات اور ان دیواروں کے — جب میں کہتی ہوں ''ہاں،، یا ''نہیں،، تو میں کسی یقین یا اعتماد کی وجہ سے نہیں کہتی — بلکہ صرف اس لئے کہ مجھے کچھ نہ کچھ تو کہنا ہی ہے — اور بعض مرتبہ جب میں کہتی ہوں ''نہیں،، تو میں چونک جاتی ہوں اور سوچتی ہوں کیا میں نے ٹھیک کہا، کیا مجھے ''ہاں،، نہیں کہنا چاہئے تھا؟

نسویتائیروا: نمہیں اس طرح مزا آتا ہے — دل پر ہاتھ رکھ کے کہنا: یہ "دورخی زندگی"، تمہارا من لبھاتی ہے نا؟ یا شاید تم کسی چیز پر یقین کرتے ہوئے ڈرتی ہو — کیونکہ یقین کرنے کا مطلب ہوتا ہے اپنے اوپر کچھ فرض عائد کرنا —

ناستایا: نہیں جانتی... میں کیں نہیں جانتی — تم مجھے اپنا هم حال بنا لو — تم لوگ دوسروں کو اپنا هم حال بنا لیتے ہو — (آہستہ سے ہنستی ہے) مجھے ان لوگوں پر افسوس ہوتا ہے جو تمہاری باتوں میں آ جاتے ہیں — اخر یہ حال کی ہی سنائی ہوئی جست ہے نا؟ زندگی ختم سے ابھی ہے اور ہمیشہ ایسی ہی رہےگی ––– دھواں دھواں، گھٹی گھٹی —

نسویتائیروا (مسکراتے ہوئے): کیا سچ ایسی ہی رہےگی؟ شاید نہیں؟

بولیا (جیسے اپنے آپ سے): بےشک نہیں —

ناستایا: کیا کہا تم نے؟

بولیا: میں نے کہا زندگی ہمیشہ ایسی نہیں رہےگی —

نسویتائیروا: بہت خوب، میری بلبل!

ناستایا: لو یہ رہی تمہاری امت کی ایک اور بچارن! لیکن اس سے پوچھو تو آخر یہ ویسی کیوں نہیں رہےگی؟ آخر اسے کون بدلیگا؟ اس سے پوچھ دیکھو!

بولیا (آہستہ آہستہ اس کے پاس جاتے ہوئے): بات یہ ہے کہ ابھی زندگی کا سکھ سب کے لئے نہیں ہے — بہت کم لوگ سچ مچ زندہ رہتے ہیں جنہیں تو زندہ رہنے کا وقت ہی نہیں ملتا — ان کا سارا وقت کام کرنے اور روٹی کمانے میں چلا جاتا ہے — لیکن جب وہ بھی...

سسکن (سیڑی سے آتا ہے): سبھی کو سلام! (بولیا سے) آداب بجا لاتا ہوں، اے بادشاہ دون‌کان کی سنہرے بالوں والی دختر نیک‌اختر!

پولیا : کوں سے بادساہ کی؟
سسکں : بکڑی گئس نا! احھا بو بم نے ھائیے کی کتاب نہس پڑھی جو دو ھفتے" ہوئے مس بمہس دے گیا بھا؟ آداب بجا لایا ہوں بابیانا واسلیوبا!
بابیانا (ھابھ بڑھائے ہوئے) : کتابوں کے لئے اس کے باس وقت نہیں — وہ سادی رچانے والی ھے —
نسسکن : سادی، اچھا؟ کس سے؟
سوییائےوا : نبل سے
سسکں : پھر بو مس بمہس مبارکباد دیتا ہوں — لیکن ویسے مجھے سادی مس کوئی حاص بات نظر نہس آبی — گھربار سبھا'و، بچوں کو پالو بوسو، ہر طرح کی ریں ریں ٹس ٹس... ہونہہ، آح کے زمانے مس سادی...
بابیانا : بس بس! ہماری جان بحس دو! اس مسئلے پر ہم بمہاری رائے سن چکے ھس —
نسسکن : بہت احھا — چلو معاف کیا — مرے باس خود ھی وقت نہس — (سوییائےوا سے) کیا بم مرے سابھ چل رہی ہو؟ بہت خوب! بیوبر کہاں ھے؟
پولیا : اوپر —
سسکن : ہوں... نہس، مس اس سے ملنے نہس جاؤنگا — بابیانا واسیلیوبا بم یا بم پولیا اس سے کہہ دیتا کہ مس... ار... وہ بروخوروف والا ٹیوسن... مرا مطلب ھے — مرے باس اب کوئی ٹیوشن نہس —
تسوییائےوا : پھر وھی راگ! واقعی بمہاری قسمت بری ھے —
بابیانا : کیا بم اس سے جھگڑ لئے؟
نسسکن : نہیں کوئی خاص نہس — مس نے شرافت برتنے کی کوشش کی —

تسویتائیروا : لیکن یہ سب ہوا کیسے؟ میں سمجھے بیٹھی تھی کہ تم پروخوروف سے خوش ہونگے —

ششکن : میں خوش تھا — مارو گولی — اور سچ پوچھو تو وہ بہتوں سے بہتر ہے— وہ احمق نہیں — لیکن بڑا شیخی باز ہے — بے پرکی اڑاتا ہے — اور ... (اچانک بھڑک کر) درندہ ہے درندہ!

تاتیانا : مجھے ڈر ہے کہ اس کے بعد پیوتر تمہیں کوئی ٹیوشن نہیں دلوائیگا —

ششکن : شاید وہ مجھ پر خفا ہو جائے —

تسویتائیروا : آخر تم اور پروخوروف لڑے کیوں؟

ششکن : کیا تم یقین کروگی؟ جی، کہلا کہ آپ بھی یہودیوں سے نفرت کرتے ہیں —

تاتیانا : اس سے تمہیں کیا؟

ششکن : مگر یہ گھٹیا بات ہے! ایک ایسا آدمی جو مہذب بنتا ہے اس طرح کے جذبات کیسے رکھ سکتا ہے — وہ گھٹیا بورژوا ہے اور بس! ذرا اسی مثال کو لے لو — اس کی نوکرانی اتوار کے اتوار اسکول جانے لگی — بہت اچھی بات! خود اس نے ان اسکولوں کے فائدوں پر پورا لکچر پلا دیا مجھے... خدا جانتا ہے، میں نے ہرگز اس کی التجا نہیں کی تھی — اس نے تو یہاں تک ڈینگ ماری کہ اس تحریک کے چلانے والوں میں وہ حود ہے — اچھا، اتوار کو آپ گھر تشریف لاتے ہیں —— بس غضب ہو گیا! لیجئے نوکرانی نہیں بلکہ آیا دروازہ کھولتی ہے! نوکرانی کہاں ہے؟ آپ پوچھتے ہیں — آیا کہتی ہے : اسکول میں — پھر مت پوچھئے کیسی قیامت آتی ہے! الله دے اور بندہ لے! نوکرانی کی پڑھائی لکھائی ٹھپ ہو گئی — کیوں پسند آیا یہ قصہ؟

(تاتیانا کندھے جھٹکاتی ہے اور کچھ نہیں بولتی —)

تسونتائےوا : زبان کیا ہے، قنچی ہے قینچی!

سسکن : جانے کہاں سے پیوتر ہمسہ میرے لئے چھٹے ہوئے کمنوں کو ڈھونڈ نکالتا ہے —

پاسانا (رکھائی سے) : اگر مں غلطی نہیں کرتی تو وہ خزانچی تمہیں پسند تھا جسے تم پڑھاتے تھے —

سسکن : ہاں مجھے پسند تھا — وہ خاصا بھلا مانس، خاصا سرپف بڈھا ہے — مگر ہے سکوں کا دیوانہ — وہ ہمیشہ تانبے کا کوئی سکہ نکالتا اور میری ناک کے آگے اچھالنے لگتا اور تکتا رہتا، لو یہ سرر ہے، لو یہ دیادوخ ہے اور یہ رہا فرعون اپنی رتھ میں سوار — میں جب تک جھیل سکتا تھا، جھیلتا رہا اور جب نہ رہا گیا تو میں نے اس سے کہا "سنو ویکسی واسلی‌وچ، تم اپنا وقت محض بکواس پر ناس کر رہے ہو — کیوں، سڑک پر پڑا ہوا کوئی بھی پتھر تمہارے ان تمام سکوں سے زیادہ پرانا ہے —"، بڑے میاں کے سینے پر گھونسہ سی تو لگ گیا — کہنے لگا "کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں اپنی زندگی کے پندرہ برس محض بکواس پر برباد کرتا رہا ہوں؟"، ظاہر ہے انکار کیسے کیا جا سکتا تھا، اس لئے... جب اس نے میرا حساب کیا تو آدھا روبل مار لیا — میرا خیال ہے، اس نے اسے جرانے کے لئے رکھ چھوڑا ہوگا — لیکن یہ کوئی ایسی بات نہ تھی — پر یہ دروخوروف والا معاملہ... ہونہہ (منہ بگاڑ کر) میرے جیسا آدمی ہونا بڑی کمبختی ہے — (سزی سے) ماریا نکی‌سسا دیر ہو گئی، اب چلنا چاہئے —

تسونتائےوا : میں تیار ہوں — خدا حافظ پاسانا — کل اتوار ہے — میں آؤنگی اور صبح ملونگی —

پاتیانا : شکریہ — کبھی کبھی مجھے لگتا ہے کہ میں جھاڑ جھنکاڑ ہوں اور تم لوگوں کے تلووں میں چبھتی رہتی ہوں... مجھ

میں کوئی خوبصورت، کوئی کام کی بات نہیں... میں زمین پر صرف اس لئے اگی ہوں کہ لوگوں کے راستے میں رکاوٹ بنوں، راھگیروں کے قدموں سے لپٹ لپٹ جاؤں —

ششکن : اف، کتنا بھیانک خیال ہے!

تسویتائےوا : تاتیانا، تمہارے منه سے یه باتیں سن کر دل کو تکلیف ہوتی ہے —

تاتیانا : لیکن ذرا سنو تو — میں سوچتی ہوں، بلکه میں جانتی ہوں... ھاں، آخر میں ایک کڑوی سچائی جانتی ہوں —— ایک ایسا آدمی جسی کا کوئی عقیده نہیں، جینے کے قابل نہیں — اسے مر جانا چاھئے —

تسویتائےوا (مسکراتے ہوئے) : کیا مرنے کے سوا اور کوئی چاره نہیں؟ شاید مرنا ضروری نہیں؟

تاتیانا : تم میرا مذاق اڑا رھی ھو — کیا تمہارے کرنے کو کوئی بہتر دھندا نہیں؟

تسویتائےوا : لیکن میری مینا میں مذاق نہیں کر رھی ھوں — یه تمہاری بیماری ہے جو تم سے ایسی باتیں کہلواتی ہے —— تم تھک گئی ھو اور بیمار ھو — خیر اس وقت خدا حافظ — اور ھرگز یه نه سوچنا که ھم ایسے کٹھور اور سنگ دل ھیں —

تاتیانا : جاؤ، جاؤ — خدا حافظ!

ششکن (پولیا سے) : اچھا، بتاؤ تم ھائنے کی کتاب کب پڑھوگی؟ اوہ، میں تو بھول ھی گیا، تمہارا بیاه ھونے والا ہے — میں اس کے خلاف کچھه کہتا، لیکن خیر —— خدا حافظ!

(وه تسویتائےوا کے پیچھے پیچھے جاتا ہے — وقفه —)

پولیا : میرا خیال ہے عبادت جلد ھی ختم ھونے والی ہے — کیا سماور لانے کو کہوں؟

باسانا: مس نہس سمجھی نه ابا اور اماں جائے ہنسگے — پر جو جی چاھے کرو — (رکتی ھے) پہلے حاموسی سے دم گھٹے لگتا بھا اور اب اس کے لئے تڑپتی رھی ھوں —

بولبا: کیا بمھارے دوا کھانے کا وقت نہس ھوا ھے؟

باسانا: ابھی نہس — اف کتنا سور، کتنا ھنگامہ ھوا — سسکن بہت سور مچایا ھے —

بولبا (اس کے پاس جاتی ھے): وہ بہت اچھا ھے —

باسانا: نیک دل ھے، مگر دھن نہس —

بولبا: بڑی سھری طبعت کا ھے — آدمی دلبر ھے — جہاں کہیں بےانصافی نظر آئی —— جھٹ اس کے گریباں مس ھاتھ ڈال دیا — دیکھا وہ اس نوکرانی کے لئے کس طرح بن کر کھڑا ھو گیا؟ بہتوں کے کان پر جوں بھی نہس رینگتی کہ امیروں کے نوکر نوکرانیاں کس طرح زندگی کاٹتے ھیں — اور اگر وہ سوچیں بھی تو ان کی خاطر ایک بھلی بات کہنے کی زحمت نہس اٹھائسگے —

باسانا (بولبا کو دیکھے بغیر): تیل سے بیاہ کرتے تمہیں ڈر نہس لگتا بولبا؟

بولبا (حیران): کیوں، ڈر کیوں لگتا بھلا؟ بے شک نہس لگتا —

باسانا: خیر، تمہاری جگہ مس ھوتی تو ضرور جی ھولتا میرا — مس تم سے یہ اس لئے کہتی ھوں کہ مس... چاھتی ھوں... تمہیں — تم اس کی طرح نہس ھو — تم ایک بھولی بھالی، سیدھی سادی لڑکی ھو — لیکن اس نے بہت سی کتابیں چاٹ رکھی ھیں — وہ پڑھا لکھا ھے — کون جانے اس کا جی تم سے اچاٹ ھو جائے — کبھی تم نے سوچا ھے اس کے بارے مس، بولبا؟

بولبا: نہس — مس جانتی ھوں وہ مجھے چاھتا ھے —

تاتیانا (چڑچڑاتے ہوئے) : ہاں جیسے کوئی یہ بات جان ہی تو سکتا ہے!

(تیتی ریف سماور لئے ہوئے آتا ہے —)

پولیا : شکریہ — میں دودھ لینے چلی — (چلی جاتی ہے —)

تیتی ریف (اس کے چہرے پر اترتے خمار کی جھلک ہے) : میں باورچی خانے کی طرف سے آ رہا تھا — استپانیدا نے پکڑ لیا اور کہا سماور لیتے جاؤ — کہنے لگی ''مہربانی کرو، میں تمہیں اس کے بدلے مربہ دونگی —— بڑا رسیلا مربہ —،، اپن کے تو منہ میں پانی بھر آیا — زمانے بھر کا پیٹو جو ٹھہرا —

تاتیانا : کیا تم عبادت میں گئے تھے؟

تیتی ریف : نہیں — آج میں نہیں گیا — میرا سر دکھ رہا ہے — تم کیسی ہو، جی اچھا ہے نا؟

تاتیانا : ہاں، شکریہ — دن میں بیس بار لوگ مجھ سے یہی پوچھتے ہیں — میرا جی اور بھی اچھا ہوتا اگر اس گھر میں اتنا شور نہ ہوا کرتا — یہ اودھم، یہ دھما چوکڑی —— اس سے میرا جی بگڑنے لگتا ہے... ہر آدمی چیخ رہا ہے، دوڑ رہا ہے، بھاگ رہا ہے — ابا کو جب دیکھو نیل پر برس رہے ہیں، اماں کو جب دیکھو ٹھنڈی سانس بھر رہی ہیں اور میں یہاں پڑی پڑی صرف تماشہ دیکھتی رہتی ہوں... اور اس چیز کا کوئی مطلب میری سمجھ میں نہیں آتا جسے لوگ —— یہ سب لوگ —— زندگی کہتے ہیں —

تیتی ریف : کیوں نہیں؟ زندگی عجیب دھندا ہے، عجیب! میں ٹھہرا مسافر، پردیسی —— دنیا کے دھندوں سے مجھے کوئی مطلب نہیں — میں تو محض تماشائی ہوں، تماشا دیکھنے کو جئے جا رہا ہوں — پھر بھی میں دیکھتا ہوں کہ زندگی ایسی بے مزہ بھی نہیں —

تاتیانا: جانتی ہوں تم اس سے کچھ نہیں مانگتے — لیکن تمہیں اس میں دلچسپ کیا بات نظر آتی ہے؟

تیتی ریف: لوگ زندگی کے سر تال ٹھیک کرتے رہتے ہیں — مجھے اس وقت بڑا اچھا لگتا ہے جب پردہ اٹھنے سے پہلے سنگیت کار اپنے سازوں کے تار کستے اور سرملاتے ہیں — کانوں میں سر پڑتا ہے — بعض مرتبہ کومل لے پھوٹ کر بکھر جاتی ہے — دل تڑپنے لگتا ہے — آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا، کیا تماشہ سامنے آتا ہے، گانے والا کون ہوگا، اوپیرا کس چیز کے بارے میں ہوگا — سو یہی حال یہاں کا ہے — لوگ سر تال ٹھیک کر رہے ہیں —

تاتیانا: یہ بات تھیٹر کے بارے میں تو سچی ہو سکتی ہے — کنڈکٹر اندر آتا ہے، اپنی چھڑی اٹھاتا ہے اور سازندے گھسی پٹی پرانی اور مریل دھن چھیڑ دیتے ہیں — پر یہاں؟ یہاں کے لوگ کون سا راگ چھیڑ سکتے ہیں؟ مجھے تو لگتا ہے کوئی بھی نہیں —

تیتی ریف: بےہنگم دھما چوکڑی کے سوا کچھ بھی نہیں —

تاتیانا: وقت بتائیگا — (رکتی ہے — تیتی ریف پائپ سلگاتا ہے) تم پائپ کیوں پیتے ہو، سگریٹ کیوں نہیں پیتے؟

تیتی ریف: زیادہ آرام رہتا ہے — تم جانو میں ٹھہرا آوارہ — سال کے زیادہ مہینے تو سڑک کی دھول پھانکتے کٹ جاتے ہیں — میں جلد ہی پھر اپنی راہ لونگا — ادھر جاڑے کے قدم جمے اور ادھر بندہ سدھارا —

تاتیانا: کہاں؟

تیتی ریف: میں نہیں جانتا — کہیں بھی —

تاتیانا: دیکھنا کہیں شراب میں دھت گڑھے میں لڑھک جاؤگے اور وہیں ٹھٹھر کر اللہ کو پیارے ہو جاؤگے —

تیتی ریف: میں سفر میں کبھی نہیں پیتا — اگر میں ٹھٹھر کر

مر بھی گیا تو کون سی قیامت آ جائیگی؟ ایک جگہ پڑے پڑے سڑنے سے اچھا ہے آدمی سفر میں ٹھٹھر کر مر جائے —

تاتیانا : کیا تمہارا اشارہ میری طرف ہے؟

تیتی ریف (گھبرا کر اچھلتے ہوئے) : حدا کی پناہ، نہیں! آخر تم ایسی بات کیسے سوچ سکتی ہو؟ میں اتنا ظالم نہیں ہوں!

تاتیانا (مسکراتے ہوئے) : چلو پریشان نہ ہو— میں برا نہیں مانتی— درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا— مجھے کیا — (تلخی سے) لگتا ہے سب کو یہ معلوم ہے — نیل، پولیا، ایلینا، ماشا —— یہ سب مجھہ سے ان امیرزادوں کی طرح برتاؤ کرتے ہیں جو لذیذ کھانے اڑاتے ہیں اور انہیں دور دور ان بھکاریوں کا خیال بھی نہیں آتا جو انہیں کھاتے ہوئے دیکھتے رہتے ہیں —

تیتی ریف (منہ بناتا ہے اور دانت بھینچ کر بولتا ہے) : آخر تم اپنے آپ کو اتنا کیوں گراتی ہو؟ تمہیں اور زیادہ خودداری سے کام لینا چاہئے —

تاتیانا : آؤ ہم کوئی اور بات کریں — (رک جاتی ہے) تم کچھہ مجھے اپنے بارے میں بتاؤ — تم کبھی بھی اپنے بارے میں نہیں بتاتے — کیوں نہیں بتاتے؟

تیتی ریف : یہ ایک بہت بڑا مگر پھیکا اور بےرنگ موضوع ہے —

تاتیانا : اچھا مجھے یہ بتاؤ : آخر تم نے زندگی کا عجیب راستہ کیوں اپنایا ہے؟ مجھے تو لگتا ہے کہ تم آدمی تیز اور گن والے ہو— آخر تم وہ کیسے بنے جو اب دکھتے ہو؟

تیتی ریف (دانت نکالتا ہے) : اگر میں اپنی زبان سے سناؤں تو داستان بہت لمبی ہو جائیگی اور تم تھک جاؤگی —

رنج و الم اٹھائے، عیش و نشاط دیکھا
آئے نہیں ہیں یونہی انداز بےحسی کے

یہ ایک سادہ سی بات ہے لیکن بڑی من موهنی— میں اتنا کہہ دوں روس میں ایک آوارہ یا شرابی کو گمبھیر اور ایماندار آدمی سے زیادہ دماغی سکون حاصل ہے— (پیوتر اور نیل داخل ہوتے ہیں) صرف ایسے لوگ اس دنیا میں اپنا راستہ بنا سکتے ہیں جو تلوار کی طرح سخت اور تیز ہوں— ارے نیل! تم کہاں رہے؟

نیل: اسٹیشن پر— ایک لڑائی میں ابھی ابھی میری جیت ہوئی ہے— وہ جو تھا نا میرا کدو جیسے سر والا افسر...

پیوتر: میں جانتا ہوں کسی نہ کسی دن تمہارا ڈبہ گول ہوگا—

نیل: میں کوئی اور دھندا ڈھونڈ لونگا—

تاتیانا: پیوتر، جانتے ہو، ششکن پروخوروف سے لڑ لیا اور تمہیں خود بتاتے اسے شرم آئی—

پیوتر (جھنجلا کر): جہنم میں جائے! حد ہو گئی! اب میں پروحوروف کو کیا منہ دکھاؤنگا؟ اور اس سے بھی بری بات یہ کہ اب میں کسی دوسرے کی مدد نہیں کر سکونگا— اب میں جس کسی کی سفارش کرونگا اسے پروخوروف دھتا بتا دیگا—

نیل: اتنی جلدی نہ کرو— تم ابھی یہ بھی نہیں جانتے کہ حق پر کون ہے—

پیوتر: ہاں میں جانتا ہوں!

تاتیانا: ششکن کو جب معلوم ہوا کہ پروخوروف یہودیوں سے نفرت کرتا ہے تو اس کے دل کو بڑا صدمہ ہوا—

نیل (ہنستا ہے): خدا اس کا بھلا کرے!

پیوتر: ہاں تمہیں تو وہ دیوتا نظر آئیگا ہی! تم بھی دوسروں کے خیال کا کب پاس کرتے ہو—

نیل: کیا تم یہودیوں سے نفرت کرنے والوں کی عزت کرتے ہو؟

پیوتر: میں کسی پر بھی ہاتھہ نہیں ڈال سکتا چاہے وہ کسی بھی خیال کا آدمی ہو—

نیل : میں تو ڈالونگا—

تیتی‌ریف (باری باری سے دونوں کو دیکھتا ھے) : تو پھر آگے بڑھو اور کر دکھاؤ —

پیوتر : تمہیں کس نے اس کا حق دیا ھے؟

نیل : کسی نے نہیں — حق دیا نہیں جاتا، لیا جاتا ھے — اگر آدمی چاھتا ھے کہ وہ فرائض کے بوجھہ تلے کچل کر نہ رہ جائے تو اسے چاھئے کہ اپنے لئے حق حاصل کرے —

پیوتر : اف میں کہتا ھوں!

تاتیانا (التجا کرتے ھوئے) : لڑنا بند کرو! ھائے یہ لڑائی ختم ھونے کو نہیں آتی! کیا تم تھک نہیں چکتے؟

پیوتر (خود کو روکتے ھوئے) : معاف کرو— میں پھر نہیں لڑونگا — لیکن یہ سچ ھے کہ ششکن نے مجھے ایک بڑی الجھن میں . . .

تاتیانا : میں جانتی ھوں — وہ احمق ھے —

نیل : وہ بھلا آدمی ھے — وہ اس کی اجازت نہیں دے سکتا کہ کوئی اس کے پیروں کو کچلتا ھوا گزر جائے — لیکن ضرورت پڑے تو دوسروں کے پیروں کو کچلنے میں وہ ذرا نہ جھجکیگا — اپنی قدر و قیمت جاننا تو بڑی اچھی بات ھے —

تاتیانا : تمہارا مطلب ھے بچوں جیسی حرکت کرنا بڑی اچھی بات ھے؟

نیل : نہیں میرا مطلب یہ نہیں — لیکن یہ بات اچھی ھے —— چاھے جو جی چاھے کہو —— بچپن یا کچھہ اور —

پیوتر : بکواس...

نیل : کیا تم یہ سمجھتے ھو؟ اگر ایک آدمی اپنی روٹی کا آخری ٹکڑا بھی اس لئے پھینک دے کہ روٹی دینے والا ھاتھہ گھناؤنا ھے تو اسے بکواس سمجھتے ھو؟

پیوتر : اگر وہ ایسا کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ زیادہ بھوکا نہیں — اوہ، ظاہر ہے، تم تو انکار کروگے ہی، چور کا بھائی گرہ کٹ —— تم دونوں میں ایک ہی جیسا بچپن ہے — تم بھی ادھار کھائے بیٹھے رہتے ہو — موقع ملا نہیں کہ بات بے بات ابا پر جتا دیا : لو دیکھو میرے دل میں تمہاری ذرا عزت نہیں — آخر تم ایسا کیوں کرو ؟

نیل : کیوں نہ کروں؟

تیتی ریف : سفید جھوٹ بولنا شرافت کا تقاضا ہے، میرے دوست —

پیوتر : اس سے ہاتھہ کیا آتا ہے؟ مجھے بتاؤ —

نیل : ہم ایک دوسرے کو کبھی نہیں سمجھہ سکینگے — — میں اور تم - بہرے کے آگے بین کیوں بجاؤں؟ تمہارے ابا میاں کی ہر ہر بات اور ہر کرتوت سے گھن آتی ہے مجھے —

پیوتر : ہو سکتا ہے، مجھے بھی آتی ہو، لیکن میں اس کا ڈھول نہیں پیٹتا اور تم ہو کہ اس کی نمائش پر تلے رہتے ہو — اور وہ اس کا بخار ہم پر نکالتے ہیں —— میری بہن اور مجھہ پر —

تاتیانا : اف، بس بھی کرو —

(نیل اس کی طرف نظر اٹھاتا ہے اور میز تک جاتا ہے —)

پیوتر : کیا ان باتوں سے تم اس قدر پریشان ہو جاتی ہو؟

تاتیانا : مجھے اکتاہٹ ہوتی ہے — وہی مرغے کی ایک ٹانگ، وہی رٹ، بار بار —

(پولیا دودھہ کا جگ لئے ہوئے اندر آتی ہے اور اس کی آنکھوں میں نیل کے ہونٹوں پر پھیلی ہوئی خواب ناک مسکراہٹ کھب کے رہ جاتی ہے —)

پولیا : بالکل سادھو دکھتا ہے، ہے نا؟

تیتی ریف : آخر یه شہد بھری مسکراھٹ کیوں؟

نیل : وہ ذرا یاد آ رہا تھا —— آج میں نے اپنے افسر پر زبان کے ایسے کوڑے کڑکائے ہیں کہ وہ بھی کیا یاد کریگا — بڑی مزیدار ہے ہماری زندگی بھی —

تیتی ریف (کھرجدار آواز میں) : آمین!

پیوتر (کندھے جھٹکتے ہوئے) : ہر طرف روشنی ہی روشنی دیکھنے والے یہ لوگ جنم کے اندھے ہیں کیا؟ آخر بات کیا ہے؟

نیل : میں نہیں جانتا — تمہارا جو جی چاہے کہو — لیکن میں تو سچ مچ زندگی کا لطف اٹھاتا ہوں — (اٹھتا ہے اور ٹہلتا ہے) زندگی بڑی شاندار چیز ہے!

تیتی ریف : ہاں بےشک —

پیوتر : اگر تم ایمانداری سے بات کر رہے ہو تو پھر تم دونوں مسخرے ہو —

نیل : اور تم... تم میری سمجھہ میں بالکل نہیں آتے — سب جانتے ہیں تم محبت میں گرفتار ہو اور وہ بھی تم کو چاہتی ہے — کیا یہ کافی نہیں تمہارے لئے؟ کیا تمہارا جی قلابازیاں کھانے کو نہیں چاہتا؟ اس طرح تم کو کچھہ تو خوشی حاصل ہو جاتی؟

(پولیا بڑے غرور کے ساتھہ سماور کے پیچھے سے سب کو دیکھتی ہے — تاتیانا صوفے پر کروٹ لیتی ہے اور نیل کے چہرے کی ایک جھلک دیکھنے کی کوشش کرتی ہے — تیتی ریف پائپ سے راکھہ جھاڑتا ہے اور مسکراتا ہے—)

پیوتر : تم بھولتے ہو — اول تو طالب علموں کو شادی کرنے کی اجازت نہیں — دوسرے مجھے اپنے ماں باپ سے ایک گھمسان کی جنگ لڑنی ہے — اور تیسرے...

نیل : خدا کی پناہ! اس سے مہمل بھی کوئی بات ہوئی ہوگی

دنیا میں؟ پیوتر تمہارے سامنے بس ایک ھی راستہ ھے —— گریبان چاک کرکے کسی جنگل کی طرف بھاگ جاؤ !

(پولیا مسکراتی ھے —)

تاتیانا : مسخرا بننے کی کوشش نہ کرو ، نیل !

نیل : تم غلط راستے پر ھو پیوتر — تم کسی کے عشق میں گرفتار نہ بھی ھو تو پروا نہیں —— زندگی بہر حال شاندار ھے — چاھے خزاں کی رات ھو اور تم گھڑگھڑاتے ھوئے انجن میں ھو ، موسلادھار پانی برس رھا ھو ، زوروں کے جھکڑ چل رھے ھوں... یا چاھے جاڑے کی رات ھو ، برف کا طوفان گرج رھا ھو ، برف نے دنیا کو آنکھوں سے بالکل اوجھل کر دیا ھو اور تمہیں دبائے دے رھی ھو—— ھاں چاھے کچھه ھو زندگی ھر حال میں شاندار ھے — ایسی رات میں کسی انجن میں بیٹھنے سے تو تھکن ھوتی ھے... اس میں تھکن بھی ھے اور خطرہ بھی — اور پھر بھی اس میں اپنی کشش ھے — صرف ایک چیز ایسی ھے جس میں کوئی کشش نہیں —— اور وہ یہ ھے کہ ایمان دار لوگوں پر سور اپنا سکہ چلائیں، چور اور کمینے حکم چھاٹیں — لیکن زندگی صرف ان کے لئے نہیں ھے — یہ تو آنی جانی ھیں، گزر جائینگے — مٹ جائینگے، جس طرح ایک تندرست جسم سے ناسور مٹ جاتا ھے — ریلوے کا کوئی ٹائم ٹیبل ایسا نہیں جو نہیں بدلتا ھو— ھر چیز بدلتی ھے، ھر چیز بدلتی ھے —

پیوتر : ھم نے تمہارے یہ بھاشن بہت سنے ھیں — ذرا رک جاؤ دیکھو زندگی کیا جواب دیتی ھے —

نیل : زندگی مجھے وھی جواب دیگی جو میں چاھونگا — تم مجھے ڈرا نہیں سکتے — میں تم سے زیادہ اچھی طرح جانتا ھوں کہ زندگی کٹھن ھے، کبھی کبھی زندگی بڑے ستم ڈھاتی ھے — آدمی کا دم گھٹنے لگتا ھے — میں جانتا ھوں ایک وحشی اور بےلگام قوت لوگوں کو دبا اور کچل رھی ھے — میں جانتا ھوں اور مجھے اس سے

نفرت ہے — اس سے میرا خون کھولتا ہے — چیزیں جیسی ہیں میں ان کو اسی طرح قبول کر لینا نہیں چاہتا —زندگی ایک اہم چیز ہے — اس کا روپ رنگ بگڑا ہوا ہے — اس کو ٹھیک ٹھاک کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگانا پڑیگا — میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میں کوئی سورما نہیں ہوں، میں صرف جیالا اور ایمان دار آدمی ہوں — اور پھر بھی میں کہتا ہوں: دیکھنا آخر میں جیت ہماری ہوگی! میں سارا کس بل زندگی کو بدلنے کی تمنا پوری کرنے میں لگا دونگا — میں خود کو اس کے بیچ بھنور میں ڈال دونگا —— کبھی میں اس طرف دھکیلونگا، کبھی اس طرف اسے سانچے میں ڈھالونگا، ایک چیز کے لئے راستہ صاف کرونگا، دوسری کی راہ میں پہاڑ بن جاؤنگا — اسی کا نام زندگی ہے! یہی ہے زندگی کی ترنگ!

تیتی ریف (ہنستے ہوئے): اسی میں علم کا راز پوشیدہ ہے — اسی میں فلسفے کا سبق چھپا ہوا ہے — اور باقی سارے دوسرے فلسفے ڈھونگ ہیں، زبانی جمع خرچ —

ایلینا (دروازے سے): آخر یہ چیخم دھاڑ کیسی مچی ہوئی ہے، یہ ہاتھ ہوا میں کیوں لہرا رہے ہیں؟

نیل (اس کی طرف لپکتے ہوئے): او یہاں ہے ایک ہستی جو میری بات سمجھیگی! میں ابھی ابھی زندگی کا ترانہ گا رہا تھا — ان کو بتا دو کہ زندگی میں کتنا لطف ہے —

پولیا (آہستہ سے): اف ہاں، بڑا لطف ہے، بڑی خوشی!

ایلینا: کیا کسی کو اس میں شبہ ہے؟

نیل (پولیا سے): میری پیاری کبوتری!

ایلینا: چلو ہٹو؛ میرے سامنے عشق کا کوئی کھیل نہیں!

پیوتر: خدا جانے اس کو کیا ہو گیا ہے — پی لی ہوگی —

(تاتیانا سر صوفے کی پشت پر گرا دیتی ہے اور ہاتھوں سے منہ چھپا لیتی ہے-)

ایلینا : اچھا تو تم چائے کا دور چلانے والے ہو؟ اور میں تم سے کہنے آئی تھی، آؤ میرے ساتھ چائے پی لو — اچھا، تو اب میں تمہارے ساتھ پی لونگی چائے — اج یہاں کی فضا خوشگوار ہے — (تیتی ریف سے) اے میرے بڈھے اور کائیاں الو، تم ھی ایک ایسے ہو یہاں جس پر اوس پڑی ہوئی ہے — ایسا کیوں؟

تیتی ریف : میں اوروں کی طرح خوش ہوں — البتہ جب میں خوش ہوتا ہوں تو چپ ہو جاتا ہوں اور جب غمگین ہوتا ہوں تو خوب شور مچاتا ہوں — یہ مجھے اچھا لگتا ہے —

نیل : تمام بڑے، چالاک اور بگڑے ہوئے کتوں کی طرح —

ایلینا : میں نے تم کو کبھی نہ خوش دیکھا نہ اداس —— ہمیشہ فلسفیانہ شان میں — کیوں لوگو کیا خیال ہے تمہارا —— تم کیا سمجھتی ہو تانیا؟ —— وہ مجھے فلسفہ پڑھا رہا ہے! پچھلی رات اس نے مجھے بنیاد کے قانون پر پورا ایک لکچر پلا دیا — اوہ میں تو سب بھول بھال گئی —— ان قانون میں کیسی کیسی باتیں ہیں؟ میری تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں — اف کیسی کیسی باتیں؟ بتاؤ، ایں؟

تیتی ریف (مسکراتے ہوئے) : زندگی کے تمام سوتے —— پھوٹتے ہیں . . .

ایلینا : سنا تم نے کتنی عقل کی باتیں سیکھ رہی ہوں میں! میں سمجھتی ہوں تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ یہ قانون کسی . . . کسی . . . دانت کی نمائندگی کرتا ہے —— یاد رہے ''نمائندگی،، ایک فلسفیانہ اصطلاح ہے . . . دانت کی کیونکہ دانت کی بھی چار جڑیں ہوتی ہیں — کیا میں ٹھیک کہہ رہی ہوں؟

تیتی ریف : میں کون ہوتا ہوں اعتراض کرنے والا؟

ایلینا : ہاں، بےشک — ذرا کوشش کر دیکھو : پہلی جڑ (اور ممکن ہے کہ پہلی جڑ نہیں) —— بنیادی سبب ہے — وجود کیا

ہے — یہ مادہ ہے ہیئت کے روپ میں — مجھے لے لو — میں مادہ ہوں جس نے (ہاں بےسبب نہیں) ایک عورت کی ہیئت اختیار کر لی ہے — لیکن (ابکے سرے سے بالکل بے سبب) وجود سے محروم ہوں — وجود جاوداں ہے — لیکن مادہ روپ میں زمین پر ابھرتا ہے اور پھر — مٹ جاتا ہے — ٹھیک کہا نا میں نے؟

تیتی ریف : ہاں چلیگا —

ایلینا : اس کے علاوہ میں جانتی ہوں، وجوھات کے رشتے نام کی چیزیں ہوتی ہیں — ایک ہے a priori اور دوسری a posteriori — لیکن یہ ہیں کیا بلا، چاہے میری جان لے لو، یاد رکھنا میرے بس کا روگ نہیں — اگر یہ ساری عقل میں نے اپنی کھوپڑی میں ٹھونس لی تو گنجی ہو جاؤنگی — لیکن اس سارے فلسفے سے ایک سب سے بڑا مسئلہ پیدا ہوتا ہے : آخر تم پر کیا مصیبت پڑی تھی تیرینتی کہ تم نے مجھے فلسفہ پڑھانے کا بیڑا اٹھا لیا؟

تیتی ریف : پہلی وجہ تو یہ ہے کہ تم کو دیکھہ کر میرا جی حوش ہوتا ہے —

ایلینا : شکریہ — دوسری وجہ یہ کہ شاید اس وجہ میں مزا نہ آئے —

تیتی ریف : دوسری وجہ یہ ہے کہ آدمی جب فلسفہ بگھارتا ہے تو جھوٹ نہیں بول سکتا کیونکہ فلسفہ محض تصور کی اڑان ہے —

ایلینا : یہ ساری باتیں میرے سر پر سے گزر گئیں — ارے، ہاں، تانیا! تمہارا کیا حال ہے؟ (جواب کا انتظار کئے بغیر) پیوتر... واسیلی‌وچ، آخر تم کس چیز سے اتنے خفا ہو؟

پیوتر : اپنے آپ سے —

نیل : اور باقی دوسرے لوگ؟

ایلینا : لو یکایک میرا جی چاہ رہا ہے کہ میں گانا گاؤں — افسوس کہ آج سنیچر ہے اور عبادت ابھی ختم نہیں ہوئی — (بیس‌سیمیونوف

اور اکولینا ایوانوونا آتے ھیں) اوہ، لو یہ رہے اپنے بزرگ! آداب عرض ھے —

بیس‌سیمیونوف (رکھائی سے) : آداب —

اکولینا ایوانوونا (اسی لہجے میں) : آداب — لیکن اس سے پہلے بھی آج ھم ایک بار آداب سلام کر چکے ھیں نا؟

ایلینا : ھاں ھاں کر چکے ھیں — میں تو بھول ھی گئی تھی — ار... گرجا گھر میں کیسی کٹی؟ کیا بڑی گرمی تھی؟

بیس‌سیمیونوف : ھم گرجا گھر درجہ حرارت معلوم کرنے نہیں جاتے —

ایلینا (بوکھلاتے ھوئے) : سمجھی... لیکن میں ...میرا مطلب یہ نہیں تھا — میں تو صرف یہ پوچھتی تھی کہ کیا وھاں بہت سے لوگ تھے؟

اکولینا ایوانوونا : ھم نے ان کی گنتی نہیں کی —

پولیا (بیس‌سیمیونوف سے) : آپ چائے پیئینگے؟

بیس‌سیمیونوف : پہلے ھم کھانا کھائینگے — پیوتر کی ماں جاؤ ذرا کچھہ پکاؤ — (اکولینا ایوانوونا ناک پھڑکاتی ھوئی چلی جاتی ھے — تاتیانا اٹھتی ھے اور ایلینا اسے میز تک لے جاتی ھے — نیل صوفے پر تاتیانا کی جگہ بیٹھہ جاتا ھے — پیوتر ٹہلتا رھتا ھے — تیتی‌ریف پیانو کے پاس بیٹھا، مسکراتے ھوئے، ان سب کا جائزہ لیتا ھے — پولیا سماور کے پاس ھے — بیس‌سیمیونوف کونے میں صندوق پر بیٹھا ھے) حیران ھوں لوگ کتنے چوٹے ھو گئے ھیں! تھوڑی دیر پہلے جب پیوتر کی ماں اور میں گرجا جا رہے تھے، تو میں نے پھاٹک پر کیچڑ کے اوپر ایک تختہ رکھا تھا — لوٹے تو تختہ ندارد — کوئی چور اچکا اٹھا لے گیا — لوگوں کی رگوں میں گناہ دوڑ رھا ھے — (رکتا ھے) پرانے زمانے میں ایسی چھوٹی چھوٹی چوریاں کم ھوتی تھیں... ان دنوں سنسان راستوں پر قزاقی ھوا کرتی تھی، کیونکہ

ان دنوں لوگوں کے دل بڑے ہوتے تھے — ایسے گھٹیا تختے پر تو وہ تھوکتے بھی نہیں — (باہر سڑک سے گانے اور اکارڈئین بجانے کی آواز آتی ہے) سنا؟ گا رہے ہیں — اللہ پیر کا دن ہے کل اور آج راگ الاپے جا رہے ہیں — (گانے کی آوازیں قریب آ جاتی ہیں) مزدور ہونگے — جیسے ہی چھٹے، بھٹیارخانے میں جا گھسے، ساری کمائی دارو میں بہا دی اور اب نکلے گلے کا زور دکھانے — (گانے والے گھر تک آ گئے ہیں — نیل کھڑکی پر جھک کر جھانکتا ہے) ایک آدھہ برس اسی طرح زندگی گزارینگے —— زیادہ سے زیادہ دو برس اور چلو قصہ ختم — پھر وہی اٹھائی گیرے اور چور کے چور! بس!

نیل : لگتا ہے پرچی‌خین...

اکولینا ایوانوونا (دروازے سے) : کھانا تیار ہے پیوتر کے ابا —

بیس‌سیمیونوف (اٹھتے ہوئے) : پرچی‌خین... ہاں ان ہی نکموں میں سے ایک — (باہر جاتا ہے —)

ایلینا (آنکھوں سے اس کا تعاقب کرتی ہے) : میرے یہاں چلو، وہیں چائے پیئیں — وہاں زیادہ اچھا رہیگا —

نیل : بڑے میاں سے تمہاری بات چیت بڑی دلچسپ رہی —

ایلینا : ان کے سامنے مجھے عجیب بے‌تکا سا لگتا ہے — میں ان کو ایک آنکھہ نہیں بھاتی اور یہ خوش گوار بات نہیں — بلکہ اس سے تکلیف ہوتی ہے — آخر وہ مجھے ناپسند کیوں کریں؟

پیوتر : وہ دل کے بہت اچھے ہیں — لیکن بڑی اکڑ ہے ان میں —

نیل : بھونڈے لالچی اور جھکی بھی —

پولیا : تمہیں کسی کے پیٹھہ پیچھے ایسی بات نہیں کہنی چاہئے — یہ اچھی بات نہیں —

نیل : لالچی ہونا اچھا نہیں —

تاتیانا (رکھائی سے) : ختم کرو یہ قصہ — کسی آن ابا یہاں

آ سکتے ھیں — پچھلے تین دن سے انھوں نے کسی کو برا بھلا نہیں کہا — وہ اچھی طرح، خوشنودی سے پیش آنے کی کوشش کر رہے ھیں —

پیوتر: یقین مانو یہ ان کے لئے آسان نہ ھوگا —

تاتیانا: ھمیں یہ سراھنا چاھئے — وہ بوڑھے ھیں — یہ ان کا قصور نہیں کہ وہ ھم سے پہلے پیدا ھوئے اور وہ چیزوں کو اسی نظر سے نہیں دیکھتے جس نظر سے ھم دیکھتے ھیں — (جھلاتے ھوئے) لوگ کتنے بےدرد ھیں! ھم ایک دوسرے کی طرف کتنی سختی اور سنگ دلی برتتے ھیں! ھمیں سبق دیا گیا ھے کہ ایک دوسرے سے محبت کریں، ایک دوسرے سے نرمی اور مہربانی برتیں...

نیل (نقل کرتے ھوئے): تاکہ لوگ ھماری پیٹھہ پر سوار ھو جائیں —

(ایلینا ھنستی ھے — پولیا اور تیتی‌ریف مسکراتے ھیں — پیوتر نیل کے پاس جاتا ھے جیسے اس سے کچھہ کہنا چاھتا ھو — تاتیانا ملامت کے انداز میں سر دھنتی ھے —)

بیس‌سیمیونوف (ایلینا کو جلی بھنی نظروں سے گھورتا ھوا آتا ھے): پولیا تمہارا باپ باورچی خانے میں ھے - جاؤ اور اس سے کہہ دو... ار... کسی اور وقت... جب اس کا نشہ اتر جائے، جب وہ اپنے حواس میں ھو تو یہاں آئے — کہو گھر چلا جائے —

(پولیا باھر چلی جاتی ھے — نیل اس کے پیچھے پیچھے چل دیتا ھے —)

بیس‌سیمیونوف (نیل سے): تم بھی جاؤ — ذرا اپنے آنے والے دنوں کی تصویر دیکھہ لو... ار... (اپنی بات کاٹ دیتا ھے اور میز کے پاس بیٹھہ جاتا ھے) چپ چپ کیوں؟ دیکھتا ھوں میں نے کمرے میں قدم رکھا نہیں کہ ھر شخص کو سانپ سونگھہ گیا —

تاتیانا: هم آپ کے پیچھے بھی بہت زیادہ بات چیت نہیں کرتے —

بیس‌سیمیونوف (گھورکر ایلینا کو دیکھتا ہے): تم کاہے پر هنس رهی تھیں؟

پیوتر: کوئی خاص بات نہیں — نیل...

بیس‌سیمیونوف: نیل! هر بات کی تہه میں وهی — میں تمہارے کہے بنا هی یه جانتا تھا —

تاتیانا: آپ کے لئے چائے نکالوں ابا؟

بیس‌سیمیونوف: نکالو —

ایلینا: تانیا، رهنے دو، میں نکال دونگی —

بیس‌سیمیونوف: شکریه، تم تکلیف نه کرو — میری بیٹی کر لیگی —

پیوتر: میری سمجھه میں نہیں آتا که اس سے فرق کیا پڑتا هے — تاتیانا کا جی اچھا نہیں —

بیس‌سیمیونوف: تمہیں اس معاملے میں ٹپکنے کی دعوت کس نے دی — اگر اپنے سے زیادہ پرائے تمہیں قیمتی هیں تو...

پیوتر: ابا! آپ کو شرم نہیں آتی؟

تاتیانا: لو شروع هو گیا! پیوتر کیا تم اپنی زبان پر تالا نہیں ڈال سکتے؟

ایلینا (زبردستی مسکراتے هوئے): کیا اس کی ضرورت؟..

(دروازه دھڑ سے کھلتا هے اور پرچی‌خین اندر آتا هے — کچھه نشے میں معلوم هوتا هے —)

پرچی‌خین: واسیلی واسیلی‌وچ! لو یه رها میں! یه نه سوچنا که باورچی خانے سے چل دئے تو مجھه سے چھٹکارا پا لیا! لو میں پھر یہاں آ گیا —

بیس‌سیمیونوف (اس کی طرف دیکھے بغیر) : جب آ گئے ہو تو بیٹھ جاؤ — چائے پیو —

پرچی‌خین : میں چائے پینے نہیں آیا — تم خود پیو اپنی چائے... میں تم سے بات کرنے آیا ہوں —

بیس‌سیمیونوف : بات؟ بکواس!

پرچی‌خین : بکواس، ایں؟ (ہنستا ہے) تم بڑے وہ ہو! (نیل اندر آتا ہے اور الماری سے لگ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور بیس‌سیمیونوف کو کڑی نظروں سے گھورتا ہے) چار دن میں سوچتا رہا، سوچتا رہا —— تمہارے پاس جاؤں اور تم سے بات کروں... اور لو... میں یہ رہا!

بیس‌سیمیونوف : اف ختم بھی کرو!

پرچی‌خین : نہیں، میں ختم نہیں کرونگا! تم چالاک آدمی ہو واسیلی واسیلی‌وچ — تم دولت مند ہو، لیکن اس وقت میں تمہارے ضمیر سے بات کرنے آیا ہوں —

پیوتر (نیل کے پاس جاتا ہے اور زیر لب بولتا ہے) : آخر تم نے اس کو اندر کیوں آنے دیا؟

نیل : اسے چھوڑ دو — اس سے تمہیں کوئی سروکار نہیں —

پیوتر : تم ہمیشہ کوئی نہ کوئی ہنگامہ کھڑا کرتے رہتے ہو -

پرچی‌خین (پیوتر کی آواز کو دباتے ہوئے) : واسیلی واسیلی‌وچ، تم بھی بڈھے ہو — ذرا سوچو تو، میں ایک جگ سے جانتا ہوں تمہیں —

بیس‌سیمیونوف (غصے سے) : تم مجھ سے چاہتے کیا ہو؟

پرچی‌خین : یہ چاہتا ہوں — مجھے بتاؤ تم نے مجھے اپنے گھر سے کیوں نکالا؟ میں نے سوچا، سر لڑاتا رہا —— پر میری کھوپڑی میں یہ بات نہ آئی کہ آخر تم نے مجھے نکالا کیوں — میرے بھائی، بتاؤ، کیوں نکالا مجھے — میں تمہارے پاس اپنے دل میں کوئی برا خیال لے کر نہیں آیا ہوں... میں اپنے دل میں محبت لے کر آیا ہوں...

بیس‌سیمیونوف : اور دماغ میں دھواں!

باسابا: سوبرا مجھے سہارا دو... نہیں بولیا کو بلاؤ — (سوبر باہر جاتا ہے —)

برجی جن: اب پولیا کو ہی لے لو — میری بیٹی ہی میری دلاری بچی، میری خوبصورت جریا — کیا تم نے اس کی وجہ سے مجھے گھر سے نکالا؟ اس لئے کہ اس نے باسابا کے بانکے نوجوان کو اس سے چھین لیا؟

باسابا: کیسی واہیات بات ہے! کیسی ذلیل بات!

بس سیمنوف (آہستہ سے اٹھتا ہے): خبردار برجی جن! پھر جو نکالی تم نے منہ سے یہ بات تو۔

ایلیسا (بیل سے زیرلب): اس کو باہر لے جاؤ! ہنگامہ ہو جائیگا —

بیل: میں کیوں لے جاؤں باہر —

برجی جن: اب دو بار تم مجھے گھر سے نہیں نکال سکتے واسیلی واسیلی وچ! اس کی کوئی ضرورت نہیں — پولیا اچھی لڑکی ہے اور میں اس کو چاہتا ہوں لیکن اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا... نہیں بھائی... اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا — دوسروں کی چیز چھیننا اچھا نہیں ہے —

باسابا: ایلیسا، مجھے سہارا دو، مجھے میرے کمرے میں لے چلو — (ایلیسا اس کا بازو پکڑ لیتی ہے - بیل کے پاس سے گزرتے ہوئے باسابا کہتی ہے) تم کو شرم آنی چاہئے؟ اس کو باہر لے جاؤ —

بس سیمنوف (بڑی کوشش سے ضبط کرتے ہوئے): اپنی زبان بند کرو برجی جن - بیٹھ جاؤ، زبان بند کرو اور زبان نہیں بند کر سکتے تو نکل جاو یہاں سے —

(پولیا آتی ہے اور اس کے پیچھے سوبر —)

سوبر (پولیا سے): ذرا رک جاؤ اپنی بدحواس نہ ہو!

پولیا: واسیلی واسیلی‌وچ! پچھلی بار جب ابا آئے تو تم نے ان کو باهر کیوں نکال دیا؟

(بیس‌سیمیونوف اس کو بڑی بپھری هوئی نظروں سے دیکھتا هے اور پھر باری باری سے هر ایک کو —)

پرچی‌خین (انگلی هلاتے هوئے): هش، بیٹی! ایک لفظ نهیں! نهیں سمجھنا چاهئے — تاتیانا نے زهر پیا —— هے نا؟ کیوں؟ سمجھیں؟ میں کسی کو بھی نهیں بخشتا واسیلی واسیلی‌وچ، ان سب سے ایک سا انصاف کرو... جو جیسا کرے ویسا پائے — میں کوئی فرق نهیں کرتا...

پولیا: ٹھهر جاؤ بابا...

پیوتر: پولیا، کیا تم؟..

نیل: تم اس میں مت پڑو!

بیس‌سیمیونوف: پولیا، تو بڑی دلیر اور گستاخ هے —

پرچی‌خین: وه؟ اوه نهیں، وه...

بیس سیمیونوف: بکو مت! لگتا هے جیسے میں کچھ هوں هی نهیں — آخر یه گھر کس کا هے؟ کون هے مالک یهاں؟ یهاں کون بتائیگا که کیا ٹھیک هے اور کیا غلط؟

پرچی‌خین: میں! اور میں تم میں سے هر ایک کو باری باری بتاؤنگا۔ —— سب سے پهلے، دوسروں کا مال اڑا لینا غلط هے! اور اگر تم نے لے لیا هے تو اب لوٹا دو!

پیوتر (پرچی‌خین سے): تم چهکنا بند کرو اور ذرا میرے کمرے میں چلو —

پرچی‌خین: پیوتر تم ذرا نهیں بھاتے مجھے! تم کھوکھلے آدمی هو — اور بڑے بددماغ — تم کچھ نهیں جانتے، ایک رتی نهیں — شهر کے نالوں کا انتظام کیا هے؟ ایں؟ بس ٹائں ٹائں فش!

مجھے کسی اور سے پوچھنا پڑا – (پیوتر اس کی آستین پکڑ کر کھینچتا ھے) مت چھوؤ مجھے – چھوڑو مجھے!

نیل (پیوتر سے): مت چھیڑو!

بیس سیمیونوف (نیل سے): تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ کتے کو للکار رہے ہو؟

نیل: میں یہ جاننا چاھتا ھوں یہ سارا ماجرا کیا ھے – پرچی‌خین نے کیا کیا ھے؟ تم نے اس کو نکالا کیوں؟ اور پولیا کا اس سے کیا ناتا ھے؟

بیس سیمیونوف: کیا تم مجھ سے جرح کر رہے ہو؟

نیل: ھاں کر رھا ھوں، تو پھر؟ تم بھی میرے جیسے ایک آدمی ہو اور بس –

بیس سیمیونوف (آگ بگولہ): تمہاری طرح؟ تم آدمی نہیں ہو... تم... تم سانپ ہو! تم کتے ہو!

پرچی خین: ھش! ھم لوگوں کو اطمینان سے بات کرنے دو، دوستوں کی طرح...

بیس سیمیونوف (پولیا سے): ذلیل... مکار...

نیل (دانت پیس کر): اے زیادہ شور نہ مچاؤ!

بیس سیمیونوف: کیا کہا؟ نکل جا یہاں سے تو، کمینے! میری بلی اور مجھ ھی سے میاؤں —— مجھ پر غرا رھا ھے جس نے خون پسینہ ایک کرکے تجھے پالا پوسا...

تاتیانا (کمرے کے اندر سے): ابا! بس بس!

پیوتر (نیل سے): چلو تمہیں منہ مانگی مراد مل گئی نا؟ تمہیں اپنے آپ پر شرم آنی چاھئے!

پولیا (آھستہ سے): آپے میں رھو – مجھ پر لال پیلے نہ ھو – میں تمہاری لونڈی باندی نہیں ھوں – ھر آدمی تمہارا تھوکا نہیں چاٹنے کا – بتاؤ مجھے تم نے میرے باپ کو اپنے گھر سے کیوں نکالا؟

نیل (اطمینان سے) : مجھے بھی بتاؤ — یہ کوئی پاگل خانہ تو ہے نہیں — یہاں امید کی جاتی ہے کہ ہر آدمی اپنے کئے کی جواب دھی رکھتا ہے —

بیس سیمیونوف (اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے) : نکل جاؤ نیل! نکل جاؤ ورنہ کچھہ ہو جائیگا — بھولو مت —— میں نے تمہیں کھلایا پلایا ہے... میں ہوں جس نے تمہیں پال پوس کر اس دن کو پہنچایا ہے —

نیل : تم یہ طعنہ بند کروگے یا نہیں؟ میں نے جتنا کھایا ہے، ایک ایک پائی اس کی قیمت چکا دی ہے —

بیس سیمیونوف : تو میری روح کو کھا گیا ہے، کمینے!

پولیا (نیل کا ہاتھہ پکڑتے ہوئے) : آؤ ہم یہاں سے چلے جائیں —

بیس سیمیونوف : ہاں ہاں بھاگ جاؤ یہاں سے! آخر سانپ ہو نا، رینگ کر نکل جاؤ! تم ہی مجرم ہو... یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے... تم نے میری بیٹی کو ڈسا ہے — اور اب... اس کو... تمہارے ہی کارن میری بیٹی نے...

پرچی‌خین : واسیلی واسیلی‌وچ! ہاں ہاں! ذرا سنبھال کے! سنبھال کے!

تاتیانا (پکارتی ہے) : یہ بات سچ نہیں ہے ابا! پیوتر کیا تم کچھہ نہیں کر سکتے؟ (دروازے سے نکلتی ہے اور دونوں ہاتھہ پھیلائے ہوئے بیچ کمرے میں لڑکھڑاتی ہے) پیوتر یہ سب کیوں؟ غضب ہے! یا اللہ! تیرینتی! ان سے کہو... ان سے کہو... نیل! پولیا! خدا کے لئے چلے جاؤ! چلے جاؤ! آخر یہ سب کیوں؟

(سب ادھر ادھر بھٹکنے لگتے ہیں — تیتی‌ریف دانت نکالے ہوئے آہستہ آہستہ اٹھتا ہے — بیس سیمیونوف اپنی

سئی کے پاس سے ہٹ جاتا ہے — سوبر بہن کا بازو
پکڑ لیتا ہے اور اپنے چاروں طرف کھویا کھویا سا
گھورتا ہے —)

بولیا: آؤ!

نیل: بہت اچھا — (بس سمونوف سے) ہم جا رہے ہیں —
مجھے افسوس ہے کہ انجام یہ ہونا تھا —

بس سمونوف: نکل جا! اور اسے بھی ساتھ لیتا جا!

نیل: تم جانتے ہو، میں لوٹ کر نہیں آؤنگا —

بولیا (تھرتھراتی ہوئی آواز کے ساتھ چیختے ہوئے): مجھ
پر یہ تہمت! داستانا کے کئیے کا الزام میرے سر! جیسے یہ میرا گناہ
تھا! بے شرم!

بس سمونوف (غصے میں): جا رہی ہے تو جا، نکل جا!

نیل: بس بس! اسے زور سے نہیں، اسے زور نہیں!

ترچی خیں: جھڑکو مت تجو — ہمیں ترسی سے بس آنا چاہئیے —

بولیا: خدا حافظ — اؤ ابا، چلو —

نیل (ترچی خیں سے): اؤ چلیں

ترچی خیں: میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤنگا — میں خود اپنے
پیروں پر کھڑا ہونا چاہتا ہوں... اکیلا... ترسی! میں اکیلا
ہوں... میں نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا!

سی ریف: چلو میرے کمرے میں —

بولیا: آجاؤ ابا، اس سے پہلے کہ وہ تمہیں دوبارہ نکال دیں —

ترچی خیں: نہیں — میں نہیں آؤنگا — ترسی، میں ان کا نہیں
ہوں — میں سمجھتا ہوں...

پیوتر (نیل سے): خدا کے لیے جاؤ!

نیل (پیوتر سے): میں جا رہا ہوں، خدا حافظ! تم نے خوب
رنگ دکھایا اپنا!

پونیا (نیل سے) : چلو، چلو! (چلے جاتے ہیں —)

بیس سیمیونوف (ان کے پیچھے چیختا ہے) : تم لوٹ کر آؤگے، ناک رگڑتے ہوئے آؤگے!

پیوتر : بس ختم کیجئے ابا!

تاتیانا : بیچارے ابا! چیخئے مت ابا!

بیس سیمیونوف : ذرا رک جاؤ! ہم دیکھ لینگے!

پرچی خین : اچھا ہوا وہ چلے گئے — خدا کا شکر ہے — جانے والوں کو جانے دو —

بیس سیمیونوف : میں ان سے کہنا چاہتا ہوں، میں ان کو سمجھتا کیا ہوں... جونک، خون چوسنے والے! کپڑا لتا دیا، کھلایا پلایا... (پرچی خین سے) اور تم بڈھے بیوقوف! تمہیں آنے اور اپنی سنانے کی ایسی ہی پڑی تھی؟ تم چاہتے کیا ہو؟ بتاؤ؟

پیوتر : اب پھر سے شروع نہ کرو ابا —

پرچی‌خین : واسیلی واسیلی‌وچ! مجھ پر گرجو مت — مسخرے آدمی، میں تمہاری عزت کرتا ہوں! میں بیوقوف ہوں —— جانتا ہوں — پر میں برے بھلے کو سمجھتا ہوں...

بیس سیمیونوف (صوفے میں دھنستے ہوئے) : میں... میں نہ کچھ سوچ سکتا ہوں، نہ کچھ کر سکتا ہوں — میں کچھ بھی نہیں سمجھتا... ہوا کیا؟ ان میں سے ایک سدھار گیا... بالکل اچانک، آناً فاناً... جیسے گرمیوں کے جھکڑ میں اچانک آگ بھڑک اٹھتی ہے — کہتا ہے —— اب پھر کبھی لوٹ کر نہیں آؤنگا — بس — لیکن مجھے اس پر یقین نہیں —

تیتی‌ریف (پرچی‌خین سے) : تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ یہاں کیوں آئے؟

پرچی خین : ذرا میں صفائی چاہتا ہوں — میں سیدھے سیدھے باتوں کو دیکھتا اور سمجھتا ہوں — دو اور دو چار ہوتے ہیں اور

بس — وہ میری بیٹی ہے — ہے نا؟ اچھا — اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پر یہ فرض... (یکایک چپ ہو جاتا ہے) میں اس کا باپ ہوں، مگر برا باپ — اس لئے اس پر کوئی فرض نہیں — اچھا جیسے اس کا جی چاہے رہے — لیکن میرا دل تاتیانا کے لئے دکھتا ہے — تاتیانا تیرے لئے میرا دل کڑھتا ہے — میرا دل تم سب کے لئے دکھتا ہے — (ٹھنڈی سانس لیتا ہے) سچی بات — تم سب بیوقوفوں کا غول ہو —

بیس سیمیونوف: اپنی زبان بند کرو!

پیوتر: تاتیانا کیا ایلینا نکولائیونا چلی گئی؟

ایلینا (تاتیانا کے کمرے سے): نہیں میں یہاں ہوں — میں دوا گھول رہی ہوں —

بیس سیمیونوف: میرا سر چکرا رہا ہے — کچھ سمجھ میں نہیں آتا — کیا نیل واقعی چلا گیا؟ ہمیشہ ہمیشہ کو؟

اکولینا ایوانوونا (جوش میں بھری ہوئی آتی ہے): کیا ہو گیا ہے؟ نیل اور پولیا باہر ہیں باورچی خانے میں... میں بھنڈار کی طرف تھی...

بیس سیمیونوف: کیا وہ چلے گئے؟

اکولینا ایوانوونا: وہ پرچیخین کا انتظار کر رہے ہیں — پولیا کہتی ہے... ابا سے کہنا... وہ کہتی — اور اس کے ہونٹ کانپنے لگتے ہیں... نیل ہے کہ بپھرے ہوئے کتے کی طرح غرا رہا ہے — ہوا کیا؟

بیس سیمیونوف (اٹھتے ہوئے): اب میں جاتا ہوں اور ان سے کہتا ہوں!

پیوتر: نہیں ابا — یہیں رہئے —

تاتیانا: مہربانی سے، نہیں!..

بیس سیمیونوف: نہیں کیا؟

اکولینا ایوانوونا: بات کیا ہے؟ ہوا کیا؟

بسِ سیمونوف: نکل جا رہا ہے — ہمیشہ کے لئے —

پیوتر: تو پھر کیا ہوا؟ چھٹکارا ملا — اس کی آپ کو ضرورت کیا ہے؟ وہ شادی کر رہا ہے — وہ اپنا گھر الگ بسانا چاہتا ہے —

بسِ سیمونوف: اپنا گھر؟ کیا میں کوئی پرایا ہوں اس کا؟

اکولینا ایوانوونا: پیوتر کے ابا اپنا پریشان نہ ہو — بھول جاؤ اسے — جانے دو — ہمارے اپنے بچے ہیں — ہمیں ان کی فکر کرنی چاہئے — تم اب تک نہیں گئے ہو ترچی‌خن؟ وہ تمہارا انتظار کر رہے ہیں —

ترچی‌خن: ان کا راستہ دوسرا ہے، میرا دوسرا —

بسِ سیمونوف: مجھے اس کے جانے کی پروا نہیں — جانا چاہتا ہے تو جائے — لیکن جس طرح وہ گیا ہے — دیکھا تم نے اس نے مجھے کس نظر سے دیکھا؟

(ایلینا ناستاسیا کے کمرے سے آتی ہے —)

تتیریف (ترچی‌خن کا بازو پکڑتا ہے اور دروازے کی طرف لے جاتا ہے): آؤ ہم ایک آدھ گلاس کچھ پئیں — تم اور میں —

ترچی‌خن: اوہ تم ہو خدا کے نیک بندے! آدمی سمجھدار ہو...

(وہ چلے جاتے ہیں —)

بسِ سیمونوف: میں جانتا تھا کہ وہ کسی نہ کسی دن ہمیں چھوڑ جائیگا لیکن اس طرح نہیں — اور وہ لڑکی! وہ کس طرح چیخی مجھ پر! بھکارن! میں ذرا انہیں بتاؤں تو سہی...

اکولینا ایوانوونا: جانے دو پیوتر کے ابا! وہ ہمارے جیسے نہیں! ان کا درد سر کیوں مول لو؟ وہ جانا چاہتے ہیں تو جائیں —

ایلینا (پیوتر سے آہستہ آہستہ): آؤ میرے یہاں چلو —

تاتیانا (ایلینا سے) : میں بھی چلتی ہوں — مجھے لے چلو اپنے ساتھ —

ایلینا : ہاں ہاں — چلو —

بیس سیمیونوف (اس کی آواز سنتے ہوئے) : کہاں؟

ایلینا : میرے یہاں —

بیس سیمیونوف : کس کو دعوت دی جا رہی ہے؟ پیوتر کو؟

ایلینا : اور تاتیانا کو بھی —

بیس سیمیونوف : تاتیانا تو خیر — اور پیوتر نہیں جانے کا —

پیوتر : لیکن ابا میں بچہ نہیں ہوں — جی چاہیگا جاؤں گا، جی چاہیگا نہیں جاؤں گا...

بیس سیمیونوف : تم نہیں جاؤ گے —

اکولینا ایوانوونا : پیوتر اپنے باپ کی بات مان لو — بات مان لو، اچھے لڑکے کہنا سنتے ہیں —

ایلینا (غصے سے) : معاف کیجئے گا واسیلی واسیلی‌وچ...

بیس سیمیونوف : نہیں، سنو میں کہتا ہوں! تم لوگ پڑھے لکھے ہو، تم اپنی ساری شرافت بھلا بیٹھے ہو، تمہارے دل سے بڑوں کی عزت ختم ہو چکی ہے... پھر بھی...

تاتیانا (پاگل کی طرح چیختے ہوئے) : ابا! بس بس!

بیس سیمیونوف : بند کرو اپنی زبان! اگر تم اپنا معاملہ خود نہیں سنبھال سکتیں تو کم از کم دوسروں کے پھٹے میں پاؤں نہ ڈالو — رکو، کہاں چلیں؟

(ایلینا دروازے کی طرف بڑھتی ہے —)

پیوتر (اس کے پیچھے بھاگتا ہے اور اس کا ہاتھہ پکڑ لیتا ہے) : بس ایک منٹ — ہمیں اس وقت قصہ چکا لینا چاہئے — ہاں بس ابھی طے کر لینا چاہئے... یہ جھگڑا ہمیشہ ہمیشہ کو —

بس سیمبونوف: پہلے تم کو مری بات سنی ہوگی — ایک بار تو کم از کم اچھے لڑکے کی طرح میری بات سن لو — ذرا دیکھوں تو سہی دودھ کیا ہے، پانی کیا ہے — (پرچی خین دمکتے چہرے کے ساتھ اندر آتا ہے — اس کے پیچھے پیچھے بیتی رنف آتا ہے — وہ بھی مسکرا رہا ہے — وہ دروازے میں رکتے ھیں اور ایک دوسرے سے نگاھیں ملاتے ھیں — پرچی خین بیس سمیونوف کی طرف آنکھ مارتا ہے اور ھاتھ لہراتا ہے) جس کو دیکھو بھاگا چلا جا رہا ہے اور اتنا بھی نہیں کہتا کہ آخر بھاگ کیوں رہا ہے! یہ بہت ھی تکلیف دہ ہے — یہ بیہودگی ہے — تمہارے جانے کو کوئی جگہ نہیں پیونر! کیوں تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو؟ تم کسی زندگی بسر کرنا چاھتے ہو؟ کرنا کیا چاھتے ہو؟ (اکولینا ایوانوونا سہمی ہوئی ہے — پیوتر، ایلینا اور تاتیانا کا ایک گروہ بن جاتا ہے اور اس گروہ اور بس سمیونوف کا آمنا سامنا ہے — لیکن جب باپ کہتا ہے ''تمہارے جانے کو کوئی جگہ نہیں،، تو تاتیانا ان سے الگ ہو جاتی ہے اور جا کر میز پر بیٹھ جاتی ہے جہاں اس کی ماں کھڑی ہے — پرچی خین تنتی ریف کو اشارے کرتا ہے، سر ھلاتا ہے اور بازوؤں کو اس طرح جھٹکتا ہے جیسے چڑیوں کو اڑا رہا ہو) مجھے پوچھنے کا حق ہے — تم اب تک جوان اور بیوقوف ہو — اٹھاون برس ہونے کو آئے، خون پسینہ ایک کر رہا ہوں... کس کے لئے، بچوں کے لئے...

پیوتر: ابا میں نے یہ سب پہلے بھی سنا ہے... سو بار!

بس سیمونوف: چپ رہو!

اکولینا ایوانوونا: اف پیوتر! پیوتر!

تاتیانا: بس، اماں، تم نہیں سمجھتیں —

(اکولینا ایوانوونا سر دھنتی ہے —)

بیس سیمیونوف: ایک لفظ نہیں! تم مجھه سے کیا کہوگے؟ تم مجھے کیا پڑھاؤ گے؟ ایک لفظ نہیں!

پیوتر: اب میں یه سب کچھه زیادہ برداشت نہیں کر سکتا — آپ چاہتے کیا ھیں؟

اکولینا ایوانوونا (یکایک بلند آواز سے بولتے ہوئے): ٹھہرو! میرے سینے میں بھی دل ھے — مجھے بھی بولنے کا حق ھے! میرے لال ذرا سوچو تم کیا کر رہے ھو؟ کبھی تم نے ھم سے پوچھا؟

تاتیانا: خوفناک ھے — جیسے کوئی کند آرا چلا رھا ھو — (ماں سے) تم مجھے ٹکڑے ٹکڑے کئے دے رھی ھو — بدن بھی اور روح بھی —

اکولینا ایوانوونا: تمہاری ماں — اور کند آرا! تمہاری ماں!

بیس سیمیونوف: رک جاؤ بڑی بی — اس کو کہنے دو —

ایلینا (پیوتر سے): میں بھر پائی — چلی میں —

پیوتر: ایک منٹ، خدا کے لئے ایک منٹ! ابھی ابھی سب کچھه صاف ھوا جاتا ھے —

ایلینا: یه ایک پاگل خانه ھے... یه...

تیتی ریف: چلی جاؤ، ایلینا نکولائی‌ونا! جہنم میں جائیں — یه سب جہنم میں جائیں —

بیس‌سیمیونوف: جہاں تک آپ کا سوال ھے، حضرت — جہاں تک...

تاتیانا: کیا یه کبھی ختم نه ھوگا؟ چلے جاؤ پیوتر!

پیوتر (قریب قریب چیختے ہوئے): ابا! اماں! سنئے! یه ھے میری منگیتر!

(خاموشی — سب کی آنکھیں پیوتر پر گڑی ہوئی ھیں — اکولینا ایوانوونا ھاتھه منه پر رکھه لیتی ھے اور وحشت بھری

نظروں سے شوہر کو دیکھتی ہے — بیس‌سیمیونوف پیچھے
ہٹتا ہے اور سر جھکا لیتا ہے — تاتیانا گہری سانس
لیتی ہے اور آہستہ آہستہ پیانو کی طرف جاتی ہے اور
اس کے ہاتھ ڈھیلے ڈھیلے سے جھولتے رہتے ہیں —)

تیتی‌ریف (مدھم آواز میں) : لو خوب وقت چنا اس نے —

پرچی‌خین (آگے بڑھتے ہوئے) : اچھا تو یہ بات ہے! ساری چڑیاں پر تول رہی ہیں! یہ تمہارے لئے اچھا ہی ہے جوانو — تم اپنے اپنے پنجروں سے اڑ جاؤ جس طرح چڑیاں اڑتی ہیں!

ایلینا (پیوتر کے ہاتھ سے ہاتھ کھینچتے ہوئے) : مجھے جانے دو! میں اب یہ سب کچھ برداشت نہیں کر سکتی!

پیوتر (بھنبھناتے ہوئے) : اب سب کچھ صاف ہو گیا... یک‌دم صاف ہو گیا —

بیس‌سیمیونوف (اپنے بیٹے کی طرف جھکتے ہوئے) : شکریہ بیٹے — تم نے اچھی خبر سنائی —

اکولینا ایوانوونا (روھانسی آواز میں) : تم برباد ہو گئے پیوتر! جیسے وہ تمہاری برابری کی ہو!

پرچی‌خین : وہ؟ پیوتر کی برابری؟ چھوڑو، چھوڑو بڑی بی! پیوتر کی قیمت ہی کیا ہے؟

بیس‌سیمیونوف (آہستہ سے ایلینا سے) : شکریہ جادوگر حسینہ — تو وہ ٹھکانے لگ گیا — اس کو پڑھنے کے لئے جانا تھا اور اب؟ بڑی گھاگ نکلیں تم — میں تاڑ گیا تھا — یہ تو ہونا ہی تھا — (زہر بھرے انداز میں) خوب ہاتھ مارا، مبارکباد! پیوتر لیکن میں تمہیں اپنی دعا نہیں دونگا! تو تم نے اس کو جھپٹ لیا، ہے نا؟ بلی، لعنت ہو تجھ پر، جھپٹی اور اسے دبوچ ہی تو لیا —

ایلینا : تمہاری یہ مجال!..

پیوتر: ابا! آپ کا دماغ چل گیا ہے!

ایلینا: تم ٹھیک کہتے ہو! میں نے اس کو تم سے چھین لیا! ہاں میں نے چھین لیا! سمجھے تم... میں نے خود عشق کا اقرار کیا، سنا، بڈھے خرانٹ! ہاں ہاں میں ہوں وہ جس نے اس کو تم سے چھین لیا — ترس کھا کر — تم اسے گھونٹ گھونٹ کر مار ڈالتے! تم آدمی نہیں ہو — تم گھن ہو جو آدمی کو اندر ہی اندر کھا جاتا ہے — تمہاری محبت اس کی بربادی ہوتی — تم سوچتے ہو—— اف میں جانتی ہوں، تم کیا سوچتے ہو! تم سوچتے ہو میں نے یہ سب اپنی خاطر کیا ہے! جاؤ جو جی چاہے سوچو! اف میں تم سے کتنی نفرت کرتی ہوں!

تاتیانا: ایلینا! کیا کہہ رہی ہو تم؟

پیوتر: ایلینا! چلو ہم چلیں!

ایلینا: ممکن ہے کہ میں اس سے کبھی بیاہ نہ کروں—— اور تم خوش ہونگے، ہے نا؟ ہاں بہت ممکن ہے کہ میں اس سے شادی نہ کروں—جی نہ ہارو—میں یونہی اس کے ساتھہ رہونگی—— بغیر شادی کی انگوٹھی کے — لیکن میں اسے تم کو نہیں لوٹاؤنگی — سن لو، اس کا یقین رکھو — میں اس کو پھر تمہارے چنگل میں پھنسنے نہ دونگی — وہ تمہارے پاس کبھی واپس نہیں آئیگا —— کبھی نہیں! کبھی نہیں!

تیتی‌ریف: شاباش! بٹیا، شاباش!

اکولینا ایوانوونا: اللہ رحم کرے! پیوتر کے ابا، یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ یہ سب کیا ہے؟

پیوتر (ایلینا کو دروازے کی طرف دھکیلتے ہوئے): جاؤ، جلدی کرو، جاؤ —

(ایلینا باہر نکل جاتی ہے اور پیوتر کو اپنے ساتھہ کھینچ لیتی ہے —)

بیس‌سیمیونوف (چاروں طرف بے بسی سے دیکھتا ہے): یہ سب کیا ہے؟ (یکایک آگ بگولہ) پولیس کو بلاؤ! (پیر پٹکتا ہے) میں اس کو نکال باہر کرونگا، کھڑے کھڑے نکال باہر کرونگا! چھنال!

تاتیانا: ابا! سنبھالئے خود کو!

پرچی خین (ھکابکا، اچنبھے میں): واسیلی واسیلی‌وچ! کیا ماجرا ہے؟ تم کیوں چیخ رہے ہو؟ تم کو تو خوش ہونا چاہئے تھا!

تاتیانا (اپنے باپ کے پاس جاتے ہوئے): سنو...

بیس‌سیمیونوف: تم؟ تم اب تک یہاں ہو؟ تم بھی کیوں نہیں اپنا راستہ لیتیں؟ جاؤ جاؤ! کوئی نہیں جس کے ساتھہ جا سکو؟ گاڑی چھوٹ گئی ایں؟

(تاتیانا لڑکھڑاتی ہے، مڑتی ہے اور تیزی سے پیانو تک جاتی ہے — اکولینا ایوانوونا ترس کھاتی ہوئی، کھوئی کھوئی سی اس کی طرف لپکتی ہے —)

پرچی‌خین: واسیلی واسیلی‌وچ! سوچو تم کیا کہہ رہے ہو! پیوتر اب پڑھیگا نہیں —— اور کیوں پڑھے بھلا؟ (بیس‌سیمیونوف بجھی بجھی آنکھوں سے پرچی‌خین کو گھورتا ہے اور سر دھنتا ہے) اس کے پاس کافی روپیہ ہے —— جو تم نے سینت رکھا ہے—— اس کی زندگی کٹ جائیگی — اس کی دلہن گلاب کا پھول ہے اور تم ہو کہ گرج برس رہے ہو! مسخرے بڈھے —— اس سے کیا ہونے کا؟

(تیتی‌ریف قہقہے لگاتا ہے —)

اکولینا ایوانوونا (بین کرتے ہوئے): سب چل دئے! سب چلے گئے!

بیس‌سیمیونوف (چاروں طرف نظر دوڑاتا ہے): ھش پیوتر کی ماں — لوٹ آئینگے — ان میں اتنا دم کہاں کہ چلے جائیں — وہ جائینگے

کہاں؟ (نیتی ریف سے) تم کھیسں کیا نکال رہے ہو؟ طاعون! مس تم کو نکال باہر کرونگا! دیکھنا کل اس گھر مس تمہارا نام و نشان نہ ہوگا! تم اور تمہارے حسے جراثیم!

برجی خین : واسلی واسلی وچ!

بیس سمیونوف : تم بھی دور ہو جاؤ یہاں سے، اٹھائی گیرے کہیں کے!

اکولینا ایوانوونا : بابا! بابا! میری بدنصیب بچی! مری کرموں جلی گڑیا! ہمارا کیا حسر ہونے والا ہے؟

بس سمیونوف : بٹی، تم سب جانتی تھیں، سب جانتی تھیں! تم کو یہ سب معلوم تھا مگر کیا مجال جو ایک لفظ بھی کہتیں ہم سے — باپ کے خلاف یہ سازش اف؟ (یکایک اس کے چہرے پر خوف چھا جاتا ہے) کیا ہوگا... وہ لونڈیا... وہ کنجڑ اس سے ہمیشہ کو جیک گئی؟ رنڈی اور بیوی! مرا بیٹا! تم پر لعنت ہو... تم پر، نالی کے کیڑو، بد اخلاقی کے جراثیم... تم پر لعنت ہو!

بابابا : بس مجھے چھوڑو! مجھے نفرت کرنے پر مجبور نہ کرو!

اکولینا ایوانوونا : میرے کلیجے کی ٹھنڈک! مری بدنصیب بچی! ان لوگوں نے تجھے بھگا دیا — ان لوگوں نے ہم سب کو گھن لگا دیا... خدا جانے کیوں!

بس سمیونوف : کس نے؟ یہ سب اس کی کارستانی ہے، اس بدمعاش نیل کی — اسی نے ہمارے بیٹے کو بگاڑا — اسی نے ہماری بیٹی کو چرکا لگایا! (ستی ریف پر نظر پڑتی ہے جو الماری سے لگا کھڑا ہے) تو یہاں کیا کر رہا ہے؟ بھکاری! میں نے کہا نکل جا اس گھر سے!

برجی خین : واسلی واسلی وچ! اس نے کیا بگاڑا ہے؟ خدا کی قسم اس بڈھے کا دماغ بالکل ہی چل گیا ہے!

تتنی ریف (اطمنان اور سکون سے) : حنخو مت! تمہارے سر پر جو طوفان سہر رہا ہے اس پر تمہارا کوئی بس نہیں حل سکتا — مگر ڈور مت — تمہارا بیٹا لوٹ آئنگا —

بس سمونوف (جلدی سے) : تم یہ کیسے جانتے ہو؟

بتتی ریف : وہ بہت دنوں تم سے دور نہیں رہیگا — اس نے محض وقتی طور پر اسے آپ کو اوپر اٹھایا ہے — اس کو اوپر سے کھینچا گیا تو اٹھہ گیا — لیکن وہ پھر نیچے آ جائیگا — تمہاری آنکھ بند ہونے کی دیر ہے وہ اس سور خانے کی گرد جھاڑیگا، صاف ستھرا کریگا اسے، سر کرسیوں کی جگہ بدلیگا — اور پھر اسی طرح زندگی بسر کرنے لگیگا جس طرح تم رہتے تھے — سکون، آرام اور عزت کی زندگی —

پرچی خن (بس سمونوف سے) : دیکھا؟ بیوقوف آدمی تم نے شکار لگام ہاتھہ سے چھوڑ دی — یہ سرسی تمہارا بھلا چاہتا ہے، تمہارے دل پر بہانا رکھنا چاہتا ہے اور تم ہو کہ اس پر حیج رہے ہو! سرسی ہوشیار ادمی ہے، عقل مند آدمی ہے!

بیسی ریف : وہ بس سر اور کرسیوں کو ادھر ادھر کریگا، سجائیگا اور اسی طرح، پرانے ڈھرے پر رہنے لگیگا اور اسے آپ کو یقین دلا لگا کہ اس نے خدا اور اس کے بندوں کے سامنے اپنا فرض ادا کر دیا — وہ بالکل تمہارے سانچے میں ڈھلا ہے — وہ بالکل تمہارے جیسا ہے —

پرچی خن : ہاں بالکل جیسے ایک جسے کی دو دالیں!

بیسی ریف : بالکل ایک جیسے... ایک ہی جیسے بزدل، ایک ہی جیسے بیوقوف —

پرچی خن (بیسی ریف سے) : ذرا رکنا، کیا کہہ رہے ہو تم؟

بس سیمیونوف : بس گالی گلوج نہیں تمہاری یہ مجال؟

نتی ریف : اور وقت آنے دو، وہ بھی ویسا ہی لالچی ہوگا،

وہ بھی ویسا ہی سنگ دل ہوگا اور خودپرست — (پرچی‌خین حیران نظروں سے تیتی‌ریف کو دیکھتا ہے، سمجھنے کی کوشش کرتا ہے، وہ بڈھے کو ڈھارس بندھا رہا ہے یا اس کی خبر لے رہا ہے — بیس سیمیونوف بھی ھکا بکا رہ جاتا ہے لیکن اسے تیتی‌ریف کی باتوں سے دلچسپی ہو رہی ہے) اور آخر میں اس پر بنی نحوست برسیگی — وہ بھی‌تمہاری طرح بے بس ہوگا جس طرح تم اس وقت ہو — بڑے میاں زندگی آگے بڑھ رہی ہے اور جو کوئی بھی اس سے قدم ملا کر نہیں چلیگا پچھڑ جائیگا —— اکیلا رہ جائیگا —

پرچی‌خین: سنا تم نے؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر چیز اپنی جگہ پر ٹھیک ہی ہے اور لو تم ہو کہ چنگھاڑ رہے ہو، لال پیلے ہو رہے ہو!

بیس‌سیمیونوف: کیا تم اس معاملے سے خود کو الگ نہیں رکھ سکتے؟

تیتی‌ریف: اور تمہاری طرح اس پر بھی کوئی ترس نہیں کھائیگا —— تمہارے اس بدنصیب بیٹے پر —— اس سے بھی لوگ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھینگے جس طرح میں اس وقت تم سے پوچھ رہا ہوں: ''تم کس چیز کے لئے زندہ رہے؟ تم نے کون سا اچھا کام کیا ہے زندگی میں؟''، اور تمہاری طرح اس سے بھی کوئی جواب نہیں بن پڑیگا —

بیس‌سیمیونوف: جب تم کوئی بات کہتے ہو تو سننے میں بڑی بھلی لگتی ہے —— تم ہمیشہ اپنی بات بڑی خوبصورتی سے کہتے ہو — لیکن تم خود اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھو، کیا ہے وہاں! تم جو کچھ کہتے ہو اس پر مجھے کبھی یقین نہ آئیگا! اور... اچھا... اور میں تم سے کہے دیتا ہوں —— یہاں سے راستہ لو — تم سے بھر پایا — یہ سارا گل کھلانے میں تمہارا بھی ہاتھ کم نہیں ہے — تم ہمارے گھرانے میں آگ لگا چکے —

تیتی ریف : کاش میں لگا سکتا! بدنصیبی تو یہ ہے کہ یہ میرا کارنامہ نہیں — (چلا جاتا ہے —)

بیس سیمیونوف (سر پیچھے جھٹکتے ہوئے) : اچھا ہم صبر کر لینگے... جھیل لینگے... ہم انتظار کرینگے — جانے کب سے جھیل رہے ہیں، یہ بھی جھیل لینگے — (اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے —)

اکولینا ایوانوونا (اپنے شوہر کے پیچھے بھاگتی ہے) : پیوتر کے ابا! سنو میری جان، ہم بدنصیب ہیں! آخر ہمارے بچوں نے ہم سے ایسا سلوک کیوں کیا؟ ہم نے کیا کیا تھا، کیا ہم اسی لائق تھے؟ (اپنے کمرے میں چلی جاتی ہے — پرچی‌خین کمرے کے درمیان کھڑا آنکھیں جھپکاتا رہتا ہے— تاتیانا جو پیانووالے اسٹول پر بیٹھی ہے، چاروں طرف وحشت بھری نظروں سے دیکھتی ہے—بیس سیمیونوف کے کمرے سے گھٹی گھٹی اور پھنسی پھنسی آوازیں سنائی دیتی ہیں —)

پرچی‌خین : تانیا! تانیا! (تاتیانا نہ نظر اٹھاتی ہے، نہ اس کی طرف دیکھتی ہے) تانیا! آخر اس کی جڑ کیا ہے، لوگوں کا بھاگنا، یہ چیخ پکار —— کیا وجہ ہے اس کی ایں؟ (تاتیانا کو دیکھتا ہے اور ٹھنڈی سانس لیتا ہے —) انوکھی چڑیاں! (بیس سیمیونوف کے کمرے کی طرف دیکھتا ہے اور سر دھنتا ہوا گلیارے میں چلا جاتا ہے) اچھا، چلا میں، اپنے یار تیرینتی کے پاس چلا میں... واہ... انوکھی چڑیاں، نرالے پنچھی!

(آهستہ آهستہ تاتیانا نڈھال ہو کر جھک جاتی ہے، اس کے بازو پیانو کی پتیوں پر گرتے ہیں اور اس کا سر بازوؤں میں — بہت سی پتیاں ایک ساتھ بےسرے پن سے چیخ اٹھتی ہیں — آهستہ آهستہ آواز کھو جاتی ہے—)

پردہ

کونستانتین پیترووچ پیاتنتسکی
کے نام
گورکی

پاتال

کردار

میخائل ایوانووچ کوستی‌لیوف، عمر ۵۴ برس، سرائے کا مالک —

واسی‌لیسا کارپوونا، اس کی بیوی، عمر ۲۶ برس —

نتاشا، اس کی بہن، عمر ۲۰ برس —

ابرام میدویدیف، ان کا چچا، پولیس کا آدمی، عمر ۵۰ برس —

واسکا پیپل، عمر ۲۸ برس —

اندرئی میترچ کلیش، عمر ۴۰ برس، مستری —

آننا، اس کی بیوی، عمر ۳۰ برس —

ناستیا، لڑکی، عمر ۲۴ برس —

کواشنیا، گلگلے بیچنے والی عورت، عمر کوئی ۴۰ برس —

بوبنوف، ٹوپی ساز، عمر ۴۵ برس —

نواب، عمر ۳۳ برس —

ساتن }
ایکٹر } ہم‌عمر: کوئی ۴۰ برس —

لوکا، یاتری، عمر ۶۰ برس —

الیوشکا، موچی، عمر ۲۰ برس —

کریوائے زوب }
تاتار } گودی کے مزدور —

چند بے‌ننگ و نام لوگ —

پہلا ایکٹ

ایک تہہ خانہ جو کھوہ سے ملتا جلتا ہے — پتھروں کی نیچی محرابی چھت دھوئیں سے سیاہ ہو گئی ہے اور جگہ جگہ سے پلاستر اتر گیا ہے — دائیں طرف اوپر ایک چوکور روزن سے روشنی چھن کر نیچے آ رہی ہے — دائیں طرف کونے میں ایک اوٹ ڈال کر پیپل کے لئے کمرہ سا بن گیا ہے — اس کے دروازے کے پاس بوبنوف کا تختہ پڑا ہوا ہے — بائیں کونے میں —— بڑا سا روسی چولھا ہے — بائیں طرف پتھر کی دیوار میں باورچی خانے کا دروازہ ہے جس میں کواشنیا، نواب اور ناستیا رہتے ہیں — چولھے اور اس دروازے کے درمیان دیوار سے لگی ہوئی ایک چوڑی چارپائی ہے جس پر میلے کچیلے کپڑوں کے پردے پڑے ہوئے ہیں — ساری دیواروں کے ساتھ تختے بچھے ہوئے ہیں -- اسٹیج کے آگے بائیں دیوار کے نزدیک لکڑی کا ایک کندہ پڑا ہوا ہے جس میں ایک شکنجہ اور نہائی جڑے ہوئے ہیں — نہائی کے سامنے اسی قسم کے نیچے کندے پر کلیش بیٹھا ہے اور ایک پرانے تالے میں کنجی ڈال اور نکال رہا ہے — اس کے گرد فرش پر مختلف کنجیوں

کے دو بڑے گچھے، ایک چکنا چور سماور، ایک ھتوڑا اور ریتیاں بکھری ھوئی ھیں — تہہ خانے کے بیچوں بیچ ایک بڑی میز، دو بنچ اور ایک اسٹول پڑے ھوئے ھیں — یہ ساری چیزیں میلی اور بے رنگ ھیں — کواشنیا میز پر رکھے ھوئے سماور کی دیکھہ بھال کر رھی ھے — نواب کالی روٹی کا ایک ٹکڑا چبا رھا ھے — ناستیا میز پر کہنیاں ٹکائے بیٹھی ھے اور ایک پھٹی پرانی کتاب پر جھکی ھوئی ھے — پردے والے بستر سے آننا کے کھانسنے کی آواز آ رھی ھے — بوبنوف اپنے تختے پر بیٹھا ھے اور اس کے آگے گھٹنوں کے درمیان ٹوپیوں کا سانچہ لگا ھوا ھے — اس کے ھاتھہ میں ایک پرانی پتلون کے چیتھڑے ھیں — وہ ٹوپی کی کتر بیونت اور ناپ تول میں محو ھے — اس کے پاس چیتھڑے، موم جامے اور ٹوپی کے چھجے بنانے کے لئے گتے کے ٹکڑے پڑے ھیں — ساتن ابھی ابھی جاگا ھے اور اپنے تختے پر بڑا بڑا اینڈ اور بڑبڑا رھا ھے — ایکٹر کھانس رھا ھے اور چولھے * کے اوپر کروٹیں لے رھا ھے — وہ تماشائیوں کی نظر سے اوجھل ھے —

موسم بہار کا آغاز ھے اور صبح کا وقت —

نواب: اچھا پھر آگے؟

کواشنیا: میں نے کہا، نہیں میری جان نہیں — ذرا دور ھی رھنا — ھاں میں نے کہا میں یہ کھیل پہلے ھی کھیل چکی ھوں —

---

* روسی چولھا کچھہ اس طرح بنایا جاتا ھے کہ اس کے اوپر باضابطہ سونے کی جگہ نکل آتی ھے — (مترجم)

اور اب — اوہ، اگر تم قارون کا خزانہ بھی ڈال دو میرے قدموں میں تو میں پھنسنے کی نہیں — میں پھر او کھل میں سر نہیں دوں گی ہاں کہے دیتی ہوں!

بوبنوف (ساتن سے) : اور تو وہاں پڑا پڑا کیا غرا رہا ہے؟

(ساتن غراتا ہے —)

کواشنیا : میں؟ میں نے کہا سنو میں ہوں اپنی مالکن آپ — میں اور جا کر اپنا نام کسی اور کے پاسپورٹ میں ٹنکوا دوں؟ میں اور کسی مرد کی لونڈی بن جاؤں؟ نہیں، یہ نہیں ہونے کا! امریکہ کا شاہزادہ بھی آئے اٹھہ کر تو اس کے گلے کا ہار بنے میری جوتی — ہاں!

کلیش : جھوٹ!

کواشنیا : کیا کہا؟

کلیش : جھوٹ! تو ابرام کی ہو جائیگی...

نواب (ناستیا کے ہاتھہ سے کتاب جھپٹ لیتا ہے اور زور سے اس کا نام پڑھتا ہے) : ''طوفان عشق!،، (قہقہہ لگاتا ہے —)

ناستیا (ہاتھہ بڑھاتی ہے) : دو... لاؤ دے دو! لاؤ... بیوقوفی نہ کرو!

(نواب اس کو دیکھتا ہے اور کتاب کو ہوا میں ہلا کر ناستیا کو جلاتا ہے —)

کواشنیا (کلیش سے) : تو بجار ہے بجار! ہاں ہاں بجار! کہتا ہے جھوٹ! تیری مجال مجھے جھوٹا بتائے؟ مجھے؟

نواب (ناستیا کے سر پر کتاب مارتے ہوئے) : ناستیا... تو بیوقوف ہے!

ناستیا (کتاب چھینتے ہوئے) : لاؤ کتاب دو مجھے!

کلیش: واہ کیا شاندار بیگم ہے! پر دیکھہ لینا بیاہ تو اسی ابرام سے کریگی! ہاں... تو اسی کی باٹ دیکھہ رہی ہے!..

کواشنیا: ہاں بے شک! اور کیوں نہیں؟ اور تو؟.. اپنی عورت کو جلا جلا کر، کوٹ کوٹ کر موت کے دروازے پہنچا دیا...

کلیش: ارے چپ ڈھڈو! تیرے باپ کو اس سے کیا...

کواشنیا: اوھو! سچی بات تو کڑوی لگتی ہے نا!

نواب: لو چھڑ گیا راگ! ناستکا... تو کہاں؟

ناستیا (سر اٹھائے بنا): آں؟.. بھاگ جاؤ!

آننا (پردے کے پیچھے سے جھانکتے ہوئے): سورج نکلا نہیں اور مچھلی بکنے لگی... خدا کے لئے --- مت چیخو... شور مت مچاؤ!

کلیش: پھر بھنبھنانے لگی!

آننا: روز روز کی لعنت! مجھے مرنے تو دو چین سے!

بوبنوف: شور سے ڈر کر موت بھاگ تو نہیں جائیگی...

کواشنیا (آننا کے پاس جاتی ہے): میری پیاری... سچ کہنا، اس غنڈے کو کس طرح جھیل گئیں تم؟

آننا: چھوڑ دو مجھے... چلی جاؤ...

کواشنیا: ہونہہ! لو یہ رہی ایک شہید! آج چھاتی کا درد کچھہ کم ہے نا؟

نواب: کواشنیا! بازار جانے کا وقت ہو گیا...

کواشنیا: چلتے ہیں، ابھی! (آننا سے) کھاؤگی گلگلے — گرما گرم ہیں؟

آننا: نہیں... شکریہ! میں کھا کر کیا کرونگی؟

کواشنیا: چکھہ کر تو دیکھو — اتنے اچھے اور گرما گرم —— کھاؤ تو بلغم ڈھیلا ہوگا — لو یہاں قاب میں چھوڑے جاتی ہوں —

جب جی چاہے کھا لینا — چلو نواب صاحب! (کلیش سے) اے! بھوت! (باورچی خانے میں چلی جاتی ہے —)

آننا (کھانستے ہوئے): اوئی اللہ!

نواب (آہستہ سے ناستیا کے سر پر چپت جماتا ہے): چھوڑ اسے بیوقوف لڑکی!

ناستیا (بڑبڑاتے ہوئے): بھاگ جاؤ!.. میں تمہارا کیا بگاڑ رہی ہوں!

(نواب کواشنیا کے پیچھے پیچھے سیٹی بجاتے ہوئے نکل جاتا ہے —)

ساتن (تختے پر اٹھتے ہوئے): رات کس نے کی تھی میری ٹھکائی؟

بوبنوف: اس سے تمہارے لئے کیا فرق پڑتا ہے؟

ساتن: ہاں مانتا ہوں نہیں پڑتا... اچھا لیکن انہوں نے مجھے بیٹا کیوں؟

بوبنوف: تاش کھیلے تھے؟

ساتن: کھیلا تھا —

بوبنوف: بس اسی لئے پیٹا...

ساتن: سالے بدمعاش!

ایکٹر (چولھے کے اوپر سے سر نکالتے ہوئے): دیکھنا ایک دن وہ تجھے پیٹ پیٹ کر دوسری دنیا کی ہوا کھلا دینگے...

ساتن: تو گدھا ہے!

ایکٹر: کیوں؟

ساتن: اس لئے کہ —— ایک آدمی دوبار قتل نہیں کیا جا سکتا —

ایکٹر (رک کر): سمجھ میں نہیں آتا —— آخر کیوں نہیں؟

کلیش (ایکٹر سے): تم چولھے سے اترو، گھر کی صفائی کرو—
اینڈ کیا رہے ہو؟

ایکٹر: اس سے تمہیں مطلب...

کلیش: ابھی واسی‌لیسا آتی ہے! وہ تمہیں سمجھاتی ہے مطلب
وطلب!

ایکٹر: واسی‌لیسا جائے جہنم میں! آج صفائی کی باری ہے
نواب کی! نواب صاحب!

نواب (باورچی خانے سے نکلتا ہے): میرے پاس صفائی کا وقت
نہیں... میں تو کواشنیا کے ساتھہ بازار جا رہا ہوں...

ایکٹر: میری بلا سے... چاہے تم جیل چلے جاؤ، مجھے مطلب
نہیں — میں تو اتنا جانتا ہوں، صفائی کی باری تمہاری ہے! میں
دوسروں کی باری میں کام نہیں کروں‌گا!

نواب: تمہاری ایسی کی تیسی! ناستیا جھاڑو دے دیگی...
اے تو— ''طوفان عشق،، کی بچی! اٹھہ جاگ! (اس کے ہاتھہ
سے کتاب چھین لیتا ہے —)

ناستیا (اٹھتی ہے): کیا چاہئے تمہیں؟ لاؤ کتاب دو!
شیطان کہیں کے! بنتے ہو بڑے نواب صاحب...

نواب (کتاب دیتے ہوئے): ناستیا! میری طرف سے ذرا جھاڑو
دے دینا! ٹھیک ہے نا؟

ناستیا (باورچی خانے میں جاتی ہے): ہاں کیوں نہیں، ضرور
لپک کر دونگی جھاڑو!..

کواشنیا (باورچی خانے کے دروازے پر— نواب سے): چلو، آؤ
بھی! تمہارے بنا جیسے کام پڑا ہی تو رہیگا!.. ایکٹر! تم ہی
مہربانی کرو نا! کوئی جان تو نکل نہیں جائیگی تمہاری!

ایکٹر: ہونہہ! جب دیکھو میں... میری سمجھہ میں نہیں
آتا آخر میں ہی...

نواب (باورچی خانے سے کندھوں پر ایک بھنگی اٹھائے ہوئے نکلتا ہے — بھنگی سے دو ٹوکریاں لٹک رہی ہیں — ٹوکریوں میں مٹکے ہیں اور ان پر چیتھڑے پڑے ہوئے ہیں) : پتہ نہیں اتنا بھاری کیوں ہے...

ساتن : لو اور پیدا ہو نواب کے گھر؟..

کواشنیا (ایکٹر سے) : جھاڑو اٹھاؤ اور چالو ہو جاؤ! (گلیارے کا رخ اختیار کرتی ہے اور نواب آگے آگے چلتا ہے —)

ایکٹر (چولھے پر سے کودتا ہے) : گرد و غبار میں سانس لینا میرے لئے بڑا برا ہے — (غرور سے) میرے پورے جسم میں شراب کا زہر بس گیا ہے... (تختے پر بیٹھتے ہوئے سوچ میں ڈوب جاتا ہے—)

ساتن : جسم نہیں... ٹسم...

آننا : اندرئی میترچ...

کلیش : تمہیں کیا چاہئے؟

آننا : کواشنیا نے میرے لئے کچھ گلگلے رکھ چھوڑے ہیں... اٹھا لو، کھا لو—

کلیش (اس کے پاس آتا ہے) : اور تم — تم نہیں کھاؤ گی؟

آننا : جی نہیں چاہتا... میں کھا کر کیا کرونگی؟.. تم... کام دھندا کرتے ہو... تمہیں کھانا چاہئے...

کلیش : ڈرتی ہو؟ مت ڈرو... کون جانے...

آننا : جاؤ کھا لو! میرا جی بگڑ رہا ہے — جانتی ہوں ٹالے نہ ٹلنے والی آ ہی گئی... کوئی دم کی بات ہے —

کلیش (وہاں سے ہٹتے ہوئے) : کوئی بات نہیں... کون جانے اٹھ کھڑی ہو... کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے — (باورچی خانے میں جاتا ہے —)

ایکٹر (زور سے، یکایک جیسے نیند سے چونک گیا ہو) : کل ہسپتال میں ڈاکٹر نے کہا : تمہارے جسم میں شراب کا زہر بس گیا ہے—

ساتن (مسکراتے ہوئے) : ٹسم میں...
ایکٹر (ہٹ دھرمی سے) : ٹسم میں نہیں —— جسم میں —
ساتن : سیکامبری!
ایکٹر (اس کی طرف ھاتھ ھلاتے ھوئے) : گدھاپن! پر میں مذاق نہیں کر رھا ھوں — اگر آدمی کے جسم میں زھر پھیل چکا ھے تو جھاڑو دینا اور گرد پھانکنا اس کے لئے بہت برا ھے —
ساتن : مائکروبیوٹکس!.. ھا؟
بوبنوف : تم اوٹ پٹانگ کیا بک رھے ھو؟
ساتن : لفظ لفظ! ایک لفظ اور ھے ٹرانسین ڈپٹل —
بوبنوف : اس کے معنی؟
ساتن : نه جانے کیا... بھول گیا...
بوبنوف : تو پھر بکتے کیوں ھو؟
ساتن : یونہی دل لگی — بھائی میرے، لوگ لفظ بولتے رھتے ھیں — سنتے سنتے میرے کان پک گئے ھیں — میں اپنے تمام لفظوں سے اکتا گیا ھوں! میں یه سارے لفظ ھزار بار سن چکا ھوں!
ایکٹر : ''ھیملٹ،، میں ھے نا وه ''لفظ، لفظ، لفظ!،، واه کیا شاندار ڈرامه ھے! اس میں میں نے گورکن کا پارٹ کیا تھا —
کلیش (باورچی خانے سے آتا ھے) : اور ابھی تم جھاڑو اٹھاؤگے اور اپنا پارٹ ادا کرتے نظر آؤگے نا؟
ایکٹر : دیکھو تمھیں اپنے کام سے کام! (چھانی ٹھونکتے ھوئے) ''اوفیلیا! اے حور.. دعایں مانگتے وقت میرے گناھوں کو یاد کر!،،

(اسٹیج سے کچھه دور دھیمی آوازیں، چیخ پکار، پولیس کی سیٹیوں کی ملی جلی آوازیں ابھرتی ھیں — کلیش بیٹھه کر کام کرتا ھے — اس کے ریتی چلانے سے گونجدار آواز پیدا ھوتی ھے —)

ساتن : مجھے ایسے لفظ پسند ھیں، جو کچھہ اوٹ پٹانگ سے ھوں، جن کے الٹے سیدھے کا اور چھور نہ ملے — جب میں نوجوان تھا اور ایک ٹیلی گراف آفس میں کام کرتا تھا تو کتاب کا کیڑا بنا رھتا تھا —

بوبنوف : اچھا تو تم ٹیلی گراف اپریٹر بھی رہ چکے ھو؟

ساتن : تھا تو سہی... (ھنستا ھے) دنیا میں بڑی اچھی اچھی کتابیں ھیں اور ان میں بڑے عجیب عجیب، انوکھے لفظ ملتے ھیں — جانتے ھو کسی زمانے میں میں بڑا پڑھا لکھا آدمی تھا —

بوبنوف : سن چکا ھوں، سو بار سن چکا ھوں — تھے تو کیا ھوا؟ کبھی جو تھے اور آج جو ھو اس میں بڑا فرق ھے — مجھے ھی لے لو — ایک وہ دن تھے جب میں سمور تیار کرتا تھا — میرا اپنا دھندا تھا — سمور رنگتے رنگتے میرے ھاتھہ پیلے ھو گئے تھے — ھمیشہ رنگ میں ڈوبے ھوئے یہاں یہاں تک —— کہنیوں تک رنگ میں ڈوبے ھوئے — میں سمجھتا تھا مرتے دم تک ان کا رنگ یہی رھیگا — سوچتا تھا مرونگا تو قبر میں یہ پیلے ھاتھہ ساتھہ لے جاؤنگا اور اب دیکھو — یہ بے رنگ میلے ھاتھہ — ھونہہ!

ساتن : اس سے کیا ھوتا ھے؟

بوبنوف : کچھہ بھی نہیں — بس یونہی —

ساتن : پھر اس لمبی لن ترانی کا تک؟

بوبنوف : کوئی تک نہیں — بس یونہی جی میں آ گئی — معلوم یہ ھوا کہ باھر سے چاھے تم کتنا ھی رنگ چڑھاؤ، سب اڑ جاتا ھے — سب جاتا رھتا ھے — ھوں!

ساتن : اف میرا تو جوڑ جوڑ ٹوٹ رھا ھے!

ایکٹر (اپنے گھٹنوں کو بازوؤں میں سمیٹ کر) : تعلیم کچھہ بھی نہیں — اصل چیز جوھر ھے، ھنر ھے — میں ایک ایکٹر کو

جانتا تھا... وہ اپنا پارٹ ٹٹول ٹٹول کر پڑھتا تھا، لیکن جب وہ پارٹ کرتا تھا تو تماشائیوں کی تالیوں اور واہ واہ سے چھتیں اڑ جاتی تھیں—

ساتن: بوبنوف، لاؤ پانچ کوپک ادھار دے دو!

بوبنوف: میری گرہ میں بس دو پڑے ہیں —

ایکٹر: میں کہتا ہوں ہیرو ہونے کے لئے بس جوہر چاہئے جوہر — جوہر اور ہنر کیا ہے — اپنے اوپر، اپنے بل‌بوتے پر بھروسہ!

ساتن: لاؤ میری ہتھیلی پر پانچ کوپک رکھ دو اور میں مان لونگا تم افلاطون ہو، سورما ہو، مگرمچھ ہو، کوتوال ہو! کلیش، لاؤ مجھے پانچ کوپک دے دو!

کلیش: تم جاؤ جہنم میں! تمہارے جیسے بہتیرے مارے پھرتے ہیں —

ساتن: جناب گالی گلوج کی سہی نہیں — کیا میں نہیں جانتا تمہاری گرہ میں ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں؟

آننا: اندرئی میترچ... سانس نہیں لیا جاتا.... اف کیسی گھٹن ہے...

کلیش: کیا چاہتی ہو تم، کیا کروں میں؟

بوبنوف: گلیارے کا دروازہ کھول دو نا —

کلیش: ہاں ضرور— تم بیٹھے ہو مزے میں اپنے بستر پر اور میں ہوں یہاں زمین پر — آؤ جگہ بدل لیں —— پھر دروازہ چوپٹ کھول دینا — ٹھنڈ سے پہلے ہی میرا سینہ جکڑا ہوا ہے —

بوبنوف (سکون سے): میں نہیں کہہ رہا ہوں دروازہ کھولنے کو — تمہاری بیوی کہہ رہی ہے —

کلیش (بیزاری سے): کہنے کو تو آدمی ہزاروں باتیں کہتا رہتا ہے —

ساتن : اف میرا سر گھنگھنا رہا ہے! لوگ ایک دوسرے کی کھوپڑی کیوں پھوڑتے رہتے ہیں؟

بوبنوف : کھوپڑی ہی کیوں؟ سر سے پیر تک بوٹیاں نوچتے رہتے ہیں! (اٹھتا ہے) میں باہر جا رہا ہوں — کچھ تاگا خرید لاؤں — جانے کیا بات ہے، آج مالک مکان اور اس کی بیوی کے درشن نہیں ہوئے اب تک؟.. جیسے سانپ سونگھ گیا ہو! (چلا جاتا ہے —)

(آننا کھانستی ہے — ساتن سر کے نیچے ہاتھ رکھے بے حس و حرکت پڑا رہتا ہے —)

ایکٹر (رنجیدہ چاروں طرف دیکھتا ہے اور آننا کے پاس جاتا ہے) : جی برا ہو رہا ہے؟

آننا : دم گھٹ رہا ہے —

ایکٹر : چاہو تو میں تمہیں گلیارے میں پہنچا دوں — آؤ، اٹھو — (اٹھنے میں آننا کو سہارا دیتا ہے، اس کے کندھوں پر گدڑیاں ڈالتا ہے اور اس کو باہر گلیارے میں لے جاتا ہے) یہ بات — سنبھال کے — میں خود ہی روگی ہوں... وہ شراب کا زہر..

کوستی لیوف (دروازے پر) : سیر کو جا رہے ہو؟ کیا خوب جوڑی ہے، بھیڑ اور بھیڑیا ایک ساتھ!..

ایکٹر : ہٹ جاؤ راستے سے! سوجھتا نہیں ہم بیمار ہیں!

کوستی لیوف : اوہ ضرور ضرور! (ناک سے گرجا گھر کی ایک دھن گنگناتا ہے، شک بھری نظر سے ادھر ادھر گھورتا ہے اور یوں کان کھڑے کرتا ہے جیسے پیپل کے کمرے سے کچھ سننے کی کوشش کر رہا ہو — کلیش شرارتاً زور زور سے کنجیوں پر ریتی چلا کر شور مچانے لگتا ہے اور سر جھکائے جھکائے مالک مکان کی حرکتوں کا جائزہ لیتا ہے) بخار نکال رہے ہو؟

کلیش : کیا مطلب؟

کوستی‌لیوف: میں کہتا ہوں ریت ریت کر بخار نکال رہے ہو؟ (رکتا ہے) ہونہہ! ہاں، میں کیا پوچھنا چاہتا تھا؟ (جلدی جلدی دھیمی آواز میں) کیا میری بیوی نظر آئی ہے ادھر؟

کلیش: دیکھا نہیں —

کوستی‌لیوف (چپکے سے پیپل کے کمرے کی طرف کھسکتا ہے): تم مہینے میں دو روبل دیتے ہو اور جگہ دیکھو کتنی گھیر رکھی ہے؟ ایک بستر اور اوپر سے بیٹھنے کی جگہ سو الگ — خدا کی قسم اتنی جگہ تو پانچ روبل میں بھی نہ ملے! مجھے تم سے پچاس کوپک اور لینا چاہئے —

کلیش: گلے میں پھندا ڈال دو اور گھونٹ کر مار ڈالو! قبر میں پیر لٹکائے بیٹھے ہو اور سوچ رہے ہو پچاس کوپک اور کیسے مار لیں!

کوستی‌لیوف: میں بھلا کسی کا گلا کیوں گھونٹتا؟ اس سے فائدہ کس کو ہوگا؟ جیو جیو — خدا تمہاری بگڑی بنائے — پر میں تم سے وہ پچاس کوپک وصول کرکے رہونگا! میں اپنے چراغ کے لئے کچھ تیل خریدونگا اور اسے عیسی مسیح کی مقدس تصویر کے سامنے جلاؤنگا اور اپنے اور تمہارے دونوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کرونگا — جانتے ہو، تم اپنے گناھوں کے بارے میں کبھی نہیں سوچتے؟ اف اندرئی، تم کیسے قصائی ہو؟ تمہارا ھی ظلم تمہاری بیوی کو گھن کی طرح کھا گیا — کوئی بھی تم سے محبت نہیں کرتا، کوئی تمہاری عزت نہیں کرتا... تمہارا کام بھی کیسا ہے، شور مچا مچا کر تم لوگوں کا جینا دوبھر کئے دیتے ہو...

کلیش (چیختا ہے): کیا تم یہاں میری زندگی میں زہر گھولنے آئے ہو؟

(ساتن دھاڑتا ہے —)

کوستی‌لیوف (چونک جاتا ھے): خدا کی پناہ — بھلے آدمی...
ایکٹر (اندر آتا ھے): میں نے اس کو وھاں باھر لٹا دیا ھے — اسے ڈھک ڈھکا دیا ھے —
کوستی‌لیوف: بھائی تمہارا دل نہیں ھیرا ھے — یہ بڑی اچھی بات ھے — اس نیکی کا پھل تمہیں ملیگا —
ایکٹر: کب؟
کوستی‌لیوف: دوسری دنیا میں، بھائی — وھاں تمہاری ایک ایک حرکت کا حساب ھوتا ھے، چھوٹی چھوٹی بات کا حساب...
ایکٹر: کون جانے تم میری نیکی کا پھل یہیں دھر دو، یہیں کھڑے کھڑے —
کوستی‌لیوف: وہ کیسے؟
ایکٹر: وہ ایسے کہ میری طرف جو تمہارا حساب نکلتا ھے نا اس میں سے آدھا گول کر دو —
کوستی‌لیوف: ھی ھی! ھاں تمہیں تو بس مذاق کی سوجھتی ھے! گویا دل کی نیکی پیسوں میں تل سکتی ھے! نیکی سب سے بڑی رحمت ھے — مگر ادھار ادھار ھے — ادھار کا مطلب ھی ھوتا ھے کہ ضرور ضرور ادا کیا جائے — جہاں تک میرے جیسے بڈھے کے ساتھہ نیکی برتنے کی بات ھے سو اس کے لئے تمہیں کوئی بدلہ نہیں مانگنا چاھئے!
ایکٹر: بڈھے تم بڑے پاجی ھو، بدمعاش!

(باورچی خانے کے اندر چلا جاتا ھے — کلیش اٹھتا ھے اور گلیارے میں چلا جاتا ھے —)

کوستی‌لیوف (ساتن سے): لو مستری بھاگ گیا یہاں سے — ھی ھی ھی! اس کو میں ایک آنکھہ نہیں بھاتا —
ساتن: شیطان کے سوا اور تم بھاتے کسے ھو؟

کوستی‌لیوف (ھنسی کے انداز میں): آخر میں نے کیا بگاڑا ھے جو تم مجھے ایسی باتیں کہو! مجھے —— جو تم سب کو اتنا چاھتا ھے! کیا میں نہیں جانتا کہ تم میرے بھائی ھو، میرے بیچارے، غریب اور زمانے کے ستائے ھوئے بھائی؟ (اچانک تیزی سے) ارے... ھاں... واسکا —— کیا وہ گھر پر ھے؟

ساتن: جاؤ جا کر دیکھہ لو نا — ھاتھہ کنگن کو آرسی کیا —

کوستی‌لیوف (جاتا ھے اور دروازے پر دستک دیتا ھے): واسیا!

(باورچی خانے کے دروازے پر ایکٹر نظر آتا ھے - وہ کچھہ چبا رھا ھے —)

پیپل: کون؟

کوستی‌لیوف: میں — میں ھوں واسیا —

پیپل: کیا چاھتے ھو؟

کوستی‌لیوف (ھٹتے ھوئے): دروازہ کھولو —

ساتن (کوستی‌لیوف کو دیکھے بغیر): وہ دروازہ کھولیگا اور عورت وھیں ھے —

(ایکٹر ناک پھڑکاتا ھے —)

کوستی‌لیوف (بےچینی سے، دھیمی آواز میں) کیا؟ کون ھے یہاں؟ کیا کہا؟

ساتن: کیا تم مجھہ سے کچھہ کہہ رھے ھو؟

کوستی‌لیوف: ابھی تم نے کیا کہا؟

ساتن: کوئی خاص بات نہیں — میں اپنے آپ سے بات کر رھا تھا —

کوستی‌لیوف: ذرا سنبھل کے میرے دوست! مذاق اچھی چیز ھے مگر کسی حد تک! (زور سے دستک دیتا ھے) واسیا!

پیپل (دروازے کھولتا ہے) : ہاں؟ کیا بات ہے — کیوں جان کھا رہے ہو؟

کوستی‌لیوف (کمرے میں جھانکتا ہے) : میں... بات یہ ہے کہ... تم...

پیپل : تم روپیہ لائے؟

کوستی‌لیوف : مجھے تم سے کچھ کام ہے —

پیپل : بتاؤ روپیہ لائے تم؟

کوستی‌لیوف : کیسا روپیہ؟ رکو تو ایک منٹ!

پیپل : گھڑی کے سات روبل — لاؤ کہاں ہے روپیہ؟

کوستی‌لیوف : کیسی گھڑی واسیا؟ خدا جانتا ہے تم...

پیپل : خبردار، خبردار! لوگوں نے دیکھا ہے — میں نے وہ گھڑی کل تمہارے ہاتھ دس روبل میں بیچی — تین روبل تو نقد چکا دئے تم نے — سات باقی رہ گئے — اب نکالو سیدھے ہاتھ سے وہ سات — منہ کھولے وہاں کیوں کھڑے ہو؟ ادھر لڑھکتے پھرتے ہو، لوگوں کو پریشان کرتے پھرتے ہو — یہ نہیں کہ اپنے دھندے سے مطلب رکھو اور راہ لو!

کوستی‌لیوف : ہش! گرم نہ ہو واسیا! وہ گھڑی... گھڑی ہے...

ساتن : چوری کا مال —

کوستی‌لیوف (سختی سے) : چوری کے مال کو تو میں ہاتھ بھی نہیں لگاتا! تمہاری مجال...

پیپل (اس کے کندھوں پر ہاتھ دھرتے ہوئے) : تم میرے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہو؟ تم چاہتے کیا ہو؟

کوستی‌لیوف : میں؟ کیوں کچھ بھی نہیں — کچھ بھی نہیں — اگر تم نے ایسی ہی ٹھان رکھی ہے تو میں چلا —

پیپل : بھاگو اور میرا روپیہ لاکر دو!

کوستی‌لیوف (جاتے ہوئے) : واہ! کیسے کیسے اجڈ پڑے ہیں!

ایکٹر: واہ سچی کامیڈی!
ساتن: بہت اچھے — یہی بات تو اپن کو جچتی ھے —
پیپل: وہ یہاں کیوں منڈلا رہا تھا؟
ساتن (ھنستا ھے): تم تاڑ نہیں سکتے؟ اپنی بیوی کو ڈھونڈ رہا تھا — تم اس کا ڈبہ گول کیوں نہیں کر دیتے، واسیا؟
پیپل: گویا میں اپنی زندگی ایسے سور کے لئے تباہ کر لوں؟
ساتن: ذرا سمجھه سے کام لو — پھر تم مزے میں واسی‌لیسا سے بیاہ کر لوگے — ٹھاٹ سے ھمارے مالک بن جاؤگے!
پیپل: ھاں بھلا اس سے بڑھکر اور کیا بات ھو سکتی ھے! میں ٹھہرا نیک دل آدمی — مجھے کانوں کان حبر نہ ھوگی اور تم میرا سارا مال اور ساتھه ھی مجھے بھٹیار خانے میں بیچ ڈالوگے! (ایک تختے پر بیٹھه جاتا ھے) بڈھا بھوت! مجھے جگا دیا! میں خواب دیکھه رہا تھا کہ مچھلی پکڑ رہا ھوں — میں نے ایک بڑی سی مچھلی پکڑ بھی لی تھی — اتنی بڑی مچھلی تو خواب کے سوا اور کہیں نہیں دیکھی — وہ دور پانی میں تڑپ رھی تھی اور میں ڈر رہا تھا کہ کہیں لگی نہ ٹوٹ جائے —— اس لئے میں نے جلدی جلدی ایک جال تیار کر لیا اور سوچا، میری جان اب بچ کر کہاں جاؤگی...
ساتن: ارے وہ مچھلی نہیں تھی — وہ تھی واسی‌لیسا —
ایکٹر: واسی‌لیسا کو تو کب کا وہ بھانس چکا...
پیپل (غصے میں): تم سب جاؤ جہنم میں اور ساتھه ھی اس کو بھی لیتے جاؤ!
کلیش (گلیارے سے اندر آتا ھے): کیا کڑاکے کا پالا کٹ رہا ھے!
ایکٹر: تم آننا کو اندر کیوں نہ لے آئے؟ وہ وھاں ٹھٹھر کر رہ جائیگی!

کلیش : نتاشا اس کو اپنے باورچی خانے میں لے گئی —
ایکٹر : دیکھنا بڈھا اسے دوڑا دیگا —
کلیش (کام کے لئے بیٹھتے ہوئے) : نو — نتاشا اسے واپس لے آئیگی —
ساتن : واسیا! مجھے پانچ کوپک ادھار دے دے یار!
ایکٹر (ساتن سے) : پانچ کوپک؟ واسیا! ہمیں بیس کوپک ادھار دے دو!
پیپل : جلدی سے بیس کوپک دے کر اپنا پیچھا چھڑاؤں ورنہ پورا روبل مانگ بیٹھینگے — لو یہ رہے —
ساتن : جبرالٹر! چور ھی سب سے بھلے مانس ھیں دنیا میں!
کلیش (خفگی سے) : وہ کام نہیں کرتے — بنا محنت کے پیسہ آسانی سے آتا ھے —
ساتن : بہت سے لوگوں کو روپیہ آسانی سے ملتا ھے — لیکن وہ آسانی سے دیتے نہیں — کام؟ لاؤ، مجھے کام دلواؤ — ایسا کام کہ کرنے مس مزا آئے — شاید میں کام کر لوں — جب کام میں لطف آئے تو زندگی جنت ھے — جب کام فرض بن جائے تو زندگی غلامی کا چھکڑا بن جاتی ھے — (ایکٹر سے) آؤ چلو — اے ساردانا پال آؤ چلیں!
ایکٹر : چلو — فن ٹوشو، چلیں! ایسی ڈبکی لگاؤنگا کہ چالیس ہزار شرابی ایک طرف اور میں ایک طرف!

(چلے جاتے ھیں —)

پیپل (جماھی لیتے ہوئے) : تمہاری جورو کا کیا حال ھے؟
کلیش : دیکھہ لو — اب زیادہ دیر نہیں —

(وقفہ —)

پیپل : آخر تم رات دن جھن جھن ٹھن ٹھن کیوں کرتے رہتے ہو؟

کلیش : پھر اور کیا کروں؟

پیپل : کچھہ نہیں —

کلیش : پھر کھاؤں‌گا کیا؟

پیپل : ہیں لوگ جو کام نہیں کرتے مگر کھاتے ہیں پیتے ہیں —

کلیش : کون، یہ جو یہاں رہتے ہیں؟ ان کو تم آدمی کہتے ہو؟ اٹھائی گیرے! پھٹیچر لوگ! زمین کے کیڑے! میں محنت مزدوری کرنے والا آدمی ہوں — ان کو دیکھہ کر مجھے شرم آتی ہے — جب سے ہوش سنبھالا کام میں جٹا ہوا ہوں — لیکن تم سمجھتے ہو میں یہیں سڑتا رہونگا؟ نہیں، میں یہاں سے چلا جاؤنگا — چاہے ان کانٹوں سے نکلنے میں میری کھال ادھڑ کر رہ جائے — رینگ کر نکلونگا یہاں سے پر نکلونگا — ذرا دم لو... میری عورت کوئی دم کی مہمان ہے — میں یہاں چھہ مہینے رہا ہوں — لگتا ہے چھہ برس ہو گئے —

پیپل : یہاں کوئی بھی تم سے گھٹیا نہیں — اس لئے بیکار تم یہ سب بکتے ہو —

کلیش : گھٹیا نہیں! تم سب بے عزت ہو، بےضمیر ہو!

پیپل (بے پروائی سے) : کسے پڑی ہے — عزت کی، ضمیر کی؟ عزت اور ضمیر ہم جوتوں کی جگہ اپنے پیروں میں تو نہیں پہن سکتے - عزت اور ضمیر صرف ان لوگوں کو چاہئے جن کے ہاتھہ میں طاقت کی لگام ہے —

بوبنوف (اندر آتا ہے) : باپ رے باپ! میں تو ٹھٹھر گیا —

پیپل : بوبنوف! کیا تمہارے ضمیر ہے؟

بوبنوف : کیا؟ ضمیر؟

پیپل : ہاں ضمیر —

بوبنوف: کیوں مجھے ضمیر سے کیا لینا دینا؟ کیا میں کوئی رئیس ہوں؟

پیپل: یہی تو میں بھی کہتا ہوں — عزت اور ضمیر کی ضرورت صرف دھنی لوگوں کو ہوتی ہے — لیکن یہاں کلیش بیٹھا ہم پر برس رہا ہے — کہتا ہے ہمارے ضمیر ہی نہیں...

بوبنوف: کیوں —— کیا اسے ضمیر بھی ادھار چاہئے؟

پیپل: ارے نہیں —— اللہ کا دیا اس کے پاس اپنا ہی بہت ہے —

بوبنوف: تو بیچ رہا ہوگا؟ پر یہاں اس مال کا گاھک کوئی نہیں — اگر پرانا گتا ہوتا تو شاید میں خرید لیتا... اور وہ بھی اگر وہ ادھار بیچتا تو...

پیپل (نصیحت کے انداز میں): اندرئی تم بیوقوف ہو — جب بات ضمیر کی ہو تو ساتن کی باتیں سنو، نواب کی باتیں بھی — تمہارا بھلا ہوگا...

کلیش: وہ بھلا مجھے کیا پڑھائینگے...

پیپل: وہ بھلے ہی شرابی ہوں پر ان کی کھوپڑیوں میں تم سے زیادہ بھیجا ہے —

بوبنوف: ایسے آدمی جو شرابی بھی ہوں اور عقل‌مند بھی، بھئی ان کی دونوں مٹھیوں میں لڈو ہیں...

پیپل: ساتن کا کہنا ہے ہر آدمی دوسروں سے ضمیر کا مطالبہ کرتا ہے اور خود اس کے بغیر ہی کام چلاتا ہے — اور یہی ہے سچائی —

(نتاشا اندر آتی ہے — اس کے پیچھے پیچھے لوکا آتا ہے — لوکا کے ہاتھ میں ڈنڈا ہے اور پیٹھ پر تھیلا — اس کی پیٹی سے ایک کیتلی اور پتیلی لٹک رہی ہے —)

لوکا: ایمان والے بھلے لوگوں کی خدمت میں —— سلام!

پیپل (مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے) : ارے نتاشا!

بوبنوف (لوکا سے) : ہم کبھی ایمان والے تھے —— یہ پار سال سے پہلے کی بات ھے!

نتاشا : ایک نیا کرایہ‌دار —

لوکا : میرے لئے ایک ھی بات ھے — لچے بدمعاش بھی میرے سر آنکھوں پر — میں تو اتنا جانتا ھوں — مکھیاں سبھی ایک سی ھوتی ھیں —— سبھی کالی، سبھی اڑنے والی — ھاں بیٹی پیاری، میری جگہ کہاں ھے؟

نتاشا (باورچی خانے کے دروازے کی طرف اشارہ کرتی ھے) : وھاں بابا وھاں...

لوکا : شکریہ بیٹی، شکریہ — وھاں تو وھاں... بوڑھے کا کیا —— جہاں آسرا مل گیا وھیں گھر ھو گیا — من چنگا تو کٹھوت جل گنگا —

پیپل : نتاشا، یہ عجیب و غریب بڈھا کہاں سے پکڑ لایں تم؟

نتاشا : وہ تم سے اچھا ھی ھے... اندرئی! تمہاری بیوی وھاں باورچی خانے میں بیٹھی ھے — آ کر لے جانا اسے تھوڑی دیر میں —

کلیش : اچھا اچھا... آتا ھوں...

نتاشا : اب ذرا اس سے اچھا سلوک کرنا — دیکھتے نہیں اب وہ چند گھڑی کی مہمان ھے —

کلیش : جانتا ھوں —

نتاشا : جانو کم اور بوجھو زیادہ — تم جانو —— موت کتنی بھیانک چیز ھے!

پیپل : لو میں رھا یہاں —— میں نہیں ڈرتا...

نتاشا : ھاں کیوں نہیں! آخر بڑے سورما جو ٹھہرے!

بوبنوف (سیٹی بجاتے ہوئے) : کیا سڑا ھوا تاگا دے دیا...

پیپل : سچ میں نہیں ڈرتا! کہو اسی آن مر کر دکھا دوں!

لو وہ چاقو اتار دو میرے دل میں — مر جاؤنگا اور منہ سے اف نہ نکالونگا! میں تو الٹا خوش ہونگا —— مرا تو اس کومل پاک ھاتھہ سے مرا —

نتاشا (باھر جاتے ہوئے) : کیا تم سمجھتے ہو میں تمہاری باتوں میں آ جاؤں گی؟

بوبنوف (آواز کو کھینچتے ہوئے) : کیا سڑا ھوا تاگا دے دیا —

نتاشا (گلیارے کے دروازے سے) : اپنی بیوی کو نہ بھولنا، اندرئی...

کلیش : بہت اچھا...

پیپل : یہ ھے لڑکی سو میں ایک!

بوبنوف : لڑکی بری نہیں...

پیپل : وہ مجھہ سے کیوں بدکی رھتی ھے! ھمیشہ مجھہ سے کتراتی ھے... یہاں رھی تو لٹ جائیگی —

بوبنوف : اگر لٹیگی تو تمہارے ھاتھوں لٹیگی —

پیپل : تم یہ کیوں کہتے ھو؟ میں... میں تو اس پر ترس کھاتا ھوں —

بوبنوف : ھاں جیسے بھیڑیا میمنے پر ترس کھاتا ھے —

پیپل : جھوٹ بکتے ھو! مجھے اس پر بڑا افسوس ھوتا ھے! میں جانتا ھوں یہاں اس کی زندگی بڑی کٹھن ھے...

کلیش : ٹھہر جاؤ واسی‌لیسا نے اس سے چونچ لڑاتے دیکھہ لیا تو مزا آ جائیگا —

بوبنوف : واسی‌لیسا؟ ھاں، وہ اپنا مال یونہی مفت میں ھاتھہ سے جانے نہ دیگی... عورت... خونخوار ھے!..

پیپل (تختے پر لیٹتے ہوئے) : جاؤ دونوں بھاڑ میں... بڑے آئے کہیں کے نجومی!

کلیش : دیکھہ لینا — ذرا رک جاؤ!

لوکا (باورچی خانے میں گاتا ھے) : رات اندھیری... منزل دور..

کلیش (گلیارے میں جاتے ھوئے) : یہ کاھے کو بھونکا جا رھا ھے — لو ایک اور آن مرا!

پیپل : اف زندگی کاٹنے کو دوڑتی ھے!.. میرا دم کیوں گھٹتا ھے اس طرح؟ جی رھا ھوں، مزے میں جی رھا ھوں... سب ٹھیک ھے! اور اچانک — لگتا ھے پالا مار گیا — زندگی ایک بوجھ ھے، ایک تھکن...

بوبنوف : تھکن؟.. اوں اوں...

پیپل : بہت بڑی!

لوکا (گاتا ھے) : رات اندھیری... منزل دور...

پیپل : اے بڈھے!

لوکا (دروازے سے جھانکتا ھے) : ھاں کہو؟

پیپل : تم ھو — گاؤ مت —

لوکا (باورچی خانے سے نکلتا ھے) : اچھا نہیں لگتا؟

پیپل : جب لوگ اچھا گاتے ھیں تو اچھا لگتا ھے...

لوکا : تو مطلب یہ کہ میرا گانا اچھا نہیں؟

پیپل : بالکل —

لوکا : ذرا دیکھنا! اور میں اس بھرے میں تھا کہ اچھا گاتا ھوں... ھمیشہ ایسا ھی ھوتا ھے : آدمی اپنے آپ سوچتا ھے — میں اچھا کر رھا ھوں! اور لوگ سمجھتے ھیں — یہ تو برا ھے —

پیپل (ھنستا ھے) : بالکل ٹھیک!

بوبنوف : ابھی تو جی اوبا جا رھا تھا زندگی سے، اور اب خود ھی قھہ قھہ قھہ!

پیپل : اس سے تمھیں کیا، بوڑھے ٹری!

لوکا : کس کا جی اوب گیا — ایں؟

پپل : مرا اور کس کا...

(نواب اندر آتا ہے —)

لوکا : لو اور سنو! اور وہاں باورچی خانے میں ایک لڑکی بیٹھی ہے — کتاب پڑھی جاتی ہے اور روتی جاتی ہے! سچ! آنکھوں سے جھڑی لگی ہوئی ہے... میں اس سے کہتا ہوں ''مری پیاری بچی یہ کیا؟،، اور وہ کہتی ہے... ''ہائے بیچارا!،، میں پوچھتا ہوں ''کون بیچارا؟،، اور وہ کہتی ہے ''یہاں کتاب میں!،، اب بتاؤ آدمی ایسی چیزوں پر اتنا وقت کیوں برباد کرے؟ ہاں اس کا جی بھی اچاٹ ہو گیا ہوگا... تمہاری طرح...

نواب : وہ تو الو کی پٹھی ہے!

پپل : نواب صاحب! چائے پی؟

نواب : پی، تو پھر!

پپل : چلو ایک ادھا بلاتا ہوں، پیوگے؟

نواب : ضرور پیونگا، تو پھر؟

پپل : جھک جاؤ اپنے چاروں ہاتھ پیر پر اور بھونکو!

نواب : بیوقوف! تم ہو کیا — کوئی مالدار سوداگر؟ یا پی رکھی ہے؟

پپل : میں کہتا ہوں، بھونکو اور مرا دل بہلاؤ — تم ہو بڑے نواب زادے... تمہارا بھی ایک زمانہ تھا... جب تم ہمارے جیسے لوگوں کو آدمی نہیں سمجھتے تھے... اور سب...

نواب : اچھا، پھر!

پپل : اور اب میں تم سے کہہ رہا ہوں اپنے چاروں ہاتھ پاؤں پر جھکو اور بھونکو... اور تم بھونکو گے... بھونکوگے کیا تم نے؟

نواب : سن رہا ہوں — بیوقوف — اور میں ابھی بھونکتا ہوں — لیکن مری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہارا دل اس سے کیسے خوش

ہوگا جبکہ میرا حال تم سے بھی بدتر ہو گیا ہے؟ جب میں تم سے بڑا تھا اس وقت تم مجھ سے نہ کہتے کہ جھکو ہاتھ پاؤں پر اور بھونکو —

بوبنوف: بالکل سچ —

لوکا: اچھی کہی —

بوبنوف: جو تھا سو تھا — مرغی چل بسی! بس پر رہ گئے ہیں! یہاں کوئی کسی کا مالک نہیں... سارا رنگ اڑ گیا، اب صرف آدمی باقی رہ گیا ہے... ننگا آدمی —

لوکا: گویا سب برابر ہیں، ایک جیسے — بھلے آدمی کیا تم سچ مچ کبھی نواب تھے؟

نواب: بتاؤ اسے کیا کہتے ہیں! تم کون ہو، بھوت؟

لوکا (ہنستا ہے): میں نے راجہ دیکھا ہے — میں نے رئیس دیکھے ہیں — پر میں نے اس سے پہلے نواب نہیں دیکھا اور وہ بھی بگڑا نواب —

پیپل (ہنستا ہے): نواب صاحب! کیا بےتکاپن ہے!

نواب: واسیا، تم بچے نہیں رہے، عقل سے کام لو —

لوکا: پیارے، میرے اچھے بھلے لوگو! جب میں تمہیں دیکھتا ہوں، میرے بھائیو! کیسے جیتے ہو تم... چ چ چ!

بوبنوف: اٹھے تو ہائے، سوئے تو وائے، صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے —— عمر یونہی تمام ہوتی ہے —

نواب: ایک زمانہ تھا جب اچھی طرح جیتے تھے — مجھے یاد ہے ... آنکھ کھلی اور بستر میں پڑے پڑے قہوہ پیا... قہوہ بھی کیسا، ملائی میں گھلا ہوا —

لوکا: اور ہم سب انسان ہیں، انسان! چاہے ہم کتنی ہی دون کی لیں، چاہے کتنا ہی سبز باغ دکھائیں، ہم رہینگے وہی جو پیدا ہوئے ہیں —— انسان پیدا ہوئے، انسان مرینگے! مجھے لگتا ہے

آدمی زیادہ عقل مند بنتا جا رہا ھے — نئے جادو جگا رہا ھے — انسان کا حال جتنا پتلا ہوتا ھے اتنا ھی اچھی زندگی کے لئے تڑپتا ھے — انسان! جتنا دباؤ اتنا ھی ابھرتا ھے!

نواب: بڑے میاں، تم ھو کون؟ تم ٹپکے کہاں سے؟

لوکا: میں؟

نواب: یاتری ھو؟

لوکا: ھم سب اس دھرتی پر یاتری ھیں... کہتے ھیں یہ دھرتی خود ھی ایک یاتری ھے —

نواب (سختی سے): یہ تو خیر ٹھیک ھے، پر تم بتاؤ پاسپورٹ ھے تمہارے پاس؟

لوکا (رک کر): اور تم کون ھو پوچھنے والے —— جاسوس؟

پیپل (خوش ھو کر): جیو بڑے میاں جیو! کہو نواب صاحب، ابکے اچھے گھر نیوتا دیا تھا تم نے — آ گئے نا دن تارے نظر؟

بوبنوف: ھاں بڈھے نے طبیعت صاف کر دی نواب صاحب کی!

نواب (بوکھلا کر): ارے اس میں کیا ھے بڑے میاں؟ میں نو... تم جانو... دل لگی کر رہا تھا! اپنے پاس کون سے کاغذ ھیں —

بوبنوف: جھوٹا!

نواب: ھاں ھاں، میرے پاس کاغذ تو ھے، پر کس کام کا —

لوکا: یہ سب کاغذ ایک ھی جیسے ھیں — کوئی کام کا نہیں —

پیپل: نواب صاحب چلو، چڑھا آئیں —

نواب: مجھے کوئی اعتراض نہیں! اچھا خدا حافظ بڑے میاں — تم بڑے شیطان ھو، ھاں بڑے شیطان!

لوکا: تم جانو ھر رنگ کے پنچھی ھوتے ھیں...

پیپل (گلیارے کے دروازے سے): آنا ھو تو آؤ! (نکل جاتا ھے — نواب اس کے پیچھے بھاگتا ھے —)

لوکا: کیا وہ واقعی کبھی نواب تھا؟

بوبنوف: کون جانے؟ یہ سچ ہے کہ ہے بڑے گھرانے کا — اب بھی یکایک کچھہ ایسی بات کر بیٹھتا ہے جو چغلی کھاتی ہے کہ ہے یہ بڑے گھرانے کا — تم جانو عادت — چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی —

لوکا: ہاں بڑے گھر میں پیدا ہونا ویسا ہی ہے جیسے آدمی کو چیچک نکل آئے — چیچک چلی جاتی ہے، نشان چھوڑ جاتی ہے...

بوبنوف: ویسے وہ ٹھیک ٹھاک ہے... کبھی کبھی بھونکنے لگتا ہے جیسے ابھی تمہارے پاسپورٹ کا ٹنٹھا کھڑا کر دیا —

الیوشکا (ہلکی سی چڑھائے ہوئے اندر آتا ہے، اس کے ہاتھہ میں اکارڈئین ہے اور وہ سیٹی بجا رہا ہے): اے اس گھر کے رہنے والو!

بوبنوف: کیا چلا رہا ہے تو؟

الیوشکا: معاف کرو، مجھے معاف کرو — میں جنم کا آدمی تمیزدار ہوں —

بوبنوف: لگتا ہے پھر کہیں سے گلچھرے اڑا کے آ رہے ہو؟

الیوشکا: ہاں بڑے گلچھرے اڑا کر آ رہا ہوں ہے نا! وہ پولیس والا میدیاکن ہے نا — اس نے مجھے تھانے سے دھکے دے کر نکال دیا اور کہنے لگا ''خبردار جو پھر کبھی تیری صورت دکھائی دی اس سڑک پر! ٹانگیں توڑ دونگا!''، تم جانو میں ٹھہرا آدمی اپنے ڈھب کا پکا — میرا مالک مجھہ پر غراتا ہے — لیکن مالک ہے کیا؟ ہش! ہش! یونہی ذرا بدگمانی ہو گئی! مالک تو شرابی ہے میرا اور میں ٹھہرا میں — بھلا کب کسی کو خاطر میں لاتا ہوں — میں کچھہ بھی نہیں چاہتا! لاؤ پچاس کوپک اور میں تمہارا ہو جاؤنگا! مجھے کچھہ بھی نہیں چاہئے! (باورچی خانے سے ناستیا آتی ہے) لاکھہ دو، کروڑ دو — میں یوں ٹھوکر پہ اڑا دوں! اور کیا میں ایسا گیا گزرا ہوں کہ کوئی مجھے بتائے، یہ کرو وہ کرو، اور میں

چپ سن لوں اور وہ بھی ایک شرابی سے؟ تمہاری جان کی قسم—— نہیں!

(دروازے میں کھڑی ناستیا الیوشکا کو دیکھتی ہے اور سر دھنتی ہے —)

لوکا (نرمی سے) : ارے چھو ڈرے، تو کس الجھن میں پڑ گیا ہے!
بوبنوف : سڑی ہے سڑی!
الیوشکا (فرش پر گر جاتا ہے) : لو، لو، کھا جاؤ مجھے! میں کچھہ نہیں چاھتا! میں تنگ آ گیا ہوں! ذرا بتاؤ، ثابت کرو، کون ہے یہاں مجھہ سے بہتر! میں دوسروں سے کس بات میں کم ہوں؟ لو میدیا کن کہتا ہے، سڑک پر دیکھہ لیا تو ٹانگیں توڑ دونگا! پر دیکھہ لینا — میں باھر جاؤنگا اور بیچ سڑک بر لوٹ لگاؤنگا—— لو میں یہاں پڑا ہوں، آؤ مجھے کچل دو! مجھے کچھہ نہیں چاہئے، کچھہ نہیں!
ناستیا : بیچارا! یہ اٹھتی جوانی اور ابھی سے مانجھے ڈھیلے!
الیوشکا (اس کو دیکھتا ہے اور گھٹنوں کے بل کھڑا ہو جاتا ہے) : ھا بیگم صاحبہ! شکریہ! نوازش! معاف کرو— پی کر بہک گیا ہوں!
ناستیا (زور سے سرگوشی کے لہجے میں) : واسی‌لیسا!
واسی‌لیسا (تیزی سے دروازہ کھولتی ہے اور الیوشکا سے کہتی ہے) : پھر یہاں مونڈی کاٹے؟
الیوشکا : سلام بیگم صاحبہ! مہربانی کرکے...
واسی‌لیسا : لنے کے پلے، میں نے کیا کہا تھا، خبردار جو منہ‌جلے تو یہاں آیا اور تو بے عزت پھر آن مرا...
الیوشکا : واسی‌لیسا کاربوونا! لو میں تمہاری خاطر جنازے کی ایک دھن چھیڑتا ہوں، کیوں ٹھیک ہے نا؟

واسی‌لیسا (کندھے پر ھاتھ مارتے ھوئے) : نکل جا یہاں سے مونڈی کاٹے!

الیوشکا (دروازے کا رخ اختیار کرتے ھوئے) : ٹھہرو ایک منٹ! جنازے کی دھن! ابھی ابھی سیکھی ھے! آھا کیا نرالی چیز ھے! ایک منٹ! دیکھو دیکھو اس کی سھی نہیں!

واسی‌لیسا : ابھی بتاتی ھوں تجھے! ابھی پورے محلے کو للکارتی ھوں تیرے پیچھے، حرامی پلے! بالشت‌بھر کا چھوکرا اور میرے خلاف بھونکتا پھرتا ھے جانے کیا کیا سارے زمانے میں!..

الیوشکا (باھر بھاگتے ھوئے) : باپ رے لو میں نو دو گیارہ ھوا جاتا ھوں —

واسی‌لیسا (بوبنوف سے) : سنا تم نے خبردار جو تم نے اس کو پھر یہاں گھسنے دیا؟

بوبنوف : میں تمہارا پہریدار کتا نہیں ھوں —

واسی‌لیسا : مجھے کیا، چاھے تم جس کھیت کی مولی ھو — نہ بھولو مانگے کے ٹکڑوں پر پل رھے ھو — نہ جانے میرا کتنا ادھار کھائے بیٹھے ھو؟

بوبنوف (بڑے اطمینان سے) : میں نے حساب نہیں لگایا ھے —

واسی‌لیسا : اچھا تو میں حساب بتائے دیتی ھوں!

الیوشکا (دروازہ کھولتا ھے اور چیختا ھے) : واسی‌لیسا کارپوونا! تمہاری دھونس میں آئے میری بلا! تم مجھ پر دھونس نہیں جما سکتیں! (پھر بھاگ جاتا ھے —)

(لوکا ھنستا ھے —)

واسیلیسا : تم کون ھو جی؟

لوکا : میں ھوں ایک جہاں‌گشت! یاتری!

واسی‌لیسا : رات کاٹوگے یا یہیں ٹھہروگے؟

لوکا : ذرا میں ابھی دیکھونگا بھالونگا —

واسی‌لسا : اور پاسورٹ؟
لوکا : اگر تم چاھو تو...
واسی‌لسا : لاؤ مجھے دو پاسورٹ!
لوکا : مس... ھاں... میں حود تمھارے گھر آ کر دونگا —
واسی‌لسا : یادری؟ ھونھه! اٹھائی گرا دکھتا ھے!
لوکا (ٹھنڈی سانس لے کر) : تم کوئی نیک بی‌بی نہیں ھو!

(واسی‌لسا سل کے کمرے کے دروازے بر جاتی ھے —)

الیوسکا (باورچی خانے کے دروازے سے سر نکالتا ھے اور دبی زبان سے بوچھتا ھے) : گئی، دفان ھوئی؟
واسی‌لسا (اس کی طرف مڑتے ھوئے) : تو اب تک یہیں مر رھا ھے؟

(الیوسکا زور سے سٹی بجاتا ھے اور عائب ھو جاتا ھے —
ناسیا اور لوکا ھنستے ھیں —)

بوبنوف (واسی‌لسا سے) : وہ یہاں نہیں ھے —
واسی‌لسا : کون؟
بوبنوف : واسیا —
واسی‌لسا : کیا مس نے پوچھا تم سے وہ کہاں ھے؟
بوبنوف : تم ادھر ادھر سونگھتی حو بھر رھی ھو —
واسی‌لسا : مس یہ دیکھہ رھی ھوں، یہاں سب کچھہ ٹھیک ٹھاک ھے نا —— سمجھے؟ آج جھاڑو کیوں نہیں دی گئی؟ کتنی بار مس نے تم سے کہا اس جگہ کو صاف ستھرا رکھو —
بوبنوف : صفائی کی باری آج ایکٹر کی ھے —
واسی‌لسا : میری جوتی سے کس کی باری ھے، کس کی باری نہیں ھے! صفائی کا داروعه آتا اور مجھه پر جرمانه ھوا تو مس تم سب کو دھکے دے کر نکال باھر کرونگی!

یوسوف (اطمنان سے) : پھر کھاؤگی کہاں سے؟
واسی‌لیسا : ہاں کہے دیتی ہوں، حرامزادو جو ایک تنکا بھی زمین پر چھوڑا ہو تم لوگوں نے! (باورچی خانے کی طرف جاتی ہے اور ناستیا سے کہتی ہے) تو یہاں کھڑی، سل جیسی سوجی آنکھیں لئے، کیا دیکھ رہی ہے ٹکر ٹکر؟ کیوں کھڑی ہے جیسے سہر کی مورت — جھاڑو دے یہاں! ناتاشا کو تو نہیں دیکھا؟ وہ یہاں آئی تھی؟
ناستیا : میں نہیں جانتی — میں نے نہیں دیکھا —
واسی‌لیسا : یوسوف! میری بہن یہاں آئی تھی؟
یوسوف (لوکا کی طرف اشارہ کرتا ہے) : وہی تو لائی ہے بابا کو —
واسی‌لیسا : اور وہ... کیا وہ گھر ہی پر تھا؟
یوسوف : واسکا؟ ہاں تھا تو — لیکن ناتاشا نے کلیش کے سوا کسی سے بات نہ کی —
واسی‌لیسا : میں نے نہیں پوچھی کس سے بات کی کس سے نہیں کی! جہاں جاؤ ہر طرف گند ہی گند ہے — سور بھرے ہوئے ہیں! صفائی کراؤ ابھی — سنا کچھ؟

(جلدی سے باہر جاتی ہے —)

یوسوف : کوئی بتائے، کیا دنیا میں اس سے بڑھ کر چڑیل دیکھی ہے کبھی؟
لوکا : ہاں وہ باتوں میں آنے والی نہیں!
ناستیا : یہاں کی زندگی ہی ایسی ہے — جو بھی یہاں رہےگا اب بس ہو جائےگا کیچڑ میں! کسی کا بھی پلو باندھ دو اس کے سوہر جیسے آدمی سے اور دیکھ لو...
یوسوف : کوئی ایسا کس کے بھی نہیں بندھا ہے اس کا پلو...
لوکا : کیا وہ ہمیشہ اسی طرح گرجتی برستی رہتی ہے؟

بوبنوف: همیشه — وہ آئی تھی اپنے یار سے ملنے اور وہ یہاں تھا نہیں —

لوکا: ھاں تب تو جھنجلانے کی بات ھی تھی — (ٹھنڈی سانس لیتا ھے) ھے، ھے! بھانت بھانت کے لوگ ھیں جو دنیا پر سکه چلانے کی کوشش کرتے ھیں... اور ایک دوسرے کو خوفناک دھمکیاں دیا کرتے ھیں — اور پھر بھی دنیا میں نه چین ھے اور نه صفائی —

بوبنوف: ھوں، چاھتے تو ھیں صفائی ستھرائی، سکھه چین — پر بدھی کہاں! ھاں زمین پر جھاڑو تو دینی ھی پڑیگی — ناستیا! جھاڑو کیوں نہیں دے دیتی؟

ناستیا: بھلا میں کیوں دوں جھاڑو؟ کوئی میں تمھاری لونڈی ھوں؟ (ایک لمحے کو رکتی ھے) آج میں پیونگی... پی کر باولی ھو جاؤنگی، دیکھنا آج!

بوبنوف: البته یه ھوئی ایک بات!

لوکا: میری بٹیا، ذرا سنوں تو، پی کر باولی کیوں بننا چاھتی ھو؟ ابھی کی تو بات ھے تم آنسو بہا رھی تھیں اور اب کہتی ھو پی کر باولی بن جاؤنگی؟

ناستیا (للکارتے ھوئے): ھاں پیونگی... اور پھر روؤنگی... اور بس!

بوبنوف: ھاں یه تو خیر معمولی بات ھے —

لوکا: لیکن اس کا کارن کیا ھے؟ ایک پھڑیا بھی نکلتی ھے تو اس کا کارن ھوتا ھے —

(ناستیا چپ چاپ سر ھلاتی ھے —)

لوکا: ھے ھے ھے! کیسے کیسے لوگ! آخر تمھارا کیا ھونے والا ھے؟ لاؤ میں جھاڑو دے دیتا ھوں — جھاڑو کہاں ھے؟

بوبنوف: گلیارے میں دروازے کے پیچھے —

(لوکا گلیارے میں چلا جاتا ھے —)

بوبوف : ناستیا!
ناستیا : کیا؟
بوبوف : یہ واسی‌لیسا الیوسکا کے پیچھے یوں ہنجے جھاڑ کر کیوں پڑ گئی؟
ناستیا : وہ لوگوں سے کہتا پھرتا ہے کہ واسکا جی واسی‌لیسا سے پھر گیا ہے اور وہ اسے چھوڑ کر نتاشا سے پینگیں بڑھانا چاہتا ہے — اچھا یہی ہے کہ میں اس جگہ سے چلی جاؤں... کہیں دور چلی جاؤں —
بوبوف : یہ کیا بات ہوئی؟ آخر کہاں؟
ناستیا : میں ان سب باتوں سے تھک چکی ہوں — یہاں کوئی مجھے نہیں پوچھتا —
بوبوف (اطمینان سے) : اور جہاں جاؤگی وہاں بھی کوئی نہ پوچھےگا — اس دھرتی پر کسی کو کوئی نہیں پوچھتا...

(ناستیا سر دھنتی ہے، اٹھتی ہے اور چپ چاپ گلیارے میں چلی جاتی ہے — میدویدیف اندر آتا ہے — اس کے پیچھے پیچھے لوکا جھاڑو ہاتھ میں لئے آتا ہے —)

میدویدیف : لگتا ہے میں تم کو نہیں جانتا...
لوکا : کیا تم باقی تمام لوگوں کو جانتے ہو؟
میدویدیف : میں اپنے علاقے کے سبھی لوگوں کو جانتا ہوں... اور تم کیسے ہو کہ تم کو میں نہیں جانتا...
لوکا : چاچا جی بات یہ ہے کہ یہ ساری دھرتی تمہاری عمل‌داری میں تو ہے نہیں — تھوڑی سی زمین تمہاری عمل‌داری سے باہر بھی رہ گئی ہے... (باورچی خانے میں چلا جاتا ہے —)
میدویدیف (بوبوف کے پاس آتا ہے) : سو تو ٹھیک ہے — میری عمل‌داری ایسی بڑی نہیں ہے... پر بڑی بڑی عمل‌داری سے بڑھی

ہوئی ہے — ابھی ابھی... ڈیوٹی چھوڑنے سے پہلے... وہ جو موچی کا بچہ ہے نا الیوشکا... اس کو پکڑ کر تھانے پر لے جانا پڑا — جانتے ہو کیا کر رہا تھا؟ بیچوں بیچ سڑک پر یوں لیٹ گیا اور اکارڈئین بجا بجا کر چیخنے لگا ''مجھے کچھ نہیں چاہئے!،، اور لو بھری سڑک، گھوڑے دوڑ رہے ہیں، گاڑیاں بھاگ رہی ہیں —— کم بخت کسی گاڑی یا گھوڑے کی ٹاپوں کے نیچے آ گیا ہوتا — بڑا سرپھرا ہے لونڈا — مگر ابکےالو کی دم کو میں نے ٹھکانے لگا دیا ہے — لوگوں سے چھیڑ اور ہنگامہ کرنے میں سور کو بڑا مزا آتا ہے —

بوبنوف: آج رات کو جماؤگے سرابگھی کی بازی؟

میدویدیف: اچھا اچھا — ہونہہ... واسیا کا کیا حال ہے؟

بوبنوف: کوئی خاص بات نہیں — وہی رنگ ہے جو تھا —

میدویدیف: مطلب یہ کہ مزے میں ہے، زوروں پر ہے؟

بوبنوف: کیوں نہیں؟ آخر وہ مزے میں اور زوروں پر کیوں نہ ہو؟

میدویدیف (مشکوک): کیوں نہ ہو؟ (لوکا گلیارے میں جاتا ہے — اس کے ہاتھہ میں ایک بالٹی ہے) ہوں ہوں!.. کچھہ افواہیں پھیل رہی ہیں... واسیا کے قصے... تم نے کچھہ نہیں سنا؟

بوبنوف: میں تو نت نئی باتیں سنتا رہتا ہوں...

میدویدیف: واسیا اور واسی‌لیسا کے بارے میں... شاید تم نے دیکھا سنا ہو؟

بوبنوف: کیا دیکھا سنا ہو؟

میدویدیف: بس... یونہی کچھہ... شاید تم جانتے ہو... جھوٹ بول رہے ہو؟ سبھی جانتے ہیں... (سختی سے) ہاں اب بنو مت!

بوبنوف: بھلا میں جھوٹ کیوں بولتا؟

میدویدیف: اچھا اچھا! گنجے کتے! لوگ کہتے پھر رہے ہیں: واسیا اور واسی‌لیسا... تم جانو — لیکن مجھے کیا؟ میں اس کا باپ تھوڑا ہی ہوں — میں چچا ہوں... لوگ مجھہ پر کیوں

ہنستے ہیں؟.. (کواشنیا آتی ہے) لوگ کیا سے کیا ہو گئے ہیں... جس کو دیکھو کسی نہ کسی پر ہنس رہا ہے — اوہ، تم؟ لوٹ آئیں؟

کواشنیا: اوہ میرے حاکم! بوبنوف! آج پھر یہ بازار میں لاسے جیسا چپک گیا مجھ سے! کہنے لگا بس مجھ سے بیاہ کر لو نہیں تو مر جاؤنگا!

بوبنوف: پھر جھٹ منگنی پٹ بیاہ! گرہ میں مال اور کمر میں بل ہو تو پھرجھگڑا کا ہے کا!..

میدویدیف: میں؟ ہو ہو ہو!

کواشنیا: ارے تم؟ بڑے رنگیے سیار ہو! میرے جلے پر نمک نہ چھڑک بھائی! بیاہ کرکے دیکھ لیا اور بس! بیاہ نہ کیا جلتی کڑاھی میں جا پڑے — یہ وہ لڈو ہے کھائے پچھتائے، نہ کھائے پچھتائے —

میدویدیف: چھوڑو بھی — سارے مرد ایک جیسے تھوڑے ہی ہوتے ہیں!

کواشنیا: پر میں تو وہی ہوں! اللہ میاں! اس کی کروٹ کروٹ آگ دھکتی رکھیو!.. جب میرے کلیجے کی ٹھنڈک میرا میاں اللہ کو پیارا ہوا تو میں وہیں کی وہیں خوشی میں بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی: بیٹھی بیٹھی سوچتی رہی، کیا سچ میں اتنی قسمت والی ہوں؟

میدویدیف: اگر میاں بےوجہ مارنا پیٹتا تھا تو تمہیں پولیس میں رپٹ لکھوانا چاہئے تھا —

کواشنیا: میں خدا کی خدائی میں پورے آٹھ برس رپٹ لکھواتی رہی، گڑگڑاتی رہی! پر وہی ہوا جو ہونا تھا!

میدویدیف: آج کل بیوی کو مارنے پیٹنے کی ممانعت ہے — اب بڑی سختی ہو گئی ہے — امن امان! بے وجہ کسی کو نہ پیٹو! ہاں صرف امن و امان کی خاطر پیٹنے کی اجازت ہے —

لوکا (آننا کو سہارا دیتے ہوئے آتا ہے) : اوہ تم!.. لو ہم آ گئے! تمہاری یہ حالت اور تم اکیلی ڈھن‌مناتی پھرو! ٹانگوں میں سکت تو ہے نہیں؟ تمہاری جگہ کونسی ہے؟

آننا (جگہ دکھاتی ہے) : بابا، بڑا احسان ہے!

کواشنیا : لو دیکھہ لو— وہ رہی سہاگن! ذرا ایک نظر ڈالو!

لوکا : بیچاری لڑکی بالکل سوکھہ کر کانٹا ہو گئی ہے! میں نے اس کو کراہتے سنا — دیوار کے سہارے گلیارے میں راستہ ٹٹول رہی تھی — اس کو اکیلے نہیں جانے دینا چاہئے —

کواشنیا : حضور، غلطی ہوئی، معاف کیجئے — لگتا ہے، رانی کی لونڈی آج چھٹی پر ہے —

لوکا : ذرا دیکھنا تم نے میری بات دل لگی میں اڑا دی! آخر آدمی آدمی سے ایسا سلوک کیسے کر سکتا ہے! آدمی جیسا بھی ہو آدمی ہے —— ہر آدمی کی اپنی قیمت ہوتی ہے —

میدویدیف : اس پر نظر رکھنی چاہئے — کون جانے کب چڑیا اڑ جائے؟ پھر بڑی مصیبت آئیگی — اس کو اپنی آنکھہ سے اوجھل نہ ہونے دو!

لوکا : بالکل ٹھیک تھانیدار صاحب!

میدویدیف : ھاں، لیکن... خیر... ابھی تک میں تھانیدار نہیں بنا ہوں...

لوکا : لو اور لو! ذرا کوئی دیکھے —— دیکھنے میں تو سورما...

(گلیارے میں شور اور ھنگامہ — گھٹی گھٹی چیخ سنائی دیتی ہے—)

میدویدیف: پھر جھگڑا؟

بوبنوف: لگتا ھے —

کواشنیا: میں بھاگ کر دیکھتی ھوں —

میدویدیف: مجھے بھی جانا پڑیگا — فرض کا برا ھو! میری سمجھه میں نہیں آتا — لوگ لڑیں تو لڑیں — ھم بیچ بچاؤ کیوں کریں — جی بھر کر لڑنے دو — پھر آپ ھی ٹھنڈے ھو جائینگے — میں تو چاھتا ھوں کہ وہ پیٹ بھرکے ایک دوسرے کا خون پی لیں — ان کو یاد رھیگا — اور پھر بھڑنے کی باری آئیگی تو سوچ سمجھه کر اوکھل میں سر دیں گے —

بوبنوف (اپنے تختے پر سے کودتے ھوئے): تم اپنے حاکم سے یہ سب کہه دیکھو نا —

کوستی‌لیوف (دروازہ بھڑ سے کھولتا ھے اور چلاتا ھے): ابرام! جلدی آؤ! واسی‌لیسا نتاشا پر پل پڑی ھے — وہ اس کی جان لے لیگی! جلدی جلدی!

(کواشنیا، میدویدیف اور بوبنوف دوڑ کر گلیارے میں جاتے ھیں — لوکا سر دھنتا ھے اور ان کو جاتے ھوئے دیکھتا رھتا ھے —)

آننا: یا میرے الله! بیچاری نتاشا!

لوکا: کون لڑ رھا ھے؟

آننا: مالک مکان کے ھاں کی عورتیں — دونوں بہنیں ھیں —

لوکا (آننا کے پاس جاتا ھے): کاھیکو لڑ رھی ھیں یہ؟

آننا: کوئی خاص بات نہیں — پیٹ بھرکے کھاتے ھیں، خون گرم ھے اور بس —

لوکا: تمہارا نام کیا ہے؟

آننا: آننا — تمہیں دیکھتی ہوں... اور لگتا ہے دیکھتی رہوں... تم بالکل میرے ابا جیسے ہو... ویسے ہی نرم دل —

لوکا: میں نے بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں — اسی چیز نے مجھے اتنا نرم بنا دیا ہے، پگھلا دیا ہے — (اس کے منہ سے جھنجھناتا ہوا قہقہہ بلند ہوتا ہے —)

پردہ

ڈوسرا ایکٹ

وهی منظر

شام — ساتن، نواب، کریوائے زوب اور تاتار چولھے کے نزدیک تختے پر بیٹھے ہوئے تاش کھیل رہے ھیں — کلیش اور ایکٹر تماشه دیکھه رہے ھیں — بوبنوف اپنے تختے پر میدویدیف کے ساتھه سرابگھی کھیل رہا ہے—لوکا آننا کے بستر کے پاس بیٹھا ہے — وھاں دو چراغ جل رہے ھیں — ایک چراغ اس دیوار سے لٹک رہا ہے جہاں لوگ تاش کھیل رہے ھیں اور دوسرا بوبنوف کے تختے پر —

تاتار: ایک بازی اور کھیلتا ہوں — بس آخری بازی...

بوبنوف: زوب! کوئی گیت گاؤ! (گاتا ہے —)

ھر صبح نکلتا ہے سورج
پر تو بھی...

کریوائے زوب (سر میں سر ملاتا ہے):

پر تو بھی میری کال کوٹھری
رھتی ہے اندھیاری
رھتی ہے اندھیاری

تاتار (ساتن سے): تاش پھینٹو — اچھی طرح پھینٹو — میں خوب جانتا ہوں تم کس طرح کھیلتے ہو —

بوبنوف اور کریوائے زوب (ایک ساتھہ) :

دن رات گھومتا پہرہ اھا اھا
مری کھڑکی کے آگے

آننا : لڑائی جھگڑے... گالیاں، ہتک، ذلت... اور کچھہ نہیں... میں نے بس یہی دیکھا ھے... بس اتنا ھی جانا ھے —

لوکا : آہ میری اچھی بچی، ھلکان نہ ہو!

میدویدیف : کیا چال چل رھے ھو، خبردار، خبردار!

بوبنوف : ھونہہ... اچھا اچھا...

تاتار (ساتن کو گھونسہ دکھاتا ھے) : میاں تم پتے کیوں چھپا رھے ھو؟ میں سب دیکھہ رہا ھوں! تم پر لعنت ھو...

کریوائے زوب : اماں چھوڑو بھی احسن! بہر حال یہ تو ھماری آنکھہ میں دھول جھونکینگے پر جھونکینگے! بوبنوف، پھر تان اڑاؤ...

آننا : مجھے کبھی جی بھر کے کھانا نصیب نہ ھوا... ایک ایک ٹکڑا روٹی کا گنتی رھی... ھمیشہ ڈر سے کانپتی رھی... ھمیشہ جی ھولتا رھا کہ کہیں دوسرے سے زیادہ تو نہیں کھا گئی... چیتھڑے کے سوا اور کچھہ کبھی پہننے کو نہ ملا — ایسی زندگی کس کام کی؟ نہ خوشی نہ آرام...

لوکا : ایہہ، بچی تو تھک گئی؟ پروا نہ کرو —

ایکٹر (کریوائے زوب سے) : چلو... غلام چلو... کم‌بخت!

نواب : اور ھمارے پاس باد شاہ ھے —

کلیش : وہ ھمیشہ بازی لے جاتے ھیں —

ساتن : جی اپنا چلن یہی ھے —

میدویدیف : لو یہ رھی بیگم!

بوبنوف : میری بھی! اچھا اب آؤ؟

آننا : اور اب میں مر رھی ھوں —

کلیش: دیکھا؟ دیکھا؟ احسن پھینک دو پتے! میں کہتا ہوں مت کھیلو!

ایکٹر: کیا اس کی کھوپڑی میں بھیجا نہیں ہے؟

نواب: اندرئی، منہ سنبھال کے ورنہ دیکھنا، میں سیدھا جہنم کا رستہ دکھاؤنگا!

تاتار: ایک بار اور چلو— اندھے کے آگے رو، اپنے دیدے کھو! لو میں بھی...

(کلیش سر ہلاتا ہے اور بوبنوف کے پاس چلا جاتا ہے—)

آننا: میں ہر آن سوچتی رہتی ہوں: اے میرے اللہ، اگلی دنیا میں بھی مجھے یہی دکھ جھیلنا پڑیگا؟ وہاں بھی؟

لوکا: نہیں نہیں، کچھ نہ ہوگا! چین سے سو جاؤ! سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہو جائیگا! وہاں تم کو آرام ملیگا، چین ملیگا!.. بس تھوڑی دیر اور صبر کر لو!.. سبھی کو صبر کرنا پڑتا ہے، میری جان... ہر آدمی اپنے اپنے ڈھنگ سے زندگی کا بوجھ اٹھاتا ہے... (اٹھتا ہے اور جلدی سے باورچی خانے میں چلا جاتا ہے—)

بوبنوف (گاتا ہے):

بیکار تمہارے پہرے...

کریوائے زوب:

میں نہیں بھاگنے والا...

(سر میں سر ملاتے ہوئے—)

آزادی مجھ کو پیاری

اہا اہا

پر زنجیروں سے پالا

میں نہیں بھاگنے والا

تاتار (چیختا ہے) : او! آستین میں سرکا رہے ہو پتہ!
نواب (بوکھلاتے ہوئے) : اور نہیں تو کیا —— تمہاری ناک میں سرکاؤں؟
ایکٹر (سمجھانے کے انداز میں) : احسن تم کو دھوکا ہوا! یہاں کوئی بھی، کبھی بھی...
تاتار: میں نے دیکھا ان آنکھوں سے! دھوکےباز! میں نہیں کھیلتا!
ساتن (پتے اکٹھا کرتا ہے) : اچھا تو بھاگ جاؤ احسن... تم خوب جانتے ہو، ہم ٹھگ ہیں، اچکے ہیں... پھر ہمارے ساتھ کھیلنا کیوں شروع کیا؟
نواب : جان نکلی پڑ رہی ہے، بیس ہی کوپک تو ہارا ہے— اور آسمان سر پر یوں اٹھا لیا گویا گرہ سے تین روبل نکل گئے ہوں — اور بنتا ہے بڑا کہیں کا تاتار!
تاتار (گرم ہوتے ہوئے) : کھیلنا ہے تو ایمانداری سے کھیلو!
ساتن : کیوں کھیلیں ایمانداری سے؟
تاتار: کیوں؟ مطلب؟
ساتن : مطلب یہ کہ —— آخر کیوں؟
تاتار: کیا تم نہیں جانتے؟
ساتن : اوں ہوں —— نہیں جانتا -- اور تم —— جانتے ہو؟

(تاتار غصے میں تھوکتا ہے اور سب اس پر ہنستے ہیں —)

کریواتے زوب (نیکی اور نرمی سے) : تم پگلے ہو احسن — دیکھتے نہیں اگر یہ ایمانداری سے جینے لگیں تو تین ہی دن میں بھوک سے ان کا بیڑا پار ہو جائے —
تاتار : مجھے مطلب، آدمی کو ایمانداری سے جینا چاہئے!

کریوائے زوب: وهی طوطے کی رٹ! آؤ بوبنوف! چلیں، چائے پیئیں!

یه لوهے کی زنجیریں، یه لوهے کے دروازے...

بوبنوف:

یه انتهک پهریدار

کریوائے زوب: چلو آؤ احسن! (گاتے هوئے باهر نکل جاتا هے—)

میں ان کو توڑ نهیں سکتا، میں ان کو کهول نهیں سکتا...

(تاتار نواب کو گهونسه دکهاتا هے اور پهر اپنے دوست کے پیچهے پیچهے چلا جاتا هے—)

ساتن (هنستا هے اور نواب سے کهتا هے): ایک بار پهر جهاں‌پناه تم رنگے هاتهوں پکڑے گئے— هونهه— پڑهے لکهے صاحب بهادر بنتے هو اور اتنا سا گر نهیں آتا که پته کیسے سرکا لیں آستین میں!

نواب (هاتهه پهیلاتے هوئے): خدا جانے ساله پته کیسے...

ایکٹر: هنر نهیں هے اور کیا— اپنے اوپر بهروسه نهیں— بهروسه نهیں تو کچهه بهی نهیں— هار اور کچهه بهی نهیں—

میدویدیف: میرے پاس ایک بیگم هے لیکن تمهارے پاس دو...

بوبنوف: ایک بیگم کیا کم هے میاں، هاں اگر اس کی کهوپڑی میں بهس نه بهرا هو! تمهاری چال هے—

کلیش: ابرام ایوانووچ، تم هار گئے!

میدویدیف: تمهیں مطلب؟ سمجهے— چپ رهو!

ساتن: جیتی بازی —— ترپن کوپک!

ایکٹر: تین کوپک تو میرے هوئے— لیکن تین کوپک سے میں کیا کرونگا؟

لوکا (باورچی خانے سے آتا ہے) : اچھا تو تم نے تاتار کی حجامت بنا دی — اب تو ذرا گلا تر کرنے ضرور جاؤگے نا؟

نواب : آؤ چلو ہمارے ساتھ —

ساتن : میں دیکھنا چاھتا ہوں، تم پی کر کیا رنگ دکھاتے ہو —

لوکا : وہی جو بنا پئے رہتا ہے —

ایکٹر : آؤ بابا... میں تمہیں کچھہ سناؤں...

لوکا : کیا سناؤگے —

ایکٹر : شاعری —

لوکا : شاعری؟ مجھے شاعری سے کیا لینا دینا؟

ایکٹر : مزا آتا ہے اس میں — سن کر دل دکھی بھی ہوتا ہے —

ساتن : اچھا شاعر صاحب، آپ آ رہے ہیں یا نہیں؟

(نواب کے ساتھہ باہر چلا جاتا ہے —)

ایکٹر : آ رہا ہوں — میں جا لونگا! سنو بابا سنو — یہ ایک نظم کا ٹکڑا ہے — آخ... لو شروع کے بول ہی یاد نہیں آتے — اف کچھہ یاد نہیں آتا — (پیشانی ملتا ہے —)

بوبنوف : لو یہ چلی تمہاری بیگم! تمہاری چال!

میدویدیف : مجھے اس کو وہاں نہیں چلنا تھا — لعنت ہو!

ایکٹر : بابا پہلے جب میرے جسم میں شراب کا بس نہیں پھیلا تھا، میری یاد بڑی تیز تھی... لیکن اب؟.. اور اب سب کچھہ ختم ہو چکا ہے — جب میرے منہ سے یہ بول نکلتے تھے تو چھتیں اڑ جاتی تھیں... کیسی طوفانی تالیاں بجتی تھیں! اور تم نہیں جانتے دوست تالیوں کا مطلب کیا ہوتا ہے! تالیاں وودکا ہیں وودکا! میں اسٹیج پر باہر آتا اور یوں کھڑا ہو جاتا... (پوز دیتا ہے) میں یوں کھڑا ہو جاتا اور... (چپ) ایک لفظ یاد نہیں آتا... ایک لفظ نہیں — اور

یہ میری دل پسند چیز تھی — یہ تو بہت ھی بری بات ھوئی — ھے نا بابا بری بات؟

لوکا: ھے تو سہی — ایک بار کوئی چیز دل کو بھا جائے تو پھر اس میں آدمی کی روح بس جاتی ھے —

ایکٹر: بابا، میں تو اپنی روح تک پی گیا — میں تو برباد ھو چکا — اور کیوں؟ اس لئے کہ مجھے اپنے اوپر بھروسہ نہ تھا — میرا کام تمام ھوا —

لوکا: یہ کوئی بات نہیں — تمہیں بس علاج کی ضرورت ھے — سنا نہیں تم نے، ان دنوں لوگ شرابیوں کا علاج کرنے لگے ھیں؟ وہ مفت علاج کر دیتے ھیں — لوگوں نے شفاخانہ سا کھول رکھا ھے — وھاں مفت علاج کرتے ھیں — یہ اس لئے کہ وہ سمجھتے ھیں کہ شرابی بھی انسان ھوتا ھے — اور جب ان کو معلوم ھوتا ھے کہ شرابی اس بیماری سے چھٹکارا پانا چاھتا ھے تو ان کی باچھیں کھل جاتی ھیں — اس لئے تم وھاں جا کر دیکھو — جاؤ قسمت آزمائی کر لو —

ایکٹر (فکرمند انداز میں): کہاں؟ یہ جگہ ھے کہاں؟

لوکا: یہ کسی شہر میں ھے — کیا نام ھے اس کا بھلا سا؟ اوٹ پٹانگ سا نام ھے — ذرا ٹھہرو... ڈرو مت، مجھے نام یاد آجائیگا — اس بیچ میں تم تیاری شروع کر دو — وودکا سے جان چھڑا لو — اپنے اوپر قابو رکھو اور ڈٹے رھو — تم اچھے ھو جاؤگے — پھر سے اپنی زندگی شروع کرو — ھوگی نا یہ اچھی بات؟ پھر سے — بس ہمت کرکے کمر کس لو —— اور ڈٹ جاؤ!

ایکٹر (مسکراتا ھے): پھر سے — پھر شروع سے — ھاں بات تو دل کو لگتی ھے — پھر سے؟ (ھنستا ھے) بے شک! میں یہ کر سکتا ھوں! کیوں میں یہ کر سکتا ھوں نا؟

لوکا: بے شک کر سکتے ھو — آدمی پتا مارکے جو کام بھی چاھے کر سکتا ھے —

ایکٹر (جیسے اچانک جاگ گیا ہو) : بڑے میاں تمھاری چول کچھ کھسکی ہوئی ہے، ہے نا؟ اچھا ابھی خدا حافظ! (سیٹی بجاتا ہے) خدا حافظ بڑے میاں — (باہر چلا جاتا ہے —)

آننا : بابا —

لوکا : کیا ہے بیٹی؟

آننا : مجھ سے باتیں کرو —

لوکا (پاس جاتا ہے) : بہت اچھا — آؤ ہم اچھی اچھی باتیں کریں . . .

(کلیش ان کو دیکھتا ہے، اور خاموشی سے اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے اور اپنے ہاتھ کچھ اس طرح ہلاتا ہے جیسے وہ کچھ کہنا چاہتا ہو —)

لوکا : کیا بات ہے بھائی؟

کلیش (دھیمی آواز میں) : کچھ نہیں —

(وہ آہستہ آہستہ گلیارے کے دروازے کی طرف جاتا ہے — ایک آدھ پل دروازے کے پاس کچھ دھبدے کے عالم میں کھڑا رہتا ہے اور یکایک باہر چلا جاتا ہے —)

لوکا (کلیش کو جاتے ہوئے دیکھتا ہے) : تمھارا میاں بڑا دکھی ہے —

آننا : میں اب اس کے بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتی —

لوکا : کیا وہ تم کو بہت مارتا تھا؟

آننا : اف مت پوچھو — اسی کے ہاتھوں میری یہ درگت ہوئی ہے —

بوبنوف : میری بیوی کا ایک عاشق تھا — کم بخت سرابگھی کھیلنے میں بڑا دھرت تھا —

میدویدیف: ھونھہ!

آننا: بابا... کچھہ کہو، کچھہ کہو... میرا جی بہت برا ہو رہا ہے...

لوکا: کوئی بات نہیں — میری مینا، مرنے سے پہلے ایسا ھی لگتا ہے — میری بیٹی، ابھی سب ٹھیک ھوا جاتا ہے — بس تم امید کا چراغ جلائے رھو — اب یوں ھوگا... اب موت آئیگی اور تم کو اپنی گود میں چھپا لیگی... سمجھیں، اب تمہاری آنکھہ بند ھو جائیگی —— اور ہر طرف سکھہ چین کی بنسری بجیگی — اب کسی چیز کا ڈر نہ ھوگا —— ھاں کسی چیز کا ڈر نہیں — بس مزے میں سکھہ چین سے لیٹی رھوگی — موت سکھہ اور چین کا پیغام لاتی ہے — موت آتی ہے اور ہم سب کے دل پر پھایا رکھتی ہے — یہی تو بات ہے جو لوگ کہتے ھیں: ایک بار آنکھہ بند ھوئی تو پھر چین ھی چین ہے — میری بچی، یہ سچ ہے کیونکہ آدمی اس دنیا میں اور کہاں سکھہ چین کی امید کر سکتا ہے —

(پیپل اندر آتا ہے — اس نے چڑھا رکھی ہے — بال بکھرے ھوئے اور تیور چڑھے ھوئے ھیں — وہ دروازے کے قریب ایک تختے پر دھنس جاتا ہے اور خاموش اور بےحس‌وحرکت بیٹھا رہتا ہے —)

آننا: لیکن بتاؤ —— کیا اس دنیا میں بھی ہمیں ستایا جائیگا، ہم پر اسی طرح بپتا پڑیگی؟

لوکا: وھاں کچھہ بھی نہ ھوگا — کچھہ بھی نہیں — تم میری بات مانو — وھاں سکون ھوگا، سکھہ ھوگا، چین ھوگا —— اور کچھہ بھی نہیں — فرشتے تم کو خدا کے دربار میں لے جائینگے اور کہینگے: اے رحیم و کریم، دیکھہ تیری وفادار اور نیک بندی آننا حاضر ھوئی ہے —

میدویدیف (سختی سے) : بھلا تم کو کیسے معلوم ہو گیا کہ وھاں وہ کیا کہینگے؟ خوب ھے تو بھی میرا یار!

(میدویدیف کی آواز سن کر پیپل سر اٹھاتا ھے اور سنتا ھے—)

لوکا : تھانیدار صاحب، جب میں کہہ رہا ھوں تو اس کا مطلب یہ ھے کہ میں جانتا ھوں...

میدویدیف (نرم پڑتے ھوئے) : ھونہہ — شاید ممکن ھے — تم جانو اور تمہارا کام — لیکن اب تک میرے تھانیدار بننے کی نوبت نہیں آئی ھے — ابھی نہیں —

بوبنوف : یوں مارتے ھیں، ایک ھی ھاتھہ میں دو...

میدویدیف : شیطان — مجھے امید ھے کہ تم...

لوکا : اور پروردگار اپنی مہربان اور رحمت بھری آنکھوں سے تم کو دیکھیگا اور کہیگا : بےشک میں آنا کو جانتا ھوں! اور وہ کہیگا : جاؤ ھماری آنا کو سیدھے جنت میں لے جاؤ! ذرا اس کو آرام کر لینے دو — جانتا ھوں کتنی کٹھن رھی ھے اس کی زندگی، وہ تھک کر کتنا نڈھال ھو چکی ھے — اب اس کو سکھہ چین سے جینے دو —

آنا (ھانپتے ھوئے) : اوہ... بابا... میرے پیارے بابا... اے کاش ایسا ھی ھو! اگر... مجھے سکھہ چین مل جائے... کاش مجھہ سے دکھہ درد کا احساس ھی چھن جائے!

لوکا : ھاں تم اب کچھہ بھی محسوس نہیں کروگی، میری بچی — کچھہ بھی نہیں — میری بات مانو — اب تم کو خوش خوش مرنا چاھئے، کسی ڈر اور دھڑکے کی ضرورت نہیں — میں سچ کہتا ھوں موت ھمارے لئے، اپنے بچوں کے لئے مہربان ماں کی طرح ھے —

آنا : لیکن... کون جانے... میں اچھی ھی ھو جاؤں...؟

لوکا (طنزیہ مسکراھٹ کے ساتھہ) : کاھیکو میری بچی؟ پھر بپتا سہنے کو؟

آنا : تھوڑا سا... بس تھوڑا سا اور جی لوں... تھوڑا سا — جب تم کہتے ہو وہاں کوئی دکھ نہ ہوگا۔ تو پھر میں یہاں دکھ سہار لونگی... نہیں...

لوکا : وہاں کچھ بھی نہ ہوگا، کچھ بھی نہیں... بس...

پیپل (اٹھتے ہوئے) : ٹھیک کہتے ہو — پر ہو سکتا ہے تم... غلط کہتے ہو —

آنا (چونک کر) : میرے اللہ!

لوکا : کیوں کیا بات ہے میرے گبرو جوان؟

میدویدیف : کون چیخ رہا ہے

پیپل (اس کے پاس جاتا ہے) : میں! کیوں کیا کہتے ہو؟

میدویدیف : چیخو مت، کہتا ہوں، چیخو مت — آدمی کو اس طرح سے رہنا چاہئے —

پیپل : کاٹھ کا الو! اس کا چچا بنا ہے! ہو ہو ہو!

لوکا (پیپل سے، دبی آواز میں) : چیخنا بند کرو، سنتے ہو؟ یہ عورت مر رہی ہے — دیکھو اس کے ہونٹوں پر کب کی موت کی زردی چھا چکی — اس کو چین سے مرنے دو —

پیپل : اچھا بابا — تمہاری عزت کرتا ہوں، تم خوب آدمی ہو بابا — کس صفائی سے کیسی خوبصورتی سے جھوٹ بولتے ہو - تمہاری ہوائی باتیں دل موہ لیتی ہیں — اڑاؤ، ایسے جھوٹ کی بات اڑاؤ — سب ٹھیک ہے — اس دنیا میں اچھی اچھی باتیں کم ملتی ہیں سننے کو —

بوبنوف : کیا سچ مچ مر رہی ہے؟

لوکا : لگتا تو ہے...

بوبنوف : چلو اب اسکی کھانسی سے چھٹکارا مل جائیگا — بڑی خوفناک تھی اس کی کھانسی — چلو دو اور صاف!

میدویدیف : ہش! خدا سمجھے تجھ سے!

پیپل : آرام!

میدویدیف: کس نے تم کو اجازت دی کہ تم مجھے ابرام کہہ کر پکارو!

پیپل: ابرام کیا نتاشا بیمار ہے؟

میدویدیف: اس سے تمہیں مطلب؟

پیپل: صاف صاف بتاؤ! کیا واسی‌لیسا نے اس کو بہت مارا ہے؟

میدویدیف: اس سے تمہیں کوئی سروکار نہیں — یہ گھر کا معاملہ ہے — تم کون ہوتے ہو دوسروں کے پھٹے میں پیر اڑانے والے؟

پیپل: میں جو کوئی بھی ہوں — لیکن اگر میں چاہوں تو تم نتاشا کی ایک جھلک نہیں دیکھہ سکتے —

میدویدیف (کھیل چھوڑتے ہوئے): کیا؟ کیا کہا؟ کس کے بارے میں بک رہا ہے؟ وہ میری بھتیجی ہے — چوٹے کہیں کے!

پیپل: ہو سکتا ہے میں چور ہوں — لیکن تم نے مجھے ابھی پکڑا نہیں ہے!

میدویدیف: ٹھہر جاؤ! میں تم کو رنگے ھاتھوں پکڑونگا — ٹھیک ہے — اور بہت جلد!

پیپل: پکڑ کر دیکھو مجھے — ادھر میں پکڑا گیا اور ادھر تمہارے اس چھوٹے سے گھونسلے پر بجلی گری — کیا تم سمجھتے ہو میں عدالت میں اپنے منہ میں گھنگھنیاں بھر کر بیٹھہ جاؤنگا؟ بھیڑیا تو اپنے جبڑے کھولیگا — وہ مجھہ سے پوچھینگے: کس نے تم کو چوری کرنا سکھایا، کس نے تم کو بتایا کہ یہاں سیندھہ مارو؟ میشکا کوستی‌لیوف اور اس کی بیوی نے! کس نے تمہارا چوری کا مال ٹھکانے لگایا؟ میشکا کوستی‌لیوف اور اس کی بیوی نے!

میدویدیف: تم جھوٹے ہو — کوئی تمہاری بات پر کان نہیں دھریگا!

پیپل: وہ اس پر کان دھرینگے کیونکہ یہ سچ ہے! اور میں تمہیں بھی اس میں لپیٹونگا... ھا ھا! بدمعاشو میں تم سب کی اینٹ سے اینٹ بجا دونگا! دیکھہ لینا ھاں!

میدویدیف (ڈر کر) : جھوٹے! جھوٹے کہیں کے! میں نے تیرا کیا بگاڑا ہے؟ جو تو مجھہ پر باولے کتے کی طرح ٹوٹ پڑا ہے!

پیپل : تم نے میرے ساتھہ بھلائی بھی کیا کی ہے؟

لوکا : ھونہہ!

میدویدیف (لوکا سے) : تم نے ٹرٹر کیوں مچا رکھی ہے؟ تمہیں کیا؟ آخر یہ گھر کی بات ہے —

بوبنوف (لوکا سے) : اس جھگڑے سے دور ھی رھو — یہ پھانسی کا پھندا ھماری گردنوں کے لئے تھوڑے ھی ہے —

لوکا (عاجزی سے) : ھاں — میں تو صرف اتنا کہتا ھوں اگر تم نے اپنے پڑوسی کا بھلا نہیں کیا ہے تو برا ضرور کیا ھوگا —

میدویدیف (بات سمجھے بغیر) : واہ! ھم یہاں ایک دوسرے کو جانتے ھیں... لیکن تم کون ھوتے ھو؟ (غصے میں ناک پھڑکاتا ہے اور جلدی جلدی باھر نکل جاتا ہے —)

لوکا : لگتا ہے حضور عالی خفا ھو گئے — چ چ چ! بھائیو، مجھے تو دکھتا ہے کہ تمہارا قصہ بڑا الجھا ھوا ہے، معاملہ بے ڈھب ہے!

پیپل : وہ بھاگ کر گیا ہے واسی‌لیسا کے کان بھرنے —

بوبنوف : واسیا تم نرے گدھے ھو — ھیکڑی دکھاتے پھرتے ھو! خبردار رھنا! جب آدمی جنگل میں سانپ کی چھتریاں چننے جائے اور دلیری دکھائے تو ایک بات ھوئی — پر یہاں خم ٹھونکنے کا کیا تک! دیکھنا ایک ھی وار میں گردن ناپ لینگے تمہاری —

پیپل : اوہ، نہیں، وہ ایسا نہیں کر سکتے! کوئی مائی کا لال نہیں جو نہتا آئے اور یاروسلاول کے جوان پر ھاتھہ ڈال دے! اگر وہ لڑنا چاھتے ھیں تو میں لڑکر بھی دکھا دونگا!

لوکا : کیا یہ اچھا نہ ھوگا کہ اب تم یہاں سے چپکے سے رفوچکر ھو جاؤ — کیوں لڑکے؟

پیپل : کہاں جاؤں میں؟ بتاؤ —
لوکا : کیوں... سائبیریا ھی لے لو —
پیپل : نہیں بخشو! بھیا میں تو اس وقت تک سائبیریا نہیں جانے کا جب تک کہ سرکار اپنے خرچ سے میرا ٹکٹ نہ کٹائے!
لوکا : میری سنو اور یہاں سے نکل جاؤ — وھاں تمہیں زندگی کا ٹھیک راستہ مل جائیگا — وھاں تمہارے جیسے لوگوں کی ضرورت ھے —
پیپل : میرا راستہ طے ھے — میرے باپ نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ جیل میں کاٹ دیا اور مجھہ سے کہا کہ بیٹے تم بھی اسی ڈگر پر چلو — ابھی میں چھوٹا ھی تھا کہ مجھے لوگ چور یا چور کا بیٹا کہہ کر پکارنے لگے —
لوکا : سائبیریا بڑی اچھی جگہ ھے — ایک سنہرا دیس! اگر آدمی تگڑا ھو اور اس کی کھوپڑی میں عقل ھو تو اسے وھاں مزا آ جائیگا —
پیپل : بڑے میاں، آخر تم ایسی بے پر کی کیوں اڑایا کرتے ھو؟
لوکا : ایں؟
پیپل : بہرے ھو گیا؟ میں کہتا ھوں آخر من گھڑت کیوں ھانکتے رھتے ھو؟
لوکا : کیا جھوٹ کہا میں نے؟
پیپل : تمہاری ھر بات جھوٹ ھوتی ھے — تمہارے خیال میں تو ھر چیز اچھی ھے — یہ جگہ اچھی ھے، وہ جگہ اچھی ھے — جھوٹ کا پل — آخر تم سبز باغ کیوں دکھاتے رھتے ھو؟
لوکا : تم میری بات مانو اور وھاں جا کر اپنی آنکھہ سے دیکھو — پھر تم بڈھے کا احسان مانوگے! آخر تم یہاں کیوں چپکے رھو؟ آخر تمہیں سچ کا ٹوہ لگانے کی کیا پڑی ھے؟ کہیں سچ کی تلوار تمہاری ھی گردن پر نہ آگرے —

پیپل : میرے لئے ایک ہی بات ہے — تلوار تلوار ہے — سچ کی ہو یا جھوٹ کی!

لوکا : بیوقوف لڑکے! اپنے ہاتھوں اپنا گلا گھونٹنا کوئی عقل مندی نہیں ہے!

بوبنوف : آخر تم بک کیا رہے ہو؟ واسیا، کیا سچ مچ، تم سچ کی تلاش میں ہو؟ کس لئے؟ تم خود اپنے بارے میں تو سچ جانتے ہو نا! اور دوسرے بھی جانتے ہیں!

پیپل : تم اپنی ٹرٹر بند کرو— اس کو کہنے دو— سنو بڑے میاں — بتاؤ کیا خدا ہے؟

(لوکا مسکراتا ہے مگر بولتا کچھ نہیں —)

بوبنوف : لوگ جیتے ہیں جیسے دریا میں لکڑی کی چپٹیاں بہتی ہیں... لکڑی کے کندوں سے گھر بن کر کھڑا ہو جاتا ہے اور لکڑی کی چپٹیاں دریا میں...

پیپل : بتاؤ خدا ہے؟ بتاؤ!

لوکا (چپکے سے) : پوجو تو بھگوان، نہیں تو پتھر — جس چیز پر یقین کرو — وہ ہے، جس چیز پر یقین نہ کرو نہیں ہے —

(خاموش حیرت کے ساتھ پیپل بڈھے کو گھورتا ہے —)

بوبنوف : میں تو چائے پینے جا رہا ہوں — کوئی چلتا ہے میرے ساتھ؟

لوکا (پیپل سے) : تم اس طرح کیا گھور رہے ہو؟

پیپل : کچھ بھی نہیں — سنو، تمہارا مطلب ہے کہ...

بوبنوف : تو پھر میں اکیلا ہی چلا...

(دروازے تک جاتا ہے اور واسیلیسا سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے —)

پیپل : گویا تمہارا مطلب یہ ہے کہ تم...
واسی‌لیسا (بوبنوف سے) : کیا ناستیا ہے یہاں؟
بوبنوف : نہیں — (باہر چلا جاتا ہے —)
پیپل : اوہ... لو وہ رہی!
واسی‌لیسا (آننا کے پاس جاتی ہے) : کیا اب تک جی رہی ہے؟
لوکا : اس کو نہ چھیڑو —
واسی‌لیسا : تم کیا کر رہے ہو یہاں؟
لوکا : اگر چاہو تو میں ابھی دفان ہو سکتا ہوں —
واسی‌لیسا (پیپل کے کمرے کے دروازے پر جاتی ہے) : واسیا، ایک بات ہے — میں تم سے ایک بات کہنا چاہتی ہوں —

(لوکا گلیارے کے دروازے کی طرف جاتا ہے — دروازہ کھولتا ہے اور بھڑ سے بند کر دیتا ہے — پھر وہ بڑی احتیاط سے ایک تختے پر سے ہوتا ہوا چولھے پر چڑھ جاتا ہے —)

واسی‌لیسا (پیپل کے کمرے سے) : واسیا، یہاں آؤ نا!
پیپل : نہیں میرا جی نہیں چاہتا —
واسی‌لیسا : بات کیا ہے؟ اتنے جلے بھنے کیوں ہو؟
پیپل : میں اوب چکا ہوں — میں ان سب جھمیلوں سے اکتا چکا ہوں —
واسی‌لیسا : مجھ سے بھی؟
پیپل : ہاں تم سے بھی —

(واسی‌لیسا اپنی شال کو جسم پر کس کے کھنچتی ہے اور دونوں ہاتھ سینے پر رکھ لیتی ہے — وہ آننا کے بستر کے پاس جاتی ہے اور پردہ کھول کر جھانکتی ہے اور پھر پیپل کے پاس آ جاتی ہے —)

پیپل : اچھا بتاؤ تمہارے جی میں کیا ہے؟

واسی‌لیسا : کہنے کو کیا رکھا ہے؟ میں تم کو اپنے آپ سے محبت کرنے پر مجبور نہیں کر سکتی — میں اپنا دامن پھیلانا نہیں جانتی — تمہارا احسان مانتی ہوں کہ تم نے مجھے سچ بتا دیا —

پیپل : کیسا سچ؟

واسی‌لیسا : کہ تمہارا جی مجھ سے اوب گیا ہے — اور کون جانے یہ سچ نہ ہو؟

(پیپل اس کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا ہے —)

واسی‌لیسا : (اس کے پاس جاتی ہے) : کیا دیکھ رہے ہو؟ پہچانتے نہیں؟

پیپل : (ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے) : تو بڑی جادوگرنی ہے۔ واسی‌لیسا — (واسی‌لیسا اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتی ہے لیکن وہ جھٹک کر الگ کر دیتا ہے) لیکن تم میرا من کبھی نہ جیت سکیں — میں تمہارے ساتھ رہا — سب کچھ سہی — لیکن میرا دل تمہارا نہ ہوا —

واسی‌لیسا (آہستہ سے) : تو یہ بات ہے! اچھا...

پیپل : ہاں، اور بات کرنے کو کیا رکھا ہے — میں اور تم بات کیا کریں — کچھ بھی نہیں — بھاگ جاؤ میرے پاس سے!

واسی‌لیسا : کیا تم کسی اور پر ریجھ گئے ہو؟

پیپل : اس سے تمہیں مطلب؟ اگر میرا دل کسی پر آ گیا ہے تو آنے دو — میں تم سے مدد تو نہیں مانگ رہا ہوں نا —

واسی‌لیسا (معنی خیز انداز میں) : بہت بری بات ہے — کون جانے میں تمہارا ہاتھہ بٹا سکوں اور تم اس کو اپنا سکو—

پیپل (مشکوک) : کس کو؟

واسی‌لیسا : تم جانتے ہو— بنتے کیوں ہو؟ واسیا میں کھری کھری منہ پر کہتی ہوں (آواز مدھم کرتے ہوئے) میں نہیں چھپاؤنگی... تم نے میرا دل توڑا ہے — لگتا ہے جیسے تم نے مجھے کوڑے سے پیٹا ہے... اور قصور؟ قصور کچھہ بھی نہیں — تم دم بھرتے تھے میری محبت کا... اور پھر اچانک...

پیپل : اچانک نہیں — بہت دن سے یہی حال ہے — عورت تیرے سینے میں دل نہیں ہے — عورت کے سینے میں دل ہونا چاہئے — ہم مرد درندے ہیں، تم عورتوں کو چاہئے کہ... تم کو چاہئے کہ ہمیں سدھاؤ— تم نے کبھی مجھے کچھہ سکھایا؟

واسی‌لیسا : جو بیت گئی سو بیت گئی — میں جانتی ہوں آدمی خود اپنے من میں آزاد نہیں — اب تمہارے دل میں چاہت نہیں رہی... چلو ٹھیک ہے! ایسا ہے تو پھر ایسا ہی سہی —

پیپل : تو ہمارے درمیان سب کچھہ ختم ہو گیا نا؟ اور ہم چپکے سے الگ ہوئے، ہے نا، تماشے بنا؟ یہ بڑی اچھی بات ہے —

واسی‌لیسا : اوہ، نہیں! ایک منٹ ٹھہرو! یہ مت بھولو... میں تمہارے ساتھہ رہتی تھی... اور یہ آس لگائے بیٹھی تھی کہ تم میری گردن سے یہ جوا اتار پھینکنے میں میرا ہاتھہ بٹاؤگے — تمہارا بڑا آسرا تھا کہ... تم مجھے اپنے میاں سے، اپنے چچا سے... اس زندگی سے چھٹکارا دلاؤگے... اور ممکن ہے کہ تم سے نہیں... بلکہ اس آس سے، اپنی اس دھن سے مجھے محبت تھی... سمجھے؟ میں تو انتظار کر رہی تھی کہ تم مجھے یہاں سے کھینچ کر نکال لے جاؤگے!..

پیپل : تم کیل نہیں ہو اور میں چمٹا نہیں ہوں — میں خود

سوچتا تھا کہ تم جیسی چتر عورت... ھاں تم بڑی چتر ھو... میں سوچتا تھا تم بڑي چالاک...

واسی‌لیسا (اس کی طرف جھکتے ھوئے): واسیا! آؤ ھم ایک دوسرے کا ھاتھہ بٹائیں —

پیپل: وہ کیسے؟

واسی‌لیسا (شدت سے، دبی ھوئی آواز میں): میری بہن... جانتی ھوں تم اس کو دل دے بیٹھے ھو—

پیپل: اسی لئے تم اس کی مرمت کرتی رھتی ھو؟ خبردار رھنا واسی‌لیسا! کہے دیتا ھوں اس پر ھاتھہ نہ اٹھانا!

واسی‌لیسا: رکو تو— بھڑکتے کیوں ھو— ھم سارا معاملہ چپکے سے طے کر سکتے ھیں، باولانے کی ضرورت نہیں — کیوں — کیا خیال ھے، تم... تم اس سے شادی کرنا چاھتے ھو نا؟ میں تم کو کچھہ روپیہ بھی دونگی... کوئی تین سو روبل — اگر زیادہ ھاتھہ لگ گیا تو وہ بھی تمہارا!

پیپل (ھٹتے ھوئے): کیا؟ کس چیز کے تین سو؟

واسی‌لیسا: مجھے اپنے میاں سے جان چھڑانے میں مدد کرو — میرے گلے سے یہ پھندا نکال دو—

پیپل (آھستہ سے سیٹی بجاتا ھے): تو یہ بات ھے! اوھو! بڑی چتر ھو! میاں تمہارا قبر میں، عاشق قید خانے میں، اور تمہاری پانچوں انگلیاں گھی میں...

واسی‌لیسا: واسیا! کیوں قید میں کیوں؟ تم اپنے ھاتھہ سے یہ کیوں کرو... کسی اور سے یہ کام کراؤ... اور اگر تم خود ھی اسے نبٹا لو تو معلوم کسے ھوگا؟ نتاشا — ذرا سوچو... تمہاری مٹھی میں روپیہ ھوگا... تم مزے میں جا سکتے ھو... میں زندگی بھر کو آزاد ھو جاؤنگی... رھی میری بہن کی بات — سو وہ مجھہ سے دور چلی جائے اسی میں اس کی خیر ھے — اس کو ھر وقت دیکھہ

کر مرا دل کڑھتا ہے — تمہاری وجہ سے اس کو دیکھ کر میرا کلیجہ کباب ہو جاتا ہے — میں اسے آپ کو نہیں روک سکتی — میں اس کو کچوکے لگاتی ہوں، ستاتی ہوں — میں اس کو مارتی ہوں... میں اس کو ایسا پیٹتی ہوں، ایسا پیٹتی ہوں کہ اس کو دیکھ کر مجھے بھی رونا آ جاتا ہے... پھر بھی میں اس کو مارتی ہوں اور میں اس کو پیٹتی رہونگی —

بسل : ایک تو چوری، اس پر سینہ زوری...

واسی‌لیسا : نہیں میں نہیں اکڑتی — میں تو بس سچ کہتی ہوں — سوچ لو واسیا — اسی میرے میاں کی بدولت دوبار تم کو جیل میں سڑایا گیا... اسی کے جھجھوڑ پن کے کارن — وہ جونک کی طرح میرا خون پیتا ہے... چار سال سے اسی طرح میرا خون پی رہا ہے — کس مرض کا علاج ہے یہ شوہر؟ اور اوپر سے نتاشا کو کچلتا رہتا ہے، اس کے ٹھونک مارتا رہتا ہے، اس کو بھکارن کہہ کر پکارتا ہے — وہ ہر ایک کے لئے سانپ ہے —

بسل : تم بڑی چالاک ہو —

واسی‌لیسا : یہ تو صاف ہے جیسے دن — اگر تم اب بھی میرا مطلب نہیں سمجھے تو پھر تم بڑے بدھو ہو —

(کوستی‌لیوف چپکے سے اندر آتا ہے اور دبے پاؤں آگے بڑھتا ہے —)

بسل (واسی‌لیسا سے) : دور ہو جاؤ!

واسی‌لیسا : سوچ لو! (اسے ایسا شوہر نظر آتا ہے) کیا چاہتے ہو تم؟ کیا تم مجھے بلانے آئے ہو؟

(بسل چونک جاتا ہے اور آنکھیں پھاڑ کر کوستی‌لیوف کو دیکھتا ہے —)

کوستی‌لیوف : میں ہوں، میں — ہم دونوں... اکیلے؟ گپ سپ ہو رہی ہے؟ (یکایک وہ پیر پٹک پٹک کر چیخنے لگتا ہے) واسی‌لیسا خدا کی لعنت ہو تجھ پر! بھکارن کہیں کی! (وہ خود اپنی چیخ سے اور دوسروں کی ٹھنڈی خاموشی سے ڈر جاتا ہے) یا خدا مجھے معاف کر! پھر مجھ سے گناہ کروا رہی ہے واسی‌لیسا! میں ہوں کہ دنیا جہان میں تجھے ڈھونڈتا پھر رہا ہوں— (آواز سر کرتے ہوئے) کب کا مجھے سو جانا چاہئے تھا! خدا کی لعنت— پھر عیسی مسیح کے چراغ میں تیل ڈالنا بھول گئیں؟ سور کی بچی! بھکارن! (وہ تھرتھراتی ہوئی انگلی سے اسے دھمکاتا ہے — واسی‌لیسا آہستہ آہستہ گلیارے کے دروازے پر جاتی ہے — اس کی آنکھیں تیل پر جمی ہوئی ہیں —)

تیل (کوستی‌لیوف سے) : یہاں سے نکل جاؤ! دور ہو جاؤ!

کوستی‌لیوف (چیختا ہے) : اس جگہ کا مالک میں ہوں! جوئے تو یہاں سے نکل جا!

تیل (دبی آواز میں) : نکل جاؤ میں کہتا ہوں —

کوستی‌لیوف : تیری یہ مجال! میں مزہ چکھا دونگا! میں

(تیل اس کا کالر پکڑتا ہے اور جھٹکے دیتا ہے — یکایک چولھے پر سے کسی کے اٹھنے اور کروٹ لینے اور ساتھ ہی جماہی لینے کی آواز آتی ہے — تیل کوستی‌لیوف کو چھوڑ دیتا ہے جو چیخ کر گلیارے میں بھاگتا ہے—)

تیل (اچھل کر چولھے کے پاس والے تختے پر چڑھ جاتا ہے) : کون ہے؟ کون ہے چولھے پر؟

لوکا (سر نکالتا ہے) : ایں؟

تیل : تم!

لوکا (اطمیاں سے): مں — میں ھوں مں — اے میرے
پروردگار!
بسل (گلدارے کا دروازہ بد کرتا ھے اور اس کی عائب کنڈی
کو بکار ڈھوںدنے کی کوسس کرتا ھے): لعنت ھو! بڑے سان
سجے ابرو!
لوکا: ابھی — لو ابھی سار...
بسل (سختی سے): تم رینگ کر جولھے پر کیوں جڑھے؟
لوکا: اور کہاں جڑھتا مں رینگ کر؟
بسل: تم باھر گلدارے مں جلے گیے تھے نا —
لوکا: میرے جیسا بوڑھا آدمی اسی ٹھنڈی جگہ مں کیسے
ٹک سکتا تھا —
بسل: تم نے... تم نے کچھ سنا؟
لوکا: کیوں ضرور سنا — آخر کیوں نہ سنتا؟ کیا تم سمجھتے
ھو مں بہرا ھوں؟ لڑکے تم قسمت کے دھنی ھو — تم بڑے نصیب والے
ھو —
بسل (مشکوک): کیوں کیسی قسمت؟
لوکا: یہی کہ تمہاری قسمت سے مں جولھے پر جڑھ گیا تھا —
بسل: تم نے شور کیوں مچایا؟
لوکا: مجھے بڑی گرمی لگ رہی تھی — اور کیوں — اور
تمہیں میرا شکریہ ادا کرنا چاھئے — مں نے سوچا کہ لونڈا تو آپے
سے باھر ھوا جا رہا ھے — کہ بو اس بڈھے کا گلا دبا کر اس کا کام
تمام کئے دیتا ھے —
بسل: یہ سچ مں مار ڈالتا — اف، مں کسی نفرت کرتا
ھوں...
لوکا: جانتا ھوں — بڑا آساں ھے — لوگ جانے کتنی بار
ایسی ٹھوکریں کھا چکے ھیں —

پیپل (مسکراتا ہے) : کون جانے تم نے کبھی خود بھی ایسی ٹھوکر کھائی ہو؟

لوکا : سنو لڑکے میری سنو! اس عورت سے دور رہو! اس کو پاس پھٹکنے نہ دو! دور! دور! تمہاری مدد کے بنا ھی وہ اس آدمی سے چھٹکارا پا لیگی، اور وہ یہ کام تم سے زیادہ خوبی سے کر لیگی — اس کی بات نہ سنو، اس ڈائن کی بات! مجھے دیکھو —— دیکھو میری چندیا کیسی صاف ہو گئی ہے؟ اور یہ کس کا کمال ہے؟ عورتوں کا! میں نے اتنی عورتیں دیکھی ھیں اس زندگی میں کہ اتنے تو بال بھی نہیں میرے سر میں — پر یہ تمہاری واسی‌لیسا تو ان سب ڈائنوں کے کان کتر گئی —

پیپل : میں نہیں جانتا —— کیا کروں ... کیا کہوں.. شکریہ... یا تم بھی...

لوکا : کچھہ نہ کہو — یاد رکھو میں نے جو کچھہ کہا ہے اس سے بہتر بات کوئی تم سے نہ کہیگا — میری سنو... اپنے دل کی رانی کا ھاتھہ پکڑو... اور چل دو... چلتے ھو جاؤ! یہاں سے نکل جاؤ! دور جتنی دور جا سکو چلے جاؤ!

پیپل (بگڑے تیور سے) : آدمی کو پہچاننا مشکل ہے... کون بھلا ہے، کون برا... کوئی نہیں جان سکتا —

لوکا : اس میں جاننے کو کیا رکھا ہے؟ آدمی ھمیشہ ایک ھی جیسا نہیں رھتا — اس کا دارومدار دل پر ہے — آج دل اچھا ہے تو اچھا، کل دل برا ہے تو برا — لیکن اس لڑکی نے تمہارا دل مٹھی میں کر لیا ہے تو اس کو اپنے ساتھہ لو اور یہاں سے چلے جاؤ — اور نہیں تو اکیلے ھی چل دو — تم ابھی جوان ھو — بڑا وقت پڑا ہے ابھی —— تمہیں عورت مل جائیگی —

پیپل (اس کے شانوں کو پکڑتے ہوئے) : مجھے سچ بتاؤ — تم یہ سب کیوں کہہ رہے ہو؟

لوکا: بس بس چھوڑو، مجھے جانے دو — میں ذرا آننا کو دیکھہ لوں — اس کی سانس گلے میں اٹکی ہوئی تھی — (وہ آننا کے بستر کے پاس جاتا ہے، پردوں کو سرکاتا ہے، جھانک کر دیکھتا ہے، آننا کو چھوتا ہے — پیپل فکرمندی اور گھبراہٹ کے ساتھہ اس کو دیکھتا ہے) رحم کر پروردگار! اپنی بندی آننا کی روح کو جنت میں جگہ دے —

پیپل (آهسته سے): مر گئی؟ (وہ پاس نہیں پھٹکتا اور دور هی سے گردن اٹھاکر بستر کی طرف دیکھتا ہے —)

لوکا (آهسته سے): چلو چھٹی هوئی، اس کا دکھہ ختم هوا، اس کا میاں کہاں ہے؟

پیپل: هوگا کہیں بھٹیارخانے میں پڑا —

لوکا: اس کو خبر دینی چاهئے —

پیپل (لرزتے هوئے): میں تو لاشوں سے نفرت کرتا هوں —

لوکا (دروازے کی طرف جاتے هوئے): بھلا ان میں محبت کرنے کو رکھا بھی کیا ہے؟ آدمی کو زندوں سے محبت کرنی چاهئے — زندوں سے —

پیپل: میں بھی چلتا هوں تمہارے ساتھہ —

لوکا: ڈرتے هو؟

پیپل: مجھے نفرت ہے...

(وہ جلدی سے نکل جاتے هیں — اسٹیج خالی اور خاموش رهتا ہے — گلیارے کے دروازے سے گھٹی گھٹی بے معنی آوازیں آتی هیں — آخر ایکٹر اندر آتا ہے —)

ایکٹر (دروازہ نہیں بند کرتا، لیکن دهلیز پر چوکھٹ کے سہارے کھڑا رهتا ہے اور زور سے پکارتا ہے): بابا! کہاں هو تم؟

لو یاد آ گیا! باد آ گیا! سنو! (وہ دو قدم لڑکھڑاتے ہوئے بڑھتا ہے، پوز دیتا ہے اور لحن سے پڑھتا ہے —)

اگر وہ راستے دکھائی نہیں دیتے
جو مقدس سچائی تک لے جاتے ہیں
تو مبارک ہیں وہ دماغ
جو لوگوں کو سنہرے خواب دکھاتے ہیں

(ایکٹر کے پیچھے نتاشا دروازے پر دکھائی دیتی ہے —)

ایکٹر: بابا!

اگر کل سورج نہ نکلے
اپنی کرنوں سے اس دھرتی کو روشن کرنا بھول جائے
تو کل کسی دیوانے کا خواب
اس دھرتی کو جگمگا دیگا

نتاشا (ہنستی ہے): بھوت! پھر پی کر دھت ہو گیا!
ایکٹر (اس کی طرف مڑتے ہوئے): اچھا تم ہو— بابا کہاں ہے؟ ہمارا پیارا بابا؟ لگتا ہے یہاں کوئی بھی نہیں — اچھا خدا حافظ نتاشا! خدا حافظ!
نتاشا (اندر آتی ہے): سلام کلام کچھ نہیں سیدھے خدا حافظ؟
ایکٹر (اس کا راستہ روکتے ہوئے): میں... جا رہا ہوں — بہار آئے گی اور میں نہ ہونگا —
نتاشا: مجھے جانے دو— کہاں جا رہے ہو تم؟
ایکٹر: ایک شہر کی تلاش میں — میں اپنا علاج کراونگا — تم بھی جاؤ یہاں سے، اوفیلیا جاؤ تم خانقاہ میں جاؤ... کہتے ہیں اس

شہر میں شراب کے زہر میں بسے ہوئے جسم کے علاج کا شفا خانہ ہے... شرابیوں کا شفا خانہ — لاجواب جگہ ہے — ہر چیز مرمر کی... فرش تک مرمر کا — جھل مل، جھل مل، چم چم، چم چم! صاف ستھرا — کھانے کو من بھر — اور سب مفت — مرمر کا فرش — ذرا سوچو! میں وہاں جاؤنگا اور اچھا ہو جاؤنگا اور پھر... دیکھنا، میرا نیا جنم ہونے والا ہے... جیسا کہ بادشاہ نے کہا ہے... کنگ لیر نے... میرا اسٹیج کا نام ہے سویرچ کوف زاوالژسکی — نتاشا، مگر کوئی اس نام کو نہیں جانتا — کوئی بھی نہیں — لو یہ رہا میں بے نام — کیا تم جانتی ہو آدمی نام کھو بیٹھے تو اس کے دل پر کیا گزرتی ہے؟ کتوں کے بھی نام ہوتے ہیں...

(نتاشا احتیاط سے ایکٹر کے پاس سے گزرتے ہوئے آننا کے بستر کے پاس چلی جاتی ہے اور پردے میں سے جھانکتی ہے —)

ایکٹر: نام نہیں تو انسان نہیں —

نتاشا: دیکھو! ہائے! وہ تو مردہ پڑی ہے!

ایکٹر (سر ہلاتے ہوئے): نہیں یہ نہیں ہو سکتا —

نتاشا (پیچھے ہٹتے ہوئے): ہاں مردہ پڑی ہے، دیکھ لو!

بوبنوف (دروازے سے): کیا دیکھ لو؟

نتاشا: آننا... چل بسی —

بوبنوف: چلو آخر کھانسی سے چھٹکارا مل گیا — (آننا کے بستر کے پاس جاتا ہے، پردوں میں سے جھانکتا ہے اور اپنے تختے پر جا بیٹھتا ہے) کلیش کو خبر کرنی چاہئے — آخر یہ اس کا معاملہ ہے —

ایکٹر: میں جاتا ہوں — میں کہونگا... اس کا نام مٹ گیا جہاں سے! (باہر نکل جاتا ہے —)

نتاشا (کمرے کے درمیان) : اور میں بھی... ایک دن...
اسی طرح... کسی تہہ خانے میں، کالی کوٹھری میں...
کچلی ہوئی...

بوبنوف (اپنے تختے پر کچھہ پرانے چیتھڑے بکھیرتے ہوئے) :
کیا؟ کیا بڑبڑا رہی ہو؟

نتاشا : بے خیالی میں دل کی بات منہ پر آ گئی...

بوبنوف : واسیا کی راہ دیکھہ رہی ہو؟ ہوشیار رہنا! واسیا
کے کارن ماری جاؤ گی —

نتاشا : کیا اس سے کوئی فرق پڑتا ہے کہ کس کے کارن
ماری جاؤنگی؟ چلو وہی سہی — وہ بہتوں سے اچھا ہے —

بوبنوف (لیٹتے ہوئے) : تم جانو اور تمہارا کام —

نتاشا : یہ بڑا اچھا ہے کہ وہ جی جان سے گزر گئی... لیکن
افسوس — آدمی زندہ کاہیکو رہتا ہے؟

بوبنوف : ہم سب کا ایک ہی حال ہے : پیدا ہوئے، زندہ
رہے اور مر گئے — میں بھی مرونگا اور تم بھی — پھر کسی کے
مرنے پر آنسو کیوں بہاؤ؟

(لوکا، تاتار، کریوائے زوب اور کلیش اندر آتے ہیں —
کلیش سب کے پیچھے ہے — وہ آہستہ آہستہ چلتا ہے
اور بالکل دوہرا ہو گیا ہے —)

نتاشا : ہش! آننا...

کریوائے زوب : ہم کو معلوم ہے — اللہ اس کو کروٹ
کروٹ جنت نصیب کرے —

تاتار (کلیش سے) : اس کو باہر لے جانا پڑیگا — ہاں گلیارے
میں لے جانا پڑیگا — یہاں مردے نہیں رہ سکتے — یہاں زندہ انسان
سوتے ہیں —

کلیس (آهسته سے): اچھا ہم اس کو باہر نکال دینگے —

(وہ سب بستر کے پاس جاتے ہیں — ہنس دوسروں کے
کندھوں کے اوپر سے جھانک کر اپنی بیوی کی لاش
دیکھتا ہے —)

گریبوائیے روب (بابار سے): تم سمجھتے ہو بدبو آئیگی؟ سڑنے کو اس میں بچ ہی کیا رہا ہے — وہ زندہ بھی جب ہی وہ سوکھ چکی تھی —

نتاسا: خدا کے لئے اس پر تو ترس کھاؤ! ایک آدھہ اچھی بات تو نکالو منہ سے مرنے والے کے لئے لیکن تم بھلا یہ کیوں کرنے لگے!

لوکا: میری بیٹی ان کا برا نہ مانو! وہ مرے ہوئے پر غم کیسے کھا سکتے ہیں؟.. جبکہ ہم زندوں پر ترس نہیں کھاتے؟ ہم تو اسے آپ پر بھی ترس نہیں کھاتے... مردوں کو کون پوچھتا ہے!

بوبوف (جماہی لیتے ہوئے): اچھی بات سے موت تو ڈر کر نہیں بھاگ گئی — تم بیماری کو ٹال سکتے ہو باتوں سے، مگر موت کو نہیں —

بابار (ہٹتے ہوئے): پولیس کو بلاؤ —

گریبوائیے روب: ہاں ہاں، ہمیں یہ کرنا چاہئیے کلیس! تم نے پولیس کو خبر کی؟

کلیس: نہیں — وہ مجھہ سے اس کے کفن دفن کو کہیں گے اور میری گرہ میں بس چالیس کوپک پڑے ہیں —

گریبوائیے روب: تو پھر ادھار لے لو — ہم چندہ کر لیں... پانچ کوپک... یا جس سے جو بن پڑے — پر جلدی سے جاؤ اور پولیس کو خبر کرو — وہ سوچیں گے تم نے اس کو مار ڈالا یا کچھہ اور —

(تختوں کے پاس جاتا ہے اور اب بابار کے قریب لیٹنے ہی والا ہے —)

نتاشا (بوبنوف کے پاس جاتے ہوئے): اب میں اس کو خواب میں دیکھونگی — میں ہمیشہ مرے ہوؤں کو خواب میں دیکھتی ہوں — مجھے اکیلے گھر جاتے ہوئے ڈر لگتا ہے — باہر گلیارے میں اندھیرا ہے —

لوکا (اس کے پیچھے پیچھے باہر جاتا ہے): تمہیں تو زندوں سے ڈرنا چاہئے، باندھ لو میری بات گرہ سے —

نتاشا: مجھے باہر تک پہنچا دو بابا —

لوکا: آؤ چلو، چلو! میں چلتا ہوں تمہارے ساتھ — (وہ چلے جاتے ہیں — تھوڑی دیر خاموشی —)

کریوائے زوب: اوھو ھو! احسن! اب جلدی بہار آئیگی — آخر وہ دن آئینگے جب ھمیں گرمی ملیگی — گاؤں میں کسانوں نے اپنے ھلوں کی مرمت شروع کر دی ہے — جتائی کی تیاریاں ھو رھی ھیں — ھونہہ! اور ھم... اف احسن؟ لو کم بخت مسلمان کب کا خراٹے لینے لگا —

بوبنوف: تاتار تو سونے میں بڑے حاتم ھیں —

کلیش (بیچوں بیچ کھڑا ہے اور سامنے بجھی بجھی آنکھوں سے گھور رھا ہے): اب میں کیا کروں؟

کریوائے زوب: جاؤ، سو جاؤ اور کیا —

کلیش (آھستہ سے): اور اس کا کیا ھوگا؟

(کوئی بھی جواب نہیں دیتا — ساتن اور ایکٹر اندر آتے ھیں —)

ایکٹر (چیختا ہے): بابا! یہاں آؤ! میرے وفادار کینٹ!

ساتن: ھٹ جاؤ، میکلوخا مکلائی کے لئے راستہ چھوڑو!

ایکٹر: ھاں یہ طے ھو گیا ہے، ھمیشہ ھمیشہ کو — بابا! بتاؤ وہ شہر کہاں ہے؟ تم ھو کہاں؟

سائن: فادا مورگادا! ٹڈھے نے ہم کو سر باع دکھایا ھے — ایسی کسی چیز کا نام نسان نہیں اس دنیا میں — نہ ایسا سہر ھے — نہ ایسے لوگ ھیں — کچھ بھی نہیں —

ایکٹر: یہ جھوٹ ھے!

بابار (اسے ستر ر سے اچھلتے ھوئے): مالک کہاں ھے؟ میں جاتا ھوں مالک کے پاس — میں سو نہیں سکتا —— آخر سسے کاھے کے دیتا ھوں، مردہ یہاں! سرائی یہاں!

(سری سے باھر جاتا ھے — سائں ستی بجاتا ھے —)

یوسوف (سد میں): دوسو اسے اسے ستر ر جاؤ — سور بند کرو — رات سونے کے لئے بنائی گئی ھے —

ایکٹر: آہ! یہاں ایک لاس پڑی ھے! "ھمارے مجھلیوں کے حال میں ایک لاس پھنس گئی ھے!"، سرابرے کی ساعری!

سائں (جیختا ھے): لاس کچھ نہیں سنتی! لاس کچھ محسوس نہیں کرتی! جسے زور سے چاھو گلا پھاڑ کر چیخو! لاس کچھ نہیں سنتی!

(دروازے پر لوکا دکھائی دیتا ھے —)

پردہ

تیسرا ایکٹ

مکان کا پچھلا صحن جو کوڑے کرکٹ سے بھرا ھوا ھے — گھاس ھر طرف اگی ھوئی ھے — اسٹیج پر دور اینٹ کی اتنی بلند دیوار ھے کہ آسمان بھی دکھائی نہیں دیتا — اس دیوار کے آگے جھاڑیاں اگی ھوئی ھیں — دائیں طرف لکڑی کے کندوں کی کالی دیوار ھے — شاید کسی گئوشالے یا اصطبل کی دیوار ھے — بائیں طرف کوستی‌لیوف کا مکان ھے جس کے تہہ خانے میں کرایہ‌دار رھتے ھیں — مکان پرانا اور خستہ حال ھے — جگہ جگہ سے پلاستر اتر رھا ھے — یہ مکان کچھ ترچھا نظر آتا ھے اور اس کا پچھلا کونا صحن کے درمیان تک پھیلا ھوا ھے — اس طرح اینٹ کی دیوار اور گھر کے درمیان ایک تنگ گلی سی بن گئی ھے — اس گھر میں دو کھڑکیاں ھیں — ایک کھڑکی تو تہہ خانے کی ھے — دوسری کھڑکی کوئی چھ فٹ اونچی ھے اور پچھلی دیوار سے زیادہ قریب — گھر کے قریب کوئی بارہ فٹ لمبا لکڑی کا کندہ پڑا ھوا ھے — اس کے پاس ھی برف پر چلنے والی گاڑی اوندھی پڑی ھے — دائیں طرف والی عمارت کے پاس لکڑیوں اور

نختوں وغیرہ کا ایک ڈھیر ھے — دن دم توڑ رھا ھے
اور ڈوبتے سورج کی سرخ روشنی اینٹ کی دیوار کو
چمکا رھی ھے — بہار کی آمد آمد ھے — ابھی ابھی
برف پگھلی ھے اور جھاڑیوں کی کالی کالی شاخیں اب
تک ننگی ھیں اور نئی کونپلوں سے محروم — نتاشا اور
ناستیا لکڑی کے کندے پر بیٹھی ھوئی ھیں — لوکا اور
نواب برف پر چلنے والی گاڑی پر بیٹھے ھوئے ھیں —
کلیش دائیں طرف لکڑیوں کے انبار پر دراز ھے — بوبنوف
کا چہرہ تہہ خانے کی کھڑکی سے جھانک رھا ھے —

ناستیا (آنکھیں بند کرکے اپنی کہانی ایک خاص لے سے سناتی ھے اور ساتھ ھی سر کو آگے پیچھے ھلاتی جاتی ھے) : ھاں تو رات ھوئی اور وعدے کے مطابق وہ باغ کے کنج میں آیا — اور میں ھوں کہ انتظار کر رھی ھوں، ایک جگ بیت گیا — میں خوف اور غم سے کانپ رھی ھوں — اور وہ تھرتھرا رھا ھے اور اس کا رنگ بھی اڑ گیا ھے، بالکل فق اور اس کے ھاتھہ میں ایک پستول ھے...

نتاشا (سورج مکھی کے بیج چباتے ھوئے) : دیکھا؟ تو لوگ ٹھیک ھی کہتے ھیں کہ طالب علم کچھہ بھی کر گزرتے ھیں —

ناستیا : اور وہ سہمی ھوئی آواز میں کہتا ھے : میری جان، میرے دل کی رانی...

بوبنوف : ھو ھو! کیا کہا میری جان، میرے دل کی رانی؟

نواب : چپ! بات نہیں بھاتی تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لو، مگر بیچ میں ٹپ ٹپ ٹپکو مت، اسے بے پر کی اڑانے دو — اچھا تو پھر؟

ناستیا : ھاں تو کہنے لگا : میری جان، میری رانی!.. میرے ماں باپ کبھی بھی تم سے میرے شادی کرنے پر رضامند نہ ھوں گے —

وہ دھمکی دیتے ھیں اگر میں نے تم سے شادی کر لی تو زندگی بھر کو وہ مجھے عاق کر دیں گے — کہنے لگا — اس لئے ضروری ھو گیا ھے کہ میں اپنا کام تمام کر دوں — تم جانو اس کے ھاتھہ میں یہ بڑا سا پستول تھا اور اس میں گولیاں بھری ھوئی تھیں — اس نے کہا — اچھا خدا حافظ — میرے دل کی رانی، خدا حافظ! اب میں اپنا ارادہ نہیں بدل سکتا — میں تمہارے بغیر اب جی نہیں سکتا! میں نے کہا میرے دل کے راجہ! میرے فرھاد!

بوبنوف (تعجب سے) : کیا؟ کیا کہا؟ فساد؟

نواب (بے تحاشا قہقہہ لگاتے ھوئے) : تم بھول گئیں ناستیا! پچھلی بار تم نے گستن کہا تھا!

ناستیا (اچھلتے ھوئے) : چپ! شیطان چپ! اٹھائی گیرے، کتے کے پلے! جیسے تم محبت کو سمجھہ ھی تو سکتے ھو... بندر جانے ادرک کا سواد! لیکن میں جانتی ھوں سچی محبت کیا ھے!.. (نواب سے) تو کس کھیت کی مولی ھے! تو جو پتہ نہیں بڑا پڑھا لکھا بنتا ھے! تو جو بڑا کبھی بستر پر پڑا پڑا قہوے کی چسکیاں لیا کرتا تھا!

لوکا : بس بس ایک منٹ! اب اس کو مت ٹوکنا — اس کو اپنی کہنے دو! باتوں میں کیا رکھا ھے، اصل چیز تو یہ دیکھنے کی ھے کہ ان باتوں کے پیچھے کیا ھے... ھاں اصل بات یہ ھے! میری بچی، تم اپنی کہے جاؤ — ان کی پروا نہ کرو —

بوبنوف : وہ تو ھے کوا اور ھمارے سامنے چلتا ھے ھنس کی چال! ھاں آگے واقعہ سناؤ!

نواب : ھاں تو پھر؟

نتاشا : ان کی باتوں پر کان نہ دھرو — وہ ھوتے کون ھیں؟ وہ جلتے ھیں کیونکہ ان کی اپنی جھولی میں کچھہ نہیں، کیا سنائیں!

ناستیا (پھر بیٹھہ جاتی ھے) : میں نہیں سنانا چاھتی — اب آگے نہیں سناؤنگی — جب وہ میری باتوں پر یقین ھی نہیں کرتے،

جب وہ میری باتوں پر ہنستے ہیں تو... (یکایک چپ ہو جاتی ہے، ایک لمحہ خاموش رہتی ہے اور پھر آنکھیں بند کرکے زور زور سے جذباتی آواز میں ہاتھوں سے تال دیتے ہوئے کہانی شروع کر دیتی ہے جیسے دور سے آتی ہوئی موسیقی کی دھن سن رہی ہو) اور میں نے اس سے کہا: میری زندگی کے سرور! میرے دل کے سورج! مجھہ سے بھی اس دنیا میں تمہارے بغیر جیا نہ جائیگا کیونکہ میں جی جان سے تم پر مرتی ہوں اور جب تک میرے سینے میں دل دھڑکتا ہے دل سے تمہاری محبت کا نغمہ پھوٹتا رہیگا — لیکن اپنی زندگی کا چراغ گل نہ کرو — تمہارے ماں باپ کو اس چراغ کی بڑی ضرورت ہے — تم اکیلے ان کے دل کا سرور اور آنکھوں کا نور ہو — مجھے چھوڑ دو! میری جان، اس سے اچھا یہ ہے کہ میری زندگی تمہارے لئے گھل گھل کر ختم ہو جائے — میں بالکل اکیلی ہوں — میں ایسی ہوں کہ چپکے سے برباد ہو جاؤنگی — ایک ہی بات ہے — میری قیمت کیا ہے — اب میرے لئے کچھہ بھی باقی نہ رہا... کچھہ بھی نہیں، کچھہ بھی نہیں...

(اپنے ہاتھوں میں منہ چھپا لیتی ہے اور خاموشی سے روتی ہے —)

نتاشا (منہ پھیر لیتی ہے اور آہستہ سے بولتی ہے) روؤ مت — مت روؤ —

(لوکا مسکراتا ہے اور ناستیا کا سر سہلاتا ہے —)

بوبنوف (ہنستا ہے): شیطان کی خالہ! ایں؟

نواب (وہ بھی ہنستا ہے): کیا بابا، تم سمجھتے ہو یہ سچ ہے؟ یہ سب اس نے اس کتاب ''طوفان عشق،، سے اڑایا ہے — بکواس — خیر بکنے دو اسے!

نتاشا : تم کو مطلب؟ اپنی قینچی نہ چلاؤ— دیکھو، خود تمہارا کیا حال کر دیا ہے خدا نے—

ناستیا (غصے میں بھوت) : کھوکھلے انسان! خالی ڈھول! تمہارے سینے میں دل نہیں ہے! کہاں ہے تمہارا دل؟

لوکا (ناستیا کے ھاتھ تھامتا ہے) : میری بچی ہم یہاں سے چلے جائیں گے— ان کی پروا مت کرو— تم ٹھیک کہتی ہو— وہ ٹھیک نہیں کہتے— میں جانتا ہوں— جب تمہارے دل کو یقین ہے کہ تم نے سچی محبت کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے سچ مچ کی ہے— ہاں تم نے سچی محبت کا مزا چکھا ہے لیکن جن کے ساتھ تم رہتی ہو ان سے خفا نہیں ہونا چاہئے— کون جانے وہ جل کر ہنس رہے ہوں— کون جانے انہوں نے سچی محبت کا مزا کبھی چکھا ہی نہ ہو— کون جانے محبت انہیں بالکل نصیب ہی نہ ہوئی ہو— چلو چھوڑو!

ناستیا (اپنے ھاتھوں کو سینے پر دباتے ہوئے) : میری بات پر یقین کرو بابا! میں قسم کھاتی ہوں میں نے سچ کہا ہے— میں نے کہا وہ ایک طالبعلم تھا... وہ ایک فرانسیسی نوجوان تھا— اس کا نام تھا گاستن— اس کی داڑھی کالی تھی— وہ پٹینٹ کے جوتے پہنتا تھا— اگر میں جھوٹ کہتی ہوں تو اسی آن مجھے موت آ جائے! ہائے وہ مجھ سے کتنی محبت کرتا تھا! وہ مجھ سے کتنی محبت کرتا تھا—

لوکا : میں جانتا ہوں— میں تم پر یقین کرتا ہوں— کیا کہا تم نے پٹینٹ کے جوتے، ہے نا؟ ذرا سوچو! اور تم بھی اس سے محبت کرتی تھیں نا؟ (دونوں کونے میں غائب ہو جاتے ہیں—)

نواب : بیوقوف چھوکری! اس کا دل سونے کا ہے لیکن میں نے اس سے زیادہ احمق چھوکری آج تک نہیں دیکھی—

بوبنوف: آخر آدمی اس طرح جھوٹ کیوں ھانکنا چاھتا ھے؟ اور یوں قسما قسمی جیسے یہ کوئی عدالت ھو؟

نتاشا: سچ سے زیادہ جھوٹ بولنے میں مزا آتا ھے — میں بھی...

نواب: تم بھی؟ اچھا پھر؟

نتاشا: میں خواب دیکھتی رھتی ھوں، دیکھتی رھتی ھوں — اور انتظار کرتی رھتی ھوں —

نواب: کس کا؟

نتاشا (کھسیانی مسکراھٹ کے ساتھہ): میں نہیں جانتی — میں بس سوچتی رھتی ھوں... کہ کل... کوئی آئیگا... کوئی نرالا آدمی آئیگا — یا کوئی بات ھوگی... کوئی نرالی بات! میں انتظار کرتی رھتی ھوں — ھمیشہ انتظار کرتی رھتی ھوں — لیکن سچی بات تو یہ ھے کہ... انتظار کروں بھی تو کاھے کا، ایں؟

(خاموشی —)

نواب (ایک تلخ مسکراھٹ کے ساتھہ): انتظار کرنے کو کچھہ بھی نہیں — مجھے لے لو — مجھے کسی چیز کا انتظار نہیں — سب کچھہ ختم ھو چکا — گزر چکا — لد چکا — پھر؟

نتاشا: کبھی کبھی میں سوچتی ھوں کل اچانک میں مر جاؤنگی — اور پھر میرا دل بیٹھہ جاتا ھے — مجھے ٹھنڈا پسینہ آ جاتا ھے — گرمیوں کا موسم ایسی باتیں سوچنے کے لئے بہت اچھا موسم ھے کیونکہ بادل گرجتے ھیں اور بجلیاں کڑکتی ھیں — بڑی آسانی سے کوئی بجلی گر سکتی ھے اور جلا کر راکھہ کر سکتی ھے —

نواب: تمھاری زندگی بڑی مصیبت کی ھے — یہ سب تمھاری اس بہن کی کارستانی ھے — تمھاری بہن چڑیل ھے چڑیل!

نتاشا: اور اچھی چکاچک زندگی کس کی ھے؟ سب کی زندگی بری ھے — کیا میں دیکھتی نہیں؟

کلیش (اب تک وہ بے نیازی سے خاموش پڑا تھا — لیکن اس بات پر اچھل پڑتا ہے) : جھوٹ ہے یہ! سب کی زندگی بری نہیں ہے! اگر سب ہی کا یہ حال ہوتا تو اتنا برا نہ ہوتا — تو آدمی اس کی اتنی پروا نہ کرتا —

بوبنوف : کیا بچھو نے تجھے ڈنک مار دیا کہ تو ایک دم سے بھونکنے لگا!

(کلیش بڑبڑاتے ہوئے خاموش لیٹ جاتا ہے —)

نواب : چلوں اور ناستیا سے صلح صفائی کر لوں — نہیں تو بوتل کے پیسے مار لیگی...

بوبنوف : ہوں! لوگ کتنی صفائی اور لگن سے جھوٹ بولتے ہیں — ناستیا کی بات تو سمجھ میں آتی ہے — اس کو تو اپنے منہ پر رنگ تھوپنے کی عادت ہے — وہ اپنی روح پر بھی رنگ کی تھپائی کرنا چاہتی ہے — اپنی روح میں رنگ بھرنا چاہتی ہے — لیکن لوگ جھوٹ کیوں بولتے ہیں؟ اب اس لوکا کو لے لو کتنا بوڑھا ہے... اور بے تحاشا بے وجہ جھوٹ بولتا ہے... اچھا بتاؤ، وہ کیوں جھوٹ بولتا ہے؟

نواب (مسکراتے ہوئے ہٹتا ہے) : سب کا خون سفید ہے — لیکن سب اپنی روح میں رنگ بھرنا چاہتے ہیں —

لوکا (کونے سے نکلتے ہوئے) : حضور عالی، آخر تم پر کیا مصیبت آئی تھی کہ اس لڑکی کو پریشان کرکے رکھ دیا؟ اس کو اپنے آنسوؤں کا لطف اٹھانے دو — اگر آنسو بہانے سے اس کا جی ہلکا ہوتا ہے، اس کا جی خوش ہوتا ہے تو ہونے دو — تمہارا تو کچھ نہیں بگاڑتی نا؟

نواب : اس کی کھوپڑی میں بھس بھرا ہوا ہے بڑے میاں! اس کی باتیں سنتے سنتے کان پک گئے ہیں — آج راؤل کے گن

گائے جا رہے ہیں، کل گلستن کی مالا جپی جا رہی ہے... اور قصہ وہی ہے، ایک! بہر حال ـــــ میں چلوں اور اس سے صلح صفائی کر لوں ورنہ... (باہر جاتا ہے ـ)

لوکا: یہ ٹھیک ہے ـ ذرا اس سے اچھی طرح ڈھاڑس بندھانے کی باتیں کرنا ـ آدمی سے اگر اچھا برتاؤ کر لو تو اس سے کبھی کوئی نقصان نہیں ہوتا ـ

نتاشا: بابا، تمہارا دل سونے کا ہے ـ آخر تمہارا دل اتنا نرم کیوں ہے بابا؟

لوکا: نرم، کیا کہا؟ اگر تمہیں نرم نظر آتا ہے تو نرم ہی سہی ـ (اینٹ کی دیوار کے پیچھے سے اکارڈئین کی دھنیں اور گیت سنائی دیتا ہے) کسی نہ کسی کو اپنا دل نرم کرنا ہی چاہئے اس دنیا میں ـ لوگوں سے ہمدردی ہونی چاہئے ـ عیسی مسیح ہر شخص سے محبت کرتے تھے اور انہوں نے ہم سب کو محبت کرنے کا سبق پڑھایا ہے ـ سچ کہتا ہوں اگر وقت پر کسی آدمی پر ترس کھا لو تو اسے تباہی سے بچا سکتے ہو ـ سنو، مثال سنو! بہت دن بیتے ـ اس وقت میں ایک بنگلے میں چوکیدار تھا ـ یہ بنگلہ شہر تومسک کے قریب ایک انجنیر کا تھا ـ جنگلوں کے بیچوں بیچ تھا بنگلہ ـ جاڑے کا موسم تھا... ہر طرف حسن پھٹ پڑا تھا... اور میں بنگلے میں اکیلا تھا ـ ایک دن... کانوں میں شور سنائی پڑتا ہے... لگتا ہے کوئی بنگلے کے اندر گھس رہا ہے ـ

نتاشا: چور؟

لوکا: ہاں چور ـ اندر گھسنے کی کوشش کر رہے تھے ـ میں اٹھاتا ہوں اپنی بندوق اور نکلتا ہوں باہر ـ لو وہ سامنے ہی ہیں... دو چور کھڑکی کھولنے کے لئے ہاتھہ پیر مار رہے ہیں ـ اور اپنی دھن میں ایسے مگن کہ ان کو میری آہٹ بھی سنائی نہیں دیتی ـ میں چیختا ہوں ''اے بدمعاشو! بھاگ جاؤ یہاں

سے!،، وہ اپنی کلہاڑی اٹھا کر میری طرف مڑتے ھیں — میں اپنی بندوق چھتیاتا ھوں اور چلا کر کہتا ھوں... ''اگر ایک قدم بھی آگے بڑھے تو گولی سے اڑا دونگا!،، دونوں گھٹنے ٹیک دیتے ھیں اور گڑگڑانے لگتے ھیں اے بابا ھمیں جانے دو— لیکن اس وقت کلہاڑی کی وجہ سے میرے تلوے کی آگ سر میں پہنچ چکی ھے — میں ان سے کہتا ھوں: سور میں نے تم کو بھگایا مگر تم بھاگے نہیں... اور اب میں کہتا ھوں تم میں سے ایک جائے اور ان جھاڑیوں سے ایک چھڑی کاٹ لائے — وہ چھڑی کاٹ کر لاتے ھیں — میں کہتا ھوں: تم میں سے ایک جھکے اور دوسرا پیٹھ کی گرد جھاڑ دے چھڑی سے — اور دونوں نے ایک دوسرے کی خوب مرمت کی— اور جب یہ مرمت ختم ھوئی تو کہنے لگے: ''بابا، عیسی مسیح کے نام پر ھمیں کچھ کھانے کو دے دو— ھم بھوکے پیٹ ان دیہاتوں میں رینگ رھے ھیں —،، لو یہ ھیں چور! (ھنستا ھے) لو یہ رھی تمہاری کلہاڑی! دونوں دل کے بڑے اچھے تھے! میں ان سے کہتا ھوں ''تم سیدھے کیوں نہ آئے میرے پاس! مجھ سے کہتے بابا کھانے کو دو!،، بولے ''ھم جھولی پھیلا پھیلا کر تھک چکے ھیں! بھیک مانگتے مانگتے گلے میں کانٹے پڑ گئے مگر نہ دینا تھی کسی نے نہ دی —،، اس کے بعد دونوں جاڑے بھر میرے ساتھ رھے — ایک کا نام تھا استپان — وہ بندوق لیتا اور جنگل میں نکل جاتا — دوسرے کا نام تھا یاکوف — وہ ھمیشہ بیمار رھتا تھا — ھمیشہ کھانستا رھتا — ھم تینوں مل کر بنگلے کی چوکیداری کرتے — اور جب بہار کا موسم آیا: ''خدا حافظ بابا!،، اور چلے گئے کہیں پچھم کی طرف!

نتاشا: کیا وہ جیل سے بھاگے ھوئے قیدی تھے؟

لوکا: ھاں جیل سے بھاگے ھوئے تھے — بھاگے ھوئے — جہاں ان کو جلا وطن کیا گیا تھا وھاں سے رفوچکر ھو گئے تھے — اچھے

نوجوان تھے! اگر میں ان پر ترس نہ کھاتا تو وہ مجھے مار ڈالتے یا اور کوئی بری بات کر بیٹھتے — عدالت میں مقدمہ چلتا، جیل جاتے، سائبیریا کاٹتے... کس واسطے؟ جیل تو یہ سکھانے سے رہی آدمی کو کہ کیا ٹھیک ہے اور کیا ٹھیک نہیں — لیکن آدمی آدمی کو سکھا سکتا ہے کہ کیا ٹھیک ہے... اور یہ بڑا آسان ہے —

(خاموشی —)

بوبنوف : ہونہہ! اب مجھے لو... مجھے جھوٹ بولنا نہیں آتا — جھوٹ کیوں بولوں؟ میں تو بس یہ جانتا ہوں کہ سیدھے جاؤ اور منہ پر کھری کھری کہہ دو — ڈر کا ہے کا؟

کلیش (پھر اچھلتا ہے جیسے ڈنک مار دیا ہو کسی چیز نے — چیختا ہے) : سچ، کیسا سچ، کہاں کا سچ؟ (وہ اپنے چیتھڑوں پر ہاتھ مارتا ہے) لو یہ رہا تمہارا سچ! کام نہیں! طاقت نہیں! یہ ہے سچائی! کہیں پناہ نہیں! سر پر ایک چھپر کا سایہ نہیں! کتے کی موت مرنے کے سوا کوئی راستہ نہیں — لو یہ ہے تمہارا سچ، بڈھے شیطان! مجھے تمہارے سچ سے کیا کام؟ میں بس اتنا چاہتا ہوں کہ مجھے سانس لینے کی جگہ مل جائے... میں بس اتنا چاہتا ہوں کہ سانس لے سکوں اور زندہ رہ سکوں! میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے؟ تمہارے سچ کا میں کیا کروں، اچار ڈالوں؟ میں صرف زندہ رہنا چاہتا ہوں... لعنت ہو اس زندگی پر! لوگ مجھے زندہ بھی رہنے نہیں دیتے —— لو یہ ہے سچ!

بوبنوف : ذرا دیکھنا اس کے دل پر کیسی چوٹ لگی!

لوکا : یا خدا! لیکن سنو میرے دوست — تم...

کلیش (غصے میں کانپتے ہوئے) : تم سب سچ کا راگ الاپ رہے ہو! اور تم بڑے میاں ہر شخص کے دل پر پھاہا رکھنے کی کوشش کر رہے ہو! اور میں ہر شخص سے نفرت کرتا ہوں اور

یہ ہے سچ! سچ پر خدا کی مار، خدا کی پھٹکار! سمجھتے ہو؟ وقت آ گیا ہے کہ تم اتنی سی بات سمجھ لو! تمہارا سچ جائے جہنم میں! (گھر کے کونے کے پیچھے بھاگ جاتا ہے اور پلٹ کر دیکھتا ہے —)

لوکا: چ چ چ! یہ آدمی کتنا بدحواس ہو گیا ہے! کہاں گیا وہ؟

نتاشا: اس کا دماغ چل گیا ہے —

بوبنوف: بڑا مزا آیا — لگتا ہے ڈرامہ دیکھ رہا ہوں — تھوڑے تھوڑے دن پر یہ دورہ پڑتا ہے — اب تک وہ اس زندگی کا عادی نہیں ہوا ہے —

پیپل (گھر کے پیچھے سے دھیرے دھیرے آتا ہے): سلام دوستو! اچھا لوکا بابا کائیاں بڑے میاں، تم اب تک اپنی من گھڑت کہانیاں سنا رہے ہو؟

لوکا: ذرا دیکھتے وہ آدمی کس طرح چیخ کر بھاگا ہے یہاں سے!

پیپل: کون کلیش؟ کیوں اس کو کیا ہوا؟ ابھی میں نے اس کو یوں بھاگتے ہوئے دیکھا جیسے اس کے پیچھے کوئی جن جھپٹ رہا ہو —

لوکا: کوئی بھی جس کے دل پر ایسی چوٹ پڑی ہو اسی طرح بھاگتا نظر آئیگا...

پیپل (بیٹھتے ہوئے): مجھے یہ آدمی ذرا نہیں بھاتا — بڑا مغرور ہے — اس کے دل میں زہر بھرا ہوا ہے — (کلیش کی نقل اتارتے ہوئے) "میں... میں مزدور ہوں!"، جیسے سرخاب کے پر لگ گئے ہوں! جاؤ جاؤ کام کرنا چاہتے ہو تو کرو کام، لیکن اتنا اکڑفوں کیوں دکھاؤ؟ اگر آدمی کی قیمت کا دارومدار اس پر ہے کہ وہ کتنا کام کرتا ہے تو گھوڑا ہر آدمی سے اچھا ہے —— رات

دل بوجھ کھنچا رہتا ہے لیکن منہ سے اف نہیں کرتا! نتاشا! تمہارے لوگ گھر پر ہیں؟

نتاشا: وہ قبرستان گئے ہیں — اس کے بعد ان کا ارادہ گرجا جانے کا تھا —

پیپل: اسی لئے اس وقت تم کو اطمینان کی سانس لینے کا موقع ہاتھ آگیا —

لوکا (سوچتے ہوئے یوسوف کی طرف مڑتا ہے): سچ —— یہی کہا نا تم نے؟ سچائی ہمیشہ لوگوں کی بیماری کا علاج نہیں کرتی — تم ہمیشہ اسے سچ سے لوگوں کے دل پر پھاہا نہیں رکھ سکتے — ایک بار کا واقعہ سنو... ایک آدمی تھا، اس کو یقین تھا کہ ایک ایسی نگری ہے جہاں حق اور انصاف کا راج ہے —

یوسوف: کیا کہا؟

لوکا: ایک ایسی نگری جہاں حق اور انصاف کا راج ہے — وہ کہتا ''دنیا میں ایک ایسی نگری ضرور ہے جہاں حق اور انصاف کا راج ہو —،، ہاں وہ یوں سوچتا: ''اس نگری میں ایک خاص قسم کے لوگ آباد ہوں، ایسے لوگ جو ایک دوسرے کا مان کریں، جو چھوٹی سے چھوٹی باتوں میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں — اس نگری میں ہر چیز شاندار ہو —،، اور وہ حق اور انصاف کی نگری تلاش کرنے نکل کھڑا ہوا — وہ غریب آدمی تھا اور زندگی اس کی کٹھن تھی — بعض مرتبہ حالت ایسی بگڑ جاتی کہ لگتا کہ اب اس کے لئے کچھ بھی باقی نہیں رہا —— اب اس کے سامنے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ چپ چاپ لیٹ رہے اور موت کی گود میں سو جائے — لیکن وہ ہمت نہیں ہارا — وہ مسکراتا اور کہتا ''کوئی بات نہیں — میں اس دکھ کو سہار لے جاؤنگا — میں کچھ اور انتظار کرونگا اور پھر اس زندگی کو خیر باد کہونگا اور حق اور انصاف کی نگری میں چلا جاؤنگا —،، اس کی زندگی

میں یہ ایک خیال خوشی کے چراغ روشن کرتا تھا —— یہی ایک خیال —— حق اور انصاف کی اس نگری پر اس کا یقین —

پیپل : کیا وہ کبھی اس نگری میں پہنچا بھی؟

بوبنوف : کہاں؟ ہو ہو!

لوکا : ہاں یہ واقعہ سائبیریا کا ہے... ہاں تو پھر اس گاؤں میں جہاں وہ رہتا تھا ایک بڑا ودوان جلا وطن ہو کر آیا — اس کے پاس کتابیں تھیں، نقشے تھے اور وہ سب کچھ جو ایک ودوان کے پاس ہوتا ہے — اور جانتے ہو اس غریب آدمی نے اس ودوان سے کیا کہا — کہنے لگا... ''مجھ پر رحم کرو اور بتاؤ حق اور انصاف کی یہ نگری کہاں ہے اور وہاں تک پہنچنے کا کیا راستہ ہے؟،، فوراً اس ودوان نے اپنی کتابوں کے انبار میں سے ایک کتاب نکالی اور نقشہ کھولا —— ڈھونڈتے ڈھونڈتے اسے پسینہ آ گیا، مگر حق اور انصاف کی وہ نگری اسے نہ ملنا تھی، نہ ملی — ہرچیز اپنی جگہ پر ہے، سارے نگر ہیں نقشے میں مگر حق اور انصاف کی اس نگری کا کہیں پتہ نہیں!

پیپل (دبی ہوئی آواز میں) : کہیں پتہ نہیں!

(بوبنوف ہنستا ہے -)

نتاشا : ہنسنا بند کرو — ہاں بابا پھر...

لوکا : لیکن اس آدمی کو یقین نہیں آتا، کہنے لگا ''کہیں نہ کہیں ضرور ہوگی یہ نگری — ذرا ٹھیک سے دیکھو — کیونکہ یہ نگری نہیں ملتی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمہاری یہ ساری کتابیں اور نقشے کوڑی کام کے نہیں —،، اس ودوان کو بھلا یہ سننے کی تاب کہاں — بولا ''میرے نقشے بہترین ہیں، لیکن دنیا میں حق اور انصاف کی نگری کا کوئی وجود نہیں —،، اس پر اس غریب کو تاؤ آ گیا — وہ بولا ''یہ کیا تک ہے! لو میں نے پوری زندگی اسی آس میں کاٹ دی کہ اس قسم کی کوئی نگری

ضرور ہوگی اور اب تمہارے نقشے کہتے ہیں ایسی نگری کا نام نشان نہیں — یہ ہے کھلا دھوکا! ذلیل کمینے، تو بدمعاش ہے، ودوان نہیں!،، ایک گھونسہ جڑ ہی تو دیا اس کی کنپٹی پر—— پھر دوسرا گھونسہ!.. (ایک لمحے کو رکتا ہے) اس کے بعد وہ گھر گیا اور گلے میں پھندا ڈال کر جھول گیا —

(ہر شخص خاموش ہے — لوکا مسکراتے ہوئے پیپل اور نتاشا کو دیکھتا ہے—)

پیپل (آہستہ سے) : خدا سمجھے تم سے! بڑی پھیکی ہے تمہاری کہانی!

نتاشا : وہ دھوکا سہار نہ سکا —

بوبنوف (خفگی سے) : ایک اور من گھڑت کہانی —

پیپل : ہونہہ... تو معلوم ہوا کہ حق اور انصاف کی نگری کا کوئی نام نشان نہیں ہے!

نتاشا : مجھے اس آدمی پر بڑا ترس آتا ہے —

بوبنوف : یہ سب من گھڑت ہے — ہو ہو! حق اور انصاف کی نگری! یہ سب اس کا خیالی پلاؤ ہے! ہو ہو! (کھڑکی سے ہٹ جاتا ہے —)

لوکا (بوبنوف کی کھڑکی کی طرف سر ہلا کر اشارہ کرتا ہے) : ہنستے ہو، چ چ چ! (رکتا ہے) اچھا دوستو، خوش رہو، جلد ہی میں اپنا راستہ ناپونگا —

پیپل : کہاں جا رہے ہو؟

لوکا : یو کرین — سنا ہے وہاں لوگوں نے ایک نیا مذہب شروع کیا ہے — ذرا میں اس کی ایک جھلک دیکھنا چاہتا ہوں — لوگ ہمیشہ کھوج میں رہتے ہیں — ہمیشہ کوئی بہتر چیز ڈھونڈتے رہتے ہیں — اللہ ان کی مدد کرے —

پیپل: کیا خیال ہے تمہارا... کیا کبھی ان کو وہ چیز مل جائیگی جو وہ ڈھونڈ رہے ہیں؟

لوکا: بے شک مل جائیگی — ڈھونڈنے والے کو تو خدا بھی مل جاتا ہے — آدمی تن من دھن سے کسی چیز کی تلاش میں نکل جاتا ہے تو اپنی منزل پر کبھی نہ کبھی پہنچ ہی جاتا ہے —

نتاشا: ہاں دل کی دولت ملے جب نا! کوئی راستہ پائے جب نا!

لوکا: لوگ ڈھونڈ رہے ہیں راستہ! لیکن بیٹی ہمیں ان کی مدد کرنی چاہئے — ہمیں ان کی عزت کرنی چاہئے —

نتاشا: میں کس طرح ان کا ہاتھہ بٹا سکتی ہوں؟ مجھے تو خود سہارا چاہئے —

پیپل (عزم کے ساتھہ): میں تم سے پھر بات کرنا چاہتا ہوں نتاشا — میں پھر تم سے کہونگا — یہاں پر بابا کے سامنے —— بابا کو سب معلوم ہے — تم میرے ساتھہ چلی چلو!

نتاشا: کہاں جائیں گے ہم؟ جیل؟

پیپل: میں کہہ چکا ہوں — میں چوری چھوڑ دونگا — میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں چوری چھوڑ دونگا — ایک بار کہہ دیا تو کرکے دکھا دونگا — میں لکھنا پڑھنا جانتا ہوں — میں کام کرونگا — بابا کہتا ہے —— ہم اپنی خوشی سے سائبیریا چلے جائیں — کیوں چلیں نا؟ کیا تم سمجھتی ہو میں اس زندگی سے نفرت نہیں کرتا؟ اف نتاشا! میں سمجھتا ہوں... میں سب دیکھتا ہوں — میں یہ کہہ کر دل کو تسکین دے لیتا ہوں، وہ لوگ جو اپنے آپ کو ایماندار کہتے ہیں، مجھہ سے زیادہ چوری کرتے ہیں — لیکن اس سے بات نہیں بنتی — میں یہ نہیں چاہتا — مجھے کسی چیز کا پچھتاوا نہیں ہے اور نہ میں جانتا ہوں ضمیر کون سی چڑیا ہے — لیکن ایک چیز ہے جس پر میں یقین

رکھتا ہوں: یہ کوئی جینے کا ڈھنگ نہیں — آدمی کو اچھی طرح جینا چاہئے — اس طرح جینا چاہئے کہ آدمی اپنی عزت آپ کر سکے —

لوکا: یہ ہے گر کی بات، میرے لڑکے! خدا تمہاری مدد کرے! عیسی مسیح کی رحمت ہو تم پر! یہی تو ہے گر کی بات: آدمی کو اپنی عزت آپ کرنی چاہئے —

پیپل: میں بچپن ہی سے چور ہوں — مجھے ہمیشہ کہا گیا: لو یہ ہے واسیا چور — واسیا چور کا بیٹا — اچھا تو یہ سوچتے ہو تم؟ ایں؟ اچھا تو پھر میں چور بن کے دکھا دونگا — چور! دیکھه لیا؟ کون جانے شاید میں انتقام لینے کو چور بن بیٹھا — ہو سکتا ہے آج میں چور اس وجہ سے ہوں کہ لوگوں کو مجھے چور کہنے کے سوا کسی اور نام سے پکارنے کا خیال نہ آیا — لیکن تم نتاشا کوئی اور نام دو تو؟ ہاں اگر تم؟..

نتاشا (غمزدہ): کچھه ایسا ہے کہ مجھے لوگوں کے کہے پر یقین ہی نہیں آتا — اور آج میں بہت پریشان ہوں — میرا دل بیٹھا جا رہا ہے — لگتا ہے جیسے کچھه ہونے والا ہے — واسیا آج تم یہ تار نہ چھیڑتے تو اچھا تھا —

پیپل: پھر کب؟ میں نے آج پہلی بار تم سے یہ سب نہیں کہا ہے —

نتاشا: میں کیوں جاؤں تمہارے ساتھه؟ اور رہی تم سے محبت کی بات... سو میں کہه نہیں سکتی کہ میرے دل میں کوئی تمہاری اتنی چاہت ہے — کبھی کبھی تم مجھے اچھے لگتے ہو اور پھر ایسا ہوتا ہے کہ میں تمہاری صورت بھی دیکھنا نہیں چاہتی — لگتا ہے میرے دل میں تمہاری محبت نہیں — جب آدمی کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کو اپنے محبوب میں کوئی داغ نظر نہیں آتا — لیکن مجھے تم میں داغ نظر آتا ہے —

پیپل : ڈرو مت — میں تمہیں محبت کرنا سکھا دونگا — تم ہاں کہہ دو اور بس — ایک برس سے زیادہ ہوا تم میری آنکھوں میں کھبی ہوئی ہو — میں دیکھتا ہوں کہ تم اچھی اور ایمان دار لڑکی ہو... تم پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے — میرا دل تیرا غلام ہو گیا ہے نتاشا!

(اوپر والی کھڑکی میں واسی‌لیسا اپنی پوری سج دھج کے ساتھہ نظر آتی ہے — وہ چپکے سے ان کی باتیں سنتی ہے — وہ کھڑکی کے چوکھٹے کے پیچھے کچھہ کچھہ چھپی رہتی ہے —)

نتاشا : تمہارا دل میرا غلام ہو گیا ہے، ہے نا؟ اور میری بہن کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

پیپل (بیقراری سے) : اس کا کیا ہے؟ اس کی جیسی لوڑیوں کے مول ماری پھرتی ہیں —

لوکا : اس کے بارے میں نہ سوچو میری اچھی نتاشا — جب آدمی کو روٹی نہ ملے تو وہ گھاس تو کھائیگا ہی —

پیپل (آزردگی سے) : مجھہ پر ترس کھاؤ — یہ زندگی کوئی پھولوں کی سیج نہیں — کتے کی زندگی ہے یہ — اس میں کوئی سکھہ نہیں — جیسے آدمی دلدل میں پھنس گیا ہو، جدھر ہاتھہ مارو ہاتھہ دھنستا چلا جائے — دلدل جو ٹھہری — وہ بہن تمہاری... میں سمجھا تھا وہ کچھہ اور ہوگی — اگر وہ روپیہ کی اتنی لالچی نہ ہوتی تو میں اس کی خاطر کیا نہ کرتا — کاش وہ صرف میری ہوتی! لیکن وہ کچھہ اور چاہتی تھی... وہ روپیہ چاہتی تھی — وہ چاہتی تھی نہ آگے ناتھہ ہو، نہ پیچھے پگھا — من مانی کرتی —— جیسے جی چاہتا کھل کھیلتی — وہ میری مدد نہ کر سکی — لیکن تم —— تم سرو کے جوان درخت کی طرح ہو —— جو لچکتا ہے ٹوٹتا نہیں —

لوکا : میری بچی، میری مانو تو کہوں — بیاہ کر لو اس سے — یہ جوان برا نہیں — تم اس کو یاد دلاتی رہو کہ وہ اچھا ہے — اسے یہ بات بھولنے مت دو — وہ تمہاری بات کا یقین کریگا — تم یہ کہتے کبھی نہ تھکنا : ''تم ایک بھلے آدمی ہو، واسیا! یہ مت بھولو واسیا!،، ذرا سوچو میری بیٹی اور دوسرا راستہ کیا ہے تمہارے لئے؟ وہ جو ہے بہن تمہاری — بڑی چڑیل ہے، ڈائن ہے — اور اس کا میاں — اس کے لئے تو سڑا سے سڑا لفظ بھی کافی نہیں — بس یہ ہے تمہاری دنیا یہاں — بتاؤ اور دوسرا راستہ کیا ہے؟ اور یہ ہٹا کٹا تگڑا جوان ہے —

نتاشا : میرے لئے اور کوئی راستہ نہیں — میں جانتی ہوں — میں سوچ چکی ہوں — صرف ...ہاں مجھے کسی کا اعتبار نہیں آتا — لیکن کیا کروں... اور کوئی راستہ بھی نہیں —

پیپل : ہاں راستہ ہے، ایک اور راستہ ہے — پر میں تم کو اس راستے پر چلنے نہیں دونگا — میں تمہیں مار ڈالونگا مگر اس راستے پر چلنے نہ دونگا —

نتاشا (مسکراتے ہوئے) : میں ابھی تمہاری بیوی نہیں بنی ہوں — لو تم ابھی سے مجھے مار ڈالنے کی سوچ رہے ہو —

پیپل (اس کو گلے لگاتے ہوئے) : بھول جاؤ نتاشا! یہی ہونا ہے، یہی ہونا چاہئے —

نتاشا (گلے لگاتے ہوئے) : ایک بات کہہ دوں واسیا... میں خدا کی قسم کھاتی ہوں — تم نے اگر مجھ پر ہاتھ اٹھایا یا اور کوئی ایسی ویسی بات کی تو جان لو... مجھے اپنی اتنی سی پروا نہیں — میں خود اپنی جان لے لونگی یا...

پیپل : جو میں تم پر ہاتھ اٹھاؤں تو میرے ہاتھ کٹ جائیں!

لوکا: میری بیٹی پروا نہ کرو! جسی تم کو اس کی ضرورت ہے، اس سے زیادہ اس کو تمہاری ضرورت ہے —

واسی‌لیسا (کھڑکی میں سے): رستہ طے ہو گیا نا! آج کے دن سے محبت، عزت اور وفا کا راگ چھڑ گیا نا!

نتاسا: لو وہ لوگ تو لوٹ آئے! یا اللہ! انہوں نے دیکھ لیا! آہ واسیا!

پیپل: تم کو ڈر کاہے کا؟ اب کس کی مجال ہے جو تم کو آنکھ اٹھا کر دیکھ لے!

واسی‌لیسا: ڈرو مت نتاسا — وہ تمہاری پٹائی نہیں کریگا — وہ نہ پٹ سکتا ہے نہ پیار کر سکتا ہے — یہ میں خوب جانتی ہوں —

لوکا (دبی آواز میں): اف یہ عورت! ناگن ہے ناگن!

واسی‌لیسا: وہ تو بس باتیں بناتا اور شیخی بگھاڑنا جانتا ہے —

کوستی‌لیوف (آتا ہے): نتاسا تو یہاں کیوں مر رہی ہے، کاہل چڑیل! باتیں بگھلا رہی ہے؟ اپنے رشتہ‌داروں کا دکھڑا رو رہی ہے، اور اب تک سماوار تک تیار نہیں کیا، میز تک نہیں لگائی؟

نتاسا (جاتے ہوئے): لیکن تم تو گرجا گھر جا رہے تھے —

کوستی‌لیوف: ہم کہاں جا رہے تھے اس سے تمہیں مطلب! یاد رکھو، جو کچھ تم سے کہا جائے، جو حکم دیا جائے کیا کرو —

پیپل: اپنی بڑبڑ بند کرو! اب وہ تمہاری لونڈی نہیں رہی! نتاسا مت جاؤ! کوئی کام نہ کرو ان کا!

نتاسا: حکم نہ چلاؤ کہ مجھے کیا کرنا چاہئے — ابھی تمہارا وقت نہیں آیا — (باہر چلی جاتی ہے —)

پیپل (کوستی‌لیوف سے): اب اس سے ہاتھ دھو لو! بہت زیادہ تم اپنا سکہ چلا چکے اس پر — اب وہ میری ہے!

کوستی لیوف: تمہاری؟ ارے واہ کب خریدا تم نے اس کو؟ کتنے دام کھرے کئے تم نے؟ ایں؟

(واسی لیسا ہنستی ہے —)

لوکا: یہاں سے چلے جاؤ واسیا!

پیپل: ذرا سنبھال کے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہنسنا بھول جاؤ اور گلا پھاڑ پھاڑ کر رونا شروع کر دو —

واسی لیسا: اوئی میں ڈر ہی تو گئی! میرا تو کلیجہ منہ کو آیا جا رہا ہے!

لوکا: چلے جاؤ واسیا! دیکھتے نہیں وہ تمہیں بھڑکا رہی ہے، اکسا رہی ہے؟

پیپل: آہ... اف ہاں — وہ جھوٹ بکتی ہے — تو جھوٹ بکتی ہے! وہ نہیں ہوگا جو تو چاہتی ہے!

واسی لیسا: واسیا اور دیکھہ لینا میں بھی وہ نہ ہونے دونگی جو میں نہیں چاہتی!

پیپل (اس کو گھونسہ دکھاتے ہوئے): دیکھہ لینگے! (باہر نکل جاتا ہے —)

واسی لیسا (کھڑکی سے غائب ہوتے ہوئے): دیکھہ لینا بڑی دھوم دھام سے تمہاری برات آئیگی...

کوستی لیوف (لوکا کے پاس جاتے ہوئے): تو یہاں کیا جھک مار رہا ہے بڈھے؟

لوکا: کچھہ بھی نہیں بڈھے —

کوستی لیوف: لوگ کہتے ہیں تم ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہو؟

لوکا: کب کا چلا جانا چاہئے تھا —

کوستی لیوف: کہاں جا رہے ہو تم؟

لوکا: جہاں سینگ سمائے —

کوستی‌لیوف: ہاں آوارہ جو ٹھہرے! ایک جگہ نچلے نہیں بیٹھہ سکتے تم ایں؟

لوکا: کہاوت ہے — لڑھکتے ہوئے پتھر پر کائی نہیں جمتی —

کوستی‌لیوف: پتھر تک یہ ٹھیک ہے — لیکن آدمی کو تو کسی ایک جگہ ٹک جانا چاہئے — آدمی آدمی ہے — تل چٹا نہیں... کہ ادھر ادھر رینگتا پھرے... آدمی کو چاہئے کہ کسی ایک جگہ اپنا گھر بسا لے اور دنیا میں اجنبی کی طرح مارا مارا نہ پھرے —

لوکا: اور اگر کوئی ہر جگہ اپنا گھر بنا لے تو؟

کوستی‌لیوف: اس کا مطلب ہوا کہ وہ آوارہ ہے، ناکارہ ہے — آدمی کسی نہ کسی مرض کی دوا تو ہو — آدمی کو کام کرنا چاہئے —

لوکا: خوب!

کوستی‌لیوف: ہاں آدمی کو کام کرنا چاہئے — یاتری ہے کیا؟ یاتری وہ ہے جو عجیب و غریب ہو — جو دوسروں کی طرح نہ ہو — ہاں اگر کوئی سچا یاتری ہو، کچھہ سرد گرم دیکھا ہو... اگر اس نے دنیا دیکھی ہو اور کچھہ سیکھا ہو... جس سے لوگوں کو کوئی مطلب نہیں تو پھر... ہاں اگر وہ سچ بھی کہتا ہے تو کیا ہوا، لوگ ہمیشہ سچ کب سننا چاہتے ہیں — اپنا سچ اپنے پاس رکھو! اگر کوئی سچا یاتری ہوگا تو اپنی زبان پر تالا ڈالے رہیگا یا اس طرح باتیں کریگا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے — اس کو چیزوں کو بدلنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے، نہ کسی چیز میں ٹانگ اڑانی چاہئے اور نہ بیکار لوگوں کو پریشان کرنا چاہئے — اسے کوئی مطلب نہیں لوگ جیسے چاہیں رہیں — اس کا کام تو بس یہ ہے کہ پاک صاف زندگی گزارے — اس کو کسی پہاڑ کی کھوہ میں یا جنگل میں بسیرا کرنا چاہئے

جہاں کسی کی نظر اس پر نہ پڑے — اس کو کوئی حق نہیں کہ لوگوں کے پھٹے میں پاؤں ڈالے اور ان کو بتاتا پھرے کہ کیا ٹھیک ھے اور کیا غلط — لیکن اس کو چاھئے کہ ھر شخص کے لئے دعا کرے... دنیا کے سارے گنہ‌گاروں کی مکتی کے لئے دعا کرے... تمہارے گناھوں کا اور میرے گناھوں کا کفارہ ادا کرے — اسی لئے تو وہ اس سنسار کی موہ مایا کو تیاگ دیتا ھے... ھاں تاکہ وہ عبادت کر سکے، دعا کر سکے — (رکتا ھے) لیکن تم... تم کس قسم کے یاتری ھو؟ تمہارے پاس تو پاسپورٹ تک نہیں — شریف آدمی کے پاس کم از کم پاسپورٹ تو ھو — دنیا بھر کے شریف لوگوں کے پاس پاسپورٹ ھوتا ھے ...

لوکا: کچھ لوگ لوگ ھیں اور کچھ انسان —

کوستی‌لیوف: مجھ سے یہ چالاکی نہیں چلیگی! یہ ساری پہیلیاں رکھو اپنی جیب میں — میں جانتا ھوں میں تم سے کم نہیں ھوں — یہ تم کیا بگھار رھے ھو لوگ اور انسان؟..

لوکا: اس میں کوئی پہیلی نہیں ھے — میں تو بس اتنی سی بات کہہ رھا ھوں کہ ایک زمین ھوتی ھے زرخیز، دوسری بنجر — اور زرخیز زمین پر چاھے تم کچھ بھی بوؤ فصل ضرور آئیگی — اور بس!

کوستی‌لیوف: مطلب؟

لوکا: اپنے آپ کو ھی لے لو — اگر خود اللہ میاں بھی آسمان سے اتر کر آئیں اور کہیں: ”اے میخائل —— تم انسان بنو!“، تو اس سے کیا فرق پڑ جائیگا — تم وھی رھوگے جو ھو —

کوستی‌لیوف: ھوں!.. سنتے ھو، میری بیوی کا چچا پولیس کا آدمی ھے — اگر میں...

واسی‌لیسا (آتی ھے): چائے تیار ھے میخائل ایوانووچ —

کوستی‌لیوف (لوکا سے): دور ھو جاؤ یہاں سے — خبردار جو اس گھر میں پھر میں نے تم کو دیکھا!

واسی‌لیسا: بڈھے! خیریت اسی میں ھے کہ دفان ھو جاؤ یہاں سے— تمہاری زبان چپڑ چپڑ چلتی ھے— تم بھاگے ھوئے قیدی ھو یا جانے کون؟

کوستی‌لیوف: آج کے آج نکل جاؤ یہاں سے، نہیں تو میں...

لوکا: نہیں تو تم اپنے چچا کو پکاروگے مدد کے لئے؟ جاؤ جاؤ، پکار دیکھو— جاؤ اور کہو تم نے ایک بھاگے ھوئے قیدی کو پکڑ لیا ھے— شاید تمہارے چچا کو انعام مل جائے—— یہی دو تین کوپک—

بوبنوف (کھڑکی سے): کیا بیچ رھے ھو؟ تین کوپک میں کیا بیچ رھے ھو؟

لوکا: یہ لوگ دھمکا رھے ھیں کہ مجھے بیچ دینگے—

واسی‌لیسا (اپنے شوھر سے): چلو چلو—

بوبنوف: تین کوپک میں؟ ذرا ھوشیار رھنا، بڑے میاں— دیکھنا کہیں یہ لوگ تم کو آدھے کوبک میں نہ بیچ دیں؟

کوستی‌لیوف (بوبنوف سے): بھوت، تو تم رینگ کر باھر آ لئے؟.. (بیوی کے ساتھہ جاتا ھے—)

واسی‌لیسا: اف یہ دنیا کتنے چوروں اور اچکوں سے بھری ھوئی ھے!

لوکا: کھاؤ پیو، اللہ تمہیں زیادہ دے!

واسی‌لیسا (مڑتے ھوئے): بند کرو اپنی زبان، بڈھے چنڈال!

(وہ اور اس کا شوھر دونوں مکان کے پیچھے غائب ھو جاتے ھیں—)

لوکا: میں آج رات کو کوچ کر جاؤنگا—

بوبنوف: بس یہ ٹھیک ھے— سب سے اچھا یہی ھے کہ آدمی وقت پر چلتا ھو جائے—

لوکا: تم نے سولہ آنے ٹھیک کہا —

بوبنوف: میں جانتا ہوں میں کیا کہہ رہا ہوں — میں نے تو اسی نسخے پر عمل کیا ہے — اسی وجہ سے میں جیل جاتے جاتے بال بال بچا —

لوکا: اچھا؟

بوبنوف: ہاں میں جیل جاتے جاتے بچا — لو سنو — میری عورت کی آنکھ ایک کاریگر سے لڑ گئی... اچھا کاریگر تھا... کتے کی کھال کو ریچھ کی کھال بنا دینا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا — بلی کو چھو دے تو کنگارو ہو جائے — خوب آدمی تھا — ہاں اسی سے میری عورت کی آنکھ لڑ گئی — اور دونوں ایسا شیر و شکر ہوئے کہ میں چوکس رہنے لگا کہ کہیں زہر نہ دے دیں یا کسی اور طرح میرا ٹکٹ نہ کٹا دیں — کبھی کبھی میں اپنی بیوی کی ٹھکائی بھی کرتا — اور پھر کاریگر میری مرمت کرتا — کم بخت گینڈا تھا گینڈا — ایک مرتبہ تو اس نے میری داڑھی ھی نوچ لی اور ایک پسلی توڑ دی — مجھے بھی تاؤ آ جاتا — ایک دن میں نے لوہے کا چھڑ دے مارا اپنی بیوی کے سر پر اور وہ اکھاڑہ جما، وہ اکھاڑہ جما کہ مت پوچھو — میں نے دیکھا اس سے کچھ ہاتھ نہیں آنے کا... وہ میرا صفایا کر دینگے! اس لئے میں نے طے کیا کہ وہ میرا کام تمام کرے اس سے پہلے میں ھی اس کو جہنم کا راستہ دکھا دوں — میں نے سب طے کر لیا — لیکن میں نے وقت پر خود کو سنبھال لیا اور وہاں سے چلتا ہو گیا —

لوکا: یہ بہت اچھا ہوا... چھوڑو ان کو، اب جی بھر کے کتوں کو ریچھ بناتے رہیں —

بوبنوف: مگر دوکان تو بیوی کی تھی اور دیکھ لو میرا جو انجام ہوا — سچ بتاؤں ... میں تو پوری دوکان کو شراب میں گھول کر پی جاتا — اسی پینے کے ہاتھوں تو... دیکھو کیا درگت بن گئی...

لوکا: پینے کے ہاتھوں، ایں؟

بوبنوف: میں بلا کا شرابی ہوں — میں اپنی کھال چھوڑ کر سبھی کچھ پی جاتا ہوں — اور میں کاھل بھی ہوں — تم نہیں جانتے اف مجھے کام کرنے سے کتنی نفرت ہے!

(ساتن اور ایکٹر آتے ہیں — وہ بحث کر رہے ہیں —)

ساتن: بکواس، تم نہیں جاؤگے — تم اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہو — بڑے میاں! تم اس کے کان کیسی واہی تباہی سے بھرتے رہے ہو؟

ایکٹر: جھوٹ بکتے ہو! بابا کہدو اس سے، وہ بکتا ہے! میں تو جا کر رم لونگا — میں نے آج کام کیا —— سڑک صاف کی — اور میں نے ایک گھونٹ نہیں پی — ذرا سوچو! .. دیکھو یہ رہے —— تیس کوپک اور میرا دماغ ٹھیک ہے!

ساتن: بیوقوف! لاؤ ادھر بڑھاؤ پیسے! میں پی جاؤنگا یا تاش میں ہار جاؤنگا —

ایکٹر: بس بس منہ دھو رکھو — اس سے میں ٹکٹ خریدونگا —

لوکا (ساتن سے): آخر تم اس کو سیدھے راستے سے کیوں بھٹکانا چاھتے ہو؟

ساتن: "اے جادوگر، اے خدا کے چہیتے جادوگر، بتا میری پیشانی پر کیا لکھا ہے؟"، میں تو سب کچھ کھو چکا — بھائی! میرا سب کچھ لٹ چکا! بابا، پھر بھی دنیا امید پر جیتی ہے — اس دنیا میں مجھ سے بڑے بڑے مداری پڑے ہوئے ہیں —

لوکا: کونستانتین، تم اچھے آدمی ہو، بڑے مست شاہ!

بوبنوف: ایکٹر! یہاں آؤ!

(ایکٹر کھڑکی تک جاتا ہے اور دوزانو بیٹھتے ہوئے دھیمی آواز میں بوبنوف سے بات کرتا ہے —)

ساتن: میں جوانی میں بڑا زوردار تھا — وہ دن یاد کرتا ہوں تو کتنا مزا آتا ہے — میں بڑا رنگین‌مزاج نوجوان تھا — کیا اچھوتا ناچتا تھا، کیا پارٹ کرتا تھا اسٹیج پر، ہمیشہ لوگوں کو ہنساتا رہتا تھا — میں دل میں کھب جانے والا نوجوان تھا —

لوکا: اچھا تو تمہاری گاڑی پٹری سے کیسے اتر گئی؟

ساتن: بڑے میاں ٹوہ لگانا اور دل کا بھید پانا خوب جانتے ہو — تم سب کچھ جاننا چاہتے ہو، سب کچھ، ہے نا؟ لیکن کیوں بھلا؟

لوکا: میں ذرا اس قصے کو سمجھنا چاہتا ہوں — لیکن جب میں تم کو دیکھتا ہوں تو میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا — خوب آدمی ہو تم کونستانتین — تم بڑے ہوشیار ہو — اور پھر بھی...

ساتن: بابا یہ سارا گل جیل کا کھلایا ہوا ہے — میں نے چار برس اور سات مہینے جیل کاٹی ہے — اور جیل کاٹنے کے بعد بھلا منہ کون لگاتا —

لوکا: اوہو! اور جیل کی ہوا کیوں کھائی؟

ساتن: ایک بدمعاش کا خون کیا تھا — میں نے غصے میں آ کر اس کو مار ڈالا تھا — میں نے جیل میں تاش کھیلنا سیکھا... اور دوسرے گن بھی —

لوکا: کیا تم نے کسی عورت کے کارن اس کا کام تمام کیا تھا؟

ساتن: ہاں اپنی بہن کی خاطر — چھوڑو بھی بس کرو! میں نہیں چاہتا کہ لوگ مجھ سے سوال کریں — ہاں یہ بہت پہلے کی بات ہے — بہت دن ہوئے — میری بہن مر گئی — نو برس ہو گئے — بڑی پیاری بہن تھی میری —

لوکا: تم زندگی کا اتنا زیادہ غم نہیں پالتے — ذرا تم سنتے،

ایک ھی آن پہلے کس طرح وہ مستری دھاڑتا ھوا بھاگا ھے یہاں سے! چ چ چ!

ساتن: کون، کلیش؟

لوکا: ھاں کلیش — چیخنے لگا ''کام نہیں! کچھہ بھی نہیں!،،

ساتن: ھوتے ھوتے عادی ھو جائیگا! اور میں کیا کام کروں؟

لوکا (آھستہ سے): دیکھو، وہ آ رھا ھے...

(کلیش سر جھکائے ھوئے آھستہ آھستہ آتا ھے—)

ساتن: کہو رنڈوے! آخر تم سر کیوں جھکائے چلے آ رھے ھو؟ کیا سوچ رھے ھو؟

کلیش: میں سوچ رھا ھوں کیا کروں اب — اوزار نہیں رھے — کفن دفن میں کام آ گئے —

ساتن: میری صلاح سنو اور کچھہ نہ کرو — اس دھرتی کا بوجھہ بنے رھو!

کلیش: تمھارے لئے یہ سب کہنا ٹھیک ھے — لیکن مجھہ میں شرم باقی ھے —

ساتن: شرم باقی ھے — اس سے چھٹی پا لو — تمھیں کتے کی زندگی گزارتے دیکھہ کر لوگوں کو شرم نہیں آتی — ذرا سوچو — تم کام کرنا بند کر دو — میں کام کرنا بند کر دوں، سینکڑوں ھزاروں کام کرنا بند کر دیں... سب کام کرنا بند کر دیں، سمجھے؟ ھم سب کام کرنا بند کر دیں — کوئی بھی ایک تنکا نہ ھلائے! پھر کیا ھوگا؟

کلیش: ھم سب بھوکوں مر جائینگے!

لوکا (ساتن سے): تمھیں بھگوڑوں کے مت کے لوگوں سے جا ملنا چاھئے — لوگوں کا ایک گروہ ھے — ان کو بھگوڑے* کہتے ھیں —

---

* اس نام کا ایک مذھبی فرقہ — (مترجم)

ساتن : میں جانتا هوں — بابا وہ اتنے بیوقوف نہیں —

(کوستی‌لیوف کی کھڑکی سے نتاشا کی چیخ سنائی دیتی ھے
''بس! اوہ بس! میں نے کیا بگاڑا ھے؟ ،،)

لوکا (بیقراری سے) : نتاشا؟ کیا یہ نتاشا چلا رهی ھے؟

(کوستی‌لیوف کے گھر سے شور، برتنوں کے گرنے کی جھنکار، کوستی‌لیوف کی چیخ پکار سنائی دیتی ھے ''کتیا! رنڈی! ،،)

واسی‌لیسا : ٹھہر! ذرا رک جا! میں چکھاؤنگی مزا! لے اور لے! لے اور لے!

نتاشا : مار ڈالا، مار ڈالا... هائے یہ میری جان لے لینگے!

ساتن (کھڑکی کی طرف چیختا ھے) : اے لوگو سنتے هو!

لوکا (ادھر ادھر دوڑتا ھے) : واسیا! واسیا کو بلاؤ! یا خدا! بھلے لوگو! بھائیو!

ایکٹر (بھاگتا ھے) : لو میں جاتا هوں اور اسے بلاتا هوں —

بوبنوف : هر وقت اس کو پیٹتے رهتے هیں یہ لوگ!

ساتن : آؤ بڑے میاں — هم گواهی دینگے!

لوکا (ساتن کے پیچھے جاتا ھے) : میں گواہ کس کام کا — میں گواہ بن کر کیا کرونگا — همیں واسیا کی ضرورت ھے، همیں فوراً واسیا کی ضرورت ھے —

نتاشا : بہن! بہن! آ، آہ!

بوبنوف : اس کے منه میں کپڑا ٹھونس رهے هیں — ذرا میں جاؤں، جا کر دیکھوں —

(کوستی‌لیف کے فلیٹ میں شور اور هنگامہ آهستہ آهستہ دب جاتا ھے جس سے ظاهر هوتا ھے کہ لوگ کمرے سے

گلیارے میں پہنچ گئے ھیں — بڈھے کی آواز سنائی دیتی ھے ''بس!،، دروازہ دھڑ سے بند ھوتا ھے اور ایک گرج کلہاڑی کی طرح اس شور اور ھنگامے کو کاٹ کر رکھه دیتی ھے — اسٹیج پر خاموشی ھے — جھٹپٹا چھا رہا ھے—)

کلیش (بےنیازی کے عالم میں برف‌گاڑی پر بیٹھا ھوا ھے اور زور زور سے ھاتھه مل رہا ھے — وہ کچھه بڑبڑاتا ھے، شروع میں صاف سنائی نہیں دیتا اور پھر...) : لیکن کیوں کر؟ آدمی کو جینا تو پڑتا ھی ھے نا؟ (چیخ کر) ایک چھت نو ھو! مجھے اپنے سر پر ایک چھپر کی ضرورت ھے — میرا کوئی گھر نہیں! میرے پاس کچھه نہیں!.. آدمی اکیلا ھے! بالکل اکیلا ھے! اور یہی مصیبت ھے! کوئی اس کی مدد نہیں کرتا!

(وہ آھستہ آھستہ باھر نکل جاتا ھے— وہ بالکل جھکا ھوا چلتا ھے— چند لمحے تک ایک بھیانک خاموشی چھائی رہتی ھے — پھر اسٹیج کے باھر سے ایک مبہم سی بھنبھناھٹ اور شور سنائی دیتا ھے — یہ بھنبھناھٹ اور شور بڑھتا جاتا ھے اور قریب آتا جاتا ھے — اب الگ الگ آوازیں سنائی دیتی ھیں —)

واسی‌لیسا : میں اس کی بہن ھوں! مجھے اس سے نبٹنے دو!

کوستی‌لیوف : تمھیں کوئی حق نہیں —

واسی‌لیسا : مجرم...

ساتن : واسیا کو بلاؤ! جلدی کرو! اس کے دو ھاتھه دھر دو زوب!

(پولیس کی سیٹی سنائی دیتی ھے —)

تاتار (دوڑتا ہے — اس کا دایاں ہاتھ گردن کی پٹی میں لٹک رہا ہے) : یہ کیسا اندھیر ہے... دن دھاڑے قتل!

کریوائے زوب (میدویدیف. اس کے پیچھے پیچھے آتا ہے) : ہا! میں نے بھرپور جما دیا، یاد کریگا!

میدویدیف : تم —— تمہاری مجال کہ لڑتے پھرو؟

تاتار : اور تم؟ تمہارا فرض کیا ہے؟

میدویدیف (تاتار پر جھپٹتا ہے) : بس! لاؤ میری سیٹی لاؤ!

کوستی‌لیوف (بھاگتا ہے) : ابرام! پکڑ لو اس کو! اس نے قتل کیا ہے...

(کونے کے بیچھے سے کواشنیا اور ناستیا دونوں طرف سے پریشان حال نتاشا کو سہارا دیتے ہوئے آتی ہیں — ساتن الٹے پاؤں چلتا ہے اور واسی‌لیسا کو دھکیلتا ہے جو اپنی بہن پر جھپٹنے کی کوشش کر رہی ہے — الیوشکا اس کے گرد جن کی طرح اچھلتا کودتا ہے، اس کے کان میں سیٹی بجاتا ہے، چیختا ہے، چنگھاڑتا ہے — ان کے پیچھے پیچھے چیتھڑوں میں اٹے ہوئے لوگوں کا ایک ہجوم آتا ہے —)

ساتن (واسی‌لیسا سے) : چڑیل، چھنال، کیا کرنا چاہتی ہے تو؟

واسی‌لیسا : بھاگ جا تو جیل کے بھگوڑے! چاہے میری جان جائے میں اس کی تکابوٹی کرکے رہونگی!

کواشنیا (نتاشا کو دور ہٹاتی ہے) : بس بس واسی‌لیسا! شرم کرو! تم تو بالکل خونخوار بھیڑئیے کی طرح ٹوٹی پڑ رہی ہو!

میدویدیف (ساتن کو پکڑے ہوئے) : لو یہ رہے! آخر پکڑے گئے نا!

ساتن : دو چار ہاتھ جڑ دو زوب! واسیا! واسیا!

(سب اینٹ کی دیوار اور مکان کے درمیان گلیارے کے
پاس جمع ہو جاتے ہیں — نتاشا کو لےجاتے ہیں اور
دائیں طرف لکڑی کے تختوں کے ڈھیر پر بٹھا دیتے ہیں —)

پیپل (اچانک گلیارے سے چپ چاپ آتا ہے اور زور سے ہر شخص کو دھکے دیتے ہوئے آگے بڑھتا ہے): نتاشا کہاں ہے؟ تم...

کوستی‌لیوف (مکان کے پیچھے چھپتے ہوئے): ابرام! واسیا کو پکڑو! بھائیو آؤ واسیا کو پکڑنا لینا، لینا پکڑنا! چور! اچکا!

پیپل: بڈھے رذیل...

(ایک زور دار ہاتھ بڈھے کو رسید کرتا ہے — وہ کچھ
اس طرح چکرا کر گرتا ہے کہ مکان کے کونے کے پیچھے
سے اس کے سر اور کندھوں کے سوا اور کچھ نظر نہیں
آتا — پیپل لپک کر نتاشا کے پاس جاتا ہے —)

واسی‌لیسا: واسیا کو مارو لوگو! چور کو مارو لوگو!

میدویدیف (ساتن سے چیخ کر): اس سے دور ہی رہو! یہ گھریلو معاملہ ہے! یہ سب رشتہ‌دار ہیں! تم ان کے کون سے ہوتے سوتے ہو!

پیپل: یہ کیا قصہ ہے؟ کیا بگاڑا ہے اس نے؟ کیا اس نے تمہارے پیٹ میں چاقو گھونپ دیا ہے؟

کواشنیا: ذرا دیکھنا ظالموں نے کیا کر دیا ہے! اس کے پیروں کو کھولتے پانی سے جلا دیا ہے!

ناستیا: پورا سماور اس پر گرا دیا —

تاتار: کون جانے خود ہی الٹ گیا ہو— پہلے معلوم تو ہو قصہ کیا ہے — ہمیں غلطی نہیں کرنی چاہئے —

نتاشا (قریب قریب بیہوش ہوتے ہوئے) : واسیا مجھے یہاں سے لےچلو — مجھے کہیں چھپا دو —
واسی لیسا : ہائے میرے اللہ! ذرا دیکھو لوگو! میرا میاں مرا پڑا ہے! مار ڈالا!

(ہر شخص اس طرف گلیارے میں دوڑتا ہے جہاں کوستی لیوف پڑا ہے — بوبنوف ہجوم سے الگ ہوتا ہے اور واسیا پیپل کے پاس جاتا ہے —)

بوبنوف (دھیمی آواز میں) : واسیا! بڈھے کا کام تمام ہو گیا!
پیپل (اس کی طرف دیکھتا ہے جیسے اس کی سمجھ میں کچھ نہ آ رہا ہو) : امبولنس کو بلواؤ — اس کو ہسپتال لے جانا پڑیگا — میں اس سے حساب چکا لونگا!
بوبنوف : میں کہتا ہوں کسی نے بڈھے کا صفایا کر دیا!

(اسٹیج پر شور یکایک ختم ہو جاتا ہے جیسے پانی کے سیلاب نے آگ بجھا دی ہو — دبی دبی آواز میں فقرے سنائی دیتے ہیں : ''سچ؟،، ''برا ہوا!،، ''ہونہہ! چلو یہاں سے بھاگ چلیں!،، ''لعنت! جہنم میں جائیے!،، ''خبردار! پولیس کے آنے سے پہلے ہی کافور ہو جاؤ!،، بھیڑ چھٹنے لگتی ہے — بوبنوف اور تاتار چلے جاتے ہیں — ناستیا اور کواشنیا کوستی لیوف کی لاش کی طرف لپکتے ہیں —)

واسی لیسا (زمین سے اٹھتی ہے اور فاتحانہ شان سے چلاتی ہے) : مار ڈالا! یہ ہے خونی، اس نے میرے میاں کو مار ڈالا! یہ ہے واسیا کی کرنی! میں نے خود دیکھا! لوگو میں نے خود دیکھا! اچھا واسیا! پولیس!

پیپل (نتاشا کے پاس سے ہٹتے ہوئے) : مجھے جانے دو۔ میرے راستے سے ہٹ جاؤ! (بڈھے کو ایک نظر دیکھتا ھے اور پھر واسی‌لیسا کی طرف مڑتا ھے) اب کلیجہ ٹھنڈا ھو گیا نا؟ (لاش کو پیر سے چھوتا ھے) کتا مرگیا — تمہارے دل کی مراد بر آئی نا! ھو نہہ! تمہیں بھی کیوں نہ ساتھہ ھی چلتا کر دوں ایں؟ (اس پر جھپٹتا ھے — ساتن اور کریوائے زوب بیچ بچاؤ کر دیتے ھیں — واسی‌لیسا بھاگ کر گلیارے میں چلی جاتی ھے —)

ساتن : ذرا سوچو تم کیا کر رھے ھو!

کریوائے زوب : اررر... کہاں بھاگتے ھو؟

واسی‌لیسا (پھر دکھائی دیتی ھے) : اچھا اچھا میرے دوست واسیا! اب قسمت کا لکھا ٹالے نہیں ٹلیگا — پولیس — ابرام، سیٹی بجاؤ نا!

میدویدیف : شیطان میری سیٹی مار لے گیا —

الیوشکا : یہ رھی سیٹی! (وہ سیٹی بجاتا ھے اور میدویدیف اس کے پیچھے دوڑتا ھے —)

ساتن (پیپل کو نتاشا کے پاس لے جاتا ھے) : پریشان نہ ھو واسیا! وہ جھگڑے میں مارا گیا — یہ کوئی بات نہیں — تمہیں یہ سودا مہنگا نہیں پڑیگا!

واسی‌لیسا : واسیا کو پکڑو! اس نے مارا ھے میرے میاں کو! میں نے دیکھا اپنی آنکھہ سے!

ساتن : میں خود ھی دو تین بار اس کی مرمت کر چکا ھوں — میں جانتا ھوں اس کو ختم کرنے کے لئے ایک کرارا ھاتھہ کافی تھا — میں گواھی دونگا واسیا!

پیپل : مجھے صفائی کی ضرورت نہیں — میں واسی‌لیسا کو اس میں گھسیٹونگا — ھاں میں یہ کرکے رھونگا! یا خدا مدد! وہ یہی

چاهتی بھی — اس نے مجھه سے کہا تھا میرے میاں کو مار ڈالو — اس نے مجھه سے یه کروایا —

نتاشا (یکایک چیخ کر) : آہ!.. اب میں سمجھی! تو یه ھے سارا کھیل واسا! اوہ بھلے لوگو یه ان دونوں کا کیا ھوا ھے! یه ان کی سازش تھی! بہت اچھا واسیا! اسی لئے تم نے آج رات مجھه سے بات کی تھی! اس کو سنانے کو؟ لوگو مری بہن اس کی رنڈی ھے! تم سب جانتے ھو! سب جانتے ھیں! ان کی ملی بھگت ھے — اس نے... میری بہن نے اس سے کہا که مرے میاں کو مار ڈالو! میں اور میاں ان کے راستے میں تھے! اسی لئے انھوں نے مری یه گت بنائی!

پیپل : نتاشا! تم کیا کہه رھی ھو!

ساٹن : ھونہه، لعنت ھو!

واسی لیسا : کلموئی! جھوٹ بک رھی ھے! وہ... وہ رھا! واسا نے مرے میاں کو قتل کیا!

نتاشا : یه دونوں کا کیا ھوا ھے! تم پر خدا کی مار! دونوں پر!

ساٹن : یه چال ھے — ھوشیار واسا! تم کو پته بھی نه چلےگا اور یه تمہارے گلے میں پھندا ڈال دیںگے!

کریوائے زوب : مجھے تو سر پیر کا کچھه پته نہیں چلتا! اچھا تماشا ھے!

پیپل : نتاشا! کیا تم... کیا تم سچ مچ!.. تم کیسے یه سوچ سکتی ھو که میں... میں اس کے ساتھه...

ساٹن : نتاشا ذرا سوچو تم کیا کہه رھی ھو؟

واسی لیسا (گلیارے سے) : حضور، مرے میاں کو مار ڈالا — واسا پیپل نے مار ڈالا... اس چور نے... میں نے خود دیکھا داروغه جی! سب نے دیکھا!

نتاشا (نیم مدھوشی کے عالم میں تڑپتی ہے): بھلے لوگو یہ کارستانی میری بہن اور واسیا پیپل کی ہے — میری سنو داروغہ جی! میری بہن نے اس کو پٹی پڑھائی کہ کیسے!.. اس نے واسیا کو اکسایا — واسیا میری بہن کا یار ہے — وہ... وہ... خدا کی اس پر پھٹکار! دونوں کو لے جاؤ — ان کو جیل میں ڈال دو! اور مجھے بھی جیل میں ڈال دو! عیسی مسیح کا واسطہ مجھے جیل میں ڈال دو!

پردہ

چوتھا ایکٹ

وهی منظر جو پہلے ایکٹ میں تھا — وهاں اب وہ اوٹ
نہیں هے جس کی مدد سے پیپل کا کمرہ بنایا گیا تھا —
اور اس جگہ پر اب نہائی نہیں دکھائی دیتی جہاں
کلیش بیٹھا کرتا تھا — ایک کونے میں جہاں پیپل کا
کمرہ تھا اب تاتار ایک تختے پر لیٹا هوا کروٹیں بدل رها
هے اور کراہ رها هے — کلیش ایک میز پر بیٹھا اکارڈئین
کی مرمت کر رها هے اور باری باری سے اس کی بهاتی کو
دبا رها هے — میز کے دوسرے سرے پر ساتن، نواب
اور ناستیا بیٹھے هیں — ان کے سامنے ایک بوتل وودکا،
بیر کی تین بوتلیں اور کالی روٹی کا بڑا سا ٹکڑا رکھا هوا
هے — ایکٹر چولھے کے اوپر کروٹیں بدل رها هے اور
کھانس رها هے — رات — اسٹیج پر اس لالٹین کی روشنی
پھیلی هوئی هے جو میز پر رکھی هے — باهر تیز هوا
سایں سایں کر رهی هے —

کلیش : هنگامے اور بھگدڑ میں بڈھا صفا نکل گیا —
نواب : پولیس کے هاتھوں سے یوں نکلا جیسے آگ سے دھواں —
ساتن : هاں جس طرح روشنی سے اندھیرا بھاگتا هے —

ناستیا: بھلا آدمی تھا — مگر تم... تم آدمی نہیں ہو— تم کوڑا ہو کوڑا!

نواب (پیتے ہوئے): میری لال پان کی بیگم، تمہاری صحت کا جام!

ساتن: عجیب بڈھا تھا — اور لو ناستیا اس پر لٹو ہو گئی —

ناستیا: ھاں میں اس پر مرمٹی — یہ تو سچ ھے — اس کی نظر سب کچھ دیکھہ لیتی تھی — وہ سب کچھ تاڑ لیتا تھا —

ساتن (ھنستا ھے): وہ بوڑھوں کے لئے دلیا تھا دلیا —

نواب (ھنستا ھے): پھپھولوں کے لئے مرھم —

کلیش: اس کے دل میں ترس تھا لیکن تم... لیکن تم نہیں جانتے ترس کس چڑیا کا نام ھے —

ساتن: میرے ترس سے تمہارا کیا بھلا ھو جائیگا!

کلیش: میرا مطلب تم سے نہیں تھا — تم لوگوں پر ترس تو نہیں کھاتے لیکن ان کے گھاؤ پر نمک بھی نہیں چھڑکتے —

تاتار (تختے پر بیٹھتے ھوئے اپنے زخمی بازو کو یوں ھلاتا ھے جیسے وہ کوئی بچہ ھو): بڈھا اچھا آدمی تھا... وہ دل کا راستہ جانتا تھا — جو دل کا راستہ جانتا ھے وھی اچھا، جو دل کے راستے سے بھٹکا... مارا گیا!

نواب: دل کا راستہ... یہ کیسا قانون ھے احسن؟

تاتار: بھانت بھانت کے قانون ھیں — تم جانتے ھو کیسا قانون —

نواب: تو پھر!

تاتار: انسان کا دل نہ دکھاؤ — یہ ھے قانون!

ساتن: اس کو کہتے ھیں: ”مجرموں اور بدمعاشوں کے لئے قوانین تعزیرات“...

نواب: اور پھر اس کو ”عدالت کی سزاؤں کا قانون“ بھی کہتے ھیں...

تاتار: قرآن قانون ہے — تمہارا قرآن بھی قانون ہے — ہر شخص کا دل قرآن ہونا چاہئے — ہاں!

کلیش (اکارڈئین بجا کر جانچتے ہوئے): بھنبھناتا ہے — لعنت ہو— تاتار جو کہتا ہے سو ٹھیک ہے — لوگوں کو قانون کے اندر رہنا چاہئے — بائبل کے قانون پر چلنا چاہئے —

ساتن: پھر چلو نا، چلتے کیوں نہیں؟

نواب: ہاں ذرا چل کر دکھاؤ—

تاتار: رسول نے قرآن دیا — رسول نے فرمایا: ،،لو یہ ہے قانون — ہدایت کی مشعل ہے — اس کی روشنی میں چلو!،، پھر ایک وقت آتا ہے —— قرآن کافی نہیں -- نیا وقت نیا قانون -- ہر نیا وقت اپنے لئے ایک نیا قانون تیار کر لیتا ہے —

ساتن: ٹھیک کہتے ہو — اب ''قوانین تعزیرات،، کا وقت آ گیا ہے — ایک اچھے اور اٹل قانون کا وقت — ایسا اٹل قانون کہ ہزار توڑے نہ ٹوٹے، ہزار رگڑے نہ گھسے!

ناستیا (میز پر ایک گلاس پٹکتے ہوئے): ہاں آخر میں یہاں تم لوگوں کے ساتھ کیوں زندگی کاٹتی رہوں؟ میں یہاں سے چلی جاؤنگی... کہیں بھی... دنیا کے کنارے، اللہ میاں کے پچھواڑے!

نواب: ننگے پاؤں جاؤگی میری ملکہ؟

ناستیا: ہاں ننگی جاؤنگی — چاروں ہاتھ پاؤں پر رینگتے ہوئے جاؤنگی —

نواب: اوہ، دیکھنے کی چیز ہوگی... بڑھیا تماشا ہوگا! ذرا سوچو! چاروں ہاتھ پاؤں پر—

ناستیا: ہاں میں رینگتے ہوئے جاؤنگی — میں چلی جاؤنگی — کسی طرح تم سے پیچھا تو چھوٹے — کاش تم جانتے مجھے ہر چیز سے کیسی گھن آتی ہے — ہر آدمی سے، ہر چیز سے!

ساتن : جاؤ تو اپنے ساتھه ایکٹر کو بھی لے لینا — وہ بھی اسی یاترا پر جانے کے لئے پر تول رہا ھے — اس پر الھام ھوا ھے کہ اللہ میاں کے پچھواڑے ایک ھسپتال کھلا ھے جس میں ٹسم کا علاج ھوتا ھے —

ایکٹر (چولھے کے اوپر سے سر نکالتے ھوئے) : ٹسم نہیں جسم بیوقوف!

ساتن : ٹسم کا ھسپتال، شراب کے زھر سے سڑے ھوئے ٹسم کا ھسپتال!

ایکٹر : اوہ، وہ جا رھا ھے — گھبراؤ مت — وہ جا رھا ھے! دیکھه لینا!

نواب : وہ کون حضور عالی؟

ایکٹر : مابدولت!

نواب : تیرا شکر ھے —— کاھے کی دیوی... ھاں ڈرامے کی، ٹریجڈی کی دیوی کے پجاری — اس کا کیا نام ھے بھلا سا؟

ایکٹر : موزا! الو کی دم فاختہ! وہ دیوی نہیں... وہ تو موزا ھے —

ساتن : لاھیزا، ھیرا، افرودیت، انتروپس خدا ھی بہتر جانتا ھے کون؟ نواب، یہ سارا گل اسی بڈھے کا کھلایا ھوا ھے — اسی نے ایکٹر کو بالکل باولا بنا دیا —

نواب : بڈھا پاگل ھے —

ایکٹر : جاھل! وحشی! میل — پو — مینا! وہ ضرور چلا جائیگا، یقین مانو! بدمعاشو تمھارے سینے میں دل نہیں ھے! برانژے کہتا ھے ''تاریک فکر کے مکینو...'' دیکھنا اسے وھاں اپنی جگہ مل جائیگی جھاں... جھاں...

نواب : جھاں حضور عالی جھاں کچھه بھی نہ ھو —

ایکٹر : ھاں جھاں کچھه بھی نہ ھو... ''یہ گڑھا میرا مزار

ہوگا — میں بےبس اور بےاسرا اسی میں موت کی نیند سو جاؤں گا!،،
آخر تم لوگ جیتے کیوں ہو؟ ہاں کیوں؟

نواب: اے بقراط معظم! تم ہو کون، مہان اداکار کین یا راہ سے بھٹکے ہوئے راہی؟ چیخنا بند کرو!

ایکٹر: میں چیخونگا، جتنا جی چاہےگا چیخونگا!

ناستیا (میز سے سر اٹھاتی ہے اور ہاتھ جھٹکتی ہے): چیخو، اتنا چیخو کہ ان بہروں کے کانوں کے پردے پھٹ جائیں!

نواب: بیگم صاحبہ، کیا میں پوچھ سکتا ہوں اس میں کون‌سا نکتہ چھپا ہوا ہے؟

ساتن: اماں چھوڑو ان کو نواب میاں! گولی مارو! بھونکنے دو ان کو! چیختے چیختے ان کے پھیپھڑے پھٹ جائیں گے — یہ ہے گر کی بات! دوسروں کے پھٹے میں پاؤں نہ ڈالو — بڈھا ٹھیک ہی کہتا تھا — یہ سب اسی کے دم کا ظہورہ ہے — کم بخت نے تمام کرایہ داروں میں ایک کھلبلی مچا دی —

کلیش: اس نے سبز باغ دکھایا لیکن یہ تو بتایا ہی نہیں کہ وہاں تک پہنچنے کا راستہ کون سا ہے —

نواب: بڈھا ٹھگ تھا ٹھگ —

ناستیا: تم خود ہی ٹھگ ہو!

نواب: بیگم صاحبہ منہ میں لگام ڈالئے!

کلیش: رہی سچ کی بات سو... بڈھے کو سچ سے کچھ لینا دینا نہ تھا — وہ سچ کا بیری تھا اور ہونا بھی چاہئے تھا — ذرا سوچو سچ میں رکھا بھی کیا ہے — آدمی سچ کا راگ الاپے — ویسے ہی زندگی اجیرن ہے — لو اس تاتار ہی کو دیکھ لو... بیٹھے بٹھائے کام پر ہاتھ کا قیمہ بن کر رہ گیا — اب ہاتھ کاٹنا پڑیگا — لو یہ ہے تمہارا سچ!

ساتن (میز پر گھونسہ مارتا ہے): چپ! تم ڈھورڈنگر ہو! بیوقوف! اب بڈھے کی بات مت کرو! (کچھ سنبھلتے ہوئے) نواب تم سب سے گئے گزرے ہو— تم کچھ بھی نہیں سمجھتے— تم جھوٹ بکتے ہو— بڈھا ٹھگ نہیں تھا— سچ ہے کیا؟ انسان! انسان ہی سچ ہے! اس کو یہ راز معلوم تھا— تم نہیں جانتے— تمہارے کندھوں پر سر نہیں ہیں، یہ اینٹ ہیں، پتھر ہیں! میں بڈھے کی بات سمجھتا ہوں— ہاں وہ جھوٹ بولتا تھا— مگر وہ تم پر ترس کھا کر جھوٹ بولتا تھا— خدا سمجھے تم سے! بہت سے لوگ اپنے بھائیوں پر ترس کھا کر جھوٹ بولتے ہیں— میں جانتا ہوں— میں نے کتابیں پڑھی ہیں— ان کتابوں میں بڑا خوبصورت جھوٹ ہوتا ہے— اس جھوٹ سے آدمی کے دل میں امنگ کی لہر اٹھتی ہے— روح میں ہلچل سی مچ جاتی ہے— جھوٹ دل پر پھایا رکھتا ہے— جھوٹ لوگوں کو سکھاتا ہے اپنے حال میں مگن رہو— جھوٹ ہی ایک مزدور کے ہاتھہ کو کچل دینے کا بہانہ بنتا ہے— آدمی بھوکا مر رہا ہے اور لو جھوٹ نے بھوک کا الزام بھی اسی پر ڈال دیا— میں خوب جانتا ہوں جھوٹ کیا ہے! جھوٹ کی ضرورت ان کو ہے جو بزدل ہیں یا جو دوسروں کے سہارے جیتے ہیں— کچھہ لوگوں کو جھوٹ سہارا دیتا ہے— کچھہ لوگ جھوٹ کے دامن میں پناہ لیتے ہیں— لیکن ایک ایسا آدمی جو اپنا مالک آپ ہو... جو کسی کی دھونس میں نہ ہو، جو دوسروں کا خون نہ چوستا ہو —— بتاؤ بھلا جھوٹ اس کے کس کام کا؟ جھوٹ تو دھرم ہے —— غلاموں اور آقاؤں کا! سچ دیوتا ہے آزاد انسان کا!

نواب: شاباش! بھئی خوب کہا! میں تمہاری ایک ایک بات مانتا ہوں— ارے تم تو... تم تو اچھے خاصے بھلے مانس کی طرح بات کرنے لگے...

ساتن: ہاں ہاں آخر ایک ٹھگ اور بدمعاش کبھی کبھی

شریف‌زادوں کی طرح کیوں نہ بات کرے — آخر تمہارے یہ شریف زادے بھی تو اکثر ٹھگوں اور اچکوں کی طرح باتیں کرتے ہیں؟ بہت سی باتیں میں بھول چکا ہوں — پر ایک دو باتیں تو اب بھی گرہ میں بندھی ہوئی ہیں — بڈھا خوب آدمی تھا — بڑا آزاد مرد تھا — اس کا مجھ پر وہی اثر ہوتا تھا جو تیزاب کا میلے سکے پر ہوتا ہے — آؤ ہم اس کی صحت کا جام پیئیں! لاؤ میرا گلاس بھرو!

(ناستیا گلاس میں بیر انڈیلتی ہے اور ساتن کی طرف بڑھاتی ہے—)

ساتن (ایک مختصر قہقہے کے ساتھ): بڈھا اپنے بل بوتے پر جیتا ہے... وہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے — ایک بار میں نے اس سے پوچھا: ''بابا بتاؤ آخر لوگ جیتے کس لئے ہیں؟..،، (لوکا کی آواز اور انداز کی نقل اتارتا ہے) ''دوست، لوگ اس لئے جیتے ہیں کہ زندگی کو بہتر بنائیں—بڑھئیوں کو لےلو... سب کے سب کوڑا کباڑ ہیں—پھر ان کے بیچ ایک بڑھئی جنم لیتا ہے... ایک ایسا بڑھئی دنیا میں جس کا ثانی نہیں — سب اس کے سامنے ماند پڑجاتے ہیں... ہاں ہاں سب ماند پڑ جاتے ہیں اور کسی میں دم نہیں کہ اس کی گرد کو بھی پہنچ سکے — وہ جو کام کرتا ہے اس میں اپنی انوکھی شان پیدا کر دیتا ہے — وہ جس چیز کو چھو دیتا ہے وہ کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہے — یہی حال دوسروں کا بھی ہے... سبھوں کا —— لوہاروں، موچیوں، تمام دستکاروں کا، تمام کسانوں کا بلکہ سفید پوشوں کا بھی — سب اسی لئے جیتے ہیں کہ زندگی میں نئی آن بان، نیا دم خم پیدا کریں — ہر شخص سوچتا ہے کہ وہ اپنے لئے جیتا ہے — لیکن اصل میں وہ زندگی کو سنوارنے اور نکھارنے کے لئے جیتا ہے — آدمی سو برس جئے یا دو سو برس —— آدمی صرف زندگی کو نکھارنے اور سنوارنے کے لئے جیتا ہے!،،

(ناستیا ساتن کو غور سے دیکھتی ہے — کلیش بھی
اکارڈئین کی مرمت چھوڑ دیتا ہے اور سنتا ہے — نواب
سر سینے پر جھکا لیتا ہے اور دھیرے دھیرے میز کو
انگلیوں سے بجاتا ہے — ایکٹر چپکے سے چولھے سے ایک
تختے پر اترتا ہے —)

ساتن : بڈھا کہتا ''میرے بھلے دوستو، ہر ایک، ہاں ایک ایک آدمی زندگی کو سنوارنے اور نکھارنے کے لئے جیتا ہے — ہمیں ایک دوسرے کی عزت کرنی چاہئے — کیونکہ یہ جاننا ہمارا کام نہیں کہ کون کیا ہے، کون کیوں پیدا ہوا ہے اور کون کیا کچھہ کر سکتا ہے — ممکن ہے وہ ہمارے لئے ابر رحمت بنا کر بھیجا گیا ہو، ہمارا بڑا سہارا بنا کر بھیجا گیا ہو — خاص طور پر ہمیں بچوں کا آدر مان کرنا چاہئے —— ہاں ننھوں منوں کا! ان ننھوں منوں کو آزادی چاہئے — ہمیں ان کے راستے میں نہیں آنا چاہئے — ہمیں ان کا خیال کرنا چاہئے !،، (آھستہ سے ہنستا ہے — وقفہ —)

نواب (سوچتے ہوئے) : ہوں — زندگی کو نکھارنے کے لئے؟.. اس پر مجھے اپنا گھرانہ یاد آتا ہے... ایک پرانا گھرانہ جس کی جڑیں ایکاتیرینا اعظم کے زمانے میں گڑی ہوئی ہیں — رئیس اور نواب ایک سے ایک تلوار کے دھنی — یہ خاندان فرانس سے آیا تھا — اس خاندان نے زار کی خدمت کی اور دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا رہا، اوپر اٹھتا رہا — نکولائی اول کے زمانے میں میرے دادا گوستاف دیبل بڑے اونچے عہدے پر تھے — دولت کا انبار، سینکڑوں غلام، گھوڑے، خدمتگار...

ناستیا : جھوٹا! یہ سب بکواس ہے!

نواب (اچھلتے ہوئے) : کیا آ؟ تو پھر؟!

ناستیا : یہ سب بکواس ہے!
نواب (چیختے ہوئے) : ماسکو میں ایک شاندار محل! ایک محل سینٹ پیٹرسبرگ میں! گاڑیاں جن پر ہمارے خاندان کا خاص نشان بنا ہوا تھا!

(کلیش اکارڈئین اٹھا لیتا ہے اور ایک طرف کو ہٹ جاتا ہے اور وہاں سے پورے منظر کا جائزہ لیتا ہے —)

ناستیا : شیخی!
نواب : چپ! میں کہتا ہوں درجنوں تو مصاحب تھے!
ناستیا (مزا لیتے ہوئے) : مینڈک تو ٹراتا ہی ہے!
نواب : میں تجھے مار ڈالونگا!
ناستیا (اب بھاگی کہ تب بھاگی) : تمہارے پاس کبھی بھی گاڑی نہیں تھی!
ساتن : چلو چھوڑو بھی ناستیا! اس کو سڑی نہ بناؤ!
نواب : چڑیل ذرا رک جا! میرے دادا...
ناستیا : تمہارا کبھی کوئی دادا نہیں تھا! تمہارے پاس کبھی کچھہ نہیں تھا!

(ساتن ھنستا ہے —)

نواب (بنچ میں دھنس سا جاتا ہے، غصے سے بالکل نڈھال) : ساتن... اس سے کہو... کہو اس کتیا سے... ارے کیا تم بھی ہنس رہے ہو؟ کیا تم کو بھی یقین نہیں آتا؟ (بےبسی سے چلاتا ہے اور میز پر گھونسہ مارتا ہے) یہ سب سچ ہے — خدا کی مار تم پر!
ناستیا (فاتحانہ شان سے) : آھا! بھونک رہے ہو! دیکھا! جب کوئی بات پر اعتبار نہیں کرتا تو کیسا لگتا ہے؟

کلیشن (میز پر واپس آتے ہوئے) : میں سمجھتا تھا جھگڑا ہو کر رھیگا —

تاتار: اف بیوقوفو! یہ کتنی بری بات ھے!

نواب : میں... میں یہ نہیں سہہ سکتا کہ لوگ میرا مذاق اڑائیں! میرے پاس... میں یہ ثابت کر سکتا ہوں — شیطانو میرے پاس کاغذات ھیں!

ساتن : چھوڑ دو کاغذوں کو! اور تم اپنے دادا میاں کی گاڑیوں کو بھول جاؤ— اماں جو گاڑیاں لد گئیں سو لد گئیں — اب وہ تمھیں کہاں لے جائینگی؟

نواب : اس کی مجال کہ!..

ناستیا (چڑاتے ہوئے) : سنا؟ اس کی یہ مجال؟

ساتن : ھاں اس کی یہ مجال ھے — اچھا آخر وہ تم سے کس بات میں ھیٹی ھے؟ مان لیا کہ اس کے پاس کبھی گاڑیاں نہیں تھیں بلکہ دادا میاں بھی نہیں تھے، چلو اس کے ماں باپ بھی نہیں تھے — تو پھر؟

نواب (کچھہ سنبھلتے ہوئے) : جہنم میں جاؤ! تم ھمیشہ ہر بات بڑے اطمینان سے جھیل لیتے ھو— لگتا ھے میرا کوئی کردار نہیں ھے —

ساتن : تم ایک کردار خرید لو— بڑے کام کی چیز ھے — (رکتا ھے) ناستیا، کیا تم ھسپتال جاتی ھو؟

ناستیا : کاھیکو!

ساتن : نتاشا کو دیکھنے اور کاھیکو—

ناستیا : ارے تم نے بڑی دیر کردی — ھے نا؟ وہ کب کی ھسپتال سے نو دو گیارہ ھو چکی— ھسپتال سے نکلی اور غائب ھو گئی — جیسے گدھے کے سر سے سینگ —

ساتن : اس کا مطلب یہ ھوا کہ... قصہ ختم!

کلیش : دیکھنا یہ ہے کون کس کو زیادہ زوردار چرکا دیتا ہے — واسیا واسی‌لیسا کو یا واسی‌لیسا واسیا کو—

ناستیا : واسی‌لیسا دیکھہ لینا کسی نہ کسی طرح صاف نکل آئیگی — وہ تو لومڑی ہے لومڑی — لیکن وہ لوگ واسیا کو ضرور سائبیریا کی ہوا کھلائینگے —

ساتن : اوہ نہیں — اس نے لڑائی جھگڑے میں خون کیا ہے — اس لئے صرف جیل ہوگی —

ناستیا : یہ تو بہت برا ہوگا— قید بامشقت زیادہ اچھی چیز ہے — چاہئے تو یہ کہ تم سب کو وہیں کی ہوا کھلائیں — تم کو کوڑا کرکٹ کی طرح یہاں سے بہا دیں — لے جا کر تمہیں کوڑے کے ڈھیر پر ڈال دیں —

ساتن (حیران) : یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟ کیا دماغ بالکل چل گیا ہے؟

نواب : ذرا ایک ہاتھہ جڑ دوں اس کی کنپٹی پر! مجال تو دیکھو!

ناستیا : ذرا مار کر دیکھہ لو— چھو دیکھو مجھے!

نواب : ہاں ٹھہرو— میں کرکے دکھا دونگا!

ساتن : بس بند کرو! اس کو ہاتھہ نہ لگاؤ! لوگوں کا دل نہیں دکھانا چاہئے — میں اس بڈھے کو اپنے دماغ سے نہیں نکال سکتا — (ھنستا ہے) لوگوں کو نہ ستاؤ! لیکن اگر لوگ مجھے ستائیں تو... اور اس طرح ستائیں کہ پھر میں پنپ نہ سکوں تو؟ ہاں تو پھر کیا ہو؟ کیا مجھہ سے امید کی جاتی ہے کہ میں ایسے لوگوں کو معاف کر دوں؟ ہرگز نہیں! کسی کو نہیں!

نواب (ناستیا سے) : یہ نہ بھول کہ تو میری برابری کی نہیں ہے! تو... تو اس زمین کا کیڑا ہے!

ناستیا : اوہ جونک! تو مجھہ سے اسی طرح چپکا ہوا ہے جیسے سیب سے کیڑا —

(لوگ قہقہہ لگاتے ہیں —)

کلیش : بیوقوف — واہ کیا سیب ہے!

نواب : اس پر تو جی بھر کے غصہ بھی نہیں آتا — نری احمق ہے —

ناستیا : ہنس رہے ہو تم؟ دے لو اپنے آپ کو دھوکا دے لو — تم جانتے ہو یہ ہنسی دل لگی نہیں ہے —

ایکٹر (بگڑے تیور کے ساتھہ) : ہاں اور مزا چکھاؤ ان کو!

ناستیا : کاش میں مزا چکھا سکتی! اگر میرا بس چلے... تو میں... تو میں (ایک پیالہ اٹھاتی ہے اور اس کو فرش پر پٹک کر توڑ دیتی ہے) تو میں یہی حشر کروں تمہارا!

تاتار: آخر برتن کیوں توڑو؟ ایہہ!.. بری عورت!

نواب (اٹھتے ہوئے) : اب میں اسے ذرا تمیز سکھاؤنگا!

ناستیا (دروازے کی طرف بھاگتی ہے) : تم جاؤ جہنم میں!

ساتن : بہت ہوگیا! تم ڈرا کس کو رہے ہو؟ یہ سب قصہ کیا ہے... کیوں ہے یہ ہنگامہ؟

ناستیا : بھیڑئے! اللہ کرے ایڑئیاں رگڑ رگڑ کر تمہارا دم نکلے — بھیڑئے!

ایکٹر (برھمی کے ساتھہ) : آمین!

تاتار: اوو!.. بری عورت... روسی عورت — بگلی ہے — بہت سر چڑھہ گئی ہے — تاتار عورت ایسی نہیں ہوتی — تاتار عورت جانتی ہے شرع کیا ہے —

کلیش : اس کو ذرا مرمت کی ضرورت ہے —

نواب : چھنال!

کلیش (اکارڈئین کے سر ٹھیک کرتے ہوئے) : خوب! لیکن چھوکرا اب صورت ھی نہیں دکھاتا — وہ بڑی تیزی سے جہنم کا راستہ لے رہا ھے —

ساتن : لو... پیو!

کلیش : شکریہ — چلو سونے کا وقت ہو گیا —

ساتن : اب تم ھمارے ڈھب پر آتے جا رھے ھو، ھے نا؟

کلیش (پیتا ھے اور کونے میں[1] ایک تختے کی طرف چلا جاتا ھے) : ھاں شاید! اب معلوم ھوا کہ انسان ھر جگہ مل جاتا ھے — شروع میں یہ نظر نہیں آتا — لیکن جب آدمی ذرا غور سے دیکھتا ھے... تو انسان ھی انسان ھیں بکھرے ھوئے چاروں طرف —

(تاتار بستر پر جا نماز بچھاتا ھے — گھٹنے ٹیک کر نماز پڑھنے لگتا ھے —)

نواب (تاتار کی طرف اشارہ کرتا ھے اور ساتن سے بولتا ھے) : ذرا دیکھنا —

ساتن : اس کو چھوڑ دو — وہ اچھا آدمی ھے — اس کو تنگ نہ کرو — (ھنستا ھے) آخر میں آج اتنا نیک دل کیوں بن گیا ھوں؟

نواب : تم جب پی لیتے ھو تو ھمیشہ نیک دل بن جاتے ھو... اور تمہاری جولانی بھی بڑھ جاتی ھے —

ساتن : جب میں پی لیتا ھوں تو مجھے ھری ھری سوجھتی ھے — وہ نماز پڑھ رھا ھے نا؟ خوب — جی چاھے آدمی ایمان رکھے، جی چاھے نہ رکھے —— یہ سب اس کی مرضی پر ھے — یہ اس کا اپنا معاملہ ھے — آدمی جیسا کرتا ھے ویسا بھرتا ھے — وہ خود ھی قیمت ادا کرتا ھے — ایمان کی قیمت، بے ایمانی کی قیمت، محبت کی قیمت، عقل کی قیمت — آدمی اپنے ھر کرم کا پھل خود بھوگتا ھے اور اسی لئے وہ آزاد ھے — انسان —— یہی ھے سچائی! انسان

کیا ہے؟ تم نہیں، میں نہیں، وہ نہیں! اف نہیں! لیکن... تم، میں اور وہ، بڈھا، نپولین اور محمد ــــ ہاں یہ سب اکٹھے ہو کر انسان بن جاتے ہیں۔ (وہ ہوا میں انسان کا نقشہ کھینچتا ہے) سمجھے؟ یہ ایک شاندار بات ہے! اس میں سارا آغاز ہے، سارا انجام ــ ساری چیزیں انسان کا انگ ہیں ــ سب کچھہ انسان کے لئے ہے ــ صرف انسان زندہ رہتا ہے ــ باقی سب کچھہ اس کے ہاتھوں اور دماغ کا کام ہے ــ انسان کتنا شاندار ہے! انسان... کتنا غرور ہے اس لفظ کی گونج میں! انسان کا مان ہونا چاہئے ــ اس پر ترس نہیں کھانا چاہئے ــ ترس تو ہتک ہے انسان کی ــ انسان کی عزت کرنی چاہئے! نواب آؤ انسان کے نام کا جام پیئیں! (کھڑا ہو جاتا ہے) خود کو انسان محسوس کرکے کتنا اچھا لگتا ہے! یہ رہا میں ــــ مجرم، خونی، جواری... سب کچھہ! جب میں سڑک پر چلتا ہوں لوگ مجھے چور سمجھتے ہیں... وہ ایک طرف ہٹ جاتے ہیں اور کنکھیوں سے مجھے دیکھتے ہیں! اکثر وہ مجھے بدمعاش کے نام سے، ٹھگ کے نام سے پکارتے ہیں! کہتے ہیں کام کرو! کام؟ کاہے کو کروں کام؟ اپنا پیٹ بھرنے کو؟ (ہنستا ہے) ہمیشہ مجھے ایسے آدمیوں سے نفرت رہی ہے جو ہائے پیٹ ہائے پیٹ کرتے رہتے ہیں ــ نواب، پیٹ ہی سب کچھہ نہیں ہے ــ سچ کہتا ہوں پیٹ ہی سب کچھہ نہیں ہے ــ انسان اس سے اونچا ہے ــ انسان پیٹ سے اونچا ہے!

نواب (سر دھنتے ہوئے): بڑا اچھا ہے... تم اپنے دل کی بھڑاس نکال رہے ہو ــ اس سے تمہارے دل میں گرمی آئیگی ــ رہا میں ــــ میں یہ نہیں کر سکتا ــ میں یہ گر نہیں جانتا ــ (چاروں طرف نظریں دوڑاتا ہے اور زیرلب بولتا ہے) بعض مرتبہ میں ڈر جاتا ہوں ــ سمجھے؟ ڈر جاتا ہوں ــ میں سوچتا رہتا ہوں ــــ اب اس کے بعد کیا ہوگا؟

سائن (ٹہلتا ہے) : بکواس! آدمی کو کس چیز سے ڈرنا چاہئے؟

نواب : جب سے میں نے ہوش سنبھالا میرے دماغ میں ہمیشہ دھند سی چھائی رہی — میں کبھی بھی کچھ نہیں سمجھ سکا — مجھے کچھ بے تکا سا لگتا ہے — ہاں مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں زندگی بھر لباس بدلتا رہا ہوں — کیوں؟ یہ سمجھ میں نہیں آتا — پہلے تو میں ایک طالبعلم تھا... شرفا کے لڑکوں کے کالج کی وردی پہنتا تھا — انہوں نے مجھے کیا پڑھایا؟ یاد نہیں — شادی کرلی — ایک ڈریس سوٹ پہنا، پھر ایک ڈریسنگ گاؤن — لیکن میں نے جو بیوی چنی بری نکلی میں نے اس سے شادی کیوں کی؟ یاد نہیں — میں نے اپنا سارا روپیہ لٹا دیا... پھر سرمئی جیکٹ اور پھیکے رنگ کی پتلونیں پہننے لگا — میں نے سب کچھ اس طرح کھو دیا؟ یاد نہیں — میں نے ایک سرکاری دفتر میں کام کیا —— پھر وہی وردی — ایک ٹوپی جس پر بلا لگا ہوا تھا — کچھ سرکاری روپیہ مار لیا — مجھے مجرموں کا لباس پہنا دیا گیا — اس کے بعد میں نے یہ چیتھڑے زیب تن کر لئے — اور بس — جیسے میں نے کوئی خواب دیکھا ہو — ہے نا؟ ہے نا یہ سب کچھ عجیب سی بات!

سائن : کچھ ایسی زیادہ عجیب بھی نہیں — یہ بات عجیب کم اور احمقانہ زیادہ ہے —

نواب : ہاں یہ ٹھیک ہے — میں بھی سوچتا ہوں کہ یہ احمقانہ بات ہے — آخر اس دنیا میں میرے جنم لینے کا مقصد کیا تھا —

سائن (ہلکی ہنسی کے ساتھ) : ضرور ضرور — ''انسان زندگی کو نکھارنے نے لئے سنوارنے کے لئے پیدا ہوتا ہے!'' (سر ہلاتا ہے) اچھا کہا ہے!

نواب : ذرا دیکھنا اس ناستیا کی بچی کو — آخر وہ رفوچکر کہاں ہو گئی؟ ذرا جا کر میں دیکھوں تو سہی — آخر وہ... (باہر جاتا ہے — خاموشی —)

ایکٹر: اے تاتار! (رک کر) احسن!

(تاتار سر گھماتا ھے —)

ایکٹر: میرے لئے بھی دعا کرو —
تاتار: کیا؟
ایکٹر (آھستہ سے): دعا کرو میرے لئے!
تاتار (کچھ رک کر): خود ھی کر لو —
ایکٹر (تیزی سے چولھے کی چھت سے کودتا ھے — میز تک جاتا ھے — تھرتھراتے ھوئے ھاتھ سے گلاس میں وودکا انڈیلتا ھے — غٹ غٹ پی جاتا ھے — اور لپکتا ھوا گلیارے کی طرف نکل جاتا ھے): اچھا تو میں چل دیا!
ساتن: اے... سنو، اے سکامبری! کہاں چل دئے؟

(سیٹی بجاتا ھے — بوبنوف اور میدویدیف آتے ھیں — میدویدیف عورتوں کی روئی والی بنڈی پہنے ھوئے ھے — دونوں کچھ کچھ نشے میں ھیں — بوبنوف کے ایک ھاتھ میں بسکٹوں کا ھار ھے اور دوسرے میں کئی بھنی ھوئی مچھلیاں — اس کی بغل میں وودکا کی ایک بوتل دبی ھوئی ھے اور دوسری اس کے کوٹ کی جیب سے جھانک رھی ھے —)

میدویدیف: اونٹ کیا ھے، جیسے خچر — فرق اتنا ھے کہ اس کے کان نہیں ھوتے —
بوبنوف: تم خود بھی خچر سے کیا کم ھو —
میدویدیف: اونٹ کے بالکل کان ھوتے ھی نہیں — وہ اپنی ناک سے سنتا ھے —
بوبنوف (ساتن سے): اچھا تو دوست تم یہاں ھو! میں نے تمام

بھٹیار خانوں میں تم کو چھان مارا — لو یہ بوتل لو — اماں دیکھنا میرے دونوں ھاتھہ بالکل پھنسے ھوئے ھیں!

ساتن: یہ بسکٹ میز پر رکھہ دو اور تمھارا ایک ھاتھہ خالی ھو جائیگا —

بوبنوف: بالکل ٹھیک — ذرا دیکھو اسے، چوکیدار — بڑا کائیاں ھے — ھے نا؟

میدویدیف: سارے ٹھگ ایسے ھی کائیاں ھوتے ھیں — میں جانتا ھوں! اگر وہ ایسے نہ ھوں تو پھر ان کا کام ھی نہ چلے — بھلا آدمی بیوقوف ھو تو جب بھی بھلا لیکن برے آدمی کو تو کائیاں بننا ھی پڑتا ھے — ھاں اس اونٹ کا کیا ھوا — تم سب غلط کہتے ھو — یہ باربرداری کا جانور ھے — نہ سینگ ھیں نہ دانت...

بوبنوف: اور سب کہاں ھیں؟ آخر یہ کیسے ھو سکتا ھے کہ سب کے سب یہاں سے لاپتہ؟ اے نکلو باھر، کہاں چھپے ھو؟ ذرا دیکھنا کتنی زوردار دعوت کرتا ھوں آج! ارے اس کونے میں کون چھپا ھوا ھے؟

ساتن: ارے او بڈھے کوے — آخر اور کتنے دن تو اپنی آخری کوڑی دارو میں گھول کر پیئےگا؟

بوبنوف: زیادہ دن نہیں — اب کے میں نے جو پونجی جمع کی بہت زیادہ نہیں تھی — زوب! زوب کہاں ھے؟

کلیشں (میز کے پاس آتے ھوئے): وہ جا چکا —

بوبنوف: ارے! اے کتے، اے! ھررر! فو! فو! بھونکو مت! بڑبڑاؤ مت! پیو مٹی کے شیر پیو! وھاں یوں سر جھکا کر مت کھڑے ھو! آج میں دعوت کر رھا ھوں! اوہ دعوت کرنے میں مجھے کتنا مزا آتا ھے! اگر میں مال دار ھوتا تو میں تو ایک بھٹیارخانہ کھلوا دیتا اور مفت دارو پلواتا لوگوں کو — خدا کی قسم! سچ کہتا ھوں مفت اور باجےگاجے، دھوم دھڑکے کے ساتھہ! آؤ تم سب آ جاؤ!

کھاؤ، پیو اور سنگیت کی جنت میں کھو جاؤ! پیسے نہیں ہیں؟ اوہ یہاں ہے ـــ خیراتی بھٹیار خانہ! اور رہے تم ساتن تو میں . . . تو میں تو تم کو اس کے علاوہ اپنی آدھی پونجی بھی دے دیتا! ہاں میں یہی کرتا!

ساتن: نہیں ساری پونجی دے دو اور اسی آن دے دو!

بوبنوف: اپنا سب کچھ دے دوں؟ اسی آن دے دوں؟ ہا! لو یہ لو... ایک روبل... بیس کوپک... پانچ کوپک... دو کوپک... بس چھٹی ہوئی!

ساتن: بس کافی ہے — میرے پاس تمہاری پونجی زیادہ حفاظت سے رهیگی، میں جوا کھیلونگا —

میدویدیف: میں گواہ ہوں کہ یہ پیسہ حفاظت سے رکھنے کے لئے دیا گیا تھا — کتنا پیسہ؟

بوبنوف: تم؟ تم اونٹ ہو — ہمیں گواہوں کی ضرورت نہیں --

الیوشکا (ننگے پاؤں اندر آتا ہے): دوستو! میرے پیر بھیگ گئے!

بوبنوف: چل یہاں آ اور اب اپنا گلا تر کر! اسی کی تجھے ضرورت ہے -- میرے نوجوان، تیرا گانا بجانا سب ٹھیک ہے -- پر تو پیتا ہے — یہ اچھا نہیں — میرے بھائی اس سے روگ لگتا ہے — پینے کی عادت بری بلا ہے --

الیوشکا: ہاں ہاں تم ہی مثال ہو -- تم صرف اس وقت آدمی نظر آتے ہو جب تم پئے ہوئے ہو — کلیش! کیا میرا آکارڈئین تیار ہے؟ (گاتا ہے اور ناچتا ہے)

تھی میری بھی دل کی رانی
دل کی رانی کالی کلوٹی
میں نے دی اس پر جان
اور اس نے لگائی ٹھوکر

مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے — میں ٹھٹھر رہا ہوں!

مسدوبدیف: ھوں!.. کیا میں بوجھه سکتا ھوں میرے دل کی رانی کوں ھے؟

یوسوف: اس کا پیچھا چھوڑو! تم اپنے کام سے کام رکھو— تم اس وقت پولس کے آدمی نہیں ھو... نه پولس کے آدمی ھو اور نه حجا!

الیوسکا: اس وقت تم حجی کے مہاں ھو اور بس—

یوسوف: تمہاری بہنجوں میں سے ایک تو جیل میں ھے اور دوسری مر رھی ھے—

مسدوبدیف (غرور سے): یه جھوٹ ھے— وہ مر نہیں رھی ھے— وہ تو بس کہیں غائب ھو گئی ھے—

(سانس ھنستا ھے—)

یوسوف: اس سے فرق کیا پڑتا ھے؟ جب بہنجاں ھی جاتی رھیں تو تم حجا بھی باقی نہیں رھے—

الیوسکا: سرکار عالی! تمارجی کا ذکرا—

جب اس کی گرم
میری جب تو دیکھو
دودھ سے خالی ھیں
دل میرا بادشاہ،
اور میں ھوں مگس

اوہ کسی کڑاکے کی ٹھنڈک ھے یہاں!

(کرنوائے روب اندر آتا ھے— باقی پورے ایکٹ میں دوسرے مرد اور عورتیں اندر آتے ھیں، کپڑے اتارتے ہوئے اپنے اپنے تختوں پر لیٹ جاتے ھیں اور بڑبڑاتے ھیں--)

کریوائے زوب: یوسوف تم آخر بھاگ کیوں کھڑے ہوئے؟

یوسوف: یہاں آؤ — بیٹھہ جاؤ — آؤ ایک گیت ہو جائے — میرا سب سے پیارا گیت، ایں؟

تاتار: رات سونا — دن گانا!

ساتن: سب ٹھیک ہے احسن — یہاں آ جاؤ —

تاتار: کیا مطلب؟ سب ٹھیک ہے؟ آسمان سر پر اٹھائے ہو اور کہتے ہو سب ٹھیک ہے — جب تم گاتے ہو تو کان کے پردے پھٹ جاتے ہیں —

یوسوف (اس کے پاس جاتے ہوئے): بازو کا کیا حال ہے احسن؟ کیا کاٹ دیا بازو؟

تاتار: کیوں؟ ذرا رک جاؤ — شاید کاٹنی ہی نہیں — بازو بازو ہے — زنگ لگا ہوا لوہا تھوڑے ہی ہے — جب وقت آ جائیگا آسانی سے کٹ جائیگا —

کریوائے زوب: تم تباہ ہو گئے احسن — ایک بازو کا آدمی کس کام کا — بھائی ہمارے جیسے لوگوں میں ہے کیا؟ ہمارے بازو اور کمر کی قیمت ہے — بازو نہیں تو کچھہ بھی نہیں — قصہ ختم — آؤ، پیو اور سب کچھہ بھول جاؤ!

کواسنیا (اندر آتے ہوئے): کہو میرے پیارو! کیسا موسم ہو رہا ہے — ایسی ٹھنڈ اور کیچڑ! کیا میرا پولس کا حاکم ہے یہاں؟ جمعدار!..

میدویدیف: یہ رہا میں!

کواسنیا: اچھا وہاں ہو — پھر تم نے میری بنڈی پار کر لی! جان پڑتا ہے تم نے دو چار گھونٹ مزے میں چڑھالی ہے ایں؟ اس کا مطلب؟

میدویدیف: وہ... آج... ذرا... یوسوف کی سالگرہ ہے نا... اور پھر... اتنی ٹھنڈ ہے... اور کیچڑ...

کواشنیا: ذرا سنبھل کے! کیچڑ! یہ سب بندرپن نہیں چلیگا! چلو سونے کا وقت ہوا!

میدویدیف (باورچی خانے میں جاتے ہوئے): ہاں ہاں سونا چاہئے... کب کا سونے کا وقت ہو چکا—

ساتن: تم بڑی کسائی کرتی ہو، ایں؟

کواشنیا: بھیا یہی ایک راستہ ہے— ایسے مرد کی کسائی نہ ہو تو کھانا نہیں ہضم ہوتا— جب میں نے اس کو اپنے پاس پھٹکنے دیا تو سوچا: چلو شاید اس سے میرا بھلا ہو جائے— فوجی آدمی ٹھہرا اور میں چاروں طرف تمہارے جیسے بدمعاشوں سے گھری ہوئی ہوں —— بے سہارا، بے بس عورت! اور لو اس نے سیدھے پینا پلانا شروع کردیا— میں بھلا ایسی بات کب سہہ سکتی ہوں!

ساتن: تم نے بڑا مریل ساتھی چنا—

کواشنیا: اس سے اچھا کوئی ملا ہی نہیں— رہے تم سو تم بھلا کب رہ سکتے تھے میرے ساتھ —— تمہارے تو پیر ہی زمین پر نہیں پڑتے— اور اگر تم تیار بھی ہو جاتے تو یہ گاڑی سات دن سے زیادہ نہ چلتی— اور تم یوں چٹکیوں میں مجھے جوئے میں ہار جاتے —— مجھے اور میرا ایک ایک ناخن!

ساتن (ہنستا ہے): ٹھیک کہتی ہے عورت— میں تو ضرور تمہیں بازی پر لگا دیتا—

کواشنیا: یہ بات ہے! الیوشکا!

الیوشکا: یہ رہا میں!

کواشنیا: ارے موئے مونڈی کاٹے تو میرے بارے میں کیا کیا باتیں بناتا پھرتا ہے؟

الیوشکا: سچی بات اور کیا— میں کہتا ہوں— واہ کیا عورت ہے، شاندار عورت ہے— دو من بھر چربی، ہڈیاں اور پٹھے لیکن دماغ ایک چھٹانک بھی نہیں!

کواشنیا: لو دیکھہ لو اسے کہتے ھیں جھوٹ — میرے دماغ میں بھیجے کی کمی نہیں ھے — لیکن بتا تو نے یہ کیوں کہا کہ میں اپنے جمعدار کو پیٹتی ھوں؟

الیوشکا: میں نے سوچا کہ اس دن جب تم اس کو بال پکڑ کر کھینچتی ھوئی لے گئی تھیں نا، تو ذرا دھلائی بھی کی ھوگی —

کواشنیا (ھنستی ھے): بیوقوف! تجھے تو چاھئے تھا کہ آنکھہ بچا لے — بھرے بازار میں کیچڑ اچھالنے سے کیا ملیگا؟ اور پھر تو نے اس کا دل بھی دکھایا ھے — تیرے باتیں بنانے کی وجہ سے وہ پینے لگا ھے —

الیوشکا: تم نے سنا نہیں پینے کو تو مرغی بھی پیتی ھے؟

(ساتن اور کلیش ھنستے ھیں —)

کواشنیا: اوہ، خوب چلتی ھے تیری قینچی! الیوشکا تو کس ڈھب کا جانور ھے؟

الیوشکا: دنیا کا سب سے اچھا آدمی! میں سارے دھندے کرتا ھوں اور جہاں سینگ سماتا ھے گھس جاتا ھوں —

بوبنوف (تاتار کے تختے کے نزدیک): آجاؤ! چاھے جو ھو ھم تمہیں سونے تو دینگے نہیں — ھم رات بھر گائینگے! زوب!

کریوائے زوب: گاؤں؟ ھاں کیوں؟

الیوشکا: اور میں بجاؤنگا —

ساتن: اور ھم سنیں گے!

تاتار (مسکراتا ھے): اچھا شیطان بوبنوف! لاؤ، شراب لاؤ — ھم پیئیں گے — ھم خوشیاں منائینگے — اور ایک وقت آئیگا جب ھم مر جائینگے —

بوبنوف: ساتن اس کا گلاس بھرو! بیٹھو زوب! آدمی کو زیادہ کی ضرورت نہیں دوستو — میرے پیٹ میں دو گھونٹ شراب ھے اور

دیکھہ لو بادشاہ کی طرح مست ہوں! زوب، گیت چھیڑو! تم جانتے ہو میرا دل پسند گیت! میں گاؤنگا — اتنے زور زور سے گاؤنگا کہ آنکھیں ٹپک پڑینگی!

تریوائے زوب (گاتا ہے):

ہر صبح نکلتا ہے سورج

بوبنوف (سر میں سر ملاتے ہوئے):

پر تو بھی میری کال کوٹھری رہتی ہے اندھیاری

(یکایک دروازہ دھڑ سے کھلتا ہے —)

نواب (دروازے سے چیختا ہے): ارے لوگو! یہاں آؤ! جلدی آؤ! ایکٹر پھانسی کے پھندے میں لٹک رہا ہے! وہاں باہر میدان میں!

(خاموشی — سب نواب کی طرف دیکھتے ہیں — ناستیا اس کے پیچھے پیچھے آتی ہے اور پھٹی پھٹی آنکھوں کے ساتھہ آہستہ آہستہ میز کی طرف بڑھتی ہے —)

ساتن (آہستہ سے): ج! گدھا! ناس کر دیا گیت کا!

پردہ

بنگلے والے

کردار

باسوف سرگئی واسلی‌وچ، وکیل، عمر لگ بھگ ۴۰ برس —
ورواراً مخائلوونا، اس کی بیوی، ۲۷ برس —
کالریا، باسوف کی بہن، ۲۹ برس —
ولاس، باسوف کا سالہ، ۲۵ برس —
سوسلوف پیوتر ایوانووچ، انجینر، ۴۲ برس —
یولیا فلیپوونا، اس کی بیوی، ۳۰ برس —
دودا کوف کیریل اکیموچ، ڈاکٹر، ۴۰ برس —
اولگا الکسئی‌ونا، اس کی بیوی، ۳۵ برس —
شالیموف یاکوف پیترووچ، ادیب، ۴۰ برس —
ریومن پاول سرگئی‌وچ، ۳۲ برس —
ماریا لفوونا، ڈاکٹر، ۳۷ برس —
سونیا، اس کی بیٹی، ۱۸ برس —
دفوئے یوحئے سیمون سیمونووچ، سوسلوف کا چچا، ۵۵ برس —
رامسلوف نکولائی پترووچ، باسوف کا اسسٹنٹ، ۲۸ برس —
زیمین، طالب علم، ۲۳ برس —
دوسوبائکا، رات کا چوکیدار، ۵۰ برس —
کرو پلکن، چوکیدار —
ساسا، باسوف کی خادمہ —

عورت، جس کی ٹھوڑی اور گالوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے
مسٹر سیمیونوف
خاتون، زرد لباس میں
چارخانے کے سوٹ میں ایک جوان مرد
جوان خاتون نیلے لباس میں — شوقیہ اداکار
جوان خاتون گلابی لباس میں
ایک کیڈٹ
ایک مرد اونچی ٹوپی میں

پہلا ایکٹ

دیہات کا ایک بنگلہ جو باسوف خاندان نے گرمیوں کے لئے لے رکھا ہے — ایک بہت بڑا کمرہ جو کھانے کے کمرے اور بیٹھک کے کام آتا ہے — پچھلی دیوار میں تین دروازے ہیں — بائیں طرف کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اس سے باسوف کے مطالعے کے کمرے کی جھلک نظر آتی ہے — دائیں طرف کا دروازہ وروارا میخائلوونا کے کمرے کا ہے — درمیان والا دروازہ دالان کا ہے اور اس پر سیاہ پردہ پڑا ہوا ہے — سیدھے ہاتھ والی دیوار کی ایک کھڑکی اور ایک کشادہ دروازہ برآمدے میں کھلتا ہے — بائیں طرف دو کھڑکیاں ہیں — کمرے کے بیچوں بیچ ایک بڑی سی میز ہے اور ایک پیانو مطالعے کے کمرے کے دروازے کے مقابل رکھا ہے — باقی سارا فرنیچر (سوائے ایک چوڑے صوفے کے جس پر بھورا غلاف چڑھا ہوا ہے اور جو دالان کے دروازے کے پاس پڑا ہوا ہے) بید کا ہے — شام کا وقت ہے — باسوف مطالعے کے کمرے میں لکھنے کی میز پر بیٹھا ہوا ہے — میز پر ایک لیمپ جل رہا ہے جس پر ہرا شیڈ پڑا ہوا ہے — ہمیں اس کا ایک رخ نظر آ رہا ہے — وہ لکھتا جاتا ہے اور تھوڑی تھوڑی دیر پر گنگناتا جاتا ہے اور

بڑے کمرے کی نیم تاریکی میں جھانک کر دیکھ
لیتا ہے — وروارا میخائلوونا دبے پاؤں اپنے کمرے سے
نکلتی ہے — ماچس کی ایک تیلی جلاتی ہے اور تیلی
کو اپنے چہرے کے سامنے اٹھاتے ہوئے چاروں اور
دیکھتی ہے — تیلی بجھ جاتی ہے — وہ دبے پاؤں
اندھیرے میں کھڑکی کی طرف بڑھتی ہے اور ایک کرسی
سے ٹکرا جاتی ہے —

باسوف : کون؟

وروارا میخائلوونا : میں —

باسوف : اوہ...

وروارا میخائلوونا : کیا تم لے گئے موم بتی؟

باسوف : نہیں —

وروارا میخائلوونا : گھنٹی بجا کر ذرا ساشا کو بلاؤ —

باسوف : ولاس آ گیا؟

وروارا میخائلوونا (برآمدے کے دروازے سے) : معلوم نہیں...

باسوف : عجیب اوٹ پٹانگ بنگلہ ہے — بجلی کی گھنٹیاں تو
ہر جگہ فٹ ہیں لیکن جہاں دیکھو دیواروں میں دراڑیں پڑی ہوئی
ہیں اور فرش اکھڑ رہا ہے — (ایک ترنگ بھری دھن گنگناتے ہوئے)
کیا تم اب تک یہیں ہو واریا؟

وروارا میخائلوونا : ہاں...

باسوف (اپنے کاغذ ایک طرف ہٹاتے ہوئے) : تمہارے کمرے
میں بھی ہوا آرہی ہے کیا؟

وروارا میخائلوونا : ہاں وہاں بھی آتی ہے —

باسوف : میرا بھی یہی خیال تھا —

(ساشا آتی ہے —)

وروارا مىخائلوونا: ساسا روشنی لے آؤ—

باسوف: ساسا کىا ولاس آ گئے؟

ساسا: نہىں ابھی نہىں—

(ساسا باھر جاتی ھے اور اىک لىمپ کے ساتھ واپس آتی ھے اور کرسی کے قرىب مىز پر لىمپ رکھ دىتی ھے— وہ راکھ دان کو صاف کرتی ھے اور بڑی مىز کا مىز پوش برابر کرتی ھے— ورواراا مىخائلوونا پردہ گراتی ھے اور شلف سے اىک کتاب اٹھا کر کرسی پر بىٹھ جاتی ھے—)

باسوف (خوش دلی سے): پچھلے دنوں ولاس بڑا لا ابالی ہو گىا ھے... اور کاھل بھی— سچ تو ىہ ھے... اس کا رنگ بے ڈھب ھے...

ورواراا مىخائلوونا: جائىے سو گئے؟

باسوف: نہىں مىں ذرا سوسلوف کے گھر جا رھا ھوں -

ورواراا مىخائلوونا: ساسا ذرا دوڑ جاؤ اولگا الکسئىونا کے پاس— کہنا ىہىں آ جائىں اور مىرے ساتھ ھی چائے پئىں—

(ساسا باھر جاتی ھے—)

باسوف (اپنے کاغذوں کو مىز کے خانے مىں بند کرتے ھوئے): چلو چھٹی ھوئی— (کمر سىدھی کرتے ھوئے مطالعے کے کمرے سے باھر نکلتا ھے) واریا مجھے امىد ھے کہ تم مىری طرف سے اس پر نہ باب چڑھا دو گی... مگر ذرا سنبھل کے—

ورواراا مىخائلوونا: کىا چڑھا دوں؟

باسوف: یہی کہ اسے... میرا مطلب ہے... اسے اپنے فرض کا ذرا زیادہ احساس ہونا چاہئے —

وروارا میخائلوونا: ہاں کہہ دوں گی — لیکن میں سمجھتی ہوں کہ ساشا کے سامنے تمہیں اس کے بارے میں اس طرح بات نہیں کرنی چاہئے —

باسوف (کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے): ارے اس میں رکھا کیا ہے — نوکروں سے کیا چھپانا — یہاں... کچھ سونا سونا خالی خالی سا دکھائی پڑتا ہے واریا — کیوں نہ ان دیواروں پر کچھ لٹکا دو... چند فریم... تصویریں... ذرا اسے خوبصورت بنا دو... اچھا تو میں چل دیا — ذرا اپنا ہاتھہ دینا میری بلبل — آخر اتنی سرد مہری کیوں؟ اتنی چپ چپ کیوں ہو؟ کیا بات ہے! منہ کیوں اترا ہوا ہے تمہارا؟

وروارا میخائلوونا: کیا تمہیں سوسلوف کے ہاں پہنچنے کی بڑی جلدی پڑی ہے؟

باسوف: ہاں — مجھے بھاگنا چاہئے، صدیاں بیت گئیں کہ شطرنج کی ایک بازی نہیں جمی ہے اس کے ساتھہ... اف تمہارا ہاتھہ چومے ہوئے بھی تو زمانہ ہو گیا — کتنی عجیب بات ہے — حیرت ہے آخر ایسا کیوں؟

وروارا میخائلوونا (مسکراہٹ کو چھپاتے ہوئے): اس لئے ہم اس وقت تک کے لئے اپنی بحث اٹھا رکھینگے جب تک تمہاری مصروفیت کم نہ ہو جائے — میرا خیال ہے اس کی اتنی اہمیت بھی نہیں ہے —

باسوف (خوشامدانہ انداز میں): ہاں مجھے یقین ہے اس کی اہمیت نہیں — اہم بات ہو ہی نہیں سکتی... میری سمجھہ میں نہیں آتا میرے منہ سے یہ نکل کیسے گیا — تم ایک لاجواب بیوی ہو... ہوشیار، باوفا اور سب کچھہ... سچ — اگر تمہارے دل

مس میری طرف سے لوئی مسل هوںا بو ںم مجھه سے صرور لہه دیس، ھے نا؟ آخر ںمهاری آنکهس کںوں حمک رهی هس؟ کںا ںمهارا جی خراب ھے؟

ورواراا مںخائلوونا: نہس مںرا حی ٹھںک ھے —

ںاسوف: جانتی هو مںری جاں، باں یه ھے که ںمہس کچهه نه کچهه مصروف چاهئے، واریا — ںم ںہں زیاده پڑهتی رهی هو... همںسه پڑهتی رهتی هو... اور ںم جانتی هو هر چیر کی زیادتی رنگ لاںی ھے — یه نه بهولو —

ورواراا مںحائلوونا: هاں سوسلوف کے گهر لال ںری کو سیسے مس اںارںے وقں یه کهاوں نه بهول جانا —

ںاسوف (هںسںا ھے): کںسی حوٹ کی ھے ںم ںے! سو، حدا لگںی کهوں، حںتںی کںاںس سراں سے رںاده مصر هس — یه افوں هس افوں — اور وه حصراں حو یه کںاںس لکهںے هس سں کے سں اعصاںی مرںص هس — (حماهی لںںا ھے) ںہں حلد همارے هاں اںک ادںں آںےوالا ھے... ںحوں کی رںاں مس "سںحںح کا" ادںں — مس سوحںا هوں اں وه کںںا اکںا هوگا — ڈرا لئے دئے رهںا هوگا — اس قسم کے سارے لوگ حو درا لوگوں کی ںطر مس حمک حاںے هس بهد ںں در ںاںوںں طںی ںر ںںهںح حاںے هس — کوئی ںارمل ںہس رهںا — ڈاکٹرںا هی کو لے لو —— وه بهی ںارمل ںہس — حالانکه اس کو مسکل سے ادںں کہا حا سکںا ھے — وه سالںموف سے مل کر حوس هوگی — کںوں اگر وه سالںموف سے سادی کرلے ںو کںسا رهے؟ لںکں اس کی عمر ںہں زںاده هو حکی — حں دیکهو حں ںڑںڑاںی رهںی ھے — لگںا ھے حںسے اس کے داںںوں مس لاعلاح درد ھے اور بهر دںکهںے مس کوئی ایسی حسںںه بهی نہس —

ورواراا مںحائلوونا: سرگئی ںم همںسه ںدلکامی ںر اںر آںے هو!

باسوف: اچھا؟ خیر اس وقت کوئی حرج نہیں — ہم اکیلے ہی تو ہیں، شاید مجھے نکلنے کا بڑا شوق ہے... (پردے کے پیچھے سے کسی کی روکھی کھانسی سنائی دیتی ہے) کون ہے؟

سوسلوف (دکھائی نہیں دیتا): میں —

باسوف (اس سے ملنے کے لئے بڑھتا ہے): میں بس ابھی ابھی تمہاری طرف آنے والا تھا —

سوسلوف (ورواروا میخائلوونا کے آگے جھکتے ہوئے): چلو آؤ — میں اسی لئے آیا ہوں کہ تم کو اپنے ساتھ لے جاؤں — کیا تم آج شہر گئے تھے؟

باسوف: نہیں تو — کیوں؟

سوسلوف (کسیلی مسکراہٹ کے ساتھ): لوگوں کا کہنا ہے کہ تمہارے اسسٹنٹ نے کل رات کلب میں دو ہزار روبل کی بازی مار لی —

باسوف: اوہو!

سوسلوف: ایک سوداگر کی حجامت بنا دی، بالکل صفاچٹ — بیچارا نشے میں دھت تھا —

ورواروا میخائلوونا: تم ہمیشہ اسی طرح باتیں کرتے ہو —

سوسلوف: کس طرح؟

ورواروا میخائلوونا: تم ہمیشہ یہ ضرور جتا دیتے ہو کہ بازی ہارنے والا نشے میں تھا —

سوسلوف (مختصر ہنسی کے ساتھ): نہیں میں تو نہیں جتاتا —

باسوف: ارے اس میں رکھا کیا ہے؟ اس نے یہ تو کہا نہیں کہ زامیسلوف نے پہلے تو اپنے شکار کو پلا پلا کر نشے میں دھت کر دیا اور پھر اس کا روپیہ لے کر چمپت ہو گیا — ہاں اگر وہ ایسی ویسی کوئی بات کہتا تو برا ہوتا — آؤ، چلو پیوتر — واریا جب ولاس آئے... لو وہ... آ ہی گیا!

ولاس (ایک پھٹے پرانے تھیلے کے ساتھ اندر آتا ہے) : اے میرے آقائے نام دار کیا تمہیں میری یاد ستا رہی تھی؟ واقعی یہ سن کر خوشی ہوئی — (سوسلوف سے مسخرےپن کے ساتھ دھمکی کے لہجے میں) آپ کو ایک صاحب ڈھونڈ رہے ہیں — کوئی نووارد ہیں — وہ گھر گھر جا کر زور زور سے پوچھتے پھرتے ہیں ... تمہارا دولت خانہ کہاں ہے... (اپنی بہن کے پاس جاتا ہے) کہو واریا کیا حال ہے؟

وروارا میخائلوونا : اچھا ہے — تمہارے کیا حال چال ہیں؟

سوسلوف : مصیبت! میرے چچا صاحب آن ٹپکے ہونگے!

باسوف : اچھا تو پھر تم جاؤ، میں نہیں جاتا —

سوسلوف : اوہ تم بھی خوب ہو! کیا تم سمجھتے ہو کہ میرا جی ایک ایسے چچا کے ساتھ اکیلے خوب لگیگا جن سے ٹھیک سے میری جان پہچان بھی نہیں؟ دس برس ہو گئے ہیں ان سے نہیں ملا ہوں —

باسوف (ولاس سے) : ایک منٹ رک جاؤ ولاس — (ولاس کو اپنے مطالعے کے کمرے میں لے جاتا ہے —)

سوسلوف (سگریٹ سلگاتے ہوئے) : وروارا میخائلوونا کیا ہمارے ہاں نہیں چلوگی؟

وروارا میخائلوونا : نہیں... کیا تمہارے چچا غریب ہیں؟

سوسلوف : مال‌دار ہیں! بہت مال‌دار — کیا تم سمجھتی ہو کہ میں صرف غریب رشتہ‌داروں سے جان چھڑاتا ہوں؟

وروارا میخائلوونا : معلوم نہیں...

سوسلوف (جلانے کے انداز میں کھانستے ہوئے) : دیکھ لینا یہ تمہارا زامیسلوف سرگئی کو کسی نہ کسی دن مصیبت میں پھنسا کر رہیگا — وہ چھٹا ہوا بدمعاش ہے — کیا تم ایسا نہیں سمجھتیں؟

وروارا مخائلوونا (سکون سے) : میں اس کے بارے میں آپ سے بات چیت کرنا نہیں چاہتی —

سوسلوف : اچھا اچھا — تو ہم یہ بات یہیں چھوڑتے ہیں — (وقفہ) ہاں کھری کھری کہنے کا تمہارا یہ انداز مجھے تو کچھ بناوٹی معلوم ہوتا ہے — ہوشیار — منہ پر کھری کھری کہنےوالے کا رول بڑا کٹھن رول ہے — اس کے لئے بڑے بوتے، بڑی عقل کی ضرورت ہے — امید ہے کہ تم میری اس بات کا برا نہ مانوگی؟

وروارا مخائلوونا : بالکل نہیں —

سوسلوف : کیا تم اس نکتے پر مجھ سے بحث نہیں کر سکتیں؟ یا تم دل ہی دل میں مجھ سے اتفاق کرتی ہو؟

وروارا مخائلوونا (بڑی سادگی سے) : میں بحث کرنا نہیں جانتی — مجھے تو ٹھیک سے اپنی بات کہنے کا ڈھنگ بھی نہیں آتا —

سوسلوف (جھنکی سے) : خفا نہ ہو — مجھے یقین نہیں آتا کہ ایسے دل گردےوالے لوگ بھی ہیں جو ہمیشہ اپنے اصلی رنگ میں دنیا کے سامنے آتے ہوں —

ساشا (اندر آتے ہوئے) : اولگا الکسئیونا نے کہا کہ وہ ابھی آتی ہیں — چائے لاؤں؟

وروارا مخائلوونا : ہاں، مہربانی سے —

ساشا : نکولائی دسرووح آ رہے ہیں — (باہر نکل جاتی ہے —)

سوسلوف (مطالعے کے کمرے کے دروازے پر جاتے ہوئے) : جلدی کرو سرگئی — میں جا رہا ہوں —

باسوف : میں ابھی آیا — بس ایک منٹ —

زامسلوف (اندر آتا ہے) : آداب عرض ہے وروارا مخائلوونا — آداب عرض ہے سوپر ایوانووح —

سوسلوف (کھانستے ہوئے) : آداب عرض — ھو نا تم مست مولا نوجوان!

زامیسلوف : ھاں جس کا دل خالی ھے، دماغ حالی ھے، جبب خالی ھے!

سوسلوف (طنز اور سختی سے) : دل اور دماغ کی بات تو ٹھیک ھے مگر رھی جیب —— تو لوگ کہتے ھیں رات تم نے کلب میں کسی کا صفایا کر دیا —

زامیسلوف (نرمی سے) : ''صفایا،، چوروں کے بارے میں کہا جاتا ھے — ھاں میں کچھ روپیہ ضرور جیتا —

ورواارا مىخائىلوونا : تمہاری خبر ھمیشہ بڑی سنسنی خیز ھوتی ھے — بڑے لوگوں کی خبر ھمیشہ ایسی ھی ھوتی ھے —

زامسلوف : ھاں جب میں لوگوں کو اسے بارے میں باتیں بناتے ہوئے دیکھتا ھوں تو سوچنے لگتا ھوں میں بھی کوئی بڑا آدمی ھوں — رھی روپے کی بات تو بدقسمتی سے —— صرف بائیس روبل تھے —

(سوسلوف کھانستے ہوئے بائیں کھڑکی تک جاتا ھے اور باھر جھانکنے لگتا ھے —)

باسوف (اندر آتا ھے) : بس؟ اور میں ابھی سے سیمن کے جواب دیکھ رھا تھا! کیا تمہیں کچھ کہنا ھے؟ میں ذرا جلدی میں ھوں—

زامسلوف : جا رھے ھیں جناب؟ اچھا تو پھر بعد میں... کوئی فوری بات نہیں ھے — کیسے افسوس کی بات ھے

ورواارا مىخائىلوونا کہ آپ ڈرامہ دیکھنے نہ جا سکیں — یولیا فلیپوونا کی اداکاری لاجواب تھی! شاندار!

ورواارا مىخائىلوونا : اس کی اداکاری دیکھ کر جی خوش ھو جاتا ھے —

زامیسلوف (جوش اور جذبات کے ساتھ): میں کہتا ہوں وہ تو بیدائشی ایکٹرس ہے — اگر جھوٹ ہو تو میرا سر قلم —

سوسلوف (مختصر ہنسی کے ساتھ): اگر تم اپنا سر کھو بیٹھے تو بڑا برا ہوگا — بالکل بغیر سر کے گھومنا پھرنا بڑی غیر شریفانہ حرکت ہوگی — آؤ چلو سرگئی — خدا حافظ ورواراسخائلوونا — خدا حافظ... (زامسلوف کی طرف قدرے تناؤ کے ساتھ جھکتے ہوئے —)

باسوف (مطالعے کے کمرے میں جھانکتے ہوئے جہاں ولاس کاغذوں کو الٹ پلٹ کر رہا ہے): تو مجھے امید ہے ولاس صبح نو بجے تک تم یہ سب نقل کر لوگے؟

ولاس: ہاں ہاں ضرور ... خدا کرے رات بھر تمہیں نیند نہ آئے میرے آقائے نام دار!

(سوسلوف اور باسوف باہر جاتے ہیں —)

زامسلوف: مجھے بھی چل دینا چاہئے — آپ کا ہاتھ، ورواراسخائلوونا —

ورواراسخائلوونا: ٹھہرو، ہمارے ساتھ چائے پی لو —

زامسلوف: اگر آپ اجازت دیں تو میں پھر بعد میں آجاؤں — اس وقت مجھے جانا ہے — (جلدی سے چلا جاتا ہے —)

ولاس (مطالعے کے کمرے سے باہر آتے ہوئے): کیا واریا اس گھر میں کبھی چائے بھی ملیگی؟

ورواراسیخائلوونا: گھنٹی بجاؤ ساشا کو بلاؤ — (اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے) آخر تم اپنے سلے سلے سے کیوں ہو رہے ہو؟

ولاس (اس کا ہاتھ اپنے گال پر تھپتھپاتے ہوئے): تھک گیا ہوں — دس سے تین تک میں عدالت میں رہا، تین سے سات تک

بهانت بهانت کے کاموں سے سہر کی خاک جهانتا رها — سا..! مجھے
تو کھانے کی مہلت بھی نہیں ملی —

وروارا میخائلوونا: کلرکی... ولاس یعنی تم اس سے بہتر دھندا
بھی کر سکتے ہو —

ولاس (مسخرےپن سے): اوہ، میں جانتا ہوں — آدمی کو
بلندیوں کی طرف پرواز کرنا چاہئے — یہ سب معلوم ہے لیکن واریا!
میں مثالوں سے اسی بات سمجھانے کا سوقین ہوں — اب چمنی
صاف کرنے والے کو ہی لے لو — چمنی صاف کرنے والا دوسروں سے
زیادہ اوپر اٹھتا ہے لیکن کیا وہ خود اسے آپ سے اوپر اٹھ
پاتا ہے؟

وروارا میخائلوونا: بیوقوف نہ بنو! تم آخر کوئی اور دھندا
کیوں نہیں ڈھونڈتے، کوئی اور بھلا سا کام، زیادہ رکھ
رکھاؤ والا؟

ولاس (مسخرےپن اور جھلاہٹ کے ساتھ): بھولی ہو تم! تو
میں کتنا ہی ناچیز سہی، لیکن داہی مملکت کے مقدس نظام کی
حفاظت کرنے والی مشین کا ایک اہم ذرہ ہوں — اور تم کہتی ہو
یہ بیکار کا دھندا ہے! تمہارے دماغ میں کیسی اوٹ پٹانگ باتیں
سمائی ہوئی ہیں؟

وروارا میخائلوونا: تم میری بات مذاق میں اڑانا چاہتے ہو ایں؟

(ساشا اندر آتی ہے —)

ولاس (ساشا سے): اے میری رانی بیگم، مجھ پر ترس
کھاؤ اور مجھے کچھ کھلاؤ پلاؤ —

ساشا: ابھی — آپ گوشت کا سموسہ کھائیں گے؟

ولاس: گوشت کا سموسہ یا مچھلی کا سموسہ اور جو کچھ
ہاتھ لگے — لیکن جلدی کرو —

(ساسا باہر جاتی ہے — ولاس بہن کی کمر میں ہاتھ
ڈالتا ہے اور دونوں ٹہلتے ہیں —)

ولاس: اچھا، تم اپنی کہو!
وروارا میخائلوونا: ولاس جانے کیوں میرا دل بیٹھا جا رہا ہے — کبھی کبھی بے وجہ لگتا ہے جیسے میں جیل میں بند ہوں — ہر چیز اجنبی، بیرن اور بے ضرورت معلوم ہوتی ہے — کسی کو کسی چیز کی ضرورت نہیں — کوئی سنجیدگی سے نہیں جیتا — تم اپنے آپ کو ہی لے لو — تم ہو کہ ہمیشہ ہنسوڑپن کرتے رہتے ہو ہر کسی پر، ہر چیز پر پھبتی کستے رہتے ہو!
ولاس (مسخرے کا پوز اختیار کرتے ہوئے):

میں جو معبول گل و نرگس و سنبلا ہی سہی
پھر بھی خاک رہ صاحب نظراں ہوں اے دوست

یہ ہے میری شاعری — اور سچ کہتا ہوں کالبریا کے فن پاروں سے تو لاکھ درجہ بہتر ہے — میں تم کو پوری نظم نہیں سناؤنگا — ملوں لمبی نظم ہے — تو تم چاہتی ہو کہ میں سنجیدہ بن جاؤں؟ ایک لومڑی کی دم کٹی تو اس نے کہا سب کی کٹ جائے!

(ساسا چائے کی چیزوں کے ساتھ اندر آتی ہے — وہ ان سب چیزوں کو جلدی جلدی میز پر رکھ دیتی ہے — رب کے حولدار کا بگل سنائی دیتا ہے -)

وروارا میخائلوونا: بس بس ولاس — تمہیں یوں بک بک نہیں کرنی چاہئے —
ولاس: کسی نے خوب کہا ہے ”سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے“، لیکن تم بڑی سنگ دل بہن ہو! سارا سارا دن میں دلیل بکواس کی نقل کرتا رہا ہوں، جھک مارتا رہتا ہوں — سر

کھجانے کی فرصت نہیں ملتی — ظاہر ہے اس کے بعد سام آتی ہے تو میں چل نکلتا ہوں، جی بہلاتا ہوں —

ورورارا میخائلوونا: اور میں یہاں سے بھاگ جانا چاہتی ہوں — میں کسی ایسی جگہ جانا چاہتی ہوں جہاں سیدھے سادے بھرپور لوگ ہوں، جن کے بات چیت کرنے کے ڈھنگ اور ہوں اور جو کوئی بڑا کام کرتے ہوں، ایسے کام جن کی زیادہ قدروقیمت ہو — سمجھتے ہو میں کیا کہہ رہی ہوں؟

ولاس (سوچتے ہوئے): شاید... واریا، لیکن تم کہیں جاؤگی نہیں!

ورورارا میخائلوونا: شاید میں چلی جاؤں — (رکتی ہے — ساشا سماور لئے ہوئے آتی ہے) کل سالیموف ہمارے ہاں آ رہے ہیں —

ولاس (جماہی لیتے ہوئے): مجھے نہیں معلوم کہ پچھلے دنوں انہوں نے کیا لکھا ہے — ان کی چیزیں بوجھل، کھوکھلی اور بے جان ہوتی ہیں —

ورورارا میخائلوونا: میں نے ان کو اپنے اسکول کی پارٹی میں دیکھا تھا — جب میں لڑکی تھی — مجھے یاد ہے وہ کیسے بیکھٹے پن سے قدم جما جما کر اسٹیج پر آئے تھے — میری آنکھوں میں اس وقت بھی ان کے موٹے موٹے باغی بال لہرا رہے ہیں — ان کے چہرے سے کیسی جرأت، کتنی بےباکی ٹپکتی تھی — ایک ایسے آدمی کا چہرہ جو یہ جانتا ہے کہ اسے کس چیز سے محبت ہے اور کس چیز سے نفرت... ایک ایسا انسان جو اپنی قوت جانتا ہے — دیکھ کر دل میں ایک ہلچل سی مچ گئی تھی — مجھے یاد ہے کس طرح اپنے بالوں کو بار بار پیچھے جھٹک دیتے تھے اور ان کی امنگ اور حوصلے سے چمکتی ہوئی آنکھیں — یہ تو چھ، نہیں سات — نہیں آٹھ برس پہلے کی بات ہے —

ولاس: تمہارا دل بےقرار ہے کہ تم ان کو پھر ایک بار ایسی

نظر سے دیکھو جس نظر سے اسکول کی لڑکی اپنے نئے استاد کو دیکھتی ہے— ہوشیار رهنا میری بہن! کہا جاتا ہے ادیب عورتوں سے کھیلنے کا گر خوب جانتے ہیں!

وروارا میخائلوونا: کتنی خوفناک بات کہتے ہو تم ولاس— یہ بڑی بازاری بات ہے—

ولاس (سادگی اور خلوص سے): خفا نہ ہو!

وروارا میخائلوونا: تم نہیں سمجھتے— میں ان کے آنے کی راہ دیکھہ رہی ہوں جیسے بہار کے آنے کا انتظار ہو— میں اس طرح اب زیادہ دن نہیں کاٹ سکتی—

ولاس: سمجھتا ہوں، سمجھتا ہوں! خود مجھے یہ زندگی ایک آنکھہ نہیں بھاتی... مجھے شرم آتی ہے اس زندگی پر... میں شرمندہ ہوں اور دکھی... اور آگے بھی کوئی روشنی نہیں دکھائی دیتی...

وروارا میخائلوونا: یہی تو مصیبت ہے— لیکن پھر تم کیوں ہمیشہ...

ولاس: ہاں کیوں ہمیشہ خود کو الو بناتا رہتا ہوں— میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ لوگوں پر میرے دل کا حال کھل جائے—

(کالیریا اندر آتی ہے—)

کالیریا: کیسی شاندار رات ہے! اور تم دونوں یہاں گھٹے پڑے ہو! یہاں تو دھوئیں کی بو بسی ہوئی ہے—

ولاس (موڈ بدلتے ہوئے): آداب عرض ہے خوابوں کی پجارن!

کالیریا: سوچ میں ڈوبے ہوئے خاموش جنگل ہیں— کومل چاند زمین پر اپنی مسکراہٹ بکھیر رہا ہے اور ہر طرف گرم گرم سے گہرے سائے پھیلے ہوئے ہیں— رات ہمیشہ دن سے زیادہ پیاری ہوتی ہے—

ولاس (اس کی نقل اتارتے ہوئے) : آہ، ہاں! جس طرح بوڑھی عورتیں جوان لڑکیوں سے زیادہ چھکتی دمکتی، زیادہ چونچال نظر آتی ہیں، جس طرح کیکڑا گوریا سے زیادہ تیز اڑتا ہے —
کالیریا (میز پر بیٹھتے ہوئے) : ہاں بندر جانے ادرک کا سواد! واریا ذرا میرے لئے ایک پیالی چائے نکال دو — کوئی آیا نہیں؟
ولاس (ھنسوڑپن سے) : ''کوئی،، یہاں آ کیسے سکتا تھا جبکہ اس نام کے جانور کا کوئی وجود ھی نہیں —
کالیریا : چھوڑو، مجھے تنگ نہ کرو —

(ولاس جھکتا ہے ، مطالعے کے کمرے میں جاتا ہے اور لکھنے کی میز پر رکھے ہوئے کاغذوں کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگتا ہے — دور سے چوکیدار کے بگل کی آواز سنائی دیتی ہے —)

وروارا میخائلوونا : یولیا فلیپوونا یہاں تھیں اور تم کو پوچھ رھی تھیں —
کالیریا : مجھے؟ شاید اپنے ڈرامے کے بارے میں پوچھنا چاھتی ھونگی —
وروارا میخائلوونا : کیا تم جنگل میں تھیں؟
کالیریا : ہاں — میں رومین سے ملی — اس نے تمہارا ذکر کیا —
وروارا میخائلوونا : کیا کہا اس نے؟
کالیریا : بوجھو؟

(وقفہ - ولاس آھستہ آھستہ ناک سے گاتا ہے —)

وروارا میخائلوونا (ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے) : مجھے بہت افسوس ہے —
کالیریا : اس کی خاطر؟

وروارا میخائلوونا: ایک بار اس نے کہا تھا عورت کے عشق میں گرفتار ہونا مرد کی بڑی افسوسناک مجبوری ہے —

کالیریا: پہلے تمہارا برتاؤ اس کے ساتھ کچھ دوسرا تھا —

وروارا میخائلوونا: کیا تم اس کا الزام دھر رہی ہو مجھ پر؟

کالیریا: اوہ نہیں واریا —— بالکل نہیں!

وروارا میخائلوونا: شروع میں تو میں نے اس کے دل پر قابو پا رکھا تھا — یہ سچ ہے کہ میں نے اس کو اپنا بہت سارا وقت دیا — پھر میں نے بھانپ لیا کیا گل کھلنے والا ہے... اور تب وہ چلا گیا —

کالیریا: کیا تم نے اس سے کھل کر بات کی تھی؟

وروارا میخائلوونا: نہیں -- نہ اس نے ایک لفظ منہ سے نکالا اور نہ میں نے...

(وقفہ)

کالیریا: اس کی محبت ذرا سستی قسم کی ہوگی —— ایسی محبت جس کا اظہار خوبصورت الفاظ میں کیا جاتا ہے مگر جس میں کوئی راحت نہیں ہوتی — عورت ایسی محبت کو ٹھکراتی ہے جو اس کے لئے مسرت لیکر نہ آئے — اچھا تمہیں ایسا نہیں لگتا کہ وہ گھٹیا ہے؟

وروارا میخائلوونا (تعجب کے ساتھ): اوہ نہیں! کیا سچ؟ ضرور تمہیں غلط فہمی ہوئی ہوگی —

کالیریا: اس میں، اس کی روح میں کوئی بے ہنگم پن ضرور ہے — جب کبھی مجھے کسی آدمی میں کوئی ایسی ویسی بات نظر آتی ہے تو مجھے اس کا جسم بھی بے ڈھنگا نظر آتا ہے —

ولاس (کچھ کاغذات ہاتھ پر پٹکتا ہوا مطالعے کے کمرے سے نکلتا ہے اور بہت ہی بے چین نظر آتا ہے): میرے مالک کی

بیگم صاحبہ، اس کباڑ کو جانچنے اور اس جانچ پڑتال کی بنیاد پر اپنا فیصلہ کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اپنی تمام تر کوشش اور خواہش کے باوجود یہ ناخوش گوار فرض مقررہ وقت کے اندر پورا کرنا میرے لئے ناممکن ہے —

ورواارا میخائلوونا: اچھا تھوڑی دیر بعد میں تمہارا ہاتھ بٹا دونگی — آؤ جائے پئیں —

ولاس: نہیں! پیاری اور سچی بہن! کالیریا واسیلیونا، اس سے پہلے کہ ہم تم سے جدا ہو جائیں، اس وقت کو غنیمت جانو اور میری اور میری بہن کی محبت سے بس لو —

کالیریا: مجھے تو لگتا ہے کہ تم واقعی لنگڑے ہو!

ولاس: کس طرح، بتاؤ!

کالیریا: تمہاری روح لنگڑی ہے!

ولاس: چلو، اس سے میرے جسم میں تو کوئی عیب نہیں پیدا ہوتا؟

کالیریا: لنگڑاپن کچھ کم تھوڑا ہی ہے — بیوقوف لوگ لنگڑے کی طرح ہیں —

ولاس (نقل اتارتے ہوئے): اور لنگڑے تمہارے قول کی طرح ہیں —

کالیریا: تمہیں قسم کے لوگ مجھے ہمیشہ مضحکہ خیز نظر آتے ہیں اور ان کے بال ہمیشہ سنہرے ہوتے ہیں —

ولاس: کالے بالوں والے لڑکے ذرا جلدی شادی کر لیتے ہیں اور مابعد الطبعیات کے تمام عالم اندھے اور بہرے ہوتے ہیں۔ ہاں واقعی حیرت کا مقام ہے کہ وہ گونگے نہیں ہوتے!

کالیریا: سپاٹ رہی تمہاری تقریر! میرا خیال ہے کہ تم یہ بھی نہیں جانتے کہ مابعد الطبیعات ہے کس چڑیا کا نام —

ولاس: میں جانتا ہوں — تمباکو اور مابعد الطبعیات تو ایجاد

ھی ان لوگوں کی تفریح کے لئے ھوئی ھے جو بے پر کی اڑاتے ھیں — میں تمباکو نہیں پیتا — اس لئے میں نہیں جانتا کہ تمباکو کا کیا برا اثر پڑتا ھے — لیکن میں نے مابعد الطبیعیات کا مزا چکھا ھے اور جانتا ھوں کہ اس کے چکھنے سے سر چکراتا ھے اور متلی ھوتی ھے—

کالیریا : بہت سے لوگ ھیں جن کا سر پھول کی خوشبو سے بھی چکراتا ھے —

وروارا میخائلوونا : بس بہت ھوگیا — کیوں؟

ولاس : ھاں بہت ھوگیا — میں تو اب کھانا کھاؤنگا — یہ بات کہیں زیادہ سمجھداری کی ھے —

کالیریا : اور میں چلوں چل کر پیانو بجاؤں —— کہیں زیادہ دلچسپ! واریا کتنا دم گھٹتا ھے یہاں!

وروارا میخائلوونا : برآمدے کا دروازہ کھولتی ھوں -- لو یہ اولگا آ رھی ھے —

(وقفہ — ولاس چائے پیتا ھے — کالیریا پیانو کے پاس بیٹھہ جاتی ھے — چوکیدار کی سیٹی کی بہت ھی مدھم آواز سنائی دیتی ھے اور اس سے بھی زیادہ مدھم آواز جوابی سیٹی کی سنائی دیتی ھے — کالیریا پیانو کی پتیوں پر ھولے ھولے انگلیاں دوڑاتی ھے — اولگا الکسئیونا پردہ ھٹاتی ھے اور کمرے میں بڑی ڈری ھوئی چڑیا کی طرح داخل ھوتی ھے —)

اولگا الکسئیونا (سر سے شال اتارتے ھوئے) : لو یہ رھی میں! میں تو سمجھتی تھی کہ میں بالکل نکل نہ سکونگی — (وروارا میخائلوونا کو پیار کرتی ھے) سلام کالیریا واسیلیونا — بجاؤ، بجائے جاؤ — ھاتھہ ملانا ضروری نہیں، ھے نا؟ ھلو ولاس —

ولاس : سلام، اولگا الکسئیونا —

وروارا میخائلوونا: بیٹھہ جاؤ — نکالوں چائے؟ اتنی دیر کیوں کر دی بھلا؟

اولگا الکسئیونا (گھبراتے ہوئے): ایک ذرا رک جاؤ — باھر کس غضب کا اندھیرا ھے — اوئی میری ماں، مجھے تو لگا کہ جنگل میں کوئی چھپا ھوا ھے — چوکیدار سیٹی بجاتے رھے — سیٹی کی آواز سے تو میرا حون جم جاتا ھے — آخر یہ لوگ سیٹی کیوں بجاتے ھیں؟

ولاس: واقعی بڑی حیرت کی بات ھے — جب اداکاری نہیں جچتی تو تماشائی سیٹی بجاتے ھیں — کہیں ایسا تو نہیں؟

اولگا الکسئیونا: میں ذرا پہلے آنا چاھتی تھی مگر نادیا ٹھنکنے لگی —— شاید اس کا جی اچھا نہیں... کیا میں نے تم کو بتایا نہیں کہ والکا بیمار پڑ گیا — اس کو بخار ھو گیا — اور سونیا کو نہلانا پڑا — میشا کھانا کھا کر جو جنگل بھاگا تو اب لوٹا ھے —— کپڑے چتھڑے چتھڑے، میلا کچیلا اور بھوکا — میرے میاں بھی شہر سے لوٹے تو مزاج کا پارہ چڑھا ھوا... منہ ھی منہ میں بھنبھنا رھے ھیں اور پھوٹتے ایک لفظ نہیں — میرا تو سر چکرا رھا ھے! وہ جو ھے نا میری نئی نوکرانی، وہ تو زمانے کی سب سے گئی گزری نکلی — اس نے کھولتا پانی بچی کی بوتل پر انڈیل دیا اور بوتل پھٹ سے رہ گئی —

وروارا میخائلوونا (مسکراتی ھے): بیچاری دکھیا! تم تو بالکل ھلکان ھو گئی ھونگی —

ولاس: اوہ — مارفا! مارفا! بڑے دکھہ دئیے ھیں تو نے! کوئی اس لئے مرا جا رھا ھے کہ اس کو ھاتھوں ھاتھہ لیا جا رھا ھے — کوئی اس لئے ھائے وائے کر رھا ھے کہ اس کا پوچھنے والا کوئی نہیں... یہ بڑے پتے کی بات ھے!

کالیریا : بڑی بھونڈی اور بری بات ھے یہ —— "ھاتھوں ھاتھہ"... اوف!

ولاس : معاف کرنا —— یہ زبان میری ایجاد نہیں ھے!

اولگا الکسئی‌ونا (کچھہ برا مانتے ہوئے) : میرے خیال میں تمہیں میں بڑی اوٹ پٹانگ نظر آتی ہوں... اکتاھٹ ھوتی ھوگی — میں سمجھتی ھوں — لیکن کیا کیا جائے؟ ھر آدمی اسی چیز کی بات کرتا ھے جو اس کے من میں ھوتی ھے — بچے! خیال آتے ھی میرے سینے میں گونجنے لگتا ھے — بچے بچے! یہ بچے بڑی آزمائش ھیں واریا — کاش تم جانتیں کس طرح جان اجیرن ھو جاتی ھے!

وروارا میخائلوونا : معاف کرو — تم کچھہ ضرورت سے زیادہ ھی نمک مرچ لگا دیتی ھو —

اولگا الکسئی‌ونا (بپھر کر) : نہیں میں نمک مرچ نہیں لگاتی — تم کیا جانو — ماں کے سینے پر جو سل دھری رھتی ھے اس کا مزا تم کیا جانو — ایک نہ ایک دن میرے بچے آئینگے اور مجھہ سے پوچھینگے زندگی کا ٹھیک راستہ کیا ھے — میں نہیں جانتی ان کو میں کیا جواب دونگی؟

ولاس : پہلے ھی سے جان کیوں ھلکان کرو؟ کون جانے وہ تم سے پوچھیں ھی نہیں — کون جانے زندگی کے بارے میں وہ خود ھی اپنی رائے بنا لیں —

اولگا الکسئی‌ونا : لیکن تم نہیں جانتیں! وہ ابھی سے سر کھا رھے ھیں — وہ ھر وقت سر کھاتے رھتے ھیں — ھر قسم کے دنیا جہان کے سوال... ایسے سوال جن کا جواب نہ تمھارے پاس ھے، نہ میرے پاس، نہ اور کسی کے پاس — عورت ھونا عذاب ھے عذاب!

ولاس (آھستگی اور سنجیدگی سے) : ھاں انسان ھونا چاھئے —

(مطالعے کے کمرے میں جاتا ہے، لکھنے کی میز کے
قریب کرسی پر بیٹھتا ہے اور کچھہ لکھنے لگتا ہے —)

وروارا میخائلوونا : بس، ولاس، ختم کرو— (اٹھتی ہے اور ٹہلتی ہوئی برآمدے کے دروازے تک جاتی ہے —)

کالیریا (کھوئی ہوئی) : رات کے ماتھے پہ آزردہ ستاروں کا ہجوم... (وہ بھی اٹھتی ہے اور وروارا میخائلوونا کے پاس جا کھڑی ہوتی ہے —)

اولگا الکسئی‌ونا : اوف، میری جان، لگتا ہے کہ میری وجہ سے سب پر اوس پڑگئی —— جیسے رات کے وقت الو کی چیخ — اچھا اچھا، میں ایک لفظ اپنا دکھڑا نہیں روؤنگی — واریا تم اٹھہ کر چلی کیوں گئیں؟ یہاں آ جاؤ نا ورنہ میں جانونگی تم مجھہ سے کترا رہی ہو —

وروارا میخائلوونا (تیزی سے واپس آتی ہے) : اولگا تم ایسی بات کیسے منہ سے نکال سکتی ہو؟ مجھے تم پر بڑا ترس آتا ہے، میرا دل کٹتا ہے تمہارے لئے —

اولگا الکسئی‌ونا : مت ترس کھاؤ— کبھی کبھی اپنے آپ سے نفرت کرتی ہوں — اپنے آپ پر ترس کھاتی ہوں — میرا مزاج کچھہ بڈھی پالتو کتیا جیسا ہو گیا ہے — یہ پالتو کتیا بڑی کٹ کھنی ہوتی ہے —— ہر شخص سے نفرت کرتی ہے اور ہر وقت اس تاک میں رہتی ہے کہ کوئی ملے اور اسے بھنبھوڑ ڈالے —

کالیریا : سورج نکلتا ہے، سورج ڈوبتا ہے، لیکن انسان کے دل میں ہمیشہ دھندلکا چھایا رہتا ہے —

اولگا الکسئی‌ونا : یہ کیا بات ہوئی؟

کالیریا : بس یونہی — میں اپنے آپ سے بات کر رہی تھی —

ولاس (کاغذوں کی نقل کرتا جاتا ہے اور ناک سے مرثیے کی دھن گنگناتا ہے) : گھر کا سکھہ... گھر کا سکھہ...

وروارا میخائلوونا: بس بس چپ ہو جاؤ ولاس!
ولاس: لو چپ ہو گیا...
اولگا الکسئی‌ونا: بس نے اس کا موڈ بگاڑ دیا...
کالریا: جنگل سے کچھ لوگ نکلے — ذرا دیکھنا کیسا سہانا لگ رہا ہے — پاول سرگئی‌وچ کیسے مسخرے‌پن سے ہاتھ ہلا رہا ہے —
وروارا میخائلوونا: اور کون کون ہے؟
کالریا: ماریا لفوونا... یولیا فلیپوونا، سوینا، ریمس اور رامسلوف...
اولگا الکسئی‌ونا (شال اوڑھے ہوئے): اف میں کیسے بھدے کپڑوں میں ہوں! یہ لونڈیا یولیا فلیپوونا ہمیشہ ٹانگ لیتی رہتی ہے — وہ مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتی —
وروارا میخائلوونا: ولاس، ذرا گھنٹی بجاؤ، ساشا کو بلاؤ —
ولاس: یہ نہ بھولو یہ ساری چھوٹی چھوٹی باتیں میرے کام میں رکاوٹ پیدا کرتی ہیں!
اولگا الکسئی‌ونا: بڑی بیگم صاحبہ! وہ اپنے بچوں کی طرف ذرا دھیان نہیں دیتی — لیکن اس کے بچوں کو نہ نزلہ ہوتا ہے نہ زکام —
ماریا لفوونا (برآمدے سے آتے ہوئے): تمہارے میاں نے تو کہا کہ تمہارا جی اچھا نہیں — قصہ کیا ہے؟
وروارا میخائلوونا: تم کو دیکھ کر جی خوش ہوا — لیکن سچ پوچھو تو مجھے تمہارے دوا دارو کی بالکل ضرورت نہیں — میں بالکل بھلی چنگی ہوں —

(باہر برآمدے سے شور اور ہنسی کی آواز آتی ہے —)

ماریا لفوونا: ہاں چہرے سے کچھ تھکی تھکی سی لگ رہی ہو — (اولگا الکسئی‌ونا سے) تم یہاں؟ تم سے ملے ہوئے تو زمانہ ہو گیا —

اولگا الکسئی‌ونا: گویا میرا کڑوا کسیلا ٹھرا سا منہ دیکھہ کر کسی کا دل باغ باغ بھی ہو سکتا ہے!

ماریا لفوونا: اور مجھے کڑوا کسیلا ہی پسند ہو تو؟ کیسے ہیں تمہارے بچے؟

یولیا فلیپوونا (برآمدے سے آتے ہوئے): ذرا دیکھو کیسی محفل کی محفل اٹھا لائی ہوں تمہارے ہاں — مگر ڈرنا مت —— ہم بس ایک منٹ کو آئے ہیں — اولگا الکسئی‌ونا کہو کیسے مزاج ہیں — آخر یہ مردوے اندر کیوں نہیں آتے؟ وروارا میخائلوونا پاول سرگئی‌وچ اور زامیسلوف باہر کھڑے ہیں — میں ان کو اندر بلا لوں؟

سب ایک ساتھہ	وروارا میخائلوونا: ضرور — یولیا فلیپوونا: آؤ کالیریا واسیلی‌ونا — ماریا لفوونا (ولاس سے): تم تو اور بھی دبلے ہو گئے — کیا ماجرا ہے؟ ولاس: نہیں جانتا — ساشا: (اندر آتے ہوئے): کیا میں پھر سماور گرم کروں؟ وروارا میخائلوونا: ہاں اور جہاں تک جلدی ہو سکے —

ماریا لفوونا (ولاس سے): آخر تم منہ کیوں بسور رہے ہو؟

اولگا الکسئی‌ونا: ہمیشہ سے یہی حلیہ ہے اس کا —

ولاس: یہ تو میرا پیشہ ہے —

ماریا لفوونا: ہمیشہ بڑے کائیاں بننے کی کوشش کرتے ہو اور بن نہیں پاتے — ایں؟ ہاں وروارا میخائلوونا وہ جو ہے نا تمہارا پاول سرگئی‌وچ دیکھہ لینا اس پر اعصابی بیماری کا حملہ ہوگا ایک نہ ایک دن —

وروارا میخائلوونا: اس کو تم میرا کیوں کہتی ہو؟

(رومین اندر آتا ہے — اس کے پیچھے پیچھے یولیا فلیپوونا اور کالیریا آتی ہیں — ولاس کی تیوریاں چڑھی ہوئی ہیں — وہ واپس مطالعے کے کمرے میں جاتا ہے اور دروازہ بند کر لیتا ہے — اولگا الکسئیونا ماریا لفوونا کو ایک طرف کھینچ کر لے جاتی ہے اور اس کے کان میں کچھ کہتی ہے اور اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتی ہے -)

رومین: معاف کرنا اتنی رات گئے دھاوا بول رہے ہیں ہم لوگ —

وروارا میخائلوونا: مہمان ہمیشہ میرے سر آنکھوں پر —

یولیا فلیپوونا: گاؤں میں رہنے میں سب سے اچھی بات یہ ہے کہ آدمی کو بیکار کے تکلف سے چھٹکارا مل جاتا ہے — ذرا ابھی تم ان کی لڑائی دیکھتے! ان دونوں کی — اس کی اور ماریا لفوونا کی!

رومین: میں اہم اور بحث طلب چیزوں کے بارے میں اطمینان اور سکون سے بات کر ہی نہیں سکتا —

(ساشا سماور اندر لاتی ہے — وروارا میخائلوونا، جو میز کے پاس کھڑی ہے، چائے کا سامان میز پر رکھتی جاتی ہے اور آہستہ آہستہ ہدائت دیتی ہے — رومین پیانو کے پاس کھڑا ہے اور سوچتے ہوئے اس کو غور سے گھورتا ہے —)

یولیا فلیپوونا: تم اتنے جذباتی ہو جاتے ہو کہ تمہاری باتوں کا کوئی اثر ہی نہیں ہوتا — (وروارا میخائلوونا سے) تمہارے اور میرے میاں برانڈی میں ڈبکیاں لگا رہے ہیں — مجھے ڈر ہے کہ آج

دونوں چڑھا کر رنگ پر آ جائینگے — میرے میاں کے ایک چچا نہ جانے کہاں سے آن ٹپکے ھیں — پتہ نہیں ان کا کچھہ کاروبار ھے شاید گوشت کی آڑھت ھے یا ترکاریوں کا تیل تیار کرتے ھیں —— جناب کے سر پر سفید گھنگھریالے بالوں کے جنگل کے جنگل اگے ہوئے ھیں — ھر وقت ھنسی مذاق کرتے رھتے ھیں —— آدمی چونچال ھیں — لیکن ھے کہاں ھمارا بانکا نکولائی پیترووچ؟

زامیسلوف (برآمدے سے): یہاں، تمھاری کھڑکی تلے، میری حسین شیریں!

یولیا فلیپوونا: اندر آ جاؤ — وھاں کیا گپیں ھو رھی ھیں؟

زامیسلوف (اندر آتے ہوئے): میں جوانوں کو گمراہ کر رھا ھوں — سونیا اور زیمین مجھے بتانے کی کوشش کر رھے تھے کہ انسان کی زندگی کا مقصد یہ ھے کہ وہ سماجی، اخلاقی اور اسی قسم کے مسئلوں کو حل کرتا رھے — لیکن میرا دعوی ھے کہ زندگی ایک آرٹ ھے —— اپنی آنکھوں سے دیکھنے اور اپنے کانوں سے سننے کا آرٹ!

یولیا فلیپوونا: بکواس!

زامیسلوف: یہ نظریہ میں نے اسی آن بنایا ھے لیکن اسے میرا عقیدہ سمجھہ لیجئے — زندگی نام ھے ھر چیز میں لطف اور حسن تلاش کرنے کا، ھاں کھانے پینے میں بھی لطف اور حسن تلاش کرنے کا — یہ تو درندوں کی طرح لڑتے ھیں —

یولیا فلیپوونا: اس کو روکو کالیریا واسیلی‌ونا —

زامیسلوف: کالیریا واسیلی‌ونا! میں جانتا ھوں کہ تم ھر حسین چیز پر جان چھڑکتی ھو —— پھر اس ناچیز نے کیا قصور کیا ھے؟ یہ ایک عجیب بے جوڑ اور بے تکی بات ھے!

کالیریا (مسکراتے ہوئے): واقعی تم بجلی ھو، کڑکتی چمکتی بجلی —

زامیسلوف: اوہ! لیکن ہم یہ تھوڑے ہی کہہ رہے تھے — ہم تو یہ کہہ رہے تھے کہ یہ حسینہ اور میں...

یولیا فلیپوونا: بس بس، بہت ہوگیا — ہم یہاں آئے ہیں...

زامیسلوف (کالیریا کی طرف جھکتا ہے): آپ کی خدمت میں...

یولیا فلیپوونا: ہم یہ پوچھنے آئے ہیں...

زامیسلوف (اور زیادہ جھکتے ہوئے): آپ سے...

یولیا فلیپوونا: یہ آدمی مجھے پوچھنے نہ دیگا -- چلو ہم تمہارے چھوٹے سے خوبصورت کمرے میں چلیں — میں تو اس کمرے پر جان دیتی ہوں —

زامیسلوف: چلو چلیں — کم از کم وہاں کوئی ہمیں پریشان تو نہ کریگا —

کالیریا (ہنستے ہوئے): اچھا آؤ چلو —

(وہ بچلے دروازے کی طرف بڑھتے ہیں —)

یولیا فلیپوونا: رک جاؤ رک جاؤ — چچا سے ملوگے تو معلوم ہوگا — جانتے ہو چچا کا نام ہے دفوئےتوچئے!

زامیسلوف: دفوئےتوچئے —— یعنی میٹھے... واقعی؟

(ہنستے ہوئے پردوں کے پیچھے غایب ہو جاتے ہیں —)

اولگا الکسئیونا: وہ ہر وقت کیسی چہکتی دمکتی رہتی ہے -- حالانکہ میں جانتی ہوں اس کی زندگی پھولوں کی سیج نہیں ہے — وہ اور اس کا میاں...

وروارا میخائلوونا (روکھائی سے): میں سمجھتی ہوں اس سے ہمیں کوئی مطلب نہیں، اولگا —

اولگا الکسئی‌ونا: کیا میں نے کوئی ایسی بات کہہ دی جو نہیں کہنی چاہئے تھی؟

رومین: ان دنوں کتنی ناکام شادیاں ہوتی ہیں!

سونیا (دروازے سے جھانکتے ہوئے): ممی میں ذرا ٹہلنے جا رہی ہوں —

ماریا لفوونا: لیکن تم تو ابھی ابھی ٹہل کے آئی ہو —

سونیا: وہ تو میں جانتی ہوں — یہ گھر عورتوں سے بھرا ہوا ہے — اور عورتیں بڑا بور کرتی ہیں —

ماریا لفوونا (مذاقاً): زبان کو لگام دے لڑکی! تیری ماں بھی عورت ہے —

سونیا (دوڑتی ہوئی آتی ہے): تم؟ سچ؟ کب سے؟

اولگا الکسئی‌ونا: آخر کیا مطلب ہے اس کا؟

وروارا میخائلوونا: کم از کم تم کو سلام کلام تو کرنا چاہئے —

ماریا لفوونا: سونیا تیری حرکت پر میں شرم سے پانی پانی ہوئی جا رہی ہوں!

سونیا (وروارا میخائلوونا سے): آج ہم پہلے ہی مل چکے ہیں نا؟ میں تو خوشی سے تم کو چومنے کو تیار ہوں — اگر کوئی چیز میرے دل کو بھائے تو میں بڑی دریا دل بن جاتی ہوں... اور اس میں بھلا جاتا بھی کیا ہے —

ماریا لفوونا: اپنی چپڑ چپڑ بند کرو اور راستہ لو —

سونیا: تم میری ماں کے بارے میں کیا سوچتی ہو؟ یکایک جی میں کیا آئی کہ اپنے آپ کو عورت کہنے لگیں — میں ان کو اٹھارہ برس سے جانتی ہوں اور آج پہلی بار ان کے منہ سے یہ سنا — عجیب بات ہے!

زیمین (جھانکتے ہوئے): تم آ رہی ہو یا نہیں؟

سونیا : ذرا میرے غلام سے ملئے —

وروارا میخائلوونا : تم اندر کیوں نہیں آتے؟

سونیا : وہ شریفوں کی محفل میں آنے کے لائق نہیں —

زیمین : کیونکہ اس نے میری جیکٹ کی آستین پھاڑ دی ہے... اتنی سی بات ہے —

سونیا : اتنی سی بات! لگتا ہے اتنی وجہ کافی نہیں — جناب اور زیادہ چاہتے ھیں — اچھا تو یہی سہی — ممی بعد میں آؤنگی، ایں ٹھیک ہے نا؟ دیکھیں ماکس امر محبت کے بارے میں کیا کہتا ہے — میں زیادہ انتظار نہیں کر سکتی —

زیمین : تمھیں بڑا لمبا انتظار کھینچنا پڑیگا —

سونیا : میاں! دیکھہ لونگی — خدا حافظ! کیا چاند اب تک چمک رہا ہے؟

زیمین : میں کوئی میاں نہیں! تم جانتی ھو اسپارتا میں... تم مجھے دھکیلتی کیوں ھو... میں تو...

سونیا : تم ابھی مرد نہیں ھوئے ھو — چلو اسپارتا!

(تھوڑی دیر تک باھر سے ان کی باتچیت اور قہقہے کی آواز آتی رھتی ہے —)

رومین : ماریا لفوونا، خوب لڑکی ہے تمہاری!

اولگا الکسئی‌ونا : میں بھی ایسی ھی تھی —

وروارا میخائلوونا : مجھے تم دونوں کا انداز پسند ہے — سب لوگ آجائیں، چائے پیئیں!

ماریا لفوونا : ھاں ھم اچھی سہیلیاں ھیں —

اولگا الکسئی‌ونا : سہیلیاں... کیسے بنتی ھیں سہیلیاں؟

ماریا لفوونا : کیا؟

اولگا الکسئی‌ونا : بچوں سے دوستی کیسے کی جاتی ہے —

ماریا لفوونا: بہت معمولی بات ہے — ان کے ساتھ کھلے دل سے پیش آؤ — ان سے سچائی کبھی نہ چھپاؤ، ان کو دھوکا مت دو —

رومین (ہنستے ہوئے): ذرا خطرناک کھیل ہے یہ! سچائی کڑوی اور روکھی ہوتی ہے اور اس میں بےاعتباری کا زہر چھپا رہتا ہے — بچے کو اگر بچپن ہی میں سچائی کی بھیانک صورت دکھا دی جائے تو وہ تباہ ہو سکتا ہے —

ماریا لفوونا: اور تمہیں تھوڑا تھوڑا کر کے زہر دینے کا طریقہ زیادہ پسند ہے؟ تاکہ تم یہ دیکھنے کی تکلیف سے بچ جاؤ کہ تمہارے بچے کے دماغ کو کتنا صدمہ پہنچ رہا ہے —

رومین (گرم ہوتے ہوئے گھبراہٹ کے ساتھ): لیکن میں نے یہ نہیں کہا — بس اتنی سی بات ہے کہ میں ان تمام حرکتوں کے خلاف ہوں... میں ان تمام احمقانہ اور بیکار حرکتوں کے خلاف ہوں جو زندگی سے اس کی شاعری چھین لیتی ہیں — یہ شاعری زندگی کے سخت اور بدنما خط و خال میں نرمی اور لچک پیدا کرتی ہے — زندگی کو سجانا اور سنوارنا چاہئے — اور ہمیں اس سے پرانا لباس اس وقت تک نہیں چھیننا چاہئے جب تک کہ نیا لباس تیار نہ ہو جائے —

ماریا لفوونا: معاف کرنا میری سمجھ میں نہیں آیا کہ تم کہہ کیا رہے ہو —

رومین: میں انسان کے فریب کھانے کے حق کے بارے میں عرض کر رہا ہوں — تم ہمیشہ زندگی کے گن گاتی ہو — زندگی ہے کیا؟ یہ لفظ ایک لحیم شحیم بے ہنگم دیو کا ہیولا ابھارتا ہے میرے ذہن میں - اور یہ دیو ہمیشہ قربانی کا مطالبہ کرتا رہتا ہے — انسان کی قربانی کا — روزانہ یہ دیو انسانی دماغ اور جسم نگلتا رہتا ہے، اس کا خون چاٹتا رہتا ہے — (ورورا میخائلوونا اس کی بات غور سے سنتی ہے اور یکایک اس کے چہرے پر جذباتی ہیجان

کی کیفیت پیدا ہو جاتی ھے — وہ کچھ جنبش کرتی ھے جیسے اس کو روکنا چاھتی ہو) کیوں؟ میں نہیں جانتا — لیکن میں اتنا جانتا ہوں —— آدمی جتنا زیادہ زندہ رہتا ھے اتنا ھی زیادہ وہ گندگی اور غلاظت دیکھتا ھے، ذلیل اور گھناؤنی غلاظت اور اسی لئے اس کے دل میں حسن اور پاکیزگی کی تڑپ بڑھتی جاتی ھے — اسی لئے انسان اپنے اندر روشنی اور اندھیرے کی ٹکر ختم نہیں کر پاتا، وہ اپنی زندگی سے غلاظت اور برائی کو دور نہیں کر پاتا — کم ازکم اس کو ان چیزوں سے آنکھیں تو بند کر لینے دو جو اس کی روح کو کھائے جا رھی ھیں — اس کو ان سب چیزوں سے منه پھیر لینے دو جن سے اس کے دل پر چوٹ لگتی ھے — انسان سکون چاھتا ھے، انسان بھولنا چاھتا ھے — وہ آرام اور چین سے رهنا چاھتا ھے — (وروارا میخائلوونا سے اس کی آنکھیں چار ھوتی ھیں اور وہ اپنی بات ختم کر دیتا ھے —)

ماریا لفوونا (اطمینان سے): تمہارے ذھن میں جو ھستی ھے کیا وہ جذبے سے اس قدر خالی ھے؟ افسوس! کیا اسی لئے تم یه سمجھتے ہو که اسے آرام اور چین کا حق ھے؟ یه توکوئی مزیدار بات نه ھوئی!

رومین (وروارا میخائلوونا سے): معاف کرنا میں جوش میں بہه گیا — ظاھر ھے تمہیں میری بات بری لگی —

وروارا میخائلوونا: نہیں تمہارے جوش میں برائی نہیں —

رومین: تو پھر؟

وروارا میخائلوونا (اطمینان اور آھستگی سے): مجھے یاد ھے دو برس پہلے تم نے بالکل دوسری بات کہی تھی... وہ بات بھی اتنے ھی جوش اور اتنے ھی یقین کے ساتھ کہی تھی —

رومین (بھڑکتے ھوئے): لیکن آدمی بدلتا ھے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کا خیال بھی —

ماریا لفوونا: ھاں اس کے خیالات سھمی ھوئی چمگادڑ کی طرح پھڑک کر کبھی ادھر بھٹکتے ھیں کبھی ادھر — یہ بہت ھی حقیر اور تاریک خیال!..

رومین (اسی طرح بھڑ کتے ھوئے): ھاں بھول بھلیوں ھی میں سہی مگر خیالات آگے تو بڑھتے رھتے ھیں -- لگتا ھے ماریا لفوونا تم کو میرے خلوص پر شبہہ ھے؟

ماریا لفوونا: اوہ نہیں — یہ تو میں دیکھہ سکتی ھوں کہ تم بڑی ایمان داری سے چیخ چلا رھے ھو — ھسٹریا کے مریضوں کا مجھہ پر بالکل اثر نہیں ھوتا — لیکن میں اتنا یقین سے کہہ سکتی ھوں کہ تم کسی چیز سے ڈر گئے ھو — اسی وجہ سے تم چھپنا چاھتے ھو — اور تم اکیلے نہیں ھو — یہ دنیا ھول کھائے ھوئے لوگوں سے بھری پڑی ھے —

رومین: ھاں بھری پڑی ھے کیونکہ لوگوں کو زندگی کی بھیانک حقیقتوں کا زیادہ سے زیادہ صاف اور شدید احساس ھونے لگا ھے —— زندگی جس کے مقدر پر پہلے ھی سے مہر لگ جاتی ھے — واحد اتفاق کی بات ھے انسانی وجود اور اس کا نہ کوئی مقصد ھے اور نہ معنی!

ماریا لفوونا (سکون سے): اپنے وجود کے اس اتفاقیہ عنصر کو ذرا اوپر اٹھاؤ اور سماجی تقاضے کی سطح پر پہنچا دو اور تب زندگی میں معنویت پیدا ھو جائیگی —

اولگا الکسئی‌ونا: جب لوگ ایک دوسرے پر جھپٹتے ھیں، ایک دوسرے پر الزام دھرتے ھیں تو میرا لہو خشک ھو جاتا ھے — مجھے لگتا ھے جیسے لوگ مجھے برا بھلا کہہ رھے ھیں، مجھہ پر انگلی اٹھا رھے ھیں — دنیا میں نیکی اور شرافت کا ایسا ٹوٹا پڑا ھے -- اچھا اب میرے جانے کا وقت ھو گیا — میں یہاں آنا چاھتی ھوں واریا -- یہاں ھمیشہ کچھہ دلچسپ باتیں سننے کو ملتی ھیں ——

کچھه ایسی چیزیں، ہاں کیا کہوں؟ ہاں کچھه ایسی تیں جن سے انسان کے دل کے تار تھرتھرانے لگتے ھیں — لیکن اب بہت دیر ہو گئی — مجھے جانا چاہئے —

ورواراا میخائلوونا: میری اچھی اولگا، ابھی مت جاؤ— کیوں، اس طرح یکایک منه اٹھا کر کیوں چل دیں؟ گھر والوں کو تمھاری ضرورت ہوئی تو بلوا بھیجینگے —

اولگا الکسئی‌ونا: مجھے امید ھے وہ ضرور بلا بھیجینگے — بہت اچھا — میں کچھه دیر اور ٹھہر جاتی ہوں —

(جاتی ھے اور صوفے پر بیٹھه جاتی ھے — رومین برآمدے کے دروازے پر کھڑا ھے اور گھبراتے ہوئے شیشے کو انگلیوں سے بجاتا ھے —)

ورواراا میخائلوونا (فکر میں کھوئی ہوئی): ہماری زندگی کتنی عجیب ھے! ہم بکتے رہتے ھیں، بکتے رہتے ھیں اور کرتے کچھه نہیں — ہم بھانت بھانت کی رائیں قائم کر لیتے ھیں اور ہم ان کو قبول کرنے یا ٹھکرانے میں ضرورت سے زیادہ جلدی سے کام لیتے ھیں — لیکن ہمارے دل میں سچی خواھشیں نہیں ھیں... صاف شفاف، زوردار خواھشیں —

رومین: کیا تمھاری مراد مجھه سے ھے؟

ورواراا میخائلوونا: ہر شخص سے — ہماری زندگی بوجھل، بناوٹی اور مکروہ ھے —

یولیا فلیپوونا (دوڑتی ہوئی اندر آتی ھے — اس کے پیچھے پیچھے کالیریا آتی ھے): مجھے بچاؤ لوگو، بچاؤ!

کالیریا: لیکن سچ یه فضول ھے...

یولیا فلیپوونا: اس نے ایک نئی نظم لکھی ھے اور وعدہ کیا ھے — نئے بالک گھر کے لئے جو جلسه ہو رہا ھے اس میں پڑھه کر

سنائیگی — لیکن میں چاہتی ہوں ابھی پڑھ کر سنائے — کہو، کہو نا اس سے!

رومین: کیوں نہیں سناتیں کالیریا واسیلی‌ونا؟ میں تمہاری شاعری کا رسیا ہوں — تمہاری شاعری سے میرے دل کو بڑا سکون ملتا ہے —

ماریا لفوونا: میں بھی سننا چاہتی ہوں — اس بحثا بحثی سے ہمارے اندر بڑا کھراپن اور بڑا تناؤ پیدا ہو جاتا ہے — سناؤ پڑھ کر میری جان —

وروارا میخائلوونا: کوئی نئی چیز ہے کالیریا؟

کالیریا: ہاں، نثر کی چیز ہے — بڑی بوجھل —

یولیا فلیپوونا: پڑھو تو سہی — بڑی پیاری چیز ہے — کیوں نہیں پڑھتیں ایں؟ آؤ اور لوگوں کو بھی بلا لیں —

(باہر جاتی ہے اور کالیریا کو اپنے ساتھ کھینچ کر لے جاتی ہے —)

ماریا لفوونا: ولاس میخائلووچ کہاں ہے؟

وروارا میخائلوونا: مطالعے کے کمرے میں — اس پر کام کا بھوت سوار ہے —

ماریا لفوونا: مجھے لگتا ہے کہیں آج شام میں نے اس کے ساتھ ضرورت سے زیادہ کھراپن تو نہیں برتا — مجھے اس کا ہر وقت کا مسخراپن دیکھ کر اس پر بڑا ترس آتا ہے —

وروارا میخائلوونا: ہے نا؟ کاش تم اس سے ذرا بھلا سلوک کر سکتیں — وہ اس کا مستحق ہے — بے شمار لوگوں نے اس پر اپنی نصیحتوں کی بارش کی ہے — لیکن کسی نے اس کو گلے نہیں لگایا —

ماریا لفوونا (مسکراتی ہے): ہم سب کا ایک ہی جیسا تجربہ ہے، ہے نا؟ یہی وجہ ہے کہ ہم اتنے کھرے اور کٹ کھنے

ھیں، اسی وجہ سے ہم ایک دوسرے کے لئے پتھر بن گئے ھیں —

ورواارا میخائلوونا: وہ اپنے ابا کے ساتھہ رھتا تھا — ابا ھمیشہ نشے میں دھت رھتے اور اس کی خوب خبر لیتے —

ماریا لفوونا: جا کر دیکھوں، ذرا بات‌چیت کروں —

(مطالعے کے کمرے کے دروازے پر جاتی ھے، کھٹکھٹاتی ھے اور اندر چلی جاتی ھے —)

رومین (ورواارا میخائلوونا سے): لگتا ھے ماریا لفوونا سے تمہاری گاڑھی چھن رھی ھے —

ورواارا میخائلوونا: ھاں مجھے وہ بھاتی ھے —

اولگا الکسئی‌ونا (آھستہ سے): وہ اپنی رائیوں کے معاملے میں کتنی کٹر ھے! بالکل دو ٹوک!

رومین: اس میں مذھبیوں جیسا کٹرپن اور سنگ دلی ھے — بالکل بے حس اور دوٹوک! آدمی کو یہ چیز کیسے بھا سکتی ھے میری سمجھہ سے بالا ھے —

دوداکوف (گلیارے سے آتے ھوئے): آداب عرض ھے — معاف کرنا بیچ میں آن ٹپکا — اچھا تو اولگا تم یہاں ھو؟ چل رھی ھو گھر؟

اولگا الکسئی‌ونا: اگر میری ضرورت ھو تو میں ابھی کھڑی کھڑی چل دوں۔ کیا تم باھر ٹہلنے کے لئے گئے تھے؟

ورواارا میخائلوونا: ایک گلاس چائے کیوں نہ ھو جائے کیریل اکیمووچ؟

دوداکوف: نہیں، شکریہ — میں اتنی رات گئے چائے نہیں پیتا — پاول سرگئی‌وچ میں تم سے بات چیت کرنا چاھتا ھوں — کیا میں کل آ سکتا ھوں؟

رومین: ھاں ھاں ضرور —

دوداکوف: بگڑے چال چلن کے کمسن بچوں کے گھر کے بارے میں بات کرنی ہے — وہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ مصیبت ڈھاتے رہتے ہیں! لگتا ہے کہ بچوں کی پٹائی ہوتی ہے وہاں... کل کے اخبار میں اس کے کارن میری اور تمہاری ایسی خبر لی گئی ہے کہ توبہ بھلی —

رومین: سچی بات تو یہ ہے کہ میں وہاں بہت دنوں سے گیا ہی نہیں ہوں — یہاں سر کھجانے کی فرصت ہی نہیں ملتی —

دوداکوف: ہونہہ، ہم میں سے کسی کے پاس وقت نہیں — ہم ایک جگہ سے دوسری جگہ بھٹکتے پھرتے ہیں اور کبھی کسی منزل **تک** نہیں پہنچتے — بتاؤ اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ رہا میں سو میں تو تھک کر چور ہو گیا ہوں — میں تو سکون کی تلاش میں ذرا سا جنگل کی طرف نکل گیا تھا — جنگل کی ہوا کھانے سے مجھے کچھ سکون ہو جاتا ہے... ورنہ... میرے دل میں تو ایک کھلبلی سی مچی رہتی ہے...

وروارا میخائلوونا: تمہارا منہ اترا ہوا ہے —

دوداکوف: اس میں تعجب کی کیا بات ہے! آج مجھے پھر ایک مصیبت جھیلنی پڑی — وہ جو ہے نا اپنا کاٹھ کا الو چیف —— کم بخت نے شکائت کی کہ ہم کفائت شعاری سے کام نہیں لیتے —— مریض بہت زیادہ کھانا کھاتے ہیں اور ہم ان کو بہت زیادہ کونین دیتے ہیں — سب سے پہلی بات یہ کہ اس کو اس معاملے سے کوئی سروکار نہیں — دوسرے یہ کہ اگر یہ لوگ نیچے نگر میں نالوں کی ذرا سی صفائی کرا دیتے تو ہمیں ایک ذرہ کونین کا خرچ نہیں کرنا پڑتا — کیا وہ سمجھتا ہے کہ میں پھانکتا ہوں کونین؟ مجھے کونین سے گھن آتی ہے... بد تمیزی تو دیکھو!

اولگا الکسئیونا: کیریل، اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر کیوں پریشان ہوتے ہو؟ میں تو سمجھتی ہوں کہ اب تک تمہیں کڑوے گھونٹوں کا عادي ہو جانا چاہئے تھا —

دوداکوف: میری پوری زندگی ان ھی چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھری ہوئی ھے — اور آخر ''عادی،، سے کیا مطلب ھے تمہارا؟ کس کا عادی؟ ان احمقوں کا عادی ہو جاؤں جو چاھے جانیں خاک نہیں مگر ٹانگیں ضرور اڑائینگے دوسروں کے کاموں میں اور ان کو ھرگز اپنا کام کرنے نہ دینگے؟ ھاں میں رفتہ رفتہ ان کا عادی بنتا جا رھا ھوں — جب چیف کہتا ھے تو ٹھیک ھے... مجھے اور زیادہ کفائت شعار ھونا چاھئے... چاھے ایسا کرنے میں خود میرے کام کا پٹرا ھی کیوں نہ لگ جائے — میری اپنی پریکٹس تو ھے نہیں — اس لئے یہ کام نہیں چھوڑ سکتا —

اولگا الکسئیونا (لعنت ملامت کے انداز میں): کیوں کیریل، اس لئے نا کہ تمہارا کنبہ بہت بڑا ھے؟ میں تمہارے منہ سے یہ بات پہلے بھی سن چکی ھوں — لیکن ھاں یہاں دوھرانا ٹھیک نہیں — کتنی غلط ھے یہ بات! کتنی بےدردی ھے اس میں! (وہ شال سر پر ڈالتی ھے اور تیزی سے وروارا میخائلوونا کے کمرے کی طرف جاتی ھے —)

وروارا میخائلوونا (اس کے پیچھے بھاگتی ھے): اولگا! کیا کہہ رھی ھو تم؟

اولگا الکسئیونا (قریب قریب سسکتے ھوئے): مجھے جانے دو! میں یہ سب کچھ سن چکی ھوں...

(دونوں وروارا میخائلوونا کے کمرے میں چلی جاتی ھیں —)

دوداکوف: لو بیٹھے بٹھائے مصیبت گلے پڑ گئی! دور دور میرے دماغ میں اس کا خیال نہیں تھا — معاف کرنا پاول سرگئیوچ،

مجھے بالکل خیال نہ تھا کہ بات کہاں سے کہاں پہنچ جائیگی — میں... میں بہت پریشان ہوں —

(تیزی سے باہر نکل جاتا ہے، دروازے میں اس کی مڈبھیڑ کالیریا، یولیا فلیپوونا اور زامیسلوف سے ہوتی ہے—)

یولیا فلیپوونا : ڈاکٹر نے ہمیں دھکیل کر گرا ہی دیا ہوتا — کیا ہوا اس کو؟

رومین : جگر کا فعل ٹھیک نہیں — (ورواراا میخائلوونا اندر آتی ہے) اولگا الکسئی‌ونا چلی گئی؟

ورواراا میخائلوونا : ہاں —

یولیا فلیپوونا : مجھے اس ڈاکٹر پر ذرا اعتبار نہیں — مجھے تو وہ کچھہ بیمار سا دکھتا ہے — وہ ہکلاتا ہے اور پتہ نہیں کس دنیا میں کھویا رہتا ہے... مزے میں چمچہ تو اپنی عینک کے خول میں ٹھونس دیگا اور چائے میں نشتر سے شکر گھولنے لگیگا — وہ اپنی بدحواسی میں نسخے میں بھی ایسی ہی غلطی کر سکتا ہے اور ہمیں زہر دے کر دوسری دنیا کی سیر کرا سکتا ہے —

رومین : دیکھہ لینا اس کا انجام برا ہوگا — وہ گولی مار کر خودکشی کر لیگا —

ورواراا میخائلوونا : تم یہ بات کتنے اطمینان سے کہہ رہے ہو!

رومین : ڈاکٹروں کی تان اکثر خودکشی پر ٹوٹتی ہے —

ورواراا میخائلوونا : ہمارے دل میں انسان سے زیادہ انسان کی باتیں ہلچل مچا دیتی ہیں —

رومین (چونکتے ہوئے) : ورواراا میخائلوونا!

(کالیریا پیانو کے قریب بیٹھہ جاتی ہے — زامیسلوف اس کے پاس بیٹھتا ہے —)

زامیسلوف: ٹھیک ہے نا؟
کالیریا: کافی ہے —
زامیسلوف: بھئی، سب لوگ خاموش!

(ماریا لفوونا اور ولاس ہشاش بشاش اندر آتے ہیں —)

ولاس: تو اب ہمیں شاعری سننی ہے؟ کیوں؟
کالیریا (چڑکر): اگر تمہارا جی چاہے تو سنو اور اتنا شور نہ مچاؤ —
ولاس: اے زندہ روحو دور ہو جاؤ!
ماریا لفوونا: ہاں ہم ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالینگے!
کالیریا: بہت خوب — یہ شاعری نثر میں ہے — اس کی دھن تیار کرنی ہوگی —
یولیا فلیپوونا: اچھا ساز کی سنگت میں پڑھی جائیگی! کتنا اچھا ہوگا! میں تو ہر انوکھی بات پر جان دیتی ہوں — میں تو بچے کی طرح ہوں جس کی باچھیں تصویر کے کارڈ اور موٹر دیکھتے ہی کھل جاتی ہیں...
ولاس (اس کے لہجے کی نقل کرتے ہوئے): بھونچال، گراموفون، زکام...
کالیریا (زور اور روکھے پن سے): تو میں شروع کروں؟ (ہر شخص جلدی سے بیٹھہ جاتا ہے — کالیریا ایک دو منٹ پیانو کی پٹیوں پر انگلیاں دوڑاتی رہتی ہے) اس کا عنوان ہے ''ایدل‌ویس کا پھول،، —
''آسمان سے باتیں کرتی ہوئی آلپس کی چوٹیاں جنم جنم سے برف کے کفن میں چھپی ہوئی ہیں اور ان کے اوپر اور اردگرد ایک ٹھنڈے سکوت کا راج ہے اور یہ خاموشی فکرودانش کی خاموشی ہے جو پرشکوہ بلندیوں سے ہوا کی لہروں میں بہتی ہوئی زمین پر اتر رہی ہے —

سہاڑوں کی چوٹںوں ہر ںکراں آسمانی وسعتس سایہ‌فگن ھس اور جھلملاتے ہوئے سارے اپنی اداس روسی برف ر بکھر رہے ھس —
پہاڑوں کے داس مس، زمس کی ںک وادیوں مس، زندگی حوف سے لرز رہی ھے اور سری سے بھل بھول رہی ھے اور انسان —— اس زمس کا بروردگار—— دکھه درد کے بوجھه بلے دبا جا رہا ھے —
دھرتی کی گپھاؤں سے مھقہے اور کراھس بڑبتی ہوئی باھر نکل رہی ھس، عصے بھری حںحس ابھر رہی ھس، محب کا دھواں بیح و باب کھاتا ہوا اٹھه رہا ھے... ھاں دھرتی کی گھاؤں سے زندگی کا بلح اور ان گںت آواروں کے ساتھه بھوٹتا ہوا سگت ابل رہا ھے — لیکن بہاڑوں کی حوٹیاں حب ھس، سارے بے جان ھس اور ان کے کان انسان کی آہ وکراہ کے لئے بہرے ھس —
آسماں سے باتیں کرتی ہوئی آلس کی حوٹیاں حنم جنم سے برف کے کفن مس حھبی ہوئی ھس اور ان کے اوبر اور اردگرد ٹھنڈے سکوت کا راج ھے اور یہ حاموسی، فکر و دانس کی حاموسی ھے حو برسکوہ بلندیوں سے ہوا کی لہروں مس بہتی ہوئی زمین ہر اتر رہی ھے —
لیکن ایسا لگتا ھے حسسے دھرتی کی بتا کا راز بتانے کے لئے، انساں کے دکھه درد کی کہانی سنانے کے لئے، حوٹیوں کے قدموں مس، حاموسی کی نگری مس ایک اداس بہاڑی بھول کھل اٹھا ھے —— اور اس بھول کا نام ھے ایڈل‌وس...
آکاس کی بیکراں پہنائیوں مس بہت دور بلندیوں مس ساندار اور حاموس سورج بیر رہا ھے اور بےآواز حاند اپنی ٹھنڈی روسی برسا رہا ھے اور سارے ھکابکا سے نیحے گھور رہے ھس —
اور ھر روز بلندیوں سے حاموسی کی ٹھنڈی حادرس اس اکیلے بھول ایڈل‌ویس کو اپنی آغوس مس حھپا لینے کے لئے اترتی رہتی ھس —،،

(وقفہ — سب اپنے اپنے خیال میں کھو جاتے ھیں —
دور سے چوکیدار کی سیٹی سنائی دیتی ھے — کالیریا پھٹی
پھٹی آنکھوں سے خلا میں گھورتی ھوئی بیٹھی رھتی ھے —)

یولیا فلیپوونا (نرمی سے): کتنی پیاری چیز ھے! کتنی غم انگیز... پاک...

زامیسلوف: سنو تم یہ چیز ایک خاص لباس میں سناؤ — ڈھیلے ڈھالے سفید لباس میں، جیسے ایڈل‌ویس کا سفید پھول — ذرا تصور کرو؟ بڑا پراثر ھے!

ولاس (پیانو کے پاس جاتے ھوئے): مجھے بھی یہ چیز پسند آئی — سچ — (گھبرا کر ھنستے ھوئے) بہت خوب! شاندار! جیسے چلچلاتے دن میں ٹھنڈا شربت!

کالیریا: بھاگ جاؤ!

ولاس: میں سچ کہہ رھا ھوں— آنکھہ بھوؤں نہ چڑھاؤ—

ساشا (اندر آتے ھوئے): شالیموف صاحب تشریف لائے ھیں —

(کمرے میں ایک ھلچل سی مچ جاتی ھے — ورواارا
میخائلوونا دروازے کی طرف بڑھتی ھے مگر شالیموف پر
نظر پڑتے ھی رک جاتی ھے — شالیموف گنجا ھے —)

شالیموف: مجھے آپ سے مل کر بڑی خوشی...

ورواارا میخائلوونا (دھیرے سے رکتے ھوئے): اندر آئیے... آئیے — سرگئی... آیا ھی چاھتے ھیں...

پردہ

دوسرا ایکٹ

باسوف کے مکان کے سامنے ایک لان — یہ لان صنوبر ، سرو اور برچ کے درختوں سے گھرا ہوا ہے — برآمدے میں پردے پڑے ہوئے ہیں — اسٹیج کے بائیں طرف آگے کو صنوبر کے دو درخت ہیں اور ان کے سائے میں ایک گول میز اور تین کرسیاں رکھی ہیں — اسٹیج کے دائیں طرف آگے کو درختوں کے ایک جھنڈ میں ایک جوڑی بنچ رکھی ہے — درختوں کے پیچھے ایک سڑک جنگلوں کی طرف جاتی ہے — دائیں طرف پیچھے ایک کھلا اسٹیج ہے جس کے سامنے چند بنچیں رکھی نظر آتی ہیں — ایک راستہ اس کو سوسلوف کے گھر سے ملاتا ہے — شام کا وقت ہے — سورج ڈوب رہا ہے — کالیریا کے پیانو بجانے کی آواز آتی ہے — پوستوبائکا آہستہ آہستہ اور بڑی محنت سے اسٹیج کے سامنے بنچیں رکھ رہا ہے — کرویلکن شانے پر بندوق لٹکائے صنوبر کے پاس کھڑا ہے —

کرویلکن: امسال کس نے لیا ہے وہ بنگلہ؟

پوستوبائکا (ٹھہرے، بھاری لہجے میں): کوئی انجنیر ہے — اس کا نام ہے سوسلوف —

کرویلکن: نئے لوگ ہیں ایں؟

پوستوبائکا: کیا کہا تم نے؟

کروپیلکن : میں نے کہا نئے لوگ! میرا مطلب ہے پار سال والے لوگ نہیں ہیں...

پوستوبائکا (پائپ نکالتے ہوئے) : وہی ہیں — سب ایک ہی جیسے ہیں —

کروپیلکن (ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے) : اوہ، میں جانتا ہوں — سب کا دماغ ساتویں آسمان پر ہوتا ہے —

پوستوبائکا : یہ بنگلے والے سبھی ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں — پچھلے پانچ برس میں میں نے اتنے بابو لوگ دیکھے ہیں کہ گن بھی نہیں سکتے... جیسے برستی برسات میں چہ بچے میں بلبلے... ابھرے اور پھٹ سے ٹوٹ گئے، ابھرے اور پھٹ سے ٹوٹ گئے —

(کچھ نوجوان اکارڈئین، چھتارے وغیرہ سے لیس ہنستے ہوئے مکان کے پچھواڑے سے نکلتے ہیں اور جنگل کی طرف جاتے ہوئے راستے پر غائب ہو جاتے ہیں —)

کروپیلکن : سنا؟ گانا بجانا — کیا یہ لوگ کوئی تماشا بھی کرینگے؟

پوستوبائکا : کیوں نہیں؟ وہ بھوکوں تھوڑے ہی مر رہے ہیں —

کروپیلکن : میں نے ان کا تماشا نہیں دیکھا— بڑا مزا آتا ہوگا — تم نے دیکھا ہے کیا؟

پوستوبائکا : بھیا ان آنکھوں نے کیا نہیں دیکھا —

(اسٹیج کے دائیں طرف سے دفوئے توچیئے کا زوردار قہقہہ سنائی دیتا ہے —)

کروپیلکن : کیسا ہوتا ہے تماشا؟

پوستوبائکا : کوئی خاص بات نہیں ہوتی — ٹھاٹ سے کپڑے پہن لیتے ہیں — اور پھر جو جی میں آتا ہے بکنے لگتے ہیں — پھر

چیختے ھیں اور لپکتے ھیں، لگتا ھے جیسے بڑا سر ھی تو مار لیگے... ایسا لگتا ھے جیسے ان کے دماغ حل گئے ھیں — ایک دوسرے کو جل دیتے ھیں — ایک آدمی اپنے آپ کو ایمان‌دار اور کھرا بتاتا ھے، دوسرا دماغ والا اور پھر تیسرا آتا ھے —— کچلا ھوا اور مردہ — جو جی چاھے بن جاؤ — خوشی کا سودا ھے —

(بائیں طرف اسٹیج پر کوئی اپنے کتے کو پکارتا ھے
''اباں! یہاں آ، ادھر!''، بوستوبائکا ھتوڑے سے سج میں
کیل ٹھونکتا ھے —)

کروبلکن: ذرا سوچو! ھونہہ! اور کیا یہ لوگ گاتے بھی ھیں؟
بوسوبائکا: ھاں کوئی ایسا گاتے بھی نہیں — کبھی کبھی انجینیر کی جورو زور باندھتی ھے — کیا رٹتل آواز پائی ھے —
کروبلکن: لو وہ ادھر ھی آ رھے ھیں —
بوسوبائکا: آتے ھیں تو آئیں —

(دفوئے بوجئے دائیں طرف سے آتا ھے — اس کے پیچھے
پیچھے سوسلوف آتا ھے —)

دفوئے بوچئے (خوشگوار لہجے میں): بھلا تم کون ھوتے ھو ھنسنے والے مجھ پر؟ میاں ابھی چالیس کے نہیں ھوئے اور سر دیکھو چٹیل میدان — اور لو یہاں دیکھو — ساٹھ کا ھوا مگر دیکھ لو ھرا بھرا سر — بال سفید ھیں تو کیا ھوا — بال رھے! ھا ھا!

(بوستوبائکا آھستہ آھستہ، بھونڈے‌پن سے سج سے الجھتا
رھتا ھے — دروبلکن اسٹیج سے کھسک جاتا ھے —)

سوسلوف: لیجئے یہ تو اور بھی اچھا ھے آپ کے لئے — ھاں تو اب اپنی بات کہئے —

دفوئے توچئے: آؤ بیٹھہ جائیں — هاں تو ٹھیک اس وقت جرمنوں نے اپنی صورت دکھائی — میری فیکٹری پرانی ہے، دقیانوسی اور اس میں بیکار کی مشینوں کا کباڑ بھرا ہوا ہے — ان کی مشینیں نئی هیں — صاف بات ہے ان کا تیار کیا ہوا سامان ہماری فیکٹری کے سامان سے زیادہ اچھا اور سستا تھا — میں نے تاڑ لیا کہ اپنی لٹیا ڈوبنے والی ہے — ان جرمنوں سے کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا تھا — اس لئے میں نے بیچنے کی ٹھان لی — (سوچنے لگتا ہے —)

سوسلوف: کیا آپ نے سب کچھہ بیچ دیا؟

دفوئے توچئے: سب کچھہ، شہر کا گھر چھوڑ دیا، باقی سب کچھہ — بہت بڑا اور پرانا مکان... اور اب میرے کرنے کو کچھہ نہیں رہ گیا ہے — بس بیٹھا رهوں اور اپنے روپے گنتا رهوں — هونہہ! کہاوت ہے حماقت میں سٹھیائے ہوئے بڈھے کا جواب نہیں — جیسے هی میں نے سب کچھہ بیچ ڈالا، مجھے لگا کہ سب کچھہ ڈوب گیا ہے — میں اکتا گیا ہوں... سمجھہ میں نہیں آتا اپنا کیا حال کروں — یہ ہاتھہ —— دیکھو میرے ہاتھہ... کیسے بےهنگم لگتے هیں — پہلے میں نے پھوٹی آنکھہ سے بھی نہیں دیکھا تھا — اور اب یہ ہاتھہ لٹکتے رہتے هیں، مجھہ سے الجھتے رہتے هیں — (هنستا ہے — وقفہ — وروارا میخائلوونا نکل کے برآمدے میں آتی ہے اور اپنے خیال میں گم ٹہلتی ہے — اس کے ہاتھہ پیچھے بندھے ہوئے هیں) دیکھنا باسوف کی بیوی — کیا عورت ہے، هیرا ہے هیرا! کاش میری عمر دس برس کم ہوتی!

سوسلوف: لیکن آپ کا بیاہ تو ہو چکا ہے نا؟

دفوئے توچئے: کبھی ہوا تھا — ایک بار نہیں کئی بار — چند تو مر کھپ گئیں اور چند مجھے دغا دے گئیں — میرے بچے بھی تھے —— دو لڑکیاں — دونوں مرگئیں — ایک بیٹا بھی تھا — وہ پانی میں ڈوب کر بچھڑ گیا — عورتوں کے معاملے میں میں بڑا قسمت

کا دھنی نکلا — میں نے ساری شادیاں یہیں، روس میں کیں — روس میں تو عورت کو پھانس لینا بائیں ھاتھه کا کھیل ھے! تم بڑے بودے شوھر ھو — جب کبھی میں یہاں کاروبار کرنے آتا،میں کسی حسین عورت کی گھات میں رھتا، کبھی ادھر جھانکتا، کبھی ادھر —— کوئی چوکھی عورت نظر آگئی... اس کا شوھر ٹھہرا فدوی قسم کا آدمی، پھٹی پرانی ٹوپی... پھر کیا ھے... تم جانو ایسی پری کو شیشے میں اتارنے میں کیا دیر لگتی ھے! ھاھا! (ولاس برآمدے میں نکل کر آتا ھے اور اپنی بہن کو دیکھتا ھے) لیکن یه سب بھولی بسری باتیں ھیں — اب کچھه بھی نہیں، کوئی بھی نہیں میرے پاس —

سوسلوف: آپ کا کیا ارادہ ھے؟

دفوئے توچئے: میں کچھه نہیں جانتا — شاید تم کچھه صلاح دے سکو مجھے؟ مجھه پر تمہارے مچھلی کے شوربے کا کوئی رعب نہیں پڑا اور نه تمہارے پورک کا رنگ جما — بھلا بتاؤ گرمیوں میں پورک کون کھاتا ھے؟

ولاس: واریا، کون سا خیال ستا رھا ھے تمہارے دل کو؟

وروارا میخائلوونا: اوہ کچھه بھی نہیں — میری ھستی کتنی افسوس ناک ھے، ھے نا؟

ولاس (اس کی کمر میں ھاتھه ڈال دیتا ھے): میں کوئی ایسی بات کہنا چاھتا ھوں جس سے تمہارے دل پر پھایا پڑے — لیکن سمجھه میں نہیں آتا کیا کہوں —

وروارا میخائلوونا: مجھے چھوڑ دو، مجھے اکیلی چھوڑ دو —

دفوئے توچئے: ولاس ادھر ھی آ رھا ھے —

سوسلوف: مسخرا —

دفوئے توچئے: بڑا زندہ دل نوجوان ھے — لیکن بیکار معلوم ھوتا ھے —

ولاس (قریب آتے ھوئے): کون ھے بیکار؟

دفوئیے توچئیے : ارے وہ... میرا بھتیجا اور کون — ھاھا!
لیکن تم بھی کاروبار کے زیادہ شوقین نہیں دکھتے —
ولاس : اتنی جلدی یہ بے تکلفی معاف — لیکن مجھے لگتا ھے "کاروبار"
سے آپ کی مراد ھے اپنے بھائی انسانوں کا خون چوسنا، ھے نا؟
ھاں اس معنی میں تو افسوس ھے کہ میں "کاروبار" کا کوئی
شوق نہیں رکھتا — آپ ٹھیک کہتے ھیں — مجھے کوئی
دلچسپی نہیں —
دفوئیے توچئیے : ھاھا! اس میں پریشانی کی بات نہیں! بڑا وقت
پڑا ھے ابھی — جوانی میں کاروباری ھونا بڑا مشکل کام ھے — تمہارا
ضمیر ابھی پکا نہیں ھے اور ابھی تمہاری کھوپڑی میں مغز کے
بجائے گلابی گلابی سی کھیر بھری ھوئی ھے — لیکن جب
بڑے ھو جاؤگے تو اپنے پڑوسیوں کا لہو پی کر جینا
تمہیں بڑا آسان معلوم ھوگا — ھاھا! موٹا ھونے کا بہترین
نسخہ ھے یہ!
ولاس : معلوم ھوتا ھے آپ نے اس میدان میں کافی تجربہ حاصل
کیا ھے — میں آپ کی اس بات پر پورا یقین کرتا ھوں — (جھکتا ھے
اور باھر چلا جاتا ھے —)
دفوئیے توچئیے : ھاھا! مجھے چپت لگا کر اسے کتنا مزا آیا!
اچھا لڑکا ھے! اپنے آپ کو ھیرو سمجھتا ھے — اور ٹھیک ھے — اگر
اس کا جی خوش ھو تو کیا حرج ھے — (سر جھکاتا ھے اور خاموش
بیٹھا رھتا ھے —)
کالیریا (برآمدے میں نکلتے ھوئے) : وہ تمہیں بدلا ھوا نظر
آیا — اس پر اب تک جی کڑھا رھی ھو؟
وروارا میخائلوونا (آھستہ سے) : ھاں —
کالیریا : اب تمہارے آگے کون سی منزل ھے؟
وروارا میخائلوونا (فکر میں ڈوبی ھوئی) : معلوم نہیں —

(کالیریا کندھے جھٹکتی ھے اور برآمدے سے اترتی ھے ــ
بائیں طرف جاتی ھے اور مکان کے پیچھے غائب ھو جاتی ھےــ)

دفوئے توچئے : ھونھه! اچھا تو بتاؤ پیوتر کیا صلاح ھے تمہاری؟
میں کروں تو کیا کروں؟

سوسلوف : اس کا فیصله چٹ پٹ تو ھو نہیں سکتا ــ ھمیں اس پر سوچنا ھوگا ــ

دفوئے توچئے : سوچنا ھوگا؟ واہ! کیا کہا؟

سوسلوف : کچھه بھی نہیں ــ

دفوئے توچئے : مجھے یقین ھے تم کبھی کوئی بات نہیں کہه سکوگے ــ لو ادھر ادیب اور وکیل صاحب تشریف لا رھے ھیں ــ
(شالیموف اور باسوف دائیں طرف کے جنگل سے نکلتے ھیں ــ وہ سوسلوف اور دفوئے توچئے کی طرف سر جھکا کر سلام کلام کرتے ھیں اور صنوبروں کے سائے میں چلے جاتے ھیں اور وھاں میز پر بیٹھه جاتے ھیں ــ باسوف کے شانے پر تولیه دھرا ھوا ھے) ٹہلنے چل دئے؟

باسوف : ھم اشنان کرکے آرھے ھیں ــ

دفوئے توچئے : پانی ٹھنڈا تھا کیا؟

باسوف : نہیں بہت زیادہ ٹھنڈا تو نہیں تھا ــ

دفوئے توچئے : چلوں میں بھی ڈبکی لگا آؤں ــ چلو پیوتر ــ ھو سکتا ھے میں ڈوب جاؤں اور تم کو میرا روپیه ذرا جلدی ھاتھه آ جائے ــ

سوسلوف : میں ابھی نہیں جا سکتا ــ میں ان لوگوں سے بات کرنا چاھتا ھوں ــ

دفوئے توچئے : اچھا تو میں چلا ــ

(اٹھتا ھے اور دائیں طرف جنگل میں چلا جاتا ھے ــ
سوسلوف اس کو دیکھتا رھتا ھے ــ پھر ھنستے ھوئے
اٹھتا ھے اور باسوف کے پاس چلا جاتا ھے ــ)

باسوف : واریہ، ذرا ایک بوتل بیئر بھجوا دو — نہیں تین — ہاں کیسی چھن رہی ہے چچا سے؟

(وروارا میخائلوونا اندر چلی جاتی ہے —)

سوسلوف : کچھہ اکتاہٹ سی ہو رہی ہے —
باسوف : بڈھوں سے همیشه جی الجھتا ہے —
سوسلوف : وہ پینترے باندھه رہے هیں که میں ان کو اپنے پاس رہنے کی دعوت دے دوں —
باسوف : اچھا یه بات ہے... اور تمہارا کیا خیال ہے؟
سوسلوف : میں کہه نہیں سکتا — مجھے تو لگتا ہے چچا اپنی سی کرکے رهینگے —

(ساشا بیئر لاتی ہے—)

باسوف : یاکوف تم خاموش کیوں هو؟
شالیموف : میں کچھہ پریشان هوں — هاں کیا نام بتایا تھا تم نے اس لڑاکو شریمتی کا؟
باسوف : ماریا لفوونا — پیوتر، کاش تم کھانے پر ذرا دیکھتے —— کیا گھمسان کا رن پڑا ہے —
سوسلوف : پھر وهی ماریا لفوونا؟
شالیموف : وہ بڑی خونخوار بلی ہے — اتنا تو میں ضرور کہونگا —

(وروارا میخائلوونا پھر برآمدے میں آتی ہے —)

سوسلوف : یه عورت مجھے ایک آنکھه نہیں بھاتی —
شالیموف : میں دل کا همیشه سے نرم هوں — لیکن میں یه مانتا هوں میں بڑی مشکل سے خود کو روک سکا ورنه میں اس کی هتک کر دیتا —

باسوف (ھنستا ھے) : لیکن اس نے تو کر دی نا تمہاری ھتک —

شالیموف (سوسلوف سے) : ذرا تم خود کو میری جگہ رکھہ کر سوچو — میں ھوں ایک ادیب جو دنیا بھر کے جذباتی تجربوں سے گزرتا ھے اور آخر میں جس کو یہی تجربے تھکا کر گرا دیتے ھیں — میں یہاں آتا ھوں کہ آرام کرونگا، بالکل سکون کی زندگی گزارونگا اور پریشان خیالوں کو یکجا کرونگا اور لو یکایک ایک عورت مجھہ پر جھپٹتی ھے اور میرے دل کو ٹٹولنے لگتی ھے — تم کس چیز پر یقین رکھتے ھو؟ تمہاری زندگی کا مقصد کیا ھے؟ تم فلاں چیز کے بارے میں کیوں نہیں لکھتے؟ تم فلاں چیز کے بارے میں کیوں لکھتے ھو؟ اس سوال پر تمہارا خیال بڑا دھندلا ھے، فلاں چیز کے بارے میں تمہارا تصور غلط ھے، فلاں چیز کے بارے میں تمہاری ذھنیت بڑی گھناؤنی ھے — خدا کی پناہ! بیگم صاحبہ آپ خود ھی قلم اٹھائیے اور ستھرے اور حسین ادب کا دریا بہا دیجئے نا! دنیا کی سب سے بے بہا کتاب لکھہ مارئیے لیکن خدا کے لئے مجھے سکون سے جینے دیجئے —

باسوف : بیچارے ادیب کی بدنصیبی! جب لوگ دریائے والگا پر سفر کرتے ھیں تو وہ مچھلی ضرور کھاتے ھیں اور جب لوگوں کی مڈبھیڑ کسی ادیب سے ھو جاتی ھے تو اسے اپنے دماغ کی جولانی ضرور دکھاتے ھیں — بھیا ھنستے کھیلتے سب جھیل جاؤ —

شالیموف : اس میں نہ دماغ کی جولانی ھے نہ سلیقہ — کیا وہ اکثر تمہارے گھر آتی ھے؟

باسوف : نہیں، لیکن کافی — میں زیادہ لفٹ نہیں دیتا — وہ مجھے ضرورت سے زیادہ کٹر اور کھری معلوم ھوتی ھے — بالکل اپی تلوار — میری بیوی سے اس کی خوب گاڑھی چھنتی ھے — میری بیوی کو بھی بگاڑتی رھتی ھے... (برآمدے کی طرف دیکھتا ھے اور اسے وروارا میخائلوونا نظر آتی ھے) واریا تم یہاں ھو؟

وروارا میخائلوونا: تم دیکھ ہی رہے ہو؟

(زامیسلوف اور یولیا فلیپوونا سوسلوف کے گھر کی طرف سے
آتے ہیں - دونوں ہنس رہے ہیں - شالیموف باسوف کی
بوکھلاہٹ بھانپ لیتا ہے اور دھیرے سے ہنستا ہے-)

زامیسلوف: وروارا میخائلوونا ہم ایک پکنک کی کھچڑی پکا رہے ہیں - ہمارا ارادہ ہے کشتی کی سیر ہو-

یولیا فلیپوونا: ہلو، ڈارلنگ!

وروارا میخائلوونا: آؤ، اندر آؤ -

(وہ اندر جاتے ہیں - سوسلوف اٹھتا ہے اور ان کے
پیچھے پیچھے جاتا ہے -)

زامیسلوف: کیا کالیریا واسیلیونا گھر پر ہیں؟

شالیموف (ہنستا ہے): تم کچھ اپنی بیوی سے ڈرے ہوئے معلوم ہوتے ہو، ہے نا سرگئی؟

باسوف (ٹھنڈی سانس لیتا ہے): بکواس - وہ بہت ہی اچھی بیوی ہے!

شالیموف (ہلکے سے ہنستا ہے): لیکن تم یہ بات اتنی کڑواہٹ سے کیوں کہہ رہے ہو؟

باسوف (دھیمی آواز سے سوسلوف کی طرف سر ہلاتے ہوئے): وہ جلتا ہے - وہ میرے اسسٹنٹ سے ڈرتا ہے - تم نے دیکھا نہیں ---- اس کی بیوی ---- اس کی بیوی ہے بڑی من موہنی -

(پیچھے کی طرف سونیا اور زیمین گزرتے ہیں -)

شالیموف: واقعی؟ تو مجھے تو اور زیادہ آنکھ کھول کر دیکھنا چاہئے - سچی بات تو یہ ہے کہ تمہاری ماریا لفوونا سے مل کر

مجھ پر ایسی اوس پڑی ہے کہ اب عورتوں سے ملنے کو جی ھی نہیں چاھتا —

باسوف: اوہ، مگر اس کی بات اور ھے — وہ —— تم خود ھی دیکھ لوگے — (وقفہ) یاکوف تم نے ایک زمانے سے کوئی نئی چیز نہیں لکھی — کوئی بڑی چیز لکھ رھے ھو؟

شالیموف (چڑچڑےپن سے): جاننا ھی چاھتے ھو تو لو سنو— میں نے لکھنا بالکل بند کر دیا ھے — ایسے زمانے میں کون لکھ سکتا ھے؟ نہ جانے کیا کچھ ھو رھا ھے — نہ اور کا پتہ چلے نہ چھور کا — لوگوں کا دماغ کیا ھے چوچوں کا مربہ، کوئی بات صاف نہیں —— لوگ بالکل الجھے ھوئے ھیں، پھسلے چلے جا رھے ھیں، کسی طرح گرفت میں نہیں آتے!

باسوف: تو پھر یہی لکھو —— یہی لکھو کہ تمہیں اور کا پتہ چلتا ھے نہ چھور کا — ادیب میں اصلی چیز ایمان داری اور خلوص ھے —

شالیموف: شکریہ — ایمان داری، واقعی — یہ ایمان داری کی بات نہیں — اگر میں ایمان دار ھوں تو میرے لئے ایک ھی راستہ ھے — سب کچھ چھوڑ چھاڑ کرم کلے کی کھیتی شروع کر دوں —— جیسا کہ دیوکلیتیان نے کیا —

(مکان کے پیچھے سے بھکاریوں کے بھیک مانگنے کی مترنم آواز آتی ھے ''روٹی کا ایک ٹکڑا دے دو بابا، خدا کے نام پر دے دو بابا، اپنے مرے مردے کے نام پر دے دو بابا -- ،، پوستوبائکا آتا ھے اور ان کو دوڑا کر بھگاتا ھے —)

پیٹ بھرنا ھے تو پھر لکھے بنا کام نہیں چل سکتا — لیکن کس کے لئے؟ میں نہیں جانتا... ادیب کے دماغ میں اپنے پڑھنےوالوں کا تصور بہت صاف ھونا چاھئے — پڑھنے والا ھے کون؟ وہ ھے کیسا؟ پانچ برس پہلے مجھے یقین تھا کہ میں اپنے پڑھنے والے کو جانتا

هوں، وہ کون ہے اور مجھہ سے کیا مانگتا ہے — لیکن یکایک وہ میری نظر سے اوجھل ہوگیا — سچ کہتا ہوں وہ میری نظر سے اوجھل ہو گیا — تم سوچ سکتے ہو — ان الفاظ میں کتنی ڈرامایت ہے؟ کہتے ہیں اب ایک نئے ڈھب کے پڑھنے والے نے جنم لیا ہے — شاید ٹھیک ہو — لیکن میں اس کو نہیں جانتا — وہ ہے کون؟

باسوف: تمہاری بات میری سمجھہ میں پوری طرح نہیں آتی — تمہارا مطلب کیا ہے — پڑھنے والا نظر سے اوجھل ہو گیا؟ میرے بارے میں کیا خیال ہے؟ اور ملک بھر کے پڑھے لکھے سوچنے سمجھنے والے لوگ کیا ہوئے؟ ہم ہیں تمہارے پڑھنے والے، ہیں یا نہیں؟ ہم تمہاری نظروں سے کیوں کر اوجھل ہو سکتے ہیں؟

شالیموف (سوچتے ہوئے): اور ہاں... یہ پڑھے لکھے، عالم فاضل لوگ — میں ان کا ذکر نہیں کر رہا ہوں — میں دوسرے پڑھنے والے کا — میں نئے پڑھنے والے کا ذکر کر رہا ہوں —

باسوف (سر دھنتے ہوئے): میری سمجھہ میں خاک کچھہ نہیں آیا —

شالیموف: میں بھی نہیں سمجھتا — لیکن میرا دل جانتا ہے — جب کبھی میں سڑک پر چلتا ہوں مجھے نئے ڈھب کے لوگ نظر آتے ہیں — ان کے چہروں میں ایک انوکھی بات ہے — ان کی آنکھوں میں ایک نرالی جوت ہے — میں ان کو دیکھتا ہوں اور دل ہی دل میں سوچتا ہوں — یہ لوگ میری چیزیں نہیں پڑھینگے — میں جو کچھہ کہنا چاہتا ہوں اس سے ان کو کوئی دلچسپی نہیں — امسال جاڑے میں میں نے ایک جلسے میں اپنی ایک چیز پڑھی — میں نے ان کو وہاں بھی دیکھا — وہ مجھے گھورتے رہے — وہ مجھے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتے رہے — ٹکٹکی باندھے، ٹٹولتی ہوئی، کریدتی ہوئی نظروں سے دیکھتے رہے — لیکن میں نے جان لیا وہ میرے ڈھب کے لوگ نہیں ہیں — میں ان کو نہیں بھاتا — ان کو میری

اتنی هی ضرورت ہے جتنی لاطینی کی — میں انہیں پٹا ہوا گھسا ہوا سکہ دکھائی دیتا ہوں — کون ہیں یہ لوگ؟ وہ کس کو پسند کرتے ہیں؟ وہ چاہتے کیا ہیں؟

باسوف: ہونہہ! بڑی عجیب بات ہے! لیکن کیا یہ محض تمہارا دماغی خلفشار نہیں ہے؟ کچھ دن یہاں رہوگے اور ذرا ڈٹ کر آرام کروگے تو تمہارا ہیجان دور ہو جائیگا اور تمہیں اپنا پڑھنےوالا مل جائیگا — اصل بات یہ ہے کہ آدمی چیزوں کو ٹھنڈے دل سے دیکھے — میں تو بھئی اسی طرح دیکھتا ہوں چیزوں کو — چلو اندر چلیں — لیکن میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں، یاکوف — ذرا آپے میں آؤ، مور بنو، پر پھیلاؤ اور ناچ دکھاؤ —

شالیموف (چونک جاتا ہے): کیا مطلب؟ مور بنوں؟ کیوں؟

باسوف (رازدارانہ انداز میں): ارے... وہ... میرا مطلب ہے ذرا رنگ پر آؤ، پر پھیلاؤ، ناچو — میری بیوی... میری واریا کی خاطر ہی سہی — میری بیوی کی خاطر — ذرا اس کا جی بہلاؤ، اس کا دل خوش کرو... ذرا دوستی کی لاج رکھو یار...

شالیموف (ذرا رک کر): یعنی تمہارا مطلب ہے، میں بجلی کھینچنے والا تار بن جاؤں، گرے تو بجلی مجھ پر گرے — ایں؟ عجیب بے تکے آدمی ہو — اچھا اچھا — اگر تم یہ چاہتے ہو تو پھر یہی سہی —

باسوف: اب تم رائی کا پہاڑ نہ بناؤ — وہ بڑی اچھی بیوی ہے — لیکن لگتا ہے اس کے دل میں کوئی گرہ پڑی ہوئی ہے — آج کل کچھ سوچتی رہتی ہے — آج کل سبھی کسی نہ کسی ادھیڑبن میں لگے ہوئے ہیں — یہ دور ہی من کی موج کا ہے... عجیب عجیب گمبھیر باتیں ہوتی رہتی ہیں — سو کی ایک یہ کہ کوئی نہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے — ہاں، کیا تمہاری شادی

ہو چکی ہے؟ میرا مطلب ہے... میں نے سنا تھا تم نے اپنی بیوی کو چھوڑ دیا —

شالیموف: میں نے پھر شادی کی اور پھر الگ ہو گیا — چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی ایسی عورت نہیں ملتی جو اچھی ساتھی بن سکے —

باسوف: اف، ہاں، یہ بات سچی ہے — واقعی سچی ہے!

(وہ مکان کے اندر چلے جاتے ہیں — زرد لباس والی خاتون اور چارخانے کے سوٹ والا نوجوان جنگل سے نکلتے ہیں —)

خاتون: کیا؟ لو یہاں تو اب تک کسی کا پتہ نہیں؟ اور ہم سے کہا جاتا ہے ٹھیک چھ بجے آ جاؤ — کہو اب کیا کہتے ہو؟

نوجوان: سنو صاف صاف کہہ دوں —— میں ہمیشہ ہیرو کا پارٹ کرتا ہوں...

خاتون: حد ہو گئی! مجھے اسی کی امید تھی!

نوجوان: ہاں ہیرو کا پارٹ... اور لیجئے مجھے مسخرے کا پارٹ دیا جا رہا ہے — بولو یہ زیادتی ہے یا نہیں!

خاتون: وہ بہترین پارٹ خود ہڑپ کر جاتے ہیں —

(دونوں دائیں طرف جنگل میں چلے جاتے ہیں — دوسری طرف سے سونیا اور زیمین آتے ہیں — پیچھے سوسلوف آہستہ آہستہ اپنے گھر کی طرف لوٹتا نظر آتا ہے —)

زیمین (دھیمی آواز میں): میں اندر نہیں جاؤنگا سونیا — اچھا تو یہ طے رہا — کل میں جا رہا ہوں —

سونیا (اسی لہجے میں): طے... مگر ماکس، میں التجا کرتی ہوں ذرا ہوشیار رہنا!

زیمین (اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے): اور تم بھی —

سونیا : اچھا خدا حافظ! اچھا تو اب ہم تین ہفتے سے پہلے نہیں مل سکینگے، ہے نا؟

زیمین : ہاں، میری جان، خدا حافظ — میرے جانے کے بعد تم...
(بات ادھوری چھوڑ دیتا ہے اور بوکھلا جاتا ہے —)

سونیا : تم کیا... پوری بات کیوں نہیں کہتے؟

زیمین : ارے کچھہ نہیں — بس حماقت — خدا حافظ، سونیا —

سونیا (اس کے ہاتھہ پکڑے رہتی ہے) : تم اپنی بات پوری کرو — ہاں تمہارے جانے کے بعد کیا؟

زیمین (آہستہ سے، سر جھکاتے ہوئے) : کسی اور سے شادی مت کر لینا —

سونیا : ماکس، تم نے ایسی بات کیسے منہ سے نکالی! تم نے ایسی بات کیوں کر سوچی! یہ حماقت ہے اور... بھیانک! تمہاری سمجھہ میں یہ بات نہیں آتی؟

زیمین : ہاں، لیکن... اچھا خفا نہ ہو — مجھے معاف کردو — جانے کیوں دماغ میں کیسی کیسی وحشیانہ باتیں سر اٹھاتی رہتی ہیں — کہتے ہیں دل پر انسان کا زور نہیں...

سونیا (شدت سے) : یہ بات غلط ہے! یہ جھوٹ ہے — اور تمہیں یہ معلوم ہونا چاہئے — لوگ ایسی باتیں اپنے کردار کی کمزوری چھپانے کو کہتے ہیں — لیکن مجھے ایسی باتوں پر یقین نہیں — جاؤ —

زیمین (اس کا ہاتھہ دباتے ہوئے) : میں بہت خوش ہوں اور میں یہ بات یاد رکھونگا سونیا — ہاں میں یاد رکھونگا — خدا حافظ میری جان —

(وہ تیز تیز مکان کے پیچھے جاتا ہے — سونیا اس کو دیکھتی رہتی ہے — برآمدے پر چڑھتی ہے اور اندر چلی جاتی ہے — دوداکوف، ولاس اور ماریا لفوونا دائیں

طرف کے جنگل سے نکلتے ھیں — ان کے پیچھے پیچھے
دفوئے توچئے آتا ھے — ماریا لفوونا بنچ پر بیٹھ جاتی
ھے — دفوئے توچئے اس کے پہلو میں بیٹھتا ھے اور جماھیاں
لیتا ھے —)

دودا کوف: لوگ زندگی کو ھنسی کھیل کیوں کر بنا لیتے ھیں جبکہ زندگی اتنی کٹھن ھے —

ولاس: کہہ نہیں سکتا ڈاکٹر — ھاں تو میں کہہ رھا تھا میرے ابا باورچی تھے اور ان کا دماغ بہت ھی تیز تھا — ان کی نظر دور تک پہنچتی تھی — وہ مجھے جی جان سے چاھتے تھے اور جہاں جاتے مجھے اپنے ساتھ لئے لئے پھرتے، گویا میں ان کا پائپ تھا — چند بار میں رفوچکر ھوا اور بھاگ کر اپنی ماں کے پاس پہنچ گیا — لیکن ھر بار وہ لانڈری میں آن دھمکتے اور جو کوئی راستے میں آتا اس کی دھلائی کرکے رکھ دیتے، مجھے پھر پکڑتے اور اپنے ساتھ لے کر لوٹ جاتے — جس زمانے میں وہ ایک پادری کے یہاں کام کر رھے تھے، ایک دن بیٹھے بٹھائے جو شامت آئی تو مجھے پڑھانے لکھانے کی ٹھان لی — اس طرح میں مذھبی مدرسے میں پہنچا — لیکن چند ھی مہینے بعد وہ ایک انجنیر کے ھاں کام کرنے لگے اور مجھے ایک ٹکنیکل اسکول میں بھیج دیا گیا — ایک برس کے اندر اندر مجھے کھیتی باڑی کے اسکول میں جھونک دیا گیا کیونکہ اب ابا دیہی نظم و نسق کے حاکم کے گھر باورچی کے فرائض انجام دے رھے تھے — ایک آرٹ اور ایک کامرس اسکول کی قسمت کا ستارہ جو چمکا تو میں ان کی چہاردیواری میں اسیر ھو گیا — قصہ مختصر یہ کہ سترہ برس کی عمر کو پہنچتے پہنچتے تعلیم کے نام سے مجھے ایسی چڑ ھو گئی کہ پھر میں کچھ بھی نہ سیکھ سکا —— سگریٹ پینا اور تاش کھیلنا بھی نہ سیکھ سکا... ماریا لفوونا تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رھی ھو؟

ماریا لفوونا (فکر میں ڈوبی ہوئی) : بڑی تکلیف‌دہ کہانی ہے —
ولاس : تکلیف‌دہ؟ لیکن یہ سب کچھہ بیتے دنوں کی باتیں ھیں —
پٹی بندھے ہوئے چہرے والی عورت : کیا کسی نے ہمارے ژینیا کو دیکھا ہے؟ وہ اس طرف تو نہیں آیا؟ چھوٹا سا لڑکا ہے تنکوں کی ٹوپی پہنے ہوئے... سنہرے بالوں‌والا...
ماریا لفوونا : ہم نے اس کو نہیں دیکھا —
عورت : شیطان ہے چھوٹا موٹا! روزوف کا بیٹا ہے — کیا سچ مچ تم نے اس کو نہیں دیکھا... بھولا بھالا تیز سا لڑکا ہے...
ولاس : ھاں ھاں سچ مچ نہیں دیکھا...

(عورت بڑبڑاتی ہوئی جنگل میں بھاگ جاتی ہے —)

دفوئیے‌توچئیے : جانتے ھو ولاس... میں کچھہ...
ولاس : کیا؟ نہیں جانتا —
دفوئیے‌توچئیے : تم مجھے اچھے لگتے ھو —
ولاس : اچھا؟
دفوئیے‌توچئیے : ھاں، واقعی!
ولاس : اسے میں آپ کا کمال سمجھتا ھوں —

(دفوئیے‌توچئیے قہقہے لگاتا ہے —)

دوداکوف : ولاس تمہیں بڑے کڑے وقت کا مقابلہ کرنا پڑیگا!..
ولاس : کب؟
دوداکوف : ھمیشہ —
دفوئیے‌توچئیے : ھاں یہ سچ ہے کیونکہ وہ کھرا آدمی ہے، سیدھا، بالکل تیر... ہر شخص آزما کر دیکھنا چاھتا ہے —— دیکھیں یہ تیر ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

ولاس: دیکھا جائیگا — لیکن ابھی اندر چلیں اور چل کر چائے پیئیں — کیوں؟ چائے اب تیار رکھی ہوگی —
دوداکوف: بڑا اچھا خیال ہے —
دفوئے توچئیے: مجھے کوئی اعتراض نہیں... لیکن یہ بےموقع نہ ہوگا کیا؟
ولاس: نہیں نہیں، بالکل ٹھیک ہے... آئیے...

(ولاس دوڑتا ہوا مکان کے اندر جاتا ہے اور باقی لوگ اس کے پیچھے آہستہ آہستہ جاتے ہیں —)

دفوئے توچئیے: اچھا لڑکا ہے —
ماریا لفوونا: ہاں لیکن بہروپیا ہے — مسخراپن کرتا رہتا ہے —
دفوئے توچئیے: خیر، سب ٹھیک ہے — یہ سب آنی جانی ہے — اس کا رویاں رویاں ایماندار ہے — بہت سے لوگ ہیں جو ایمانداری کو لباس کی طرح پہنتے ہیں — ایمانداری نہ ہوئی نکٹائی ہوئی — پھر گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتے پھرینگے "لوگو میں ایماندار ہوں، ایماندار ہوں، ایماندار ہوں!،، لیکن جب کوئی لڑکی باربار کہے کہ "میں کنواری ہوں، میں کنواری ہوں!،، تو سمجھ لو اس پھل کو گلہری کتر چکی ہے! ہاہا! ماریا لفوونا، معاف کرنا!
ماریا لفوونا: آپ جیسے لوگوں سے اور امید بھی کیا ہو سکتی ہے؟

(وہ برآمدے میں جاتے ہیں اور پھر مکان کے اندر — سوسلوف باہر نکلتا ہے اور ان لوگوں سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے —)

دفوئے توچئیے: پیوتر کہاں چل دئیے؟
سوسلوف: بس یونہی ذرا سگریٹ پینے جا رہا ہوں —

(وہ آہستہ سے اپنے مکان کی طرف چلا جاتا ہے — پٹی والی عورت بھاگتی ہوئی اس کی طرف آتی ہے — اونچی ٹوپی والا مرد جنگل سے نکلتا ہے، رکتا ہے اور کندھے جھٹکتا ہے —)

عورت: میں ایک لڑکے کو ڈھونڈ رہی ہوں — تم نے اس کو دیکھا تو نہیں؟ زیسا ہے اس کا نام — جیکٹ پہنے ہوئے ہے —
سوسلوف (آہستہ سے): نہیں میں نے نہیں دیکھا — بھاگ جا!

(عورت بھاگتی ہے —)

اونچی ٹوپی والا مرد (سر تسلیم خم کرتے ہوئے): جناب معاف کیجئے گا! آپ میری تلاش میں تو نہیں ہیں؟
سوسلوف (حیرانی سے): میں کسی کو نہیں ڈھونڈتا — وہ عورت کسی بچے کو ڈھونڈ رہی تھی —
اونچی ٹوپی والا مرد: دیکھئے بات یہ ہے کہ مجھے دعوت دی گئی تھی کہ میں آکر ہیرو کا پارٹ ادا کروں —
سوسلوف (ہٹتے ہوئے): اس سے مجھے کچھ سروکار نہیں —
اونچی ٹوپی والا مرد (رنجیدہ ہوکر): سروکار پھر کسے ہے؟ اسٹیج منیجر کہاں ہے؟ میں دو گھنٹے سے انتظار میں منڈلاتا پھر رہا ہوں (دیکھتا ہے کہ سوسلوف تو جا چکا) الو کی دم فاختہ، چل دیا!

(کھلے اسٹیج تک جاتا ہے اور اس کے پیچھے غائب ہو جاتا ہے — اولگا الکسئی‌ونا سوسلوف کے گھر کی طرف سے آتی ہے —)

اولگا الکسئی‌ونا: پیوتر ایوانووچ، آداب عرض ہے -

سوسلوف: آداب عرض ہے— بڑی گرمی ہے یہاں —

اولگا الکسئی‌ونا: اچھا، تمہیں گرمی لگ رہی ہے؟ مجھے تو نہیں لگتی — ۔

سوسلوف (سگریٹ جلاتے ہوئے): گھٹن ہو رہی ہے — لگتا ہے کہ یہاں پاگلوں نے ہمارے مکانوں پر هله بول دیا ہے — وہ ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے ہیں کوئی کھویا ہوا لڑکا ڈھونڈ رہا ہے تو کوئی اسٹیج منیجر کو —

اولگا الکسئی‌ونا: میں جانتی ہوں — تمہیں کڑے دن دیکھنے پڑ رہے ہونگے — تمہارے ہاتھ تھرتھرا رہے ہیں —

سوسلوف (اس کے ساتھ ساتھ باسوف کے مکان کی طرف لوٹتا ہے): اس کی وجه یه ہے کہ کل رات میں نے بہت زیادہ پی اور سویا بہت کم —

اولگا الکسئی‌ونا: آخر تم پیتے کیوں ہو؟

سوسلوف: انسان کو زندگی کا کچھه تو لطف اٹھانا چاہئے —

اولگا الکسئی‌ونا: تم نے میرے میاں کو تو نہیں دیکھا؟

سوسلوف: وہ باسوف کے ہاں چائے پی رہے ہیں —

ورواراا میخائلوونا (برآمدے میں نکلتے ہوئے): اندر آ رہی ہو اولگا؟

اولگا الکسئی‌ونا: میں ذرا ٹہل رہی ہوں —

ورواراا میخائلوونا: پیوتر ایوانوویچ، تم ہمیں چھوڑ کر کیوں چلے گئے؟

سوسلوف (ہلکے سے ہنستا ہے): میں زمین پر لوٹنا چاہتا تھا — میں ماریا لفوونا اور آپ کے اس عالم و فاضل کی ہوائی لن‌ترانیوں سے اکتا چکا ہوں —

ورواراا میخائلوونا: سچ؟ تمہیں لطف نہیں آتا؟ میں تو سننے میں کوئی حرج نہیں سمجھتی —

سوسلوف (کندھے جھٹکتا ہے): بہت خوشی ہوئی — اچھا ابھی خدا حافظ (اپنے مکان کی طرف چل دیتا ہے —)

اولگا الکسئی‌ونا (دھیمی آواز میں): آخر اس کا یہ حال کیوں ہو رہا ہے؟

ورورارا میخائلوونا: جانے میری بلا — چلوگی اندر؟

اولگا الکسئی‌ونا: نہیں — آؤ یہیں بیٹھیں تھوڑی دیر — وہ تمہارے بغیر بھی محفل گرم رکھ سکتے ہیں —

ورورارا میخائلوونا: بہت برے ہیں — تمہارے دل میں پھر کوئی پریشانی، کوئی پھانس ہے — ہے نا؟

اولگا الکسئی‌ونا: کیسے پریشانی نہ ہو واریا؟ آج شام شہر سے لوٹ کر وہ پانچ منٹ گھر پر نہیں ٹکے — مانو یا نہ مانو —— میرا دل تو اس پر خوش نہیں ہو سکتا...

ورورارا میخائلوونا: وہ یہاں ہیں —

(آہستہ آہستہ ٹہلتے ہوئے پیڑ کے درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف جاتی ہیں —)

اولگا الکسئی‌ونا (جھلا کر): وہ مجھ سے اور میرے بچوں سے دامن بچاتا ہے — اف، میں جانتی ہوں وہ بہت کام کرتا ہے اور اسے آرام کی ضرورت ہے — لیکن میں بھی تھکی ہوں — کاش تم جانتیں میں کتنی تھکی ہوئی ہوں! میں اچھی طرح کام نہیں کر سکتی —— میں سب کچھ غلط کرتی ہوں — اور یہ چیز مجھے اور بولا کر رکھ دیتی ہے — اس کو اس کا احساس ہونا چاہئیے کہ میں نے اپنی جوانی، اپنا تن‌من سب اس کے لئے لٹا دیا —

ورورارا میخائلوونا (نرمی سے): بیچاری اولگا! تمہیں دکھڑا رونے میں مزا آتا ہے، ہے نا؟

(مکان سے بحثابحثی کی بھنبھناھٹ سنائی دیتی ھے—
آواز تیز ھوتی جاتی ھے—)

اولگا الکسئیونا : میں نہیں جانتی — شاید مجھے مزا آتا ھے — میں اس سے کہنا چاھتی ھوں لو میں چلی جاتی ھوں —— اپنے بچوں کو سمیٹتی ھوں اور جاتی ھوں —

ورواراا میخائلوونا : بالکل ٹھیک — تھوڑے دن کی علحدگی سے تم دونوں کا بھلا ھوگا — میں تمہیں روپیه ادھار دے دونگی —

اولگا الکسئیونا : ویسے ھی مجھه پر تمہارا نه جانے کتنا قرض ھے !

ورواراا میخائلوونا : ارے اس میں رکھا کیا ھے — اس کے لئے جی نه کڑھاؤ — آؤ بیٹھه جائیں —

اولگا الکسئیونا : مجھے اپنے آپ سے نفرت آتی ھے که میں تمہارے بنا ایک قدم نہیں چل سکتی — مجھے نفرت ھے اپنے آپ سے! کیا تم سمجھتی ھو میرے لئے تم سے روپیه لینا —— تمہارے میاں کا روپیه لینا اتنا آسان ھے؟ جب آدمی یه محسوس کرتا ھے که وہ اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ھو سکتا تو اس سے خودداری چھن جاتی ھے—— همیشه اس کو کسی نه کسی کا آسرا کرنا پڑتا ھے، سہارا لینا پڑتا ھے — کبھی کبھی میں تم سے بھی چڑ جاتی ھوں — تمہارے اس سکون اور چین سے — اندر ھی اندر تمہیں کوئی بات ایک آنکھه نه بھائے، مگر منه سے پھوٹوگی تھوڑے ھی، جیسے تم زندہ نه ھو، جیسے تم سے سارا احساس چھن چکا ھو—

ورواراا میخائلوونا : لیکن میری پیاری اولگا، چپ نه رھوں تو کروں کیا — میں کسی حال میں دکھڑا تو نہیں روؤنگی —

اولگا الکسئیونا : جو دیتے ھیں، لینے والے سے دل ھی دل میں ضرور نفرت کرتے ھیں — کتنا جی چاھتا ھے که میں دینےوالی ھوتی —

(رومین تیزی سے مکان کی طرف جاتا ھے —)

وروارا میخائلوونا : تا کہ لینےوالے سے نفرت کر سکتیں، ایں؟

اولگا الکسئیونا : ہاں، مجھے لوگ پھوٹی آنکھ نہیں بھاتے — ماریا لفوونا مجھے ذرا اچھی نہیں لگتی — آخر وہ ہمیشہ دوسروں پر انگلی کیوں اٹھاتی رہتی ہے؟ رومین بھی مجھے ذرا نہیں بھاتا — سارا سارا وقت فلسفہ بگھارنے میں گنوا دیتا ہے اور کرتا دھرتا خاک کچھہ نہیں — ہاں تمہارا میاں بھی مجھے نہیں جچتا — وہ تو موم کی ناک ہے اور تم سے کتنا ڈرتا ہے — کیا تمہیں یہ بات اچھی لگتی ہے؟ اور تمہارا بھائی... وہ تو اس باتونی اور زباں‌دراز عورت ماریا لفوونا کے قدموں پر جان و دل نثار کئے بیٹھا ہے —

وروارا میخائلوونا (حیرانی اور ملامت کے لہجے میں) : اولگا! کیا کہہ رہی ہو تم؟ یہ بری بات ہے —

اولگا الکسئیونا : ہو سکتا ہے یہ بری بات ہو — لیکن ہے یہ سچ — اور شیخی ماری کالیریا کو تو دیکھو — جب دیکھو حسن کا راگ الاپتی رہتی ہے — اور دل میں میاں کا ارمان لئے بیٹھی ہے — بس، اللہ اللہ خیر صلی!

وروارا میخائلوونا (سردمہری اور سختی سے) : اولگا تمہیں اپنی دھن میں اس طرح نہیں بہہ جانا چاہئے — نہیں دلدل میں نہ پھنس جاؤ —

اولگا الکسئیونا (آهستہ سے، شدت اور کدورت بھرے لہجے میں) : میری بلا سے — چاہے میرا حشر جو بھی ہو — اس نگوڑی گھٹن بھری زندگی سے تو جان چھوٹے! میں زندگی کا مزا چکھنا چاہتی ہوں! مجھے بھی اتنا ہی حق ہے جتنا اور کسی کو — میں اتنی بھولی نہیں ہوں کہ میں دیکھہ ھی نہیں سکتی کہ کیا گل کھل رہے ہیں — میں جانتی ہوں... تم بھی... اف! تمہاری زندگی پھولوں کی سیج ہے — تمہارا میاں مالدار ہے — وہ اپنے کاروبار میں احتیاط نہیں برتتا — سب اس کے بارے میں یہی کہتے ہیں اور تم کو بھی معلوم ہے —

ہاں تم نے کچھ نہ کچھ کر لیا ہے کہ گود ہری نہ ہو...

ورواِرا میخائلوونا (آہستہ آہستہ اٹھتی ہے اور حیرانی سے اولگا کی طرف دیکھتی ہے): کیا مطلب ہے تمہارا؟

اولگا الکسئیونا (بوکھلاتے ہوئے): کچھ نہیں — میں کہنا چاہتی تھی... میرا مطلب ہے، میرا میاں کہتا ہے بہت سی عورتیں ہیں جو بچے کچے کے جنجال سے بچنا چاہتی ہیں —

ورواِرا میخائلوونا: میں نہیں جانتی تمہارا مطلب کیا ہے — لیکن مجھے ایسا لگتا ہے کہ تم مجھ پر کوئی بھیانک الزام رکھ رہی ہو — میں نہیں جاننا چاہتی وہ الزام کیا ہے —

اولگا الکسئیونا: اس طرح نہ کہو واریا — مجھے ان نظروں سے مت دیکھو — آخر یہ سچ ہی تو ہے نا — لوگ تمہارے میاں کے بارے میں بڑی بری باتیں کہتے ہیں —

ورواِرا میخائلوونا (چونکتے اور سوچتے ہوئے): میں تمہیں اپنی سگی بہن سمجھتی تھی... اگر میں یہ نہ جانتی کہ تم کتنی ناخوش ہو، اگر میں یہ بھول جاتی کہ ایک زمانے میں ہم بالکل دوسری زندگی کے سپنے دیکھا کرتے تھے... تو...

اولگا الکسئیونا (دل سے): مجھے معاف کر دو — خدا کے لئے معاف کر دو — میں نفرت کے لائق ہوں --

ورواِرا میخائلوونا: ہم نے بھری پری اور سہانی زندگی کے سپنے دیکھے تھے — پھر ہم نے لٹے ہوئے خوابوں پر ایک ساتھ ہی آنسو بہائے — اولگا تم نے میرے دل میں کتنے زور سے چٹکی لی ہے — کیا تم یہی چاہتی تھیں؟ میرا دل دکھایا ہے تم نے —

اولگا الکسئیونا: واریا، ایسی بات نہ کہو —

ورواِرا میخائلوونا: میں جا رہی ہوں — (اولگا الکسئیونا اٹھتی ہے) نہیں، مت آؤ میرے ساتھ — میں نہیں چاہتی —

اولگا الکسئی‌ونا : همسه کو واریا؟ همیسه کو؟
ورواا مىحائلوونا : ٹھہرو — مگر مں نہں سمجھه سکتی تم نے ایسی بات کیوں کہی —

(دوئیےبوحیئے برآمدے سے دوڑا ہوا آتا ہے اور ورواا مىحائلوونا کا ہارو پکڑ لیتا ہے —)

دوئیےبوحیئے : جانتی ہو، مں تو بھاگ آیا! تمہارے گرو جوان فلسفی مسٹر رومن نے تو میرے چھکے چھڑا دئیے — علم اور فلسفه میرے بس کا روگ نہں — جواب دوں تو کیسے — اس نے اسی لن‌ترانی کے سیلاب مں مجھے اس طرح بہا دیا جسے سرے کی دھار مں تل چٹا — اس لئے مں تو سر پر پاؤں رکھه کر بھاگ آیا ہوں — جہنم مں جائے وہ! اس سے لاکھه درجه بہتر مں یه سمجھتا ہوں که تم سے باتیں کروں — یه بڈھا سیطان تو تمہیں دل دے بیٹھا هے — لیکن ابھی کھوئی کھوئی سی کیوں ہو؟ (اولگا الکسئی‌ونا نظر آتی هے اور وه گھبرائے ہوئے کھانستا هے —)
اولگا الکسئی‌ونا (عاجزی سے) : کیا مں چلی جاؤں واریا؟
ورواا میحائلوونا (سختی سے) : ہاں — (اولگا الکسئی‌ونا سر بسر قدموں سے چلی جاتی هے — ورواا مىخائلوونا اس کو جاتے ہوئے دیکھتی رہتی هے — پھر دوئیےبوحیئے کی طرف مڑتی هے) کیا کہه رہے تھے آپ؟ معاف کیجئے گا —
دوئیےبوحیئے (دوستانه سادگی سے) : کیوں، یہاں تمہیں لگتا هے جیسے مچھلی بنا پانی؟ هے نا؟ تم اچھی ہستی ہو — یه جگه تمہارے کام کی نہں — (ہنستا هے —)
ورواا میخائلوونا (اطمنان اور سکون سے سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے) : سیمیوں سیمیونووچ آپ کو اس لہجے مں مجھه سے بات کرنے کا حق کس نے دیا؟

دفوئے توچیئے : بس بس، بہت ہو گیا — میری عمر اور میرے تجربے نے دیا ہے مجھے یہ حق —

ورواراا میخائلوونا : معاف کیجئے گا — لیکن میں سمجھتی ہوں کہ عمر اور تجربے سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسروں کے پھٹے میں...

دفوئے توچیئے (نیک دلی سے) : میں دوسرے کے پھٹے میں پاؤں نہیں ڈال رہا ہوں — میں صرف یہ دیکھتا ہوں کہ تم ان لوگوں کی طرح نہیں ہو — میں بھی ان کے ڈھب کا نہیں — میرا دل تم سے بات کرنے کو تڑپ رہا تھا — لیکن معلوم ہوتا ہے میں نے بڑی غلطی کی... میں معافی مانگتا ہوں...

ورواراا میخائلوونا (ہنستے ہوئے) : اور میں آپ سے مانگتی ہوں — میں ذرا سختی سے پیش آئی — لیکن آپ جانئے مجھے کسی سے اس قسم کی بات سننے کی عادت نہیں —

دفوئے توچیئے : ہاں یہ تو ظاہر ہے کہ تم کو اس کی عادت نہیں ہے — ایسی جگہ میں عادت ہو بھی تو کیسے؟ آؤ ذرا ٹہلیں — کیوں چلتی ہو؟ آؤ اس بڈھے پر اتنا تو کرم کرو!

(سیمیونوف تیزی سے سائکل پر آتا ہے اور دفوئے توچیئے کے قدموں پر گرنے سے بال بال بچتا ہے —)

دفوئے توچیئے (حیران) : کہاں چڑھہ آئے، بھئی؟ یہ ہے کیا؟

سیمیونوف (ہانپتے ہوئے) : میں معافی چاہتا ہوں... کیا سب کچھہ ختم ہو چکا؟

دفوئے توچیئے : کیا ختم ہو چکا؟ کیا تمہارا دماغ چل گیا ہے؟

سیمیونوف : افسوس! ٹائر پھٹ گیا اور آج مجھے دو ریہرسلوں میں جانا تھا —

دفوئے توچیئے : اس سے مجھے مطلب؟

سیمیونوف: کیوں، کیا آپ اس میں حصہ نہیں لے رہے ہیں؟ معاف کیجئے گا — میں سمجھا کہ آپ میک‌اپ میں ہیں —

دفوئے‌توچئے (وروارا میخائلوونا سے): کیا بک رہا ہے؟

وروارا میخائلوونا (سیمیونوف سے): کیا تم ریہرسل کے لئے آئے ہو؟

سیمیونوف: ہاں اور راستے میں...

وروارا میخائلوونا: ابھی ریہرسل شروع نہیں ہوا ہے...

سیمیونوف (خوش ہو کر): اوہ، شکریہ — میں تو بالکل ناامید ہو گیا تھا! میں ہمیشہ وقت کی پابندی کرتا ہوں —

دفوئے‌توچئے: کس چیز سے ناامید ہو گئے تھے؟

سیمیونوف (ادب سے): میرا مطلب ہے اگر لیٹ ہوتا تو ناامید ہو جاتا — میں معافی چاہتا ہوں — (جھکتا ہے اور کھلے اسٹیج کی طرف جاتا ہے —)

دفوئے‌توچئے: عجیب و غریب جانور ہے — اس نے تو ہماری ہڈیاں پسلیاں ہی برابر کر دی تھیں، وہ تو کہو! اس سے پہلے کہ کوئی اور لال بجھکڑ ہمارا کچومر نکال دے چلو، وروارا میخائلوونا، ہم یہاں سے دفان ہو جائیں —

وروارا میخائلوونا (ذرا جھجکتے ہوئے): بہت اچھا — ذرا میں اپنا گاوبند لے لوں — بس ابھی آئی —

(مکان کے اندر جاتی ہے — سیمیونوف دفوئے‌توچئے کے پاس آتا ہے —)

سیمیونوف: اور لوگ بھی آ رہے ہیں — دو لڑکیاں اور ایک کیڈٹ —

دفوئے‌توچئے: لو اور سنو — جی آپ نے تو دل نہال کر دیا —

سیمیونوف: بس ایک منٹ اور — وہ لوگ آیا ہی چاہتے ہیں — کیڈٹ کو جانتے ہیں آپ — کون ہے وہ؟ سنا ہوگا آپ نے ایک

لڑکی نے گولی مار کر اپنا قصہ پاک کر لیا — یہ اسی لڑکی کا بھائی ہے —

دفوئےتوچئے : ذرا سوچو! لو اب اور سنو!

سیمیونوف : کیسی سنسنی پھیل گئی تھی، ہے نا؟ اتنی سی بچی اور گولی مار کر ٹھنڈی ہو جائے —

دفوئےتوچئے : ھاں اس سے بڑی سنسنی‌خیز بات اور کیا ہو سکتی ہے —

سیمیونوف : سچ، میں واقعی یہ سمجھہ بیٹھا کہ آپ میک‌اپ میں ھیں — یہ بال اور پھر آپ کا روئے مبارک —

دفوئےتوچئے : شکریہ، بہت بہت شکریہ، اب کانٹوں میں تو نہ گھسیٹو بھائی —

سیمیونوف : نہیں نہیں مبں منہ دیکھی نہیں کہہ رہا ھوں — یقین مانئے —

دفوئےتوچئے : ھاں مجھے یقین ہے لیکن میری سمجھہ میں نہیں آتا کہ میرے چہرے میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ھیں؟..

سیمیونوف : نہیں جانتے آپ؟ کیوں — آدمی میک‌اپ میں اپنی اصلی شکل صورت سے بہتر دکھائی دیتا ہے — آپ سیٹنگ ماسٹر تو نہیں؟

(سوسلوف جنگل سے نکلتا ہے — پس‌منظر میں زرد لباس والی خاتون اور چارخانے کے سوٹ‌والا مرد دکھائی دیتا ہے —)

دفوئےتوچئے : نہیں میں ان صاحب کا چچا ھوں —

زرد لباس والی خاتون : مسٹر سازانوف!

سیمیونوف : مجھے بلا رھی ہے — عجیب بات ہے — میرا نام

اتنا سادہ اور معمولی ہے مگر کیا مجال ہے جو کسی کو یاد رہ جائے — خدا حافظ —

(تیزی سے جھکتے ہوئے خاتون کی طرف جاتا ہے —)

سوسلوف (قریب آتے ہوئے) : آپ نے میری بیوی کو تو نہیں دیکھا؟ (دفوئےتوچئے نفی میں سر ہلاتا ہے اور اطمینان کی سانس لیتا ہے) معلوم ہوتا ہے ایکٹر اکٹھے ہو رہے ہیں —

دفوئےتوچئے : یہ لونڈا تو بالکل گوند کی طرح چپک گیا — مجھے سیٹنگ ماسٹر اور نہ جانے کیا کیا کہہ کر رکھہ دیا — کمبخت الو، الو کی دم فاختہ! لو وہاں پھر جھگڑا شروع ہو گیا —

(مکان سے کالیریا، شالیموف، رومین اور وروارا میخائلوونا نکلتے ہیں — دفوئےتوچئے ان کے پاس جاتا ہے اور غور سے باتیں سنتا ہے — سوسلوف بنچ پر بیٹھہ جاتا ہے اور تیوری پر بل ڈال کر ان کو گھورتا ہے —)

شالیموف (نڈھال) : کیا گرم‌مزاج پایا ہے اس عورت نے — میرا تو جی چاہتا ہے بھاگ کر قطب شمالی میں پناہ لوں —

رومین : مجھے جو چیز کھلتی ہے یہ ہے کہ کمبخت اپنے آگے کسی کی دال گلنے ہی نہیں دیتی — یہ ناروا‌داری گناہ ہے — نہ جانے اس قسم کے لوگوں کے سر میں یہ سودا کیوں سما جاتا ہے کہ ہر شخص ان ہی کے کنویں کا مینڈک بن جائے؟

ورورا میخائلوونا (ان سب کو ٹکٹکی باندھہ کر دیکھتی ہے) : ان لوگوں کے سامنے ثابت کرو کہ ان کے خوابوں اور تمناؤں سے زیادہ خوبصورت، زیادہ بڑی کون سی چیز ہے اس دنیا میں —

کالیریا : سب کو پیٹ بھر کھانا ملنا چاہئے — یہ ہیں

سارے خواب، ساری تمنائیں بھلا ان خوابوں اور تمناؤں میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں؟

ورواراا میخائلوونا (جذبات میں) : میں نہیں جانتی — لیکن مجھے اس سے زیادہ دل کو چھونے والی اور کوئی بات نظر نہیں آتی — (شالیموف اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے) میں ٹھیک ٹھیک اپنے جذبات کا اظہار نہیں کر سکتی — لیکن میں دل ہی دل میں محسوس کرتی ہوں کہ ہمیں لوگوں میں، تمام لوگوں میں اپنی قدر و قیمت کا احساس جگانا چاہئے — تب ہم ایک دوسرے کی ہتک کرنا، ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنا بند کرینگے — ہم انسان کی عزت نہیں کرتے... اور اس سے دل بڑا خون ہوتا ہے، یہ بات بڑی افسوسناک ہے —

کالیریا : خدا کی پناہ! لیکن ماریا لفوونا کون ہوتی ہے ہمیں یہ سبق پڑھانے والی —

ورواراا میخائلوونا : کیوں، آخر تم سب پنجے جھاڑ کر کیوں پڑ گئے ہو اس کے پیچھے؟

رومین : یہ اس کا اپنا کیا دھرا ہے — وہ لوگوں کا دماغ چاٹے جاتی ہے — جب کبھی کوئی مجھ پر زندگی کا راز کھولنے کی کوشش کرتا ہے تو مجھے لگتا ہے کہ میں کسی شکنجے میں پھنس گیا ہوں اور اس کے دانت مجھے کچلے اور پیسے ڈال رہے ہیں —

کالیریا : ایسے لوگوں کے ساتھ زندگی کاٹی نہیں کٹ سکتی —

ورواراا میخائلوونا : لیکن کالیریا، کیا ایسے لوگوں کے جھرمٹ میں زندگی کاٹنا ممکن ہے جو دکھڑا رونے کے سوا اور کچھ جانتے ہی نہیں؟ ہمیں ایمانداری سے کام لینا چاہئے — کیا ایسے لوگوں کے درمیان رہنا ممکن ہے جو ہر وقت اپنا ہی راگ الاپتے رہتے ہیں اور فضا کو اپنی ہائے وائے سے بھر دیتے ہیں اور زندگی کو سنوارنے اور نکھارنے کے لئے کچھ بھی نہیں کرتے؟ ہم کیا کرتے ہیں؟ ایں؟ آپ اور میں کرتے کیا ہیں؟

رومین : اور وہ؟ ماریا لفوونا؟ اس کا سارا کارنامہ فضا کو مکدر کرنا ہے —

کالیریا : اور ان دقیانوسی نظریوں کا راگ الاپنا جن کو بھول جانا ہی بہتر ہے — زندہ مردوں کو اپنا خلیفہ کیوں بنانے لگے؟

(کھلے اسٹیج کے گرد شوقیہ اداکار جمع ہونے لگتے ہیں — پوستوبائکا اسٹیج پر کرسیاں وغیرہ ٹھیک کر رہا ہے —)

دفوئے توچئے : ورّوارا میخائلوونا ان باتوں پر دل نہ کڑھاؤ — آؤ، ہم یہ قصہ ختم کریں — چلو تم میرے ساتھ ٹہلنے کا وعدہ کر چکی ہو —

ورّوارا میخائلوونا : ہاں یاد ہے — چلئے چلتی ہوں — کتنی کوفت کی بات ہے کہ دل کی بات کہنا چاہوں اور کہہ نہ سکوں! افسوس، دماغ ہے مگر زبان نہیں...

شالیموف : کون کہتا ہے تم گونگی ہو — کیا میں بھی چلوں تمہارے ساتھ؟

ورّوارا میخائلوونا : ہاں اگر آپ چاہیں...

دفوئے توچئے : آؤ ہم کنج میں ندی کنارے چلیں — ارے میری اچھی بانو ...آخر تم اتنی گرم کیوں ہو رہی ہو؟

ورّوارا میخائلوونا : مجھے ایسا لگتا ہے کہ کوئی بہت ہی افسوس ناک غلطفہمی ہو گئی ہے...

(وہ جنگل کے اندر چلے جاتے ہیں — سوسلوف ان کو جاتے ہوئے دیکھتا ہے اور ہلکے سے ہنستا ہے —)

رومین (ان کو دیکھتے ہوئے) : جب سے یہ شالیموف آیا ہے وہ کتنی دمک اٹھی ہے ... کس طرح باتیں کرتی ہے! اور یہ شالیموف ہے کیا؟ وہ صاف دیکھہ سکتی ہے کہ شالیموف کا قلم تھک

چکا ہے — جب بڑی دھوم دھام سے اپنا خیال ظاہر کرتا ہے تو اس وقت وہ اپنے آپ سے جھوٹ بولتا ہے اور دوسروں کی آنکھہ میں دھول جھونکتا ہے —

کالیریا : وہ یہ خوب جانتی ہے — رات اس سے بات کرنے کے بعد واریا خوب پھوٹ پھوٹ کر روئی جیسے کسی بالک کا دل ٹوٹ گیا ہو — اس کے آنے سے پہلے اس کو یقین تھا کہ شالیموف مضبوط اور بہادر ہوگا — اس کو امید تھی کہ شالیموف اس کی پھیکی اور بنجر زندگی میں کوئی انوکھی بات، کوئی نئی روشنی لے کر آئیگا —

(مکان کے عقب سے زامیسلوف اور یولیا فلیپوونا آتے ھیں — وہ کچھہ سرگوشی کرتا ہے اور وہ ھنس پڑتی ہے — سوسلوف ان کو دیکھتا ہے —)

رومین : آؤ ھم اندر چلیں — کچھہ بجا کر سناؤ — میں اس وقت سنگیت کے موڈ میں ھوں —

کالیریا : جیسی تمھاری مرضی — ھاں واقعی آدمی پر اوس سی پڑ جاتی ہے جب چاروں طرف...

یولیا فلیپوونا : دیکھو! اداکار آگئے! ریہرسل کا وقت چھہ بجے طے ھوا تھا اور اب؟..

زامیسلوف : اب ساڑھے سات ھونے کو آئے - پہلے صرف تم دیر سے آیا کرتی تھیں — اور اب سبھی... یہ ہے تمہارا کمال!

یولیا فلیپوونا : اچھا تو تم چل نکلے؟

زامیسلوف : میں ذرا تمھاری تعریف کرنا چاہ رھا تھا — لیکن ذرا میں اندر بھاگ کر جاؤں اور اپنے آقا سے ایک منٹ کو مل آؤں — برا تو نہیں مانو گی؟

یولیا فلیپوونا : زیادہ دیر نہ لگانا!

(زامیسلوف مکان کے اندر جاتا ہے — یولیا فلیپوونا آپ ہی آپ گنگناتی ہے اور ٹہلتی ہوئی درختوں کے جھنڈ کی طرف جاتی ہے — اسے اپنا شوہر نظر آتا ہے —)

سوسلوف: کہاں تھیں تم؟

یولیا فلیپوونا: وہاں — وہاں ادھر —

(اسٹیج کے قریب زرد لباس والی عورت، نوجوان، سیمیونوف، کیڈٹ اور دو لڑکیاں کھڑی ہیں — پوستوبائکا کافی شور مچاتے ہوئے ایک میز رکھہ رہا ہے — قہقہے، آوازیں: ''سنو، بھائی، سب لوگ سنو!،، ''ڈائرکٹر کہاں ہے؟،، ''مسٹر استیپانوف!،، ''وہ یہیں کہیں ہے — میں نے اس کو دیکھا ہے!،، ''شہر جانے والی گاڑی نکل جائیگی —،، ''معاف کرنا، مگر میرا نام تو سیمیونوف ہے — استیپانوف نہیں!،،)

سوسلوف: پورے وقت اس کے ساتھہ تھیں؟ اس... اس... کے ساتھہ — اور وہ بھی کھلم کھلا، دن دھاڑے! یولیا ذرا سوچو تم کیا کر رہی ہو! ہر شخص مجھہ پر ہنس رہا ہے!

یولیا فلیپوونا: اچھا؟ کتنی بری بات ہے!

سوسلوف: بس بس بھر پایا — ہمیں اس پر کھل کر بات کرنی ہوگی — میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دے سکتا...

یولیا فلیپوونا: ہاں ہاں میں ایک ایسے آدمی کی بیوی بن کر نہیں رہنا چاہتی جس پر دنیا ہنستی ہے —

سوسلوف: یولیا ذرا سنبھل کے! جانتی ہو میں کیا کر سکتا ہوں؟

یولیا فلیپوونا: تم اجڈ بن سکتے ہو جیسے گاڑی‌بان — بس یہ میں جانتی ہوں —

سوسلوف : چھنال —— بری نہ مجال!
یولیا فلسوونا (اطمینان سے اور دھیمی آواز سے) : ہم یہ ڈرامہ گھر پر کھیلنگے — لوگ آ رہے ہیں — جاؤ — ذرا آئینے میں تم اس وقت اپنا منہ تو دیکھتے!

(بیزاری سے کندھے جھٹکتی ہے — سوسلوف ایک قدم اس کی طرف بڑھتا ہے اور جلدی سے لوٹ جاتا ہے اور بڑبڑاتے ہوئے جنگل میں غائب ہو جاتا ہے —)

سوسلوف : دیکھ لینا ایک دن میں تم کو گولی سے اڑا دونگا! ..
یولیا فلیپوونا (اس کو پکار کر) : کیوں، آج تو گولی نہیں ماروگے نا؟ (گاتی ہے) ''سانجھ بھئی اور سائے چھائے...،، (اس کی آواز تھرتھراتی ہے) ''... رات نے لی اٹھ کر انگڑائی...،،

(ایک لمحے کو وہ خلا میں گھورتی ہے اور آہستہ آہستہ سر جھکا دیتی ہے — ماریا لفوونا جوش سے بھری ہوئی مکان سے نکلتی ہے — اس کے پیچھے پیچھے دودا کوف اور باسوف ہاتھوں میں بتی لئے ہوئے آتے ہیں —)

باسوف (ڈور ٹھیک کرتے ہوئے) : تم کو لوگوں سے زیادہ نرمی کا، نیکی کا سلوک کرنا چاہئے — ہم سب تمہاری طرح انسان ہیں — کس نے بتی کی ڈور الجھا کر رکھ دی... خدا سمجھے!
ماریا لفوونا : لیکن تم سمجھتے نہیں!
دوداکوف : ذرا اس کا تو خیال کرو کہ آدمی تھکا ہوا ہے —
باسوف : میں کہتا ہوں تم غلطی پر ہو — تمہارے خیال میں آدمی ادیب بنا نہیں کہ وہ دیوتا بن گیا — لیکن ہر ادیب دیوتا نہیں بن سکتا —

ماریا لفوونا: ھمیں زندگی سے، لوگوں سے زیادہ سے زیادہ کا مطالبہ کرنا چاھئے —

ناسوف: میں یہ سمجھتا ھوں — لیکن اسی حد تک تا جتنا ممکن ھے! ہر چیز آھستہ آھستہ ابھرتی ھے — ارتقا! ھمیں یہ بات کبھی نہیں بھلانی چاھئے!

ماریا لفوونا: میں ناممکن مطالبہ نہیں کرتی — لیکن ھم ایک ایسے ملک میں رھتے ھیں جہاں صرف ادب ھی سچ کی آواز بلند کر سکتا ھے، ادب ھی غیر جانبدار ھو کر لوگوں کی برائیوں اور اچھائیوں کو دیکھ سکتا ھے اور ان کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے جد و جہد کر سکتا ھے — صرف ادب یہ کر سکتا ھے اور یہی ایک کام روسی ادب کو کرنا چاھئے —

ناسوف: یہ بات سچ ھے مگر...

ماریا لفوونا (رسے سے ابرتے ھوئے): لیکن مجھے یہ دکھائی نہیں دیتا کہ تمہارا دوست یہ فرض انجام دے رھا ھے — اس کا مقصد کیا ھے؟ اس کا آدرش کیا ھے؟ وہ کس چیز سے نفرت کرتا ھے؟ کس چیز سے محبت کرتا ھے؟ کس چیز کو وہ ٹھیک اور کس چیز کو غلط کہتا ھے؟ وہ دوست ھے یا دشمن؟ میں نہیں جانتی —

(سیڑی سے جاتی ھے اور مکان کے پیچھے غائب ھو جاتی ھے —)

ناسوف (اب تک گرہ سلجھانے میں لگا ھوا ھے): ماریا لفوونا، میں... تمہارے جوش اور امنگ کی عزت کرتا ھوں... چل دی؟ خدا جانے اس کے مزاج کا بارہ اتنا کیوں چڑھا رھتا ھے؟ اسکول کا طالبعلم بھی جانتا ھے کہ ادیب کو ایماندار ھونا چاھئے — اچھا، اس کو لوگوں کی بھلائی کا کام کرنا چاھئے، وغیرہ وغیرہ — اور یہ بھی کہ سپاھی کو بہادر ھونا چاھئے، وکیل کو عقلمند — لیکن

یہ ھٹ دھرم عورت ھے کہ اپنی باتیں کیل کی طرح لوگوں کے دماغ میں ٹھونکتی رھتی ھے — اچھا ڈاکٹر، چلو چلیں، دیکھیں، مچھلیاں کانٹا کھا بھی رھی ھیں یا نہیں — خدا سمجھے، آخر کس نے میری بنسی کو الجھا کر رکھہ دیا؟

دوداکوف: ھونہہ — وہ بہت سی باتیں سوجھہ بوجھہ کی کہتی ھے — اس کی زندگی مزے میں کٹتی ھے — اس کی اپنی پریکٹس ھے اور خرچ زیادہ نہیں —

باسوف: یاکوف بھی بڑا کائیاں ھے — دیکھا تم نے جب ماریا لفوونا نے اس کو آڑے ھاتھوں لیا تو کس صفائی سے داؤ خالی دے کر نکل گیا — (ھنستا ھے) جب مزے میں آتا ھے تو خوب باتیں کرتا ھے — ھاں وہ بڑی دل لبھانے والی باتیں کرتا ھے، لیکن جب سے اس کی پہلی بیوی کا انتقال ھوا — ھاں ویسے شادی کو چھہ ھی مہینے ھوئے تھے کہ اس نے اس کو چلتا کر دیا تھا...

دوداکوف: بھلے لوگ اس طرح نہیں کہتے — کہنا چاھئے وہ اور اس کی بیوی جدا ھو گئے —

باسوف: اچھا چلو دونوں جدا ھو گئے — لیکن اب جو وہ چل بسی تو شالیموف نے اس کی جائداد پر دعوی کر دیا ھے — سودا برا نہیں ایں؟

دوداکوف: چ چ چ! بہت ھی برا! حد ھو گئی...

باسوف: اس کا یہ خیال نہیں — اچھا چلو ندی کی طرف چلیں —

دوداکوف: جانتے ھو میں کیا سوچ رھا ھوں؟

باسوف: نہیں، کیا؟

دوداکوف (آھستہ آھستہ اور سوچتے ھوئے): کیا تمھیں اس پر حیرانی نہیں ھوتی —— کیا تمھیں یہ بات عجیب نہیں معلوم ھوتی کہ ھم اب تک ایک دوسرے سے نفرت نہیں کرتے؟

باسوف (رکتے ھوئے): کیا؟ کیا تم مذاق کر رھے ھو؟

دوداکوف : بالکل نہیں — آخر ہم بیکار لوگ ہیں — کیا تم ایسا نہیں سوچتے؟

باسوف (ٹہلتے ہوئے) : نہیں میں ایسا نہیں سمجھتا — میں زندگی کے روشن پہلو کو دیکھتا ہوں — اگر تم برا نہ مانو تو عرض کروں کہ میں آخر ہوں ایک نارمل آدمی —

دوداکوف : تم میری بات کو ہنسی میں اڑانے کی کوشش نہ کرو—

باسوف : میں؟ سنو ڈاکٹر — مجھے لگتا ہے کہ کہیں تم... ہوں! میرا مطلب ہے کہ تمہیں خود تو کہیں علاج کی ضرورت نہیں! بھئی ابھی سے بتا دو ندی پر پہنچ کر مجھے دھکیلوگے تو نہیں پانی میں؟

دوداکوف (سنجیدگی سے، کندھے جھٹکتے ہوئے) : کیوں میں ایسا کیوں کرتا؟

باسوف (دور ہٹتے ہوئے) : میں کیا جانوں؟ تمہارا مزاج ہی کچھ عجیب ہو رہا ہے —

دوداکوف (سختی سے) : تم سے سنجیدگی سے بات کرنا بہت مشکل ہے —

باسوف : کوشش بھی نہ کرنا — تم سنجیدہ بات چیت کا مطلب ہی نہ جانے کیا کیا اوٹ پٹانگ سمجھتے ہو — ہم تو کان پر ہاتھ دھرتے ہیں!

(باسوف اور دوداکوف باہر نکلتے ہیں — سونیا اور ولاس دائیں طرف سے آتے ہیں — زامیسلوف مکان سے نکلتا ہے اور دوڑتا ہوا اسٹیج کی طرف جاتا ہے جہاں بڑے جوش و خروش سے اس کا سواگت ہوتا ہے — اداکار اس کے چاروں طرف گھیرا ڈال دیتے ہیں اور وہ ان کو کچھ سمجھانے کی کوشش کرتا ہے—)

سونیا : مجھے یقین نہیں آتا کہ تم سچ مچ شاعر ہو —
ولاس : یقین نہیں آتا؟ بہت بری بات ہے — میں نے بعض بہت اچھی چیزیں بھی لکھی ہیں — مثلاً :

میرے یار، بھیا ولاس
یہ سیب، یہ اناس
تجھکو نہ آویں راس
منوا کا ہے بھیو نراس

سونیا (ہنستی ہے) : آخر تم اس خرافات پر اپنے وقت کا ناس کیوں کرتے ہو؟ آخر تم اور زیادہ سنجیدگی سے اپنے بارے میں کیوں نہیں سوچتے؟

ولاس (آہستہ سے پراسرار انداز میں) : آہ، میری پیاری سونیا! میں نے یہ نسخہ آزما لیا ہے — اس کے ثبوت میں میری شاعری تک موجود ہے — (ناک سے گنگناتا ہے) :

کام بڑا تو چھوٹا میں
چھوٹا کام تو بڑا میں

سونیا (سنجیدگی سے) : تم آخر ایسے کیوں ہو؟ تم مسخرا بن کر تو جینا نہیں چاہتے نا! تم چاہتے کیا ہو؟
ولاس (دمک کر) : خوش ہونا!
سونیا : اور تم خوش ہونے کے لئے کر کیا رہے ہو؟
ولاس (بجھتے ہوئے) : کچھہ بھی نہیں — کچھہ بھی نہیں —
ماریا لفوونا (جنگل سے) : سونیا!
سونیا : یہاں ہوں میں! کیا ہے؟
ماریا لفوونا : کچھہ دوست آئے ہیں تم سے ملنے —
سونیا : آئی! (ماریا لفوونا جنگل والے راستے پر نمودار ہوتی ہے)

لو اس مسخرے کو سنبھالو — یہ محض خرافات بکتا ھے اور ضرورت اس کی ھے کہ تم اس کی ذرا خبر لے لو! (بھاگتی ھے —)

ولاس (انکسار سے) : اچھا اب تم بھی چالو ھو جاؤ — اسٹیشن سے لے کر یہاں تک تمہاری چہیتی نے ایسی مرمت کی ھے کہ میں تو ادھ‌موا ھو گیا —

ماریا لفوونا (نرمی سے) : ایسی باتیں نہیں کرتے — اس طرح تم خود کو اپنی اور دوسروں کی نظر میں گراتے ھو — تمہیں ایسا نہیں کرنا چاھئے —

ولاس (اس کی نگاھوں سے کتراتے ھوئے) : تم کہتی ھو مجھے ایسا نہیں کرنا چاھئے — ھر شخص یہاں اتنا گمبھیر بنا رھتا ھے... آخر یہ لوگ ھنستے کیوں نہیں؟ (یکایک بہت ھی سادگی، خلوص اور زور کے ساتھہ بولنے لگتا ھے) ماریا لفوونا میں اب ان چیزوں سے اُکتا چکا ھوں -- ان میں سے کسی کے لئے میرے دل میں نہ محبت ھے نہ عزت — یہ لوگ مجھہ سے بھی زیادہ حقیر اور چھوٹے ھیں — میں ان لوگوں سے سنجیدگی سے بات کر ھی نہیں سکتا — وہ چاھتے ھیں کہ میں بھی مسخرا بن جاؤں لیکن میرا مسخراپن ان کے مسخرےپن سے زیادہ صاف اور کھلا ھوا ھو! میرا سر نہ جانے کیسی کیسی خرافات سے بھرا ھوا ھے — میں چیخنا چاھتا ھوں -- فریاد کرنا چاھتا ھوں — جہنم میں جائے یہ سب کچھہ — اگر بات نہیں بنی تو میں جلد ھی پینا شروع کر دونگا — میں جب ان کے ساتھہ ھوں تو ان ھی کی طرح زندگی بسر کرنے پر مجبور ھوں — اور اسی لئے میں اتنا بھیانک مذاق بن گیا ھوں! ان کے گھٹیاپن کا زھر مجھے کھائے جا رھا ھے — لو وہ رھے ... ذرا ان کی باتیں سنو؟ وہ اسی طرف آ رھے ھیں — کبھی کبھی تو میں ان کی صورت سے بھی بیزار ھو جاتا ھوں — چلو چلو! میں تم سے کچھہ کہنا چاھتا ھوں!

ماریا لفوونا (اس کا بازو تھام لیتی ھے) : کاش تم جان سکتے

اس روپ میں تم کو دیکھہ کر میرے دل کی کلی کس طرح کھل اٹھتی ہے —

ولاس: شاید تمھیں یقین نہ آئے... بعض مرتبہ میرا دل کھولتا ہے اور جی چاھتا ہے کوئی بڑی، کوئی بھیانک بات کہہ دوں، کوئی ھتک کی بات...

(وہ جنگل میں چلے جاتے ھیں — شالیموف، یولیا فلیپوونا اور ورورارا میخائلوونا دائیں طرف سے آتے ھیں —)

شالیموف: پھر وھی گمبھیر باتیں؟ مجھے بخشو! میں گمبھیر باتوں سے اوب چکا ھوں... میں اب اس سے زیادہ فلسفہ ھضم نہیں کر سکتا — ذرا مجھے سانس لینے دو — ذرا مجھے سنبھلنے دو — میں صرف سیر کرنا اور عورتوں سے عشق لڑانا چاھتا ھوں —

یولیا فلیپوونا: کیا عورتوں سے عشق لڑانے سے تمھارے اعصاب پر برا اثر نہیں پڑتا؟ عجیب بات ہے! آخر تم مجھہ سے دل کا سودا کیوں نہیں کرتے؟

شالیموف: تمھاری اس پیش کش کو میں سنہرا موقع سمجھتا ھوں اور اس سنہرے موقع کا فائدہ اٹھا کر مجھے بڑی خوشی ھو گی —

یولیا فلیپوونا: میں نے پیش کش نہیں کی ہے — میں نے تم سے صرف سوال کیا ہے —

شالیموف: خدا کے لئے مجھے اجازت دو کہ تمھارے سوال کو رضامندی سمجھہ لوں —

یولیا فلیپوونا: بس، بس — میرے سوال کا جواب دو — اور سچ سچ جواب دو —

شالیموف: میں یہ مانتا ھوں کہ عورت سے دوستی ممکن ہے — لیکن یہ دوستی زیادہ لمبی نہیں کھنچ سکتی — فطرت اپنا گل کھلا کے رھتی ہے —

یولیا فلیپوونا: تمھارے خیال میں دوستی چاھت کا پھلا زینہ ہے؟

شالیموف: مس محبت کو بڑی گمبھیر چیز مانتا ہوں — جب مس عورت سے محبت کرتا ہوں تو مس اس کو بلندیوں مس لےجانا چاہتا ہوں، مس اس پر اپنے احساسات اور جذبات کے پھول برسانا چاہتا ہوں —

زامسلوف (اسٹیج سے): یولیا فلسوونا! یہاں آؤ!

یولیا فلسوونا: آئی! باغبان صاحب سردست خدا حافظ! آپ کے باغ مس بڑی افراتفری مچی ہوئی ہے، ذرا کیاریاں تو درست کر لیجئے — (اسٹیج کی طرف چلی جاتی ہے —)

شالیموف: ہاں وہ تو ابھی ہوا جاتا ہے — کیسی خوش مزاج اور من‌موہنی گڑیا ہے یہ عورت! وروارا میخائلوونا، ارے تمہاری نگاہیں ایسی بدلی بدلی، ایسی انجانی انجانی کیوں معلوم ہو رہی ہیں؟

وروارا میخائلوونا: یہ مونچھیں آپ پر خوب پھبتی ہیں...

شالیموف (مسکراتے ہوئے): اچھا؟ شکریہ — لگتا ہے کہ تمہیں میرے لہجے سے صدمہ پہنچا ہے؟ تم بڑی ٹیڑھی ہو — لیکن یہ تو مانوگی نا کہ آدمی اس عورت سے کسی اور لہجے مس کیوں کر بات کر سکتا ہے —

وروارا میخائلوونا: مجھے تو لگتا ہے کہ اب مجھے کسی چیز سے صدمہ نہیں پہنچ سکتا —

شالیموف: میں سمجھتا ہوں — تم مجھے اس روپ مس دیکھ کر حیران ہو — ہے نا؟ لیکن آدمی رومن جیسے سڑی کی طرح گلا پھاڑپھاڑ کر اپنے خیال اور وچار کا پرچار کرنے سے رہا — مس معافی چاہتا ہوں — لگتا ہے وہ تمہارا دوست ہے؟

ورورا میخائلوونا (نفی مس سر ہلاتے ہوئے): میرا کوئی دوست نہیں —

شالیموف: میری آنکھوں میں اپنے دل کی دنیا کا بہت ھی اونچا مقام ھے — اسی لئے میں پہلی ھی ملاقات میں اپنا دل کھول کر کسی کے سامنے نہیں رکھتا — پیتھا گورا کے ماننے والے گنے چنے لوگوں ھی کو اپنے من کا راز بتاتے تھے —

وروارا میخائلوونا: اور لیجئے یہ مونچھیں آپ کے چہرے پر فضول سی لگنے لگیں!

شالیموف: جہنم میں جائیں یہ مونچھیں! تم نے سنی نہیں کہاوت؟ جیسا دیس ویسا بھیس! یہ بڑی اچھی کہاوت ھے — خاص طور پر ایسے آدمی کے لئے جو تنہائی کے زہر کا ایک ایک قطرہ اپنے حلق میں ٹپکا چکا ھو — معلوم ھوتا ھے تم نے تنہائی کا جام پوری طرح نہیں پیا ھے — اور اسی لئے تم ایک ایسے آدمی کو نہیں سمجھ سکتیں جو... لیکن معاف کرنا... شاید تمہیں دیر ھو رھی ھے...

(جھکتا ھے اور ان تماشائیوں کے پاس بنچ پر جا کر بیٹھ جاتا ھے جو زامیسلوف کو دیکھ رھے ھیں — وہ ھاتھ میں کتاب اٹھائے اسٹیج پر چل رھا ھے اور سیمیونوف کو بتا رھا ھے ایک خاص پارٹ کس طرح کرنا ھے — باسوف مچھلی کی لگی کے ساتھ مکان کی طرف آتا ھے —)

باسوف: واریا! ذرا دیکھنا کتنا زوردار شکار ھوا ھے مچھلیوں کا — غضب ھے! ڈاکٹر جیسے پھوھڑ نے بھی چھوٹتے ھی مچھلی پکڑ لی — کیوں کیسا رھا! چچا نے تین پکڑ لیں - (ادھر ادھر دیکھتا ھے) سنو، ابھی جو میں آ رھا تھا تو کیا دیکھتا ھوں کہ ولاس ماریا لفوونا کے قدموں پر گرا ھوا ھے! کنج کے پاس! ذرا سوچو! دھڑا دھڑ ھاتھ کو بوسہ دے رھا تھا! میری جان، تم کو اس سے ذرا پوچھ گچھ کرنی چاھئے — بہر حال، ابھی وہ لڑکا ھے اور وہ ٹھہری عورت ماں کے برابر!

وروارا میخائلوونا (آهسته سے) : سرگئی سنو، اس کے بارے میں کسی سے کچھ نہ کہنا... کسی سے بھی! تم کچھ نہیں سمجھتے! تم کو غلطفہمی ہوئی ہے... میں تو ڈرتی ہوں —— تم تمام ڈھنڈورا پیٹتے پھروگے اور یہ بہت برا ہوگا... سمجھتے ہو!

باسوف : تم اتنی بدحواس کیوں ہوئی جا رہی ہو؟ اچھا اچھا میں کسی سے نہیں کہونگا — کسی سے نہیں... بس! لیکن تم ہی بتاؤ ہے نا یہ بےتکی بات! یہ ماریا لفوونا...

وروارا میخائلوونا : وعدہ کرو، زبان دو، اس کے بارے میں سب کچھہ بھول جاؤگے نا — بولو، وعدہ کرو!

باسوف : وعدہ کرتا ہوں — جہنم میں جائے سب — لیکن تم ذرا مجھے سمجھاؤ اس کا کیا تک ہے!

وروارا میخائلوونا : میں نہیں سمجھا سکتی — لیکن تم جو کچھہ سمجھہ بیٹھے ہو، بات وہ نہیں ہے — یہ عشق بازی نہیں ہے —

باسوف : ہونہہ! عشق بازی نہیں ہے؟ چ چ! تو پھر یہ کیا ہے واریا؟ بہت اچھا میں ایک لفظ نہیں کہونگا — گھبراؤ مت! میں تو مچھلیاں پکڑونگا —— میں تو اندھا ہوں، میں تو بہرا ہوں — میں کچھہ بھی نہیں جانتا بس! اف ہاں، ارے میں یہ کیا دیکھہ رہا ہوں —— یاکوف تو بڑا درندہ نکلا —

وروارا میخائلوونا (گھبرا کر) : کیوں، کیا ہوا سرگئی؟ کوئی نئی بات؟

باسوف : تمہارے تو اوسان خطا ہوئے جا رہے ہیں واریا — یہ بالکل دوسری کہانی ہے —

وروارا میخائلوونا (بیزاری کے ساتھہ، آهسته سے) : میں سننا نہیں چاہتی — سچ میں نہیں سننا چاہتی، سرگئی!

باسوف (جلدی سے، حیران ہو کر) : لیکن کوئی ایسی خاص بات نہیں، میری باولی بلبل! تمہیں کیا ہو رہا ہے؟ اتنی سی بات

تھی کہ وہ اپنی مرحوم بیوی کی جائداد پر چنگل گاڑنے کی کوشش کر رہا ہے—— وہ اپنی سالی سے جائداد چھیننا چاہ رہا ہے —

وروارا میخائلوونا (دکھہ اور بیزاری سے) : ایسا نہ کہو! ہاں ایسا نہ کہو! کیا تم نہیں سمجھہ سکتے؟ میں ایسی باتیں سننا نہیں چاہتی، سرگئی!

باسوف (برا مانتے ہوئے) : واریا تمہیں اپنے دل اور دماغ کا علاج کرانا چاہئے — تم عجیب عجیب حرکتیں کرتی ہو — برا نہ ماننا، کبھی کبھی تم میری بےعزتی سے بھی نہیں چوکتیں... شرم کی بات ہے!

(وہ تیزی سے چلا جاتا ہے — وروارا میخائلوونا آہستہ آہستہ برآمدے کی طرف جاتی ہے — اسٹیج سے شور اور قہقہے سنائی دیتے ہیں —)

زامیسلوف : چوکیدار! لالٹین کہاں ہے؟

یولیا فلیپوونا : مسٹر سوموف، کیا میرا پارٹ تمہارے پاس ہے؟

سیمیونوف : اگر آپ برا نہ مانیں تو عرض کروں — میرا نام ہے سیمیونوف —

یولیا فلیپوونا : میں برا نہیں مانتی!

زامیسلوف : سب لوگ تیار! ہم اب شروع کر رہے ہیں!

پردہ

تیسرا ایکٹ

جنگل کے درمیاں کھلی ہوئی جگہ — پس منظر میں درختوں کے سائے میں ایک دری بچھی ہوئی ہے اور اس پر بوتلیں اور کھانے پینے کی چیزیں رکھی ہوئی ہیں — دری کے چاروں طرف باسوف، دفوئے بوحئے، شالیموف، سوسلوف اور رامیسلوف بیٹھے ہوئے ہیں — دائیں طرف ذرا دور بڑا سا سماور رکھا ہے — پاس ہی ساشا برتن مانجھ رہی ہے اور پستوبائکا لیٹا مزے میں پائپ پی رہا ہے — اس کے پاس ہی دو چمو، ایک ٹوکری اور ایک بالٹی رکھی ہے — اسٹیج پر آگے کو بائیں طرف سوکھی ہوئی گھاس پھوس کا ڈھیر ہے اور ایک ٹھنٹھ پڑا ہے — کالیریا، وروارا میخائلوونا اور یولیا فلیپوونا گھاس پھوس پر بیٹھی ہیں — باسوف دھیمی آواز میں کچھ کہہ رہا ہے اور لوگ غور سے سن رہے ہیں — دائیں طرف اسٹیج کے باہر سے تھوڑی تھوڑی دیر پر سونیا کی آواز سنائی دیتی ہے — کسی ساز سے نغمہ پھوٹ رہا ہے — دن ڈوب رہا ہے —

یولیا فلیپوونا: پکنک بڑی پھیکی رہی —

کالیریا: ہاں پھیکی، بےجان جیسی ہماری زندگی ہے —

وروارا میخائلوونا: معلوم ہوتا ہے وہ لوگ مزے کر رہے ہیں —

یولیا فلیپوونا : بہت پی لی اور اب فحش گندے لطیفے سنائے جا رہے ہوں گے اور کیا —

(وقفہ — سونیا : ''ایسے نہیں ویسے.... آہستہ آہستہ — ،،
چھتارا بجتا ہے — دفوئےتوچئے قہقہہ لگاتا ہے —)

یولیا فلیپوونا : میں نے بھی کافی پی ہے — لیکن اس سے دل میں ذرا گرمی نہیں آئی — اس کے برخلاف تیز شراب کا ایک جام بھی پی لوں تو میں اور بجھہ جاتی ہوں اور مجھہ پر اوس پڑ جاتی ہے — میرا جی چاہتا ہے کہ کوئی وحشیانہ حرکت کر بیٹھوں —

کالیریا (فکر میں ڈوبی ہوئی) : ہر چیز دھندلی دھندلی اور الجھی الجھی سی معلوم ہوتی ہے اور میں ڈر جاتی ہوں —

وروارا میخائلوونا : کس چیز سے؟

کالیریا : لوگوں سے — ان پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا... ان پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا —

وروارا میخائلوونا : یہ سچ ہے - ہاں ان پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا — میں تمہاری بات سمجھتی ہوں — (باسوف آرمینی لہجے میں ''لیکن میری جان کیوں؟ اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے!،، مرد زوروں سے قہقہہ لگاتے ہیں —)

کالیریا : نہیں تم مجھہ کو نہیں سمجھتیں اور میں تم کو نہیں سمجھتی — اور کوئی بھی کسی کو نہیں سمجھتا اور نہ کسی کو سمجھنے کی پڑی ہے — لوگ بےمقصد بھٹکتے رہتے ہیں — جس طرح شمالی سمندر میں برف کے تودے تیرتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے سے ٹکراتے رہتے ہیں...

(دفوئےتوچئے اٹھتا ہے اور دائیں طرف چلا جاتا ہے —)

یولیا فلیپوونا (آہستہ آہستہ گاتی ہے) :

سانجھ بھئی اور سائے چھائے
رات نے لی اٹھ کر انگڑائی...

(جب وروارا میخائلوونا بولنا شروع کرتی ہے تو یولیا فلیپوونا گانا بند کر دیتی ہے اور اس کو غور سے دیکھتی ہے—)

وروارا میخائلوونا: زندگی ایک بازار ہے جہاں ہر شخص دھوکا دے رہا ہے، ٹھگ رہا ہے، ہر شخص چاہتا ہے اپنی گرہ سے کم سے کم جانے دے اور دوسرے سے زیادہ سے زیادہ چھین لے—
یولیا فلیپوونا:

سانجھ بھئی اور سائے چھائے
رات نے لی اٹھ کر انگڑائی...

کالیریا: وہ لوگ کیسے ہوں گے جن کو دیکھ کر اکتاہٹ اور بیزاری نہ ہو گی؟
وروارا میخائلوونا: ان کو چاہئے کہ اور زیادہ ایمانداری اور دلیری سے کام لیں—
کالیریا: ان کی ڈگمگاہٹ دور ہونی چاہئے— کم از کم ان کو تھالی کے بیگن والا چلن چھوڑ دینا چاہئے—
یولیا فلیپوونا: بس بس، فلسفہ نہ بگھارو! یہ کوئی ایسا سہانا راگ نہیں ہے— آؤ ہم گانا گائیں—
وروارا میخائلوونا: یولیا فلیپوونا، کل جو دوگانا گایا تھا تم نے مجھے بڑا اچھا لگا--
یولیا فلیپوونا: ہاں بڑا اچھا تھا— بڑا من موہنا اور پاک— میں ہر پیاری اور پاک چیز پر جان چھڑکتی ہوں— تمہیں میری بات پر یقین نہیں آتا؟ میں سچ مچ جان چھڑکتی ہوں... سہانے، دل کش منظر، سریلی اور پاک آواز... (ہنستی ہے—)

کالریا: میرے دل میں عصے کا دھواں اٹھہ رہا ہے جس طرح حراں میں بادل امڈیے هیں — واریا، میرا دم گھٹ رہا ہے — میں کسی سے محبت نہیں کرتی اور نہ محبت کرنا چاهتی هوں — میں مرتے دم تک ایک بےھنگم کنواری بڑھیا رھونگی —

وروارا میحائلوونا: اچھی کالریا، ایسی باتیں منہ سے نہیں نکالتے — یہ کتنی بری بات ہے —

پولیا فلیمووبا: شادی بھی ایسا لڈو ہے کہ کھائے پچھتائے، نہ کھائے پچھتائے — میں هوتی تمہاری جگہ تو رومن سے شادی کر لیتی — هاں ذرا مزاج کا کڑوا کسیلا ہے لیکن... (سوننا: ''ٹھہرو! هاں اب چالو هو جاؤ — نہیں پہلے ایک ساز —،، دو سازوں پر ایک دھن سنائی دیتی ہے —)

کالریا: وہ تو ربر کی گیند ہے —

وروارا میحائلوونا: نہ جانے کیوں، ایک درد بھرے گیت کے بول یاد آ گئے — میری ماں کے ساتھ جو دھوبن کام کرتی تھیں، وہ یہ گیت گایا کرتی تھی — میں اس وقت ننھی سی لڑکی تھی — جب میں اسکول میں پڑھتی تھی - مجھے یاد ہے — جب میں گھر لوٹتی تو لانڈری بھاپ سے بھری هوئی هوتی — اور اس عصب کی گھٹن میں ادھی ننگی عورتیں دھیمی اور تھکی هوئی آواز میں گاتیں:

میا میری، ما میری، نیر بہاؤں دن رین،
میں دکھیاری ساماری، نیر بہاؤں دن رین
بچھڑے سب اپنے پرائے،
جیا ترسے، انکھیاں برسیں
اپنا پرایا کوئی نہیں
کڑھ کڑھ مروں، تڑپوں، نیر بہاؤں
بچھڑے سب اپنے پرائے...

یہ گیت سن کر میرا دل بھر آتا تھا — (باسوف : ''ساشا ہمیں بیر اور شراب دے جاؤ!،،) لیکن وہ دن اچھے تھے — یہ عورتیں مجھہ سے محبت کرتی تھیں — شام کو جب کام ختم ہوتا سب ایک صاف میز کے گرد چائے پینے کے لئے اکٹھی ہو جاتیں — وہ مجھے بھی اپنے پاس بٹھا لیتیں —

کالیریا : تم کیسی کیسی دل بجھانےوالی باتیں کرتی ہو واریا — تم اور ماریا لفوونا دونوں —

یولیا فلیپوونا : میری پیاری بہنو، ہماری زندگی بری ہے، بڑی گھٹیا —

وروارا میخائلوونا (سوچتے ہوئے) : ہاں، گھٹیا... اور ہم نہیں جانتے اس کو سنوارا کیسے جائے — میری ماں مرتے دم تک کام کرتی رہی... ہائے کیسا سونے کا دل تھا اس کا... اف کتنی خوش مزاج تھی میری ماں! اس کو سبھی چاہتے تھے — اس نے مجھے پڑھانے لکھانے کو کیا کچھہ جتن نہ کئے — جب میں نے اسکول کی پڑھائی ختم کی تو وہ پھولی نہ سمائی — اور یہ وہ وقت تھا جب وہ چلنے پھرنے سے مجبور ہو چکی تھی —— گٹھیا نے اس کو کہیں کا نہ رکھا تھا — وہ چپ چاپ چل بسی — ماں نے مجھہ سے چپکے سے کہا ''مت رو واریا، مت رو، کوچ کی گھڑی آ گئی — جتنا جینا تھا جی لی، جتنا کام کرنا تھا کرلیا — اور اب میری گھڑی آ گئی — ،، میری ماں کی زندگی کا کوئی تو مقصد تھا — اس کی زندگی میری زندگی سے اچھی تھی — مجھے ہمیشہ لگتا ہے میں کہیں بھٹک گئی ہوں — مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میں کسی اجنبی دنیا میں بھٹک رہی ہوں — بالکل انجانے لوگوں میں! مجھے اس زندگی کے اور چھور کا پتہ نہیں چلتا —— ان مہذب لوگوں کی زندگی میری سمجھہ میں بالکل نہیں آتی — یہ زندگی کیا ہے جیسے ریت کی دیوار — جیسے دریا کی لہروں پر بہتی ہوئی برف کی تہہ —— یہ برف سخت ہوتی ہے — اس میں چمک

بھی ہوتی ہے — لیکن اس کے اندر دنیا بھر کی غلاظت بھی جمی ہوئی ہوتی ہے — اسی طرح یہ زندگی بھی گھناؤنی اور شرمناک ہے — جب کبھی میں کوئی گمبھیر کتاب پڑھتی ہوں تو مجھے لگتا ہے سچائی کا سورج چمکیگا اور اس کی گرم کرنوں سے برف پگھلیگی اور غلاظت برف سے پھوٹ نکلیگی اور دریا کی لہریں ساری گندگی بہا لے جائینگی —

کالیریا (بیزاری سے) : تم اپنے میاں سے پیچھا کیوں نہیں چھڑا لیتیں؟ وہ ہے اکیر کا فقیر — تمہیں اس کی بالکل ضرورت نہیں...

(ورورا میخائلوونا حیرانی سے کالیریا کی طرف دیکھتی ہے —)

کالیریا (اصرار کرتے ہوئے) : تمہیں اپنے میاں کو چھوڑ دینا چاہئے — یہاں سے چلی جاؤ اور تعلیم حاصل کرو یا کوئی پریمی ڈھونڈ لو — جو جی چاہے کرو مگر اس کو چھوڑ دو!

ورورا میخائلوونا (کوفت کے ساتھہ اٹھتے ہوئے) : کتنی بھونڈی بات ہے کالیریا!

کالیریا : آخر تم اس سے بندھی کیوں رہو؟ کیا تمہیں یہاں کی گندگی سے گھن نہیں آتی؟ تم تو لانڈری اور اسی قسم کی چیزوں پر جان دیتی ہو — تم تو کہیں بھی رہ سکتی ہو —

یولیا فلیپوونا : واہ تم نے تو اپنے بھائی کے بارے میں ایسی پتے کی باتیں کہیں کہ سیدھے دل میں اتر گئیں —

کالیریا (اطمینان سے) : اگر کہو تو تمہارے میاں کے بارے میں بھی ایسی ہی دل لبھانے والی باتیں سنا دوں —

یولیا فلیپوونا (ہنستی ہے) : سناؤ، سناؤ — میں برا نہیں مانتی — میں تو خود ہی اس کو چٹپٹی باتیں سناتی رہتی ہوں اور وہ میری باتیں سن کر آپے میں نہیں رہتا — اور وہ بھی ادھار نہیں رکھتا، فوراً بدلہ اتار دیتا ہے — ابھی کل ہی کی بات ہے اس نے مجھے چھنال کہہ کر پکارا!

وروارا مسحائلووںا : اور ںم ںے کیا کہا؟

بولیا فلسوویا : کچھہ بھی نہں — میں ٹھیک ٹھیک ںو ںہیں حانتی کہ حھمال ھے کیا ںلا — لیکں مں بھی آرما دیکھنا چاھتی ھوں کہ ھے یہ کیا ںلا — مرے دل مں ںو کرید سی ھوںی رھتی ھے —— مرے دل مں تو ھمسںہ مردوں کے ںارے مں ایک عحںب خلس رھتی ھے — (وروارا مسحائلووںا حںد قدم ھٹ حاںی ھے) میری سب سے ںڑی ںدقسمتی مںرا حوںصورت ںکھڑا ھے — مں حھٹی ھی حماعت مں ںھی کہ ماسٹر محھے عحںب عحںب ںطروں سے گھورںے لگے — سرم سے مرے گال لال ھو حاںے اور کاں کی لوں حل اٹھںں! اں کو مںرا اندار ںڑا بھاںا — وہ مسکراںے اور دعوت مں اںے ھوںٹے سٹوؤں کی طرح اںسے ھوںٹ حاٹںے —

کاںرںا (لرزںے ھوئے) : اف کسی سہودہ ںات ھے!

بولیا فلسوویا : ھے ںا؟ ںھر مںری ںاھی سہںلیوں ںے محھے سوں دںا — لیکں محھہ ںر سب سے زںادہ احساں مرے مںاں کا ھے — اسی آدمی ںے مرے دل مں زھر بھرا — اسی آدمی ںے محھہ مں مردوں کی حلس ںدا کی — (ھںستی ھے — سالںموف اٹھںا ھے اور عورتوں کے ںاس آںا ھے) اور اس کے ںدلے مں مں اس کی زںدگی مں زھر گھولںی رھی ھوں — وہ حو کہاوت ھے ںا، اںٹ کا حواب ںتھر!

سالںموف (آتے ھوئے) : ںری احھی کہاوت ھے! حس ںے ںہ کہاوت ںںائی، ںڑا ںںک اور درںادل آدمی ھوگا — وروارا مسحائلووںا، آؤ، حلںی ھو درا درںا کے کںارے ایک ٹہل ھوحائے؟

وروارا مسحائلووںا : ھاں، کیوں نہں!

سالںموف : کیا مں اںںا ںارو ںیس کروں؟

وروارا مسحائلووںا : نہں سکرںہ —

سالںموف : آحر تمھارا منہ کیوں اںرا ھوا ھے؟ ںم میں اسے ںھائی

کی ذرا جھلک نہیں — وہ تو بڑا مگن اور مست مولا ہے — دلچسپ نوجوان!

(دونوں دائیں طرف چلے جاتے ہیں —)

کالیریا: ہم میں کوئی بھی ایسا نہیں جو خوش ہو — اپنے آپ کو لےلو — تم ہمیشہ بڑی چہکتی دمکتی رہتی ہو، مگر اندر ہی اندر ...

یولیا فلیپوونا: کیا تمہیں وہ آدمی اچھا لگتا ہے؟ مجھے تو وہ کچھ گھناؤنا سا نظر آتا ہے — وہ بالکل مینڈک کی طرح ٹھنڈا اور چلچلا ہوگا — چلو ہم بھی دریا کی طرف چلیں —

کالیریا (اٹھتے ہوئے): ہاں چلو —

یولیا فلیپوونا: مجھے تو لگتا ہے کہ وہ اس پر ڈورے ڈال رہا ہے — واقعی واریا ہمارے جھرسٹ میں کچھ اجنبی سی دکھتی ہے — وہ ہر شخص کو اتنی عجیب طرح سے دیکھتی ہے — اتنی چبھتی ہوئی، کچھ ڈھونڈتی ہوئی نظروں سے — آخر وہ کیا تلاش کر رہی ہے؟ مجھے وہ اچھی لگتی ہے لیکن میں اس سے ڈرتی ہوں — وہ بڑی کھری اور بھری پری ہے —

(وہ باہر نکل جاتی ہیں — دائیں طرف سے زور زور سے چلانے اور قہقہے لگانے کی آواز آتی ہے — ''ارے ناؤ! جلدی! چپو کہاں گئے؟ لاؤ چپو لاؤ!،، بوستوبائکا آہستہ آہستہ اٹھتا ہے، چپوؤں کو اپنے کندھے پر جماتا ہے اور باہر نکلنا ہی چاہتا ہے کہ زامیسلوف اس سے چپو چھین لیتا ہے — سوسلوف اور باسوف اس طرف بھاگتے ہیں، جدھر سے آواز آ رہی ہے —)

زامیسلوف: ارے او کاہل کی دم، ذرا چلتا پھرتا نظر آ — سنائی

نہیں دیتی تجھے یہ جیخ پکار؟ نہ جانے کیا حادثہ ہوا ہو اور تو اس طرح کچھوے کی چال چل رہا ہے! (بھاگتا ہے —)

پوسوباتکا (بڑبڑاتے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے جاتا ہے) : کوئی ایسی ویسی بات ہوتی تو وہ اس طرح تھوڑے ہی چلاتے؟ دولتاں چلا کر ڈھول کے بادل کیا اڑا دئیے! اسے اب کو تیس مار خان سمجھ بیٹھے —

(جند منٹ تک اسٹیج خالی رہتا ہے — جیخنے چلانے کی آوازیں آتی ہیں — ''ٹھہر مت بھاگو! پکڑ لو اسے! لو اس کو جوتوں سے کھینچ لو!،، وغیرہ — بائیں طرف سے ماریا لفوونا اور ولاس نکلتے ہیں — دونوں بہت پریشان نظر آتے ہیں —)

ماریا لفوونا (دھیمے لہجے میں) : مجھے چھوڑ دو — میں ایسی بات سننا نہیں چاہتی — دوبارہ کہنے کی ہمت مت کرنا — تمہیں اس طرح بات کرنے کا حق کس نے دیا؟

ولاس : میں تو کہوں گا، کہوں گا —

ماریا لفوونا (ہاتھ بڑھاتی ہے جیسے دھکیلنا چاہتی ہو) : میں چاہتی ہوں کہ تم میری عزت کرو...

ولاس : میں تم سے محبت کرتا ہوں... محبت کرتا ہوں — تم جس طرح سوچتی ہو، تم جس طرح محسوس کرتی ہو، مجھے اس انداز سے محبت ہے — تمہارے بالوں میں جو چاندی کا تار ہے، مجھے اس سے محبت ہے — میں تمہاری آنکھوں کو پوجتا ہوں، تمہارے بات کرنے کے انداز پر جان دیتا ہوں —— تمہاری ہر بات، ہر چیز نے مجھے اپنا دیوانہ سا لیا ہے!

ماریا لفوونا : ہائے! تمہیں کیسے ہمت ہوئی!

ولاس : میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا — تم میرے لئے اسی طرح ضروری ہو جس طرح سانس کے لئے ہوا!

ماریا لفوونا : اوئی میرے اللہ، کیا تم ان باتوں کے بغیر نہیں جی سکتے — ایں؟

ولاس (سر پکڑ لیتا ہے) : تم نے مجھے اپنی نظروں میں بلند کر دیا ہے — تم نے میری خودداری جگا دی ہے — میں بےمقصد، بےمنزل اندھیرے میں بھٹک رہا تھا — تم نے مجھے اپنے آپ پر بھروسہ کرنا سکھایا —

ماریا لفوونا : جاؤ، بھاگ جاؤ — تم مجھے اس طرح نہ ستاؤ — ہاں مجھے مت ستاؤ!

ولاس (گھٹنوں کے بل گرتے ہوئے) : تم نے مجھے بہت کچھ دیا ہے مگر یہ کافی نہیں ہے — مجھ پر رحم کرو — مجھے نراس نہ کرو — میں یہ جاننا چاہتا ہوں، کیا میں صرف تمہاری توجہ کے لایق ہوں، محبت کے لایق نہیں — میں التجا کرتا ہوں، مجھے نہ ٹھکراؤ!

ماریا لفوونا : نہیں، میں ہاتھ جوڑتی ہوں — چلے جاؤ — میں تم سے پھر بات کرونگی — ابھی نہیں — اٹھو! اف، خدا کے لئے اٹھو!

ولاس (اٹھتے ہوئے) : خدا کے لئے یقین کرو، میں تمہارے بغیر نہیں جی سکتا — ان گھٹیا لوگوں کے ساتھ رہتے رہتے میرے دل میں کتنا زہر بھر گیا ہے... اب وہ شعلہ چاہئے جو اس گندگی اور ریگ کو جلا کر راکھ کردے —

ماریا لفوونا : کیا تمہارے دل میں میری کوئی عزت نہیں؟ تم جانتے ہو، آخر میں ادھیڑ عورت ہوں — تمہاری آنکھ بھی اتنا تو دیکھ ہی سکتی ہے — خدا کے لئے چلے جاؤ، چلے جاؤ —

ولاس : اچھا!.. جاتا ہوں... لیکن بعد میں... مجھے بتا دینا...

ماریا لفوونا : ہاں... پھر، بعد میں... جاؤ!

(ولاس دائیں طرف جنگل میں بھاگتا ہے اور اس کی ٹکر
اپنی بہن سے ہو جاتی ہے —)

وروارا میخائلوونا: سنبھل کے سنبھل کے! آخر تمہیں ہوا کیا ہے؟

ولاس: تم؟ معاف کرنا —

ماریا لفوونا (ورورا میخائلوونا کی طرف ھاتھہ بڑھاتی ہے): میری جان! یہاں آؤ!

ورورا میخائلوونا: قصہ کیا ہے؟ کیا اس نے تم سے کوئی ایسی ویسی بات کی؟

ماریا لفوونا: نہیں — بات یہ ہے... کیا کہا ایسی ویسی بات؟ میں نہیں جانتی — میں کہہ نہیں سکتی —

ورورا میخائلوونا: بیٹھہ جاؤ — بتاؤ آخر ہوا کیا —

ماریا لفوونا: اس نے مجھہ سے کہا... (ہنستی ہے اور کھوئی کھوئی سی ورورا میخائلوونا کو دیکھتی ہے) اس نے کہا... ہاں اس نے کہا کہ اسے مجھہ سے محبت ہے! اور یہاں اپنا یہ حال ہے —— بال سفید اور تین دانت نقلی! میں ٹھہری بڑھیا! کیا اس کو یہ سجھائی نہیں دیتا؟ میری بیٹی ہے اٹھارہ برس کی! یہ ناممکن ہے! حماقت!

ورورا میخائلوونا (متاثر ہو کر): بیچاری! لیکن اب اپنے آپ کو سنبھالو اور مجھے سب کچھہ بتاؤ — تم کتنی...

ماریا لفوونا: کتنی فضول ہو — عورت، صرف عورت — جیسی دوسری عورتیں ہیں — مجھے بچاؤ! مجھے اس سے انکار کرنا پڑیگا اور انکار کر نہیں سکتی — میں یہاں سے چلی جاؤنگی...

ورورا میخائلوونا: اچھا یہ بات ہے — تمہارا دل کڑھتا ہے اس کی خاطر — تم اس کو برداشت نہیں کر سکتیں — بیچارا ولاس!

ماریا لفوونا: یہ بات نہیں ہے — مجھے اس پر ترس نہیں آتا — مجھے تو اپنے آپ پر ترس آتا ہے —

وروارا میخائلوونا (تیزی سے) : لیکن... لیکن کیوں؟

(سونیا جنگل سے نکلتی ہے اور چند لمحے کو گھاس پھوس کے ڈھیر کی آڑ میں کھڑی رہتی ہے — اس کے ہاتھہ پھولوں سے بھرے ہوئے ہیں — وہ یہ پھول اپنی ماں اور وروارا میخائلوونا پر پھینکنا چاہتی ہے — لیکن ان کی بات سن کر ٹھٹک جاتی ہے — چند قدم ماں کی طرف بڑھتی ہے — پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی لوٹ جاتی ہے —)

ماریا لفوونا : میں اس کو چاہتی ہوں — تمہیں یہ بات بے تکی معلوم ہوتی ہے؟ ہاں میں اس کو چاہتی ہوں — میرے بال سفید ہو رہے ہیں — پھر بھی میں ایک بھری پری زندگی گزارنا چاہتی ہوں — میں بھوکی ہوں — میں نے اب تک زندگی کا مزا نہیں چکھا ہے — میری شادی کے تین برس بپنا کے تین برس تھے — میں نے کبھی کسی سے محبت نہیں کی — اور اب... اب مجھے یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے... لیکن سچ مچ میرا دل تڑپ رہا ہے کہ کوئی مجھے چاہتا —— کوئی مضبوط اور نیک دل آدمی مجھے چاہتا — لیکن اب سورج ڈھلنے کو آیا — بہت دیر ہو چکی! میں جانتی ہوں — اسی لئے تو میں تم سے التجا کرتی ہوں کہ میری مدد کرو — اس کو سمجھاؤ کہ وہ غلطی کر رہا ہے — اسے مجھہ سے سچ مچ محبت نہیں ہے — میں ایک بار دکھہ کے دن کاٹ چکی ہوں — میں نے بڑی مصیبت جھیلی ہے — میں اب پھر اس چکی میں پسنا نہیں چاہتی —

وروارا میخائلوونا : لیکن، میری پیاری، میری سمجھہ میں نہیں آتا کہ تم اتنا ڈر کیوں رہی ہو؟ اگر تم اس کو چاہتی ہو، اگر وہ اپنا دل تمہیں دے چکا ہے تو پھر تم دونوں ایک دوسرے کے کیوں نہ ہو جاؤ — کیا تم آنے والی مصیبت سے ڈرتی ہو؟ کون جانے وہ مصیبت کب آ جائے؟

ماریا لفوونا: تو تم سمجھتی ہو یہ ممکن ہے؟ اور میری بیٹی کے بارے میں سوچا ہے تم نے؟ میری سونیا کا کیا ہوگا؟ اور میری یہ نگوڑی عمر؟ لعنت ہو میرے بڑھاپے پر! اور یہ سفید بال؟ وہ بالکل جوان ہے! ایک برس بھی بیتنے نہ پائیگا کہ وہ مجھے چھوڑ کر چلتا ہو جائیگا— اف، نہیں— اف مجھ سے یہ دکھ جھیلا نہ جائے گا...

وروارا میخائلوونا: اتنے سوچ بچار، مول تول کی ضرورت کیا ہے؟ ہم سب زندگی کے دھارے سے کتنا ڈرتے ہیں؟ لیکن ہم ڈریں کیوں؟ ہم خود اپنے اوپر کتنا ترس کھاتے ہیں! میں خود نہیں جانتی بک رہی ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ — شاید میں بہکی بہکی باتیں کر رہی ہوں... اور مجھے بہکنا نہیں چاہئے — میری سمجھ میں نہیں آتا — میں دیوار سے سر ٹکراتی رہتی ہوں — میں اس مکھی کی طرح ہوں جو باہر نکلنے کے لئے کھڑکی کے شیشے پر سر مارتی رہتی ہے— تمہارے لئے میرا دل بہت کڑھتا ہے — اور بھائی پر بھی مجھے ترس آتا ہے — تم اس کو سنبھال سکتی ہو، اس کو سنوار سکتی ہو— اس کو کبھی ماں کی چاہ نہ ملی — اس کو نہ جانے کتنا ظلم، کتنی ذلت اٹھانی پڑی ہے — تم اس کو ماں کی چاہت دے سکتی ہو...

ماریا لفوونا (سر جھکاتے ہوئے): ماں کی چاہت... ہاں صرف ماں کی چاہت — میں سمجھتی ہوں — شکریہ —

وروارا میخائلوونا (جلدی سے): اف، نہیں، میرا یہ مطلب نہ تھا! میں نے یہ نہیں کہا کہ...

(رومین دائیں طرف کے جنگل سے نکلتا ہے — عورتوں کو دیکھ کر رکتا ہے اور منہ پر ہتھیلیاں رکھ کر کھانستا ہے — عورتیں اس کی کھانسی کی آواز نہیں سنتیں — وہ قریب آتا ہے—)

ماریا لفوونا: تمہارا یہ مطلب نہ تھا، جانتی ہوں — مگر تم

نے بے اختیار سو کی ایک بات کہہ دی — مجھے اس کی ماں بننا چاہئے — ماں اور دوست — اف، میری پیاری! میرا دل بھر آیا ہے — اب میں چلی — دیکھنا، رومین. کھڑا ہے — میرا حلیہ بھی اس وقت دیکھنے کے قابل ہوگا — اس بوڑھے دل کو بھی خوب کچوکا لگتا تھا —

(آھستہ آھستہ قدموں سے، نڈھال نڈھال سی جنگل میں
چلی جاتی ہے —)

وروارا میخائلوونا: میں بھی چل رہی ہوں —

رومین (جلدی سے): ایک منٹ وروارا میخائلوونا! میں زیادہ دیر نہیں روکونگا!

وروارا میخائلوونا: اچھا ماریا لفوونا، میں بہت جلد تمہیں جا لونگی — چوکیدار کے گھروالے راستے پر چلو — کیا بات ہے پاول سرگئی‌وچ؟

رومین (چاروں طرف نظر دوڑاتے ہوئے): بس ابھی کہتا ہوں! ایک منٹ میں! (سر جھکا کر خاموش ہو جاتا ہے —)

وروارا میخائلوونا: آخر تم نے اتنی عجیب طرح چاروں طرف کیوں دیکھا؟ بات کیا ہے؟

(پس‌منظر میں سوسلوف کچھہ گنگناتے ہوئے اسٹیج پر
دائیں طرف سے نکلتا ہے اور بائیں طرف چلا جاتا ہے —
باسوف کی آواز آتی ہے ''ولاس تم ہمیں کوئی نظم
سنانے والے تھے — کہاں چلے تم؟،،)

رومین: میں... میں چبا چبا کر بات نہیں کرونگا — تم مجھے بہت دنوں سے جانتی ہو —

وروارا میخائلوونا: چار برس سے — کیوں کیا بات ہوئی؟

رومین: میں آپے میں نہیں ہوں — مجھے دل کی بات

زباں پر لے آنے کی ہمت نہیں ہو رہی ہے — مں چاہتا ہوں
کہ... تم... تم...
وروارا مخائلوونا: خدا کے لئے کہہ بھی چکو —— آخر جا ہے
کیا ہو؟
رومن: بوجھو... کوسس تو کرو!
وروارا مخائلوونا: کیا بوجھوں؟ کیا تم اپنی بات سدھے سیدھے
نہیں کہہ سکتے؟
رومن (آہستہ سے): یہ وہ بات ہے جو مں ایک زمانے سے تم
سے کہنا چاہتا ہوں — کیا اب سمجھیں؟ بتاؤ، کیا اب بھی نہیں بوجھ
سکتیں؟

(وقفہ — وروارا مخائلوونا کے تیور چڑھ جاتے ہیں
اور وہ اس کو ایک لمحے کو رکھائی سے دیکھتی ہے
اور پھر ایک طرف کھسک جاتی ہے —)

وروارا مخائلوونا (بےارادہ): کیا عجب دن ہے!
رومن (آہستہ سے): مجھے ایسا لگتا ہے جیسے مں جنم سے
تمہاری محبت مں گرفتار ہوں... تم سے ملنے سے پہلے سے — تم
ہو میرے خوابوں کی رانی... وہ شاندار پیکر جس کو ہر نوجوان اپنے
تصور کے جادو سے ابھارتا ہے اور پھر اس کی تلاش مں نکل کھڑا
ہوتا ہے... بعض مرتبہ ساری زندگی حاصل جہانے گزر جاتی ہے اور
اس پیکر کا دیدار نہیں ہوتا — لیکن مجھے میرا محبوب مل گیا... مجھے
میرے خوابوں کی رانی مل گئی —
وروارا مخائلوونا (اطمینان سے): مہربانی سے باول سرگئی‌وچ،
اس قسم کی باتیں زباں پر نہ لاؤ — مں تم سے محبت نہیں کرتی —
رومن: لیکن شاید... مجھے کہنے دو کہ میں...
وروارا میخائلوونا: کیا؟ اور پھر فائدہ بھی کیا؟

رومین : میں کروں تو کیا کروں؟ کیا کیا جائے؟ (آهسته سے هنستا هے) تو ختم هوئی یه کهانی! کتنی سیدھی سی بات هے! یهی باتیں تم سے کهنے کے خواب دیکھتے دیکھتے نه جانے کتنے دنوں کا چین، کتنی راتوں کی نیند حرام هوئی! میرے دل میں مسرت کی کیسی کیسی آندھیاں اٹھتی تھیں، کیسے کیسے اندیشے سر اٹھاتے تھے، جب میں اس لمحے کے بارے میں سوچتا تھا... اس لمحے کے بارے میں جب تم سے اپنی محبت کا اقرار کرونگا! اور اب... اب سارا قصه ختم هوا!..

وروارا میخائلوونا : پاول سرگئی‌وچ، مجھے بڑا افسوس هے — میں کیا کروں؟

رومین : اف — میں سمجھتا هوں — تم هی میری امید تھیں، اسی امید پر میں زنده تھا که تمهارے دل میں میری چاه هوگی — اور اب امید کی ایک کرن بھی نهیں — اب میری زندگی کس کام کی —

وروارا میخائلوونا : اس طرح نهیں کهتے — تمهاری بات سن کر میرا دل کڑھتا هے — کیا اس میں میرا قصور هے؟

رومین : کیا تم سمجھتی هو مجھے اس سے دکھه نهیں هوتا؟ میں ٹوٹے هوئے وعدوں کے بوجھه تلے دبا هوا هوں — جوانی میں قسم کھائی تھی که میں اپنی ساری زندگی حق اور انصاف کے لئے لڑنے میں لگا دونگا — میری زندگی کا سنهرا زمانه گزر چکا هے اور میں نے کچھه نهیں دیا، کچھه نهیں — شروع میں تو میں نے اپنا سارا وقت تیاریوں میں گنوا دیا، انتظار کرتا رها، تھاه پانے کی کوشش کرتا رها... لیکن مجھے پته بھی نه چلا اور میں پرسکون زندگی کا عادی هو گیا — مجھے یه زندگی بھانے لگی —— میں هنگامے کے خیال هی سے ڈرنے لگا — کچھه اندازه هے تمهیں میں کتنا صاف صاف بتا رها هوں سب کچھه — ایک بار تو مجھے ایمانداری سے اپنی بات کهنے دو — مجھے یه سب کهتے هوئے شرم آ رهی هے — لیکن اس شرم میں

راحت کا احساس بھی چھپا ہوا ہے —— یہ وہ راحت ہے جو کوئی مذہبی گناہ کا اقرار کرکے محسوس کرتا ہے —

ورواراا میخائلوونا : لیکن میں تمہاری مشکل کس طرح آسان کر سکتی ہوں؟

رومین : میں محبت نہیں چاہتا — میں ہمدردی چاہتا ہوں — میں زندگی کے اٹل مطالبوں سے ڈرتا ہوں — میں بڑی احتیاط سے ان سے کتراتا رہتا ہوں — میں ہر قسم کے نظریوں کے پردے میں چھپتا رہتا ہوں — تم یہ جانتی ہو — جب میں پہلی بار تم سے ملا تو ایک شاندار امید کا شعلہ بھڑک اٹھا میرے دل میں — مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میں نے جو عہد کر رکھے ہیں ان کو پورا کرنے میں تم میرا ہاتھ بٹاؤگی، تم میرے اندر طاقت اور امنگوں کی جوت جگاؤگی — اس طرح میں زندگی کو نکھارنے اور سنوارنے میں اپنی ساری زندگی تج دونگا —

ورواراا میخائلوونا (شدت اور بےبسی کے ساتھہ) : لیکن میں نہیں کر سکتی یہ سب کچھہ! یقین مانو میں نہیں کر سکتی — میں خود ہی نردھن ہوں — میں خود ہی پریشان ہوں — میں خود ہی زندگی کا مطلب سمجھنا چاہتی ہوں اور مجھے کچھہ جواب نہیں ملتا — کیا یہی زندگی ہے؟ جس طرح ہم زندگی کاٹ رہے ہیں، کیا اس طرح جینا ممکن ہے؟ میری روح روشن اور حسین زندگی کو پکارتی ہے —— لیکن مجھے اپنی زندگی کی بےمعنی، بےمنزل لہر کے سوا اور کچھہ دکھائی نہیں دیتا — کتنی ڈراؤنی ہے یہ زندگی، کتنی شرم آتی ہے، کتنا دل خون ہوتا ہے، اس زندگی پر! لوگ خوف‌زدہ ہیں، وہ جھپٹ کر ایک دوسرے کو پکڑتے ہیں، سہارا ڈھونڈتے ہیں، چیختے ہیں، چلاتے ہیں...

رومین : میں سہارا چاہتا ہوں — اس وقت میں کمزور ہوں، ڈگمگا رہا ہوں لیکن اگر تم چاہتے...

ورواراا مىخائلوونا (جذبات کے ساتھ) : یہ جھوٹ ہے!
مجھے اس پر اعتبار نہیں! یہ بات تم محض میری ہمدردی کے جذبے کو ابھارنے کے لئے کہہ رہے ہو-- اگر میں مضبوط بھی ہوتی تو کیا --- میں اپنا دل تو تمہارے سینے میں نہ رکھہ دیتی! مجھے یقین نہیں آتا کہ کوئی باہر کی طاقت انسان میں کایاپلٹ کر سکتی ہے -- یا تو یہ طاقت اس کے اندر ہوتی ہے یا بالکل ہوتی ہی نہیں -- لیکن بس بہت ہوا -- مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے غصہ آ رہا ہو... جیسے...

رومن : مجھ پر؟ لیکن کیوں؟

ورواراا مىخائلوونا : نہیں تم پر نہیں... سب پر -- ہم کچھ اس طرح اس دھرتی پر جی رہے ہیں کہ ساری دنیا ہمیں اجنبی سمجھتی ہے... ہم اس زندگی میں لوگوں کے لئے بیکار اور فضول مخلوق ہیں... مجھے ایسا لگتا ہے کہ بہت جلد، آج نہیں تو کل ایک اور ڈھب کے لوگ --- بہادر، مضبوط لوگ --- باگ ڈور اپنی مٹھی میں لیںگے اور ہمیں کوڑا کرکٹ کی طرح بہا کر ایک طرف کر دیںگے -- مجھے جھوٹ اور دھوکے پر غصہ آتا ہے --

رومن : اور میں اسی خالی دنیا میں رہنا چاہتا ہوں -- اب جبکہ تم نے اس دنیا کو درہم برہم کرکے رکھہ دیا ہے، اب کیا رہ گیا جس کی خاطر جیوں؟

ورواراا مىخائلوونا (بیزاری سے) : جیسی روح ویسے فرشتے! اپنے آپ کو اس طرح بےنقاب نہ کرو میرے سامنے! اگر کوئی لٹ جائے اور بھکاری بن جائے تو مجھے اس پر ترس آتا ہے -- لیکن ایسے آدمی کے لئے میرا دل ذرا نہیں پسیجتا جس نے اپنی دولت لٹا دی ہو یا جو بھکاری پیدا ہوا ہو -- ایسے آدمی سے مجھے ذرا ہمدردی نہیں --

رومن (برا مان کر) : یہ بڑی بےدردی کی بات ہے -- تم خود بیمار ہو -- تم خود زخمی ہو --

واروارا میخائلوونا (شدت سے، غرور کے ساتھ) : زخموں کو بیمار نہیں کہتے — ان کے تو صرف جسم پر چوٹ آتی ہے — بیمار تو وہ ہیں جن کے خون میں زہر پیدا ہو گیا ہے —

رومن : مجھ پر رحم کھاؤ! آخر میں انسان ہی تو ہوں —

واروارا میخائلوونا : اور میں؟ کیا میں انسان نہیں ہوں؟ یا میں کوئی ایسی چیز ہوں جس کو تم اسے لئے مرہم بنانا چاہتے ہو؟ کیا یہ بےدردی نہیں ہے؟ تم ہی ایک نہیں ہو جس نے اپنی جوانی میں نہ جانے کسی کیسی قسمیں کھائیں، نہ جانے کیسے کیسے عہد کئے — ہزاروں ہیں، لاکھوں ہیں، جنہوں نے عہد کئے اور توڑ دئے...

رومن (آپے سے باہر ہوکر) : خدا حافظ! معلوم ہو گیا — میں نے اقرار محبت میں دیر کردی — لیکن سالموف بھی... ہاں ذرا غور سے اسے دیکھو اور معلوم ہو جائیگا کہ وہ بھی...

واروارا میخائلوونا (سردمہری سے) : سالموف؟ تمہیں کوئی حق نہیں کہ...

رومن : خدا حافظ — اب میں کچھ نہیں کہونگا — خدا حافظ!

(بائیں طرف جنگل میں تیزی سے غائب ہو جاتا ہے — واروارا میخائلوونا ایک قدم اٹھاتی ہے جیسے اس کے پیچھے بھاگ رہی ہو، لیکن فیصلہ کن انداز میں سر جھٹکتی ہے اور ٹھٹھک کر بیٹھ جاتی ہے — سوسلوف اسٹیج پر پیچھے دکھائی دیتا ہے، جہاں دری بچھی ہوئی ہے اور کھانے کی چیزیں رکھی ہوئی ہیں — وہ ایک جام اٹھا کر پیتا ہے — واروارا میخائلوونا اٹھتی ہے اور بائیں طرف چلی جاتی ہے — رومین تیزی سے دائیں طرف اسٹیج پر

نکلتا ہے، چاروں طرف دیکھتا ہے اور انتہائی بےبسی کے ساتھہ گھاس کے ڈھیر پر گر جاتا ہے — سوسلوف نشے میں آهسته آهسته سیٹی بجاتے ہوئے رومین کے پاس آتا ہے —)

سوسلوف: سنا تم نے؟

رومین: کیا؟

سوسلوف (بیٹھتے ہوئے): چونچیں جو لڑیں؟

رومین: نہیں؟ کاہے کے بارے میں؟

سوسلوف (سگریٹ جلاتے ہوئے): ولاس اور لیکھک مہاراج کی ٹھن گئی — اکھاڑے میں زامیسلوف بھی تھا —

رومین: اچھا، میں نے نہیں سنا —

سوسلوف: افسوس —

رومین: ذرا سنبھل کے — کہیں تم بھس میں چنگاری نہ ڈال دو —

سوسلوف: مارو گولی — ہاں، بڑی زبردست بحث ہوئی — لیکن یہ سب دھوکا ہے — ایک زمانہ تھا جب میں بھی فلسفہ بگھارا کرتا تھا — میں بھی ایسے ہی شاندار اور پرشوکت بول بولتا تھا اور میں جانتا ہوں ان کی قیمت — دقیانوسیت، دانشور طبقہ، جمہوریت اور ایسے ہی بہت سے لفظ — بےجان لفظ — جھوٹ کا ڈھیر — آدمی سب سے پہلے جانور ہے — یہ تم جانتے ہو — چاہے وہ کتنی ہی دور کی کوڑی لائے، یہ حقیقت نہیں چھپائی جا سکتی — اس کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ کھائے پیئے اور عورت کے ساتھہ گلچھرے اڑائے — یہ ہے سچ، پوری اصلیت! میں شالیموف کی لفاظی کو خوب سمجھتا ہوں — آخر ہے نا ادیب! لفظوں سے کھیلنا ٹھہرا اس کا دن رات کا دھندا — اور میں ولاس کو بھی خوب بھانپتا ہوں — وہ ابھی جوان ہے اور بیوقوف... لیکن جب وہ نیولے کا بچہ زامیسلوف

لن برانی شروع کرتا ھے تو مسرا خون کھول جاتا ھے اور جی چاھتا ھے کہ اس کا گلا گھونٹ دوں! سا سم نے؟ اس نے باسوف کو ایک بڑی مصسب میں پھسا دیا ھے — وہ اور باسوف سیدھے پچاس ھزار ھڑپ کر لیںگے —— باسوف اور یہ ٹھگ —— لیکں ان کی ساکھہ ھمسہ ھمیسہ کو ماری گئی — اور یہ حو ھے وروارا —— ھر وقت اکڑتی، سو سو بل کھاتی دھرتی ھے، ھونہہ — اسا بھی نہیں حانتی اس کا عاسق کون ھے، کبھی ایک پر ریجھتی ھے، کبھی دوسرے پر—— ھونہہ!

رومن: یہ بکواس ھے! (تیزی سے چلا حاتا ھے —)

سوسلوف: بیوقوف، موم کی ناک! (دائس طرف سے دوستوبائکا آتا ھے — منہ سے پائپ نکالتا ھے اور غور سے سوسلوف کو گھورتا ھے) منہ کھولے کیا تک رھا ھے؟ کیا کبھی آدمی نہیں دیکھا پہلے؟ بھاگ حا یہاں سے!

دوستوبائکا: حا رھا ھوں — (آھستہ آھستہ حلا حاتا ھے —)

سوسلوف (گھاس پر لیٹتے ھوئے): ''دیکھو یہ ھے آدم کی اولاد!'' (کھانستا ھے) ھر ایک کے دل میں حھانک کر دیکھو تو سیطان حھپا نظر آئیگا... ''...روپیہ ساری برائیوں کی جڑ ھے!'' بکواس! روپیہ کچھہ بھی نہیں — ھاں، اگر مٹھی میں ھو... (اونگھتے ھوئے) لوگ تمھارے بارے میں کیا سوچتے ھیں —— اس سے ڈرو... اگر آدمی سریف ھو، اگر آدمی نسے میں نہ ھو... ہم سب اندر سے بدمعاس ھو- خدا کی قسم!

(سو حاتا ھے — دوداکوف اور اولگا ھاتھہ میں ھاتھہ ڈالے آتے ھیں اولگا دوداکوف کے شانے پر سر رکھے ھوئے اس کے چہرے کو دیکھہ رھی ھے —)

دوداکوف: ھم دونوں غلطی پر تھے — ھم اپنے کام اور فکرو تردد کے دھارے میں بہہ گئے — اولگا، ھمیں ایک دوسرے کی عزت

کرنی چاہئے — لیکن میں نہیں جانتا کہ آخر تم میری عزت کیوں کرو؟ میں ہوتا کون ہوں؟

اولگا الکسئی‌ونا: میری جان، میرے کمرنل، میرے بچوں کے باپ ہو تم — میرے دل میں تمہارا مان ہے — میں تم سے محبت کرتی ہوں —

دوداکوف: میں تھک جاتا ہوں اور بہہ جاتا ہوں اپنے دھارے میں... بے قابو ہو جاتا ہوں... اور تم ہر بات کو گرہ سے باندھ لیتی ہو... اور پھر جھگڑا، جھگڑا!

اولگا الکسئی‌ونا: اس دنیا میں تمہارے سوا میرا کون ہے — تم اور بچے! میرا اور کون ہے؟

دوداکوف: اولگا، سبے دنوں کو یاد کرو — کیا یہی وہ زندگی ہے ہم جس کے سپنے دیکھا کرتے تھے؟ (یولیا فلیپوونا اور زامیسلوف بائیں طرف درختوں کے درمیان نظر آتے ہیں) نہیں، ہرگز نہیں —

اولگا الکسئی‌ونا: لیکن اب کیا کیا جائے؟ بچے تو ہیں نا — ہمیں ان کے بارے میں تو سوچنا ہوتا —

دوداکوف: ہاں، بچے — جانتا ہوں — لیکن کبھی کبھی سوچتا ہوں...

اولگا الکسئی‌ونا: میری پیاری جان! لیکن ہم کیا کریں؟

(جنگل میں غائب ہو جاتے ہیں —)

یولیا فلیپوونا (ہنستے ہوئے آگے آتی ہے): کیا خوب منظر تھا — پاک اور بھرپور! میرے لئے عبرت کا مقام ہے!

زامیسلوف: پانچویں بچے کی خبر ہے — یا چھٹا ہوگا؟ پیاری یولیا — اچھا تو میں انتظار کر رہا ہوں...

بولیا فلیپوونا (مذاق اڑاتے ہوئے): میں اب کیا کہہ سکتی ہوں — یہ لوگ اسے اچھے لگے اس وقت — شاید مجھے بھی اب نیکی کا راستہ اپنا لینا چاہئے — کیوں میرے میاں مٹھو کیا خیال ہے؟

زامیسلوف: پھر دیکھا جائیگا پولیا —

پولیا فلیپوونا: ہاں پھر — میرا فیصلہ یہ ہے کہ میں اپنے پاپ کے راستے پر چلتی رہوں، یہ بکنے والوں کے چونچلے ہیں، موسمی عشق کے دماسے — گرمی ختم ہوئی نہیں کہ عشق ہوا ہوا! تم ولاس اور لیکھک مہاراج سے کیا ختم دھاڑ مچائے ہوئے تھے؟

زامیسلوف: ولاس آج بالکل پاگل معلوم ہو رہا تھا — ہم اس پر الجھہ رہے تھے کہ ہم ان کن چیزوں پر یقین رکھتے ہیں —

پولیا فلیپوونا: اچھا، تم کن چیزوں پر یقین رکھتے ہو؟

زامیسلوف: میں صرف اپنے اوپر یقین رکھتا ہوں پولیا — میں اپنے اس حق پر یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جی چاہے جیوں —

پولیا فلیپوونا: رہی میں، سو میں کسی چیز پر یقین نہیں رکھتی —

زامیسلوف: بچپن میں تم فاقہ کرتا تھا — جوانی میں بھی — بھوکا رہتا اور طرح طرح کی مصیبتیں اٹھاتا — ہاں میری پیاری پولیا — میرا ماضی بڑا ناخوشگوار ہے — میں نے بڑی سختیاں اٹھائی ہیں — میں نے بڑی گھناؤنی زندگی دیکھی ہے — میں نے بڑا دکھہ جھیلا ہے — اب میں اپنی زندگی کا فیصلہ کر سکتا ہوں — اب میں خود اپنی قسمت کا مالک ہوں... بس! اچھا میں چل دیا — خدا حافظ میری جان — ہاں لیکن ذرا سنبھل کے — اگر ہم بہت زیادہ ایک ساتھہ رہے تو کہیں لوگوں کی نظر پر نہ چڑھہ جائیں —

پولیا فلیپوونا (دکھاوے کے جذبات کے ساتھہ): کیا فرق پڑتا ہے میرے بانکے جوان! چاہے ہم اکیلے ہوں یا ساتھہ — ہمیں ڈر کاہے کا؟ ہم تو ہیں عشق کے پروانے!

زامیسلوف: اچھا میری جان چل دیا! (جنگل میں چلا جاتا ہے — یولیا اس کو جاتے ہوئے دیکھتی ہے — پھر اطمینان کی سانس لیتے ہوئے اپنے چاروں طرف دیکھتی ہے — وہ آہستہ آہستہ گاتی ہوئی گھاس کے ڈھیر کی طرف جاتی ہے —)

دل ڈوبا جائے
آئے کوئی آئے
دل مرا بہلائے

(یکایک اسے اپنا شوہر نظر آتا ہے — رکتی ہے اور چونک جاتی ہے — بےحس و حرکت کھڑی ایک لمحے کو اس کو دیکھتی رہتی ہے — پھر وہ چلنے کے لئے مڑتی ہے — لیکن مسکراتی ہے اور اس کے پہلو میں بیٹھ جاتی ہے اور اس کے چہرے کو گھاس سے گدگداتی ہے — سوسلوف غراتا ہے —)

یولیا فلیپوونا: کیا سریلی آواز پائی ہے!
سوسلوف: کون شیطان؟ ارے، تم؟
یولیا فلیپوونا: کیسی بو آ رہی ہے — گھاس کی یہ بہار بھی شراب کی بو کو دبا نہیں سکتی — دیکھ لینا یہ قیمتی شرابیں تمہارا دیوالہ نکال دیں گی —
سوسلوف (ہاتھ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے): تم؟ مجھ سے اتنی قریب؟ میں تو بھول چکا ہوں کہ کبھی تم اتنی قریب!...
یولیا فلیپوونا: یاد رکھنے میں رکھا بھی کیا ہے! سنو کیا تم مجھ پر ایک مہربانی کروگے؟
سوسلوف: کیا بات ہے؟ ادھر تمہاری زبان سے نکلا، ادھر میں حکم بجا لایا — تم جانتی ہی ہو —

یولیا فلیپوونا : الله سب کو ایسا ھی میاں دے!
سوسلوف (اس کا ھاتھ چومتے ھوئے) : اچھا بتاؤ کیا بات ھے — کیا چاھتی ھو؟
یولیا فلیپوونا (اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا ریوالور نکالتے ھوئے) : آؤ میں اور تم دونوں گولی سے اپنا اپنا قصه پاک کردیں — پھلے تم، پھر میں —
سوسلوف : اف کتنا خوفناک مذاق ھے یولیا! پھینکو، پھینکو، یه بھیانک چیز... میں التجا کرتا ھوں، پھینکو!
یولیا فلیپوونا : ٹھہرو! اپنا ھاتھ ھٹاؤ! میری بات جچی نہیں؟ لیکن میں جانتی ھوں تم مجھے گولی سے اڑا دینے کی ٹھان چکے ھو — میں خود کو تم سے پھلے گولی سے اڑانے کو تیار ھوں — لیکن میں جانتی ھوں تم مجھے جل دے جاؤگے — میں تو مر جاؤنگی اور تم زندہ رھوگے اور میں دوبارہ بیوقوف بننا نہیں چاھتی — میں تم سے الگ ھونا بھی نہیں چاھتی — آؤ ھم پھر جنم جنم کو ایک ھو جائیں — آمین — اب تو خوش ھوئے؟
سوسلوف (بجھتے ھوئے) : تم ایسا نہیں کر سکتیں یولیا... نہیں، تم ایسا نہیں کر سکتیں!
یولیا فلیپوونا : ھاں، میں کر سکتی ھوں — دیکھه لینا میں کرکے رھونگی — لو، کیا تم چاھتے ھو میں تم کو گولی سے اڑا دوں؟
سوسلوف (منه چھپاتے ھوئے) : مجھے اس طرح مت دیکھو — خدا جانے تم سچ مچ کچھه کر بیٹھو — میں چلا جاؤنگا — میں اب یه سب کچھه نہیں سھه سکتا —
یولیا فلیپوونا (چہک کر) : جاؤ جاؤ — میں تمہاری پیٹھه میں گولی مار دونگی — اف میرے الله! لو اب میں گولی نہیں مار سکتی — لو وہ چلی آ رھی ھے — ماریا لفوونا — بڑی پیاری عورت ھے —

پیوتر، تم اس سے عشق کیوں نہیں کرتے؟ ذرا دیکھو اس کے بال کتنے خوبصورت ھیں؟

سوسلوف (آھستہ آھستہ) : تم مجھے پاگل بنا دوگی — لیکن کیوں؟ آخر میں نے تمہارا کیا بگاڑا ھے جو تم مجھ سے اتنی نفرت کرتی ھو؟ بتاؤ، کیوں؟

یولیا فلیپوونا (حقارت سے) : تم سے نفرت بھی نہیں کی جا سکتی —

سوسلوف (آھستہ آھستہ ھانپتے ھوئے) : آخر تم مجھے اتنا کیوں ستاتی ھو؟ کیوں بتاؤ نا؟

(ماریا لفوونا سر جھکائے ھوئے آھستہ آھستہ آتی ھے، اپنے خیالوں میں گم — سوسلوف اپنی بیوی کے سامنے کھڑا ھے — اس کی آنکھیں ریوالور پر جمی ھوئی تھیں —)

یولیا فلیپوونا : ماریا لفوونا! یہاں آؤ! بھاگ جاؤ پیوتر — تم نے مجھے بگاڑ کر ایک گھٹیا عورت بنا دیا ھے — بھاگ جاؤ — کیوں ماریا لفوونا، کیا ھم جلد ھی گھر چل رھے ھیں؟

ماریا لفوونا : نہیں جانتی — لگتا ھے ھماری ٹولی بالکل بکھر گئی ھے — وروارا میخائلوونا کو تو نہیں دیکھا؟

یولیا فلیپوونا : وہ تو لیکھک مہاراج کے ساتھ ھوگی — میں نے سوچا پیوتر تم دریا کی طرف جا رھے ھو — جاؤ — ھم بڑے مزے میں تمہارے بغیر بھی اپنا وقت کاٹ سکتے ھیں —

(سوسلوف ایک لفظ کہے بنا چلا جاتا ھے —)

ماریا لفوونا (کھوئی کھوئی) : تم کتنی کڑوی ھو!

یولیا فلیپوونا : اس سے فائدہ ھوگا اس کو — کسی فلسفی نے کہا ھے کہ جب عورت کے پاس جاؤ تو ھاتھ میں چابک ضرور رکھو —

ماریا لفوونا: نیطشے کا قول ہے...

یولیا فلیپوونا: اچھا؟ وہ پاگل تھا — ہے نا؟ میں کسی فلسفی کو نہیں جانتی —— نہ الٹی کھوپڑی کے فلسفی کو نہ سیدھی کھوپڑی کے فلسفی کو —— لیکن اگر میں فلسفی ہوتی تو عورت سے کہتی کہ جب کبھی مرد کے پاس جاؤ تو ہاتھہ میں ڈنڈا ضرور رکھو — (بائیں طرف پس منظر میں اولگا الکسئی‌ونا اور کالیریا دکھائی دیتی ہیں — وہ دری پر بیٹھہ جاتی ہیں جہاں کھانے کا سامان بکھرا ہوا ہے) میں نے سنا ہے وحشیوں کا ایک قبیلہ ہے جس میں یہ بڑھیا رسم چلی آتی ہے: مرد عورت کے حسن و جوانی کے پھول چننے سے پہلے اس کے سر پر ڈنڈا مارتا ہے — ہمارے لوگ ذرا زیادہ مہذب ہیں —— وہ یہ سب کچھہ شادی کے بعد کرتے ہیں — کیا تمہیں بھی ڈنڈے کا مزا چکھایا گیا تھا؟

ماریا لفوونا: ہاں کیوں نہیں —

یولیا فلیپوونا (مسکراتی ہے): یہ وحشی زیادہ ایماندار ہوتے ہیں — کیوں ہے نا؟ لیکن تم اتنی اداس کیوں ہو؟

ماریا لفوونا: مت پوچھو — کیا تم بھی دکھی ہو؟

(دائیں طرف سے دفوئےتوچئے آتا ہے — اس کے سر سے ٹوپی غائب ہے — اس کے ہاتھہ میں بنسی ہے —)

یولیا فلیپوونا (ہنستی ہے): کبھی کسی نے مجھے دکھڑا روتے سنا ہے؟ میں ہمیشہ چہکتی دمکتی رہتی ہوں — لو چچا جان آئے — کیا تم کو چچا جان پسند آئے؟ مجھے تو بہت بھائے —

ماریا لفوونا: ہاں مجھے آدمی پرلطف معلوم ہوتے ہیں —

دفوئےتوچئے (قریب آتا ہے): میری ٹوپی بہہ گئی پانی میں — ہمارے جوان ٹوپی کو بچانے کے لئے کشتی میں بیٹھہ کر مہم پر نکلے — لیکن بچاتے تو کیا، الٹا اس کو پانی میں ڈبو آئے — اگر

کسی کے پاس ایک آدھہ رومال ہو تو دے دو — میں سر پر باندھہ لونگا — ورنہ یہ کم‌بخت مچھر میری چندیا چاٹ جائینگے —

یولیا فلیپوونا (اٹھتے ہوئے) : ٹھہرو، میں لاتی ہوں رومال — (اسٹیج کے پیچھے جاتی ہے —)

دفوئے‌توچئے : ولاس نے ابھی ہمارے سامنے ایک تماشا پیش کیا — خوب نوجوان ہے —

ماریا لفوونا : آپ کو وہ دل‌چسپ معلوم ہوتا ہے؟

دفوئے‌توچئے : اف بہت! اس کی آنکھوں سے مذاق اور زندگی کی چنگاریاں نکلتی رہتی ہیں — اس نے اپنی شاعری سنائی — ایک لڑکی نے البم بڑھایا اور کہا کچھہ لکھہ دو — آپ لکھتے ہیں : تم نے مجھے ہنستی ہوئی آنکھوں سے دیکھا اور تمہاری نگاہوں کا تیر سیدھے میرے دل میں پیوست ہوگیا اور اب رات دن میرا دل ہے کہ خون ہوا جا رہا ہے — تم جانو اسی قسم کی باتیں...

ماریا لفوونا (جلدی سے) : ہاں — میں جانتی ہوں — بس بس... میں یہ نظم جانتی ہوں... اچھا بتائیے، کیا آپ یہاں بہت دنوں رہنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

دفوئے‌توچئے : بات یہ ہے کہ میں اپنے بھتیجے کے ساتھہ بس جانے کے خواب دیکھہ رہا تھا — لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس کو یہ خیال زیادہ جچا نہیں — میں کہیں نہیں جا سکتا — اس دنیا میں میرا اور کوئی نہیں — صرف روپیہ ہے اور کچھہ بھی نہیں —

ماریا لفوونا (کھوئی ہوئی — اس کی طرف نظر اٹھائے بغیر) : اچھا کیا آپ بہت زیادہ مال‌دار ہیں؟

دفوئے‌توچئے : اگر تم جاننا ہی چاہتی ہو تو سنو، میرے پاس دس لاکھہ کی پونجی ہے — دس لاکھہ — ہاہاہا! میری آنکھہ بند ہوئی نہیں کہ یہ دولت پیوتر کو ملی — لیکن لگتا ہے اس کی کوئی پروا نہیں ہے اس کے دل میں — وہ دکھانے کو بھی مجھہ

سے سیدھے منه بات نہیں کرتا — ویسے بھی وہ بڑا ڈھیلا ڈھالا اور پلپلا ھے... اس کو کسی چیز کی بھی کوئی خاص پروا نہیں معلوم ھوتی — مجھے اس کے سر پیر کا کچھه پته ھی نہیں چلتا — شاید اس کی وجه یه ھو که وہ جانتا ھے روپیه تو اسے ھر حال میں مل ھی جائیگا پھر درد سر کون پالے؟ ھاھا!

ماریا لفوونا (اور زیادہ چاؤ سے) : بیچارے! آپ اپنا روپیه کسی نیک کام میں کیوں نہیں لگا دیتے؟ آپ کا روپیه کسی اچھے مقصد کے لئے خرچ ھو تو کتنا اچھا ھو؟

دفوئے توچیئے : ایک بانکا نوجوان تھا — اس نے بھی مجھے ایسی ھی پٹی پڑھائی لیکن مجھے اس سے چڑ تھی — بڑا روشن خیال اور لبرل بنتا تھا — اور اندر سے نکلا وھی سڑکی دوافروش — دل کی بات کہوں —— پیوتر کے ھاتھه میں سارا روپیه چھوڑ جاؤں —— اس خیال سے دل بڑا کڑھتا ھے — اس سے اس کا کیا بھلا ھوگا؟ ویسے ھی اس کے قدم زمین پر نہیں پڑتے — (ماریا لفوونا قہقہے لگاتی ھے اور دفوئے توچیئے اس پر ایک تیز نظر ڈالتا ھے) تم کیوں ھنس رھی ھو؟ سمجھتی ھو میں کوئی سڑی ھوں؟ میں بیوقوف نہیں ھوں — بس اتنی سی بات ھے که میں اکیلا رھنے کا عادی نہیں ھوں — (ٹھنڈی سانس لیتا ھے) آہ کرو، واہ کرو، کراھو، ٹھنڈی سانس بھرو پر ذرا سوچو اور دیکھو تو لوگوں پر ترس آئےگا... سب پر! ھاں جانتی ھو، ماریا لفوونا، تم مجھے بہت بھلی لگتی ھو — (ھنستا ھے —)

ماریا لفوونا : شکریه!

دفوئے توچیئے : کاھے کا شکریه — شکریه تو تمہارا ادا کرنا چاھئے — اب یہی دیکھو نا که تم نے مجھے ''بیچارا،، کہا — ھاھا! میں نے پہلے کبھی اپنے لئے کسی کے منه سے یه نہیں سنا — ھر شخص مجھے سیٹھه کہتا ھے — ھاھا! اور میں بھی اسی وھم میں تھا که میں سیٹھه ھوں— لیکن اب کھلا که لو میں تو بالکل مفلس ھوں—

یولیا فلیپوونا (ھاتھ میں رومال لئے ھوئے آتی ھے): چچا، کیا محبت کی پینگیں بڑھا رھے ھو؟

دفوئے توچئے: افسوس میں اپنی بازی کھیل چکا — یه عمر ھونے کو آئی — اب میں حسینوں کا صرف آدر مان کر سکتا ھوں — ھاں یه ٹھیک ھے — ذرا بڑھیا سی گرہ لگا دو — چلیں، لوٹنے سے پہلے ذرا پیٹ‌پوجا کر لیں —

یولیا فلیپوونا: یه بات ھے — اوہ خوب پھبتا ھے —

دفوئے توچئے: جھوٹ، ایہه؟ میری صورت سے مردانگی ٹپکتی ھے اور تم... چلتی ھو کچھه کھائیں پیئیں؟ ھاں ذرا سننا —— میں کب سے پوچھنا چاہ رھا تھا —— تم اپنے میاں سے محبت تو کرتی ھو نا؟

یولیا فلیپوونا: اور میں پوچھتی ھوں، کیا اس سے محبت کرنا ممکن ھے؟

دفوئے توچئے: پھر اس سے شادی کیوں رچائی؟

یولیا فلیپوونا: نه جانے اس نے کہاں سے اس وقت دل کو بھانے کی ادا پیدا کرلی تھی —

دفوئے توچئے (قہقہے لگاتا ھے): الله سمجھے تم سے!

(تینوں اسٹیج کے پچھلے حصے میں چلے جاتے ھیں — وھاں سے مستقل ان کے بولنے اور ھنسنے کی ھلکی ھلکی آوازیں سنائی دیتی ھیں — شالیموف، دوداکوف، ولاس اور باسوف جو ذرا نشے میں ھے، بائیں طرف سے آتے ھیں — ولاس اسٹیج کے پچھلے حصے میں بیٹھے ھوئے لوگوں کی طرف چلا جاتا ھے — دوسرے لوگ گھاس پھوس کے ڈھیر کے پاس چلے جاتے ھیں —)

زامیسلوف (حنگل سے پکاربا ھے): لوگو، اب گھر لوٹنے کا وقت ھو گیا!

باسوف: یا کوف، بڑی سہانی جگہ ھے، ھے نا؟ بڑی اچھی سیر رھی، کیوں؟

شالیموف: تم نے دن بھر بیٹھنے اور غٹاغٹ چڑھانے کے سوا کیا کیا ھے؟ تمہاری رگوں میں اس وقت شراب دوڑ رھی ھے —

(سونیا دری پر بیٹھے بیٹھے دفوئے بوحئے کے سر پر دوبارہ رومال باندھہ رھی ھے — پھر — دری کے قریب زامیسلوف جنگل سے نکلتا ھے — شراب کی بوتل اور چند گلاس اٹھاتا ھے اور باسوف کے پاس آجاتا ھے — اس کے پیچھے دفوئے بوحئے آتا ھے اور سونیا سے چھٹکارا پانے کے لئے ھاتھہ چلاتا ھے —)

باسوف (گھاس کے ڈھیر پر گرتے ھوئے): پھر ذرا بیٹھہ جاؤں — سچ کہتا ھوں، بیٹھہ کر قدرتی مناظر کو دیکھنے میں زیادہ لطف آتا ھے — جنگل، کھیت، درخت... اور یہ گھاس کا ڈھیر... قدرتی منظر کیسے سہانے لگتے ھیں، کس طرح دل کو کھینچتے ھیں! (جانے کیوں اداس لہجے میں) میں لوگوں سے بھی محبت کرتا ھوں — میں ابھی اس عظیم الشان عریب اور کھردری دھرتی سے محبت کرتا ھوں — روس، میری جنم بھومی! میں ھر چیز سے، ھر شخص سے محبت کرتا ھوں! میرا دل رس بھری کی طرح رسیلا اور نرم ھے — ھاں یا کوف، یہ تشبیہ بہت خوب ھے! تم اپنے ناول میں اس کو استعمال کر سکتے ھو — ایک ایسا دل جو رس بھری کی طرح نرم اور رسیلا ھے!

شالیموف: میں ضرور لکھونگا...

سونیا: سیمیوں سیمونووچ! ذرا رکئے تو میں نے ابھی پوری طرح باندھا بھی نہیں —

دفوئیےتوچیئے: بس بس تو تو سر ہو گئی بھئی — بڈھا ھتھے کیا چڑھہ گیا بالکل کھرل میں رکھہ کے پیس دیا! ارے دکھنے لگا —— ہو ہو ہو!

باسوف: اوہ! شراب کی بوتل! ذرا ایک گلاس بڑھانا — دوستو یہ ہے زندگی! ان لوگوں کے لئے زندگی ایک مسرت ہے جو اس سے سیدھا سادا، دوستانہ برتاؤ کرتے ہیں — اس کا مطلب یہ ہے دوستو، اگر تم زندگی سے نباہ کرنا چاہتے ہو تو پھر دوستی اور بھروسے سے کام لو — زندگی کے چہرے کو بچوں کی آنکھوں سے، سادگی اور اعتبار کی نظر سے دیکھو — (دفوئیےتوچیئے جو ٹھنٹھہ کے پاس ہی کھڑا ہوا ہے باسوف کی باتوں پر ہنستا ہے) دوستو، میں کہتا ہوں، ہمارا کام صرف یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے دل میں بچے کی سی معصوم اور اعتبار بھری نظر سے جھانک کر دیکھیں — چچا، تم کیوں ہنس رہے ہو؟ چچا نے ایک زوردار مچھلی پکڑی اور میں نے اس کو اپنی دنیا میں لوٹا دیا — کیونکہ... تم جانو... میں ہوں... میں ہوں... زندگی کا رسیا! میں مچھلیوں سے محبت کرتا ہوں — اور چچا کی ٹوپی بیچاری غرقاب ہو گئی، لو!

شالیموف: سرگئی تم جانے کیا کیا بک رہے ہو؟

باسوف: دوسروں پر پتھر نہ پھینکو، کون جانے کل تم پر بھی پتھر برسائے جائیں! ساون سے بھادوں دبلا تھوڑے ہی ہے! میں بھی تمہاری طرح زبان چلا سکتا ہوں — تم زبان کے دھنی ہو اور میں بھی زبان کا دھنی ہوں — سنا؟ ارے ماریا لفوونا کی آواز سنائی دے رہی ہے —— شاندار عورت ہے! ایسی عورت کی عزت کرنی چاہئے!

شالیموف: اماں وہ عورت ہے؟ توپ ہے توپ! اپنے کو ایسی عورتیں ذرا نہیں بھاتیں — اور ویسے بھی ایسی عورتوں پر میرا دل نہیں آتا جو عزت کے قابل ہوں —

باسوف (خوش ہوکر) : بالکل ٹھیک! عزت والی عورتیں بےعزت عورتوں سے بھی گئی گزری ہوتی ہیں — سچ!

دفوئیےتوچئیے : خوب! ایک ایسے آدمی کے منہ سے ایسی باتیں نکلیں جو... ایک... جو ایک... جس کی بیوی ملکہ ہے —

باسوف : میری بیوی؟ واریا؟ ارے وہ —— وہ تو دیوی ہے دیوی! لیکن اس کے ساتھہ زندگی کاٹنا بچوں کا کھیل نہیں ہے، جی! ہمیشہ کتابیں گھول کر پیتی رہتی ہے اور بات بات پر کسی نہ کسی سنیاسی اور مہاتما کا قول سناتی ہے — آؤ ہم اس کی صحت کا جام پیئیں!

شالیموف : واہ کہاں تان توڑی ہے! لیکن وہ جو ہے نا تمہاری ماریا لفوونا...

باسوف (بات کاٹتے ہوئے) : جانتے ہو، میرے کلرک سے اس کا عشق چل رہا تھا — سچ! میں نے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا — جناب اپنا کلیجہ نکال کر اس کے قدموں میں ڈالے دے رہے تھے —

دفوئیےتوچئیے : ہونہہ، ارے بھئی یہ بات نہ کہی جاتی تو اچھا تھا — (چل دیتا ہے —)

باسوف : ارے ہاں — بڑی بھول ہوئی — یہ تو ایک زبردست راز ہے —

کالیریا (قریب آتے ہوئے) : سرگئی، کیا تم نے واریا کو دیکھا ہے؟

باسوف : لو یہ رہی میری بہن — میری ننھی منی سی شاعرہ — یا ئوف کیا تم کو اس نے اپنی شاعری سنائی؟ رک جاؤ، سن لو، پھر کہنا! بڑی اونچی اونچی باتیں —— بادل، پہاڑ، ستارے...

کالیریا : تم بےتحاشا پیتے رہے ہو، ہے نا؟

باسوف : بس ایک گلاس —

زامیسلوف : اس بوتل سے —

شالیموف: کالیریا واسیلیونا، مجھے تمہاری شاعری سے دلچسپی ہے —

کالیریا: اگر میں آپ کی بات پر یقین کرلوں اور بھاگ کر اپنی چار موٹی موٹی کاپیاں اٹھاکر لے آؤں تو کیا ہو؟

شالیموف: ڈرو مت — میں اتنی آسانی سے دھمکیوں میں نہیں آتا —

کالیریا: اچھا دیکھیں گے —

یولیا فلیپوونا (جنگل سے): گھر جانے کا وقت ہو گیا! چلو گھر چلیں!

(کالیریا دائیں طرف جاتی ہے، راستے میں سونیا سے مڈبھیڑ ہوتی ہے — زامیسلوف اس طرف چلا جاتا ہے جدھر سے یولیا فلیپوونا کی آواز آتی ہے — باسوف اس کو جاتے ہوئے دیکھتا ہے اور آنکھه مارتا ہے اور جھک کر شالیموف کے کان میں کچھه کہتا ہے — شالیموف ہنستا ہے —)

کالیریا: تو گھر چلیں نا؟

سونیا: ہاں سبھی تھک کر چور ہو چکے ہیں —

کالیریا: جب کبھی میں گھر سے نکلتی ہوں میرے دل میں ایک انجانی سی امید کی کرن پھوٹتی ہے — لیکن لوٹتی ہوں ناکام اور نراس — کیا تمہیں بھی ایسا ہی تجربہ ہوتا ہے؟

سونیا: نہیں —

کالیریا: تو ایک وقت آئیگا تمہیں بھی ایسا ہی لگیگا —

سونیا (ہنستے ہوئے): مجھے لگتا ہے تمہیں اداسی کی باتوں میں بڑا مزا آتا ہے —

کالیریا: اچھا؟ میرا جی چاہتا ہے کہ تمہاری ڈھلی ہوئی

چمکتی آنکھوں پر پریشان خیالوں کا سایہ ڈال دوں — میں اکثر دیکھتی ہوں کہ تم میلے کچیلے، کھردرے قسم کے لوگوں کے جھرمٹ میں گھری ہوئی ہو — تم جس نڈر اور بیباک انداز سے اس گھناؤنی اور گندی زندگی کو گلے لگاتی ہو اسے دیکھ کر میں تو دانتوں انگلی کاٹتی رہ جاتی ہوں — کیا تمہیں ان لوگوں سے گھن نہیں آتی؟

سونیا (ہنستے ہوئے) : یہ گندگی اوپر اوپر ہے — یہ گندگی تو صابن اور پانی سے دھل جاتی ہے —

(وہ بات کرتے ہوئے پیچھے چلی جاتی ہیں اور ان کی آواز مٹتے مٹتے مٹ جاتی ہے —)

شالیموف (اٹھتے ہوئے) : سرگئی، تمہاری زبان میں بڑا ڈنک ہے — ہوشیار رہنا — تم خود ایک عورت کے شوہر ہو —

باسوف : میں؟

شالیموف : یہ بڑی خوبصورت جگہ ہے —— لیکن یہاں مچھروں کو دعوت کس نے دی؟ میں نے اپنا کمبل جانے کہاں چھوڑ دیا؟

(وہ دائیں طرف جاتا ہے — باسوف انگڑائی لیتا ہے اور گنگناتا ہے — پیچھے اسٹیج پر ساشا، سونیا اور پوستوبائکا کھانے کا سامان اور برتن وغیرہ سمیٹ رہے ہیں — وروارا میخائلوونا بائیں طرف سے گھاس کے ڈھیر کے پاس نکل آتی ہے — اس کے ہاتھوں میں ایک گل‌دستہ ہے —)

ولاس (جنگل سے) : کشتی میں کون کون جا رہا ہے؟

باسوف : واریا! تم؟ میں بالکل اکیلا ہوں — سب چل دئیے اور مجھے اکیلا چھوڑ گئے —

وروارا میخائلوونا : سرگئی تم نے پھر بہت زیادہ پی، ہے نا؟

باسوف: نہیں بہت زیادہ تو نہیں —

ورواراا میخائلوونا: تم برانڈی مت پیو — ورنہ تم کو دل کی تکلیف ہو جائیگی —

باسوف: میں نے زیادہ تر پورٹ پی ہے — مجھے برا بھلا مت کہو، واریا — تم ہمیشہ اتنی سختی اور زیادتی کرتی ہو اور تم جانو میرا دل نازک ہے — میری محبت اتنی ہی کومل اور نرم ہے جتنی بچے کی محبت — آؤ میرے پہلو میں بیٹھ جاؤ، میری جان — آؤ آج ہم اس وقت دل کھول کر باتیں کر لیں — ہمیں ضرور بات کرنی چاہئے —

ورواراا میخائلوونا: بس بند کرو! ہر شخص گھر جانے کو تیار کھڑا ہے — اٹھو اور کشتی کی طرف چلو — اٹھو سرگئی —

باسوف: جیسی تمہاری مرضی — مجھے جانا کہاں ہے؟ وہاں؟ بہت اچھا —

(وہ زور زور سے قدم اٹھاتا ہوا چلتا ہے — ورواراا میخائلوونا چہرے پر سختی پیدا کرکے اسے گھورتی ہے — یکایک اسے شالیموف نظر آتا ہے جو ایک لطیف سی مسکراہٹ کے ساتھ آہستہ آہستہ اس کے پاس آتا ہے —)

شالیموف: تمہارا منہ اترا ہوا ہے — اور آنکھوں میں اداسی جھلملا رہی ہے — تھک گئیں؟

ورواراا میخائلوونا: ہاں ذرا تھک گئی —

شالیموف: میں تو بہت تھکا ہوا ہوں — ان لوگوں نے تھکا دیا، اکتا دیا — اور ان کے جھرمٹ میں تمہیں دیکھ کر میرا دل اور دکھتا ہے — ہاں معاف کرو —

ورواراا میخائلوونا: معافی کا ہے کی؟

شالیموف: شاید تمہیں میری یہ بات بری لگے؟

وروارا میخائلوونا : بری لگتی تو میں دوٹوک کہہ دیتی —

شالیموف : میں تمہیں اس شور و غوغا میں، ان لوگوں کے درمیان خاموش چلتے ہوئے دیکھتا رہتا ہوں —— تمہاری آنکھیں جیسے کچھہ پوچھہ رہی ہوں — تمہاری خاموشی وہ بات کہہ دیتی ہے جو الفاظ بھی نہیں کہہ سکتے — میں خوب جانتا ہوں تنہائی کس طرح کاٹنے کو دوڑتی ہے —

سونیا (چیختے ہوئے) : ممی! کیا تم کشتی سے جا رہی ہو؟

ماریا لفوونا (جنگل سے) : نہیں میں پیدل واپس جاؤنگی —

وروارا میخائلوونا (شالیموف کو ایک پھول پیش کرتے ہوئے) : لینگے آپ یہ پھول؟

شالیموف (جھکتا ہے اور مسکراتا ہے) : شکریہ — اس دوستانہ سادگی سے جو پھول پیش کئے جاتے ہیں میں ان کو کلیجے سے لگا کر رکھتا ہوں — (دائیں طرف سے ولاس چلاتا ہے ''اے چوکیدار، دوسرا چپو کہاں ہے؟،،) میں اس پھول کو کسی کتاب میں رکھہ دونگا — کبھی بہت دنوں بعد جب کتاب کھولونگا تو پھول کو دیکھہ کر تمہاری یاد آئیگی — کہو یہ خیال تمہیں پسند آیا ؟ یا تمہیں یہ بات جذباتی معلوم ہوتی ہے؟

وروارا میخائلوونا (آهستہ سے سر جھکاتے ہوئے) : نہیں، کہئے...

شالیموف (اس کے چہرے کو بیتاب نظروں سے دیکھتے ہوئے) : تمہارا دل کڑھتا ہوگا ان لوگوں کے درمیان جو خود اپنی منزل بالکل نہیں جانتے...

وروارا میخائلوونا : ان کو سکھائیے کس طرح جینا چاہئے —

شالیموف : مجھہ میں استاد کی خود اعتمادی نہیں ہے — میں اس دنیا میں ایک اجنبی ہوں — میں تنہا دنیا کو دیکھتا ہوں —

میں بادلوں کی طرح گرجنا برسنا نہیں جانتا — چاہے میں کچھ کہوں ان لوگوں میں کوئی جان نہیں پڑ سکتی — ان میں کوئی حوصلہ نہیں پیدا ہو سکتا — تم کس سوچ میں پڑ گئیں؟

وروارا میخائلوونا: میں؟ کس سوچ میں؟ ایسے خیال کا گلا فوراً گھونٹ دینا چاہئے جو لوگوں کو گھناؤنا بنا کر پیش کرے —

شالیموف: اور دماغ کو قبرستان بنا دینا چاہئے؟ کیا یہ اچھا نہ ہوگا کہ آدمی لوگوں سے الگ ہو جائے، کٹ جائے؟ یقین کرو، تب ہوا بڑی صاف اور فرحت بخش ہو جاتی ہے — دور سے دیکھنے سے ہر چیز زیادہ ٹھوس اور صاف معلوم ہوتی ہے —

وروارا میخائلوونا: میں جانتی ہوں آپ کا مطلب کیا ہے — اور یہ سوچ کر میرا دل بجھہ جاتا ہے — لگتا ہے جیسے کوئی میرا اپنا کسی مہلک بیماری کے چنگل میں پھنسا ہوا ہو —

(دائیں طرف کے جنگل سے کوچ کی تیاریوں کی آواز آتی ہے —)

شالیموف (اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے): کاش تم جانتیں میں جو کچھہ کہہ رہا ہوں اس میں کتنی سچائی ہے! تم یقین نہیں کرو گی — لیکن میں کہتا ہوں جب میں تمہارے ساتھہ ہوتا ہوں تو میرے دل سے سچ پھوٹنے لگتا ہے، جی چاہتا ہے میں اور ابھروں، دماغ سے روشنی کے سوتے پھوٹیں —

وروارا میخائلوونا: شکریہ...

شالیموف (جوش اور ہیجان میں اس کا ہاتھہ چومتا ہے): جب تمہارے پاس ہوتا ہوں تو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں زبردست مسرت کے ساحل پر کھڑا ہوں... ایک ایسی مسرت جو سمندر کی طرح گہری اور اتھاہ ہے — لگتا ہے جیسے تم میں کوئی جادو ہے، جیسے مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے — میرے دل میں دیوانگی

کی موج اٹھتی ھے، منه زور اور بے روک — مجھے ایسا لگتا ھے جیسے...
اگر... تم... (وہ رکتا ھے، چاروں طرف دیکھتا ھے — وروارا میخائلوونا
اس کے پیچھے پیچھے چلتی ھے —)

وروارا میخائلوونا : اگر میں —— کیا؟

شالیموف : تم ھنسوگی تو نہیں... اگر میں... بتاؤ ھنسوگی
تو نہیں؟ کیا میں اپنی بات کہوں؟

وروارا میخائلوونا : نہیں، میں جانتی ھوں آپ کیا کہنا چاھتے
ھیں — آپ عورتوں سے کھیلنے کے فن میں بڑے بھونڈے ھیں —

شالیموف (بوکھلاتے ھوئے) : نہیں تم نہیں سمجھیں... تم...

وروارا میخائلوونا (سادگی سے، اداسی اور آھستگی سے) : کاش
آپ جانتے میں آپ کی کتابیں پڑھ کر آپ پر کتنا جان دیتی تھی!
آپ سے ملنے کو میرا دل کتنا بیقرار تھا! مجھے یقین تھا آپ ایک
مہان آدمی ھونگے، آپ بڑے اچھے ھونگے، آپ کی نگاھوں سے کچھ
چھپا ھوا نه ھوگا — مجھے اس شام اس کا یقین تھا جب آپ نے ھمارے
اسکول میں اپنی چیزیں پڑھ کر سنائیں — اس وقت میں صرف سترہ
برس کی تھی — اور جب سے آپ کا تصور میرے دل میں ایک روشن
ستارے کی طرح چمک رھا تھا —

شالیموف (بوجھل آواز میں، سر جھکاتے ھوئے) : مہربانی سے بس
بس! میں معافی مانگتا ھوں —

وروارا میخائلوونا : جب کبھی زندگی کا دکھ بہت بڑھ
جاتا، سر سے پانی اونچا ھونے لگتا تو میں آپ کے بارے میں سوچتی
اور دکھ کی آنچ مدھم ھو جاتی — میرے لئے کوئی امید
تو تھی —

شالیموف : رحم کرو — سمجھنے کی کوشش کرو —

وروارا میخائلوونا : پھر آپ یہاں آئے — اور آپ ویسے ھی نکلے
جیسے اور سب ھیں — بالکل اسی سانچے میں ڈھلے ھوئے — کتنی

بھیانک بات ہے یہ! آپ کو ہوا کیا ہے؟ کیا آدمی اپنے دل کی آگ کو ہمیشہ روشن نہیں رکھہ سکتا؟

شالیموف (جوش میں) : لیکن تم مجھہ سے دوسروں سے مختلف تقاضا کیوں کرو؟ آخر تم مجھے کسی اور پیمانے سے کیوں ناپو؟ تم سب جیسے جی چاہے جیو لیکن میں محض اس لئے کہ میں ادیب ہوں اپنی مرضی سے زندگی نہیں گزار سکتا — مجھے اس طرح رہنا چاہئے جس طرح تم لوگ چاہو، یہی ہے نا؟

ورورارا میخائلوونا : اس طرح بات مت کیجئے — میرا دیا ہوا پھول پھینک دیجئے — میں نے یہ پھول دوسرے شالیموف کو دیا تھا جس کو میں دوسروں سے الگ، دوسروں سے نرالا سمجھتی تھی — پھینک دیجئے —

(تیزی سے چلی جاتی ہے —)

شالیموف (اس کو جاتے ہوئے دیکھتا ہے) : میں تو مارا گیا! (پھول کو مسل دیتا ہے) بڑی سر پھری عورت ہے —

(گھبراھٹ میں رومال سے منہ پونچھتا ہے اور پھر اسی راستے پر ہو لیتا ہے جدھر ورورارا میخائلوونا گئی ہے — دوداکوف اور اولگا بائیں طرف کے جنگل سے نکلتے ہیں —)

زامیسلوف (جنگل میں گاتے ہوئے) : ''اوہ، آجا، میری جان آجا، رات گئی...''

یولیا فلیپوونا (گیت جاری رکھتی ہے) : ''تیرے منہ پر یہ کالی نقاب...''

ولاس (جنگل میں) : خدا کے لئے بیٹھہ جاؤ!

دوداکوف : ہم تو پیچھے ہی رہ گئے تھے —

اولگا الکسئی‌ونا: میں کتنی تھک گئی ہوں! کیریل، میری جان، تم یہ دن کبھی نہیں بھولوگے نا؟

دوداکوف: تم بھی نہیں — ہاں تم بھی اپنا وعدہ نہیں بھولوگی نا — بات بے بات برسنا چھوڑ دوگی نا؟

اولگا الکسئی‌ونا: میری جان، میں کتنی خوش ہوں — آج سے زندگی اپنا چولا ھی بدل دیگی —

(وہ باھر نکل جاتے ھیں — پوستوبائکا دائیں طرف سے ایک ٹوکری اٹھائے ہوئے آتا ھے اور زمین پر کچھہ ڈھونڈتا ھے —)

پوستوبائکا: جدھر دیکھو جھوٹا، گندگی! یہی نشانی چھوڑ جاتے ھیں — اور بس... گندگی اور کوڑا — زمین گندی کر جاتے ھیں... (بائیں طرف نکل جاتا ھے —)

یولیا فلیپوونا (جنگل میں): اور کون کون رہ گیا؟

سونیا: ممی!

باسوف: ممی!

ماریا لفوونا (بائیں طرف سے آتی ھے — تھکی ہوئی اور پریشان نظر آتی ھے): میں یہاں ھوں سونیا!

سونیا (دوڑتے ہوئے): ھم جا رھے ھیں ممی! لیکن یہ تمہیں کیا ھوا؟

ماریا لفوونا: کچھہ نہیں — میں پیدل جاؤنگی — ان لوگوں سے کہہ دو میری راہ نہ دیکھیں — جاؤ، بھاگ کر جاؤ —

سونیا (ایک طرف بھاگتے ہوئے اور منہ پر دونوں ھاتھہ رکھہ کر چلاتے ہوئے): جاؤ سب، ھمارا انتظار مت کرو! ھم پیدل جائینگے — کیا؟ خدا حافظ!

دفوئے‌توچئے (جنگل سے): تم ھلکان ھو جاؤگی!

سونیا : خدا حافظ!
ماریا لفوونا : تم ان لوگوں کے ساتھه کشتی میں کیوں نه چلی گئیں؟
سونیا : کیونکه میں تمھارے ساتھه جانا چاھتی ھوں —
ماریا لفوونا : تو آؤ پھر چلیں —
سونیا : پھلے ھم ذرا دم لےلیں — جی برا ھو رھا ھے ممی؟ میری پیاری ممی! یھاں بیٹھه جاؤ... ھاں یوں — آؤ میں تمھیں کلیجے سے لگا لوں — اچھا اب بتاؤ، کیا تکلیف ھے؟

(جنگل سے قھقھوں، باتوں کی آواز اور چیخ پکار سنائی دیتی ھے —)

یولیا فلیپوونا (جنگل سے) : کشتی کو ھچکولے نه دو!
زامیسلوف : نھیں — گاؤ مت — بس ان کو بجانے دو —
باسوف (جنگل سے) : گانے بجانے والے آگے بیٹھینگے —

(چھتارے کے تار کسنے اور آزمانے کی آواز آتی ھے —)

ولاس (جنگل سے) : اچھا بھئی ھم چل دئیے!
ماریا لفوونا : سونیا، میری گڑیا! کاش تو جانتی!
سونیا (سادگی سے) : میں جانتی ھوں —
ماریا لفوونا : نھیں تو نھیں جانتی —
سونیا : سنو، میری ممی، یاد ھے جب میں چھوٹی سی تھی —— میں حساب کے سوال نھیں کر پاتی تھی تو رونے لگتی تھی اور تب تم آتی تھیں اور اس طرح ھاں اس طرح میرا سر اپنے سینے پر رکھه لیتی تھیں اور ایک لوری گاتی تھیں...

سوجا، راج دلاری سوجا،
سوجا...

اب تمہاری باری ہے — تم سے یہ سوال نہیں حل ہو رہا ہے — میری پیاری ممی! اگر تم سچ مچ اس سے محبت کرتی ہو...

(دفوئے توچئے ہنستا ہے —)

ماریا لفوونا: ہت، سونیا! کیسے جان گئی تو؟

(چھتارے کا نغمہ سنائی دیتا ہے —)

سونیا: شی — چپ پڑی رہو —

سوجا، راج دلاری سوجا،
سوجا...

میری ممی دنیا میں سب سے عقلمند ہیں — انہوں نے مجھے سبق دیا کہ صاف صاف سوچو — الجھو مت — وہ بھلا آدمی ہے —— ممی اس کو مت ٹھکراؤ... تم اس کو اپنا لو تو اور بھی اچھا ہو جائیگا — تم پہلے ہی ایک لاجواب ہستی کو جنم دے چکی ہو —— کیوں میں تو ہوں ہی لاجواب، اس میں کیا شک ہے؟ اور اب کوئی اور آئیگا؟

ماریا لفوونا: لیکن میری جان یہ ناممکن ہے!

سونیا: وہ میرا بھائی ہوگا — وہ کبھی کبھی ذرا اجڈ بن جاتا ہے — لیکن تم اسے نرم بنا لوگی —— تمہارا دل اتنا نیک، اتنا نرم جو ہے! تم اس کو جوش سے کام کرنا سکھاؤگی — جس طرح تم خود کام کرتی ہو، جس طرح تم نے مجھے کام کرنا سکھایا — وہ میرا اچھا ساتھی ہوگا — خوب گزریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو — پہلے تو ہم تین ہونگے... پھر ہم چار ہونگے... کیونکہ ممی تم جانتی ہو میں نے اس پگلے مکسیم سے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے — میں اس سے محبت کرتی ہوں ممی — اور اسے اس محبت کا حق بھی ہے —

ماریا لفوونا: میری اچھی بچی، میری گڑیا، اللہ تجھے خوش رکھے — تو دودھوں نہائے پوتوں پھلے!

سونیا: اٹھو مت ماں — میں اور وہ پہلے پڑھائی ختم کرینگے، پھر ہم ایک بھرپور، رنگارنگ اور اچھی زندگی گزارینگے — ہم چاروں... ممی... ہم چاروں... چار بہادر اور ایماندار انسان!

ماریا لفوونا: میری پیاری! میرے کلیجے کی ٹھنڈک! ہم تینوں تم اور تمہارا دولہا اور میں! اور وہ... ہاں اگر وہ ہمارے ساتھ آنا چاہے تو شوق سے آئے — تمہارا بھائی بن کر آئے اور میرا بیٹا!

سونیا: اور ہم بڑے بڑے شاندار کام کرینگے! ہاں ہم تارے توڑ لائینگے! لیکن ایک منٹ ٹھہرو ممی — روؤ مت —

سوجا، راج دلاری سوجا،
سوجا...

(سونیا کی آواز تھرتھراتی ہے — دور سے چھتارے کی موسیقی سنائی دیتی ہے —)

پردہ

چوتھا ایکٹ

دوسرے ایکٹ والا منظر — سورج ڈوب چکا ہے — باسوف
اور سوسلوف صنوبر کے سائے میں شطرنج کھیل رہے
ہیں — ساشا برآمدے میں میز پر کھانا لگا رہی ہے —
دائیں طرف کے جنگل سے گراموفون کی پھسی پھسی
سی آواز آ رہی ہے — مکان کے اندر کالریا پیانو پر ایک
حزنیہ دھن بجا رہی ہے —

باسوف: ہمارے ملک کو نیک طینت لوگوں کی ضرورت ہے —
ایسے لوگ وہ ہیں جو ارتقاپسند کہلاتے ہیں — وہ سینگ نہیں مارتے
پھرتے —

سوسلوف: تو میں تمہارے پیل کو کھا گیا...

باسوف: کھا جاؤ — نیک طینت لوگ آہستہ آہستہ زندگی
کا چولا بدلتے ہیں اور کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا — لیکن ان ہی
کی لائی ہوئی تبدیلیاں زندہ رہتی ہیں —

(دودا کوف مکان کے پیچھے سے تیزی سے نکلتا ہے —)

دودا کوف: میری بیوی تو نہیں آئی یہاں؟

باسوف: تمہاری —— نہیں آؤ بیٹھو، ڈاکٹر —

دودا کوف: نہیں، بیٹھ نہیں سکتا، میرے پاس وقت کہاں —
مجھے استادوں کی رپورٹ چھپنے کے لئے تیار کرنا ہے —

باسوف: جہاں تک مجھے یاد آتا ہے تم پچھلے دو برس سے اس کی تیاری میں لگے ہوئے ہو—

دودا کوف (باہر جاتے ہوئے): مجبوری ہے— کیوں نہ ہو جبکہ میں ہی اکیلا کام کرنےوالا رہ گیا ہوں— چاروں طرف لوگوں کی بھرمار ہے— مگر کام کوئی بھی نہیں کرتا— اس کے بارے میں کیا کہتے ہو تم؟

باسوف: بڑا الو کی دم فاختہ ہے یہ ڈاکٹر—

سوسلوف: تمہاری حال ہے—

باسوف: ہونہہ— تو میں کہہ رہا تھا، آدمی کا ارادہ نیک ہونا چاہئے— مردم آزاری ایک عیاشی ہے— اور یہ ہمارے بس کا روگ نہیں— مجھے اس علاقے میں آئے گیارہ برس ہو گئے— جب میں آیا تھا تو میرے پاس ایک تھیلا تھا اور ایک دری— تھیلا خالی تھا اور دری کی حالت پتلی تھی— رہا میں سو میری حالت بھی کچھ کم پتلی نہ تھی—

سوسلوف: لو، سنو—

باسوف: مارا گیا! آخر تمہارے گھوڑے کی چال میری نظر سے کیسے چوک گئی؟

سوسلوف: اور فلسفہ بگھارو— فلسفہ بگھارنے والے ہمیشہ مات کھاتے ہیں—

باسوف: یہ کہی تم نے سو کی ایک...

(وہ اپنے کھیل میں غرق ہو جاتے ہیں— دائیں طرف سے جنگل سے ولاس اور ماریا لفوونا نکلتے ہیں— وہ شطرنج کے کھلاڑیوں کو نہیں دیکھتے—)

ماریا لفوونا (آہستہ سے): میرے بھلے لڑکے، بہت جلد یہ

طوفان گزر جائیگا — دیکھہ لینا — میری بات مانو — اور تب تم دل سے میرے شکرگزار ہوگے —

ولاس (زور سے): یہ بڑا کڑوا گھونٹ ہے — دل ہے کہ پاش پاش ہوا جا رہا ہے —

(باسوف سنتا ہے اور سوسلوف کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتا ہے —)

ماریا لفوونا: جاؤ — جلدی سے چلے جاؤ، پیارے ولاس — میں وعدہ کرتی ہوں... خط لکھونگی — ڈٹ کر کام کرو — دنیا میں اپنی جگہ بناؤ — نڈر اور بے دھڑک آگے بڑھو اور کبھی بھی دنیا کی حقیر چیزوں کے آگے ہتھیار نہ ڈالو — تمہارا دل سونے کا ہے — اور میں تم سے محبت کرتی ہوں — ہاں میں تم سے محبت کرتی ہوں — (باسوف کی آنکھیں گول ہو جاتی ہیں — سوسلوف مسکراتے ہوئے اسے دیکھتا ہے) لیکن میری محبت تمہیں نقصان پہنچا سکتی ہے اور اس سے مجھے ڈر لگتا ہے — ہاں مجھے اس کا اقرار کرنے میں شرم نہیں آتی —— مجھے ڈر لگتا ہے — بہت جلد تمہارا یہ جنون ختم ہو جائیگا —— لیکن میں... جیسے جیسے وقت گزرتا جائیگا میری محبت بڑھتی جائیگی اور انجام بہت مضحکہ خیز ہوگا، بلکہ بازاری سا — کم از کم میرے لئے تو یہ انجام بڑا درد ناک ہوگا —

ولاس: میں قسم کھاتا ہوں...

ماریا لفوونا: نہیں، نہیں، میں قسم نہیں چاہتی —

ولاس: عشق کا زمانہ گزر جائے —— لیکن میں تمہاری پوجا کرتا رہونگا —

ماریا لفوونا: یہ محبت کرنے والی عورت کے لئے بہت کم ہے — دوسرے، مجھے شرم آتی ہے، میں اپنے تن من کی دنیا میں کھو کر نہیں جی سکتی — یہ بات احمقانہ اور بے تکی معلوم ہوگی

مگر ہمارے زمانے میں تن اور من کی مسرتوں میں کھو کر رہ جانا شرمناک سمجھا جاتا ہے — چلے جاؤ، میرے دوست، چلے جاؤ — جب کبھی تم پر کڑا وقت پڑے، جب کبھی دوست کی ضرورت ہو، میرے پاس آجاؤ — میں تمہیں اپنے سر آنکھوں پر بٹھاؤنگی —— ماں کی طرح —— جو اپنے چہیتے بیٹے کی راہ میں پلکیں بچھاتی ہے — اچھا جاؤ، خدا حافظ!

ولاس: لاؤ اپنا ہاتھہ دو مجھے — میرا جی چاہتا ہے تمہارے آگے گھٹنوں کے بل گر پڑوں — میرا دل تمہاری محبت میں کتنا تڑپ رہا ہے! میری آنکھوں میں آنسو آ رہے ہیں! اچھا خدا حافظ!

ماریا لفوونا: خدا حافظ، میرے اچھے دوست! میری بات یاد رکھنا — کسی چیز سے مت ڈرنا، کسی چیز کے آگے سر نہ جھکانا — ہمیشہ یاد رکھنا، ہمیشہ ہمیشہ!

ولاس: خدا حافظ، میری جان! میری پہلی محبت! اتنی پیاری، اتنی پاک! شکریہ! (ماریا لفوونا تیزی سے دائیں طرف جنگل میں چلی جاتی ہے — ولاس مکان کی طرف جاتا ہے — یکایک اس کی نظر باسوف اور سوسلوف پر پڑتی ہے — وہ تاڑ جاتا ہے کہ ان لوگوں نے سب کچھہ سن لیا ہے — وہ رکتا ہے — باسوف اٹھتا ہے، جھکتا ہے اور کچھہ کہنا چاہتا ہے — ولاس اس کے پاس جاتا ہے) ایک لفظ بھی نہ نکالنا منہ سے! ایک لفظ بھی نہیں! خبردار جو منہ کھولا! (مکان کے اندر چلا جاتا ہے —)

باسوف (ھکابکا رہ جاتا ہے): لونڈا تو بالکل کاٹنے کو دوڑ رہا ہے —

سوسلوف (ھنستے ہوئے): ڈر گئے نا؟

باسوف: کیا خیال ہے ایں؟ میں سب جانتا تھا لیکن مجھے امید نہیں تھی... کہ... میرا مطلب ہے جذبات کی یہ بلند پروازی!

بیوقوف! (زور سے قہقہہ لگاتا ہے — یولیا فلیپوونا اور زامیسلوف سوسلوف کے مکان والے راستے پر آتے دکھائی دیتے ہیں — یولیا اپنے شوہر کے پاس جاتی ہے — زامیسلوف مکان کے اندر چلا جاتا ہے —)

سوسلوف: اس نے یہ سب کچھ جان بوجھ کر لونڈے کو مٹھی میں کرنے کے لئے کہا —

باسوف: خدا کی پناہ! کیا تماشا ہے!

سوسلوف (تیوریاں چڑھاتے ہوئے): وہ لومڑی ہے لومڑی — مجھے بھی اس نے وہ چرکا لگایا ہے کہ مت پوچھو — اسی کی لگائی بجھائی پر میرے چچا نے اپنا سارا دھن دان کر دیا —

یولیا فلیپوونا: پیوتر، کوئی آیا ہے —

باسوف (روکتے ہوئے): یولیا فلیپوونا، ذرا اپنے شریمان سے پوچھو ابھی کیا تماشا دیکھا ہے!

سوسلوف: کوئی؟ کون؟

یولیا فلیپوونا (باسوف سے): کیسا تماشا؟ (اپنے شوہر سے) کوئی ٹھیکہ دار ہے — کہتا ہے کوئی ضروری کام ہے — کہیں کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے —

سوسلوف (تیزی سے جاتے ہوئے): کیا حماقت ہے!

باسوف: کیا خیال ہے تمہارا یولیا فلیپوونا؟ ہم یہاں بیٹھے ہیں، میں اور تمہارا شوہر اور یکایک ماریا لفوونا... (زور سے قہقہہ لگاتا ہے) لگتا ہے کہ وہ... میرا مطلب ہے دونوں دل کے کاروبار میں مبتلا ہیں —

یولیا فلیپوونا: کون؟ ماریا لفوونا اور میرے میاں؟ (ہنستی ہے —)

باسوف: نہیں، ولاس، وہ مسخرا —

یولیا فلیپوونا: اچھا وہ — تمہاری زبان کا بھلا ہو کہ کب کا اس قصے کا ڈھنڈورا پٹ چکا - سب جانتے ہیں —

باسوف: لیکن سنو — اصلی مزے کی بات تو تم نے سنی ہی نہیں —

(مکان کے پچھواڑے سے رومن اور دفوئیے توجیئے
نکلتے ھیں — دفوئیے توجیئے کے ھاتھ مں کوئی
پیکٹ سا ھے —)

دفوئیے نوجیئے: کیا ورووارا میخائلوونا ھیں یہاں؟ ذرا دیکھو کسے لایا ھوں میں —

باسوف: اچھا ہم صحرانوردی در ائے — آؤ آؤ، بہت خوب — اماں ہم ہو بڑے چونچال نطر آ رھے ھو — لگتا ھے خوب سنکے ھو دھوپ میں — اور معلوم ھوتا ھے جربی بھی خاصی نگھلی ھے — کہاں سے آ رھے ھو؟

رومن: دکھن سے — مں نے زندگی مں پہلی بار سمندر دیکھا — یولیا فلیپوونا، کہو کیا حال ھے؟

یولیا فلپوونا: واقعی تمہاری صورت پر رونق آ گئی ھے، باول سرگئی‌وچ — میرا خیال ھے مں بھی سمندر کی سیر کر آؤں —

دفوئیے نوجیئے: مں اندر جا رھا ھوں — (جاتا ھے) مری بٹیا، دیکھو مبں چاکلیٹ لایا ھوں —— یہ الوداعی تحفہ ھے —

باسوف:

میں نے دیکھا ھے سمندر کیا ھے
بیکراں، چھلکتا ھوا پیمانہ
پیاسی آنکھوں نے پیا، مری نگاھوں نے پیا
بیکراں، چھلکتا ھوا پیمانہ
مری روح نے لی انگڑائی
اور ھوئی حریف مے مبخانہ

ھے نا، بالکل ایسا ھی لگتا ھے — جاؤ جاؤ اندر جاؤ، مری بیوی تم سے مل کر بہت خوش ھوگی —

رومین: بڑی شاندار جگه هے — میرے خیال میں صرف سنگیت هی سمندر کی شان اور گہرائی کا اظہار کر سکتا هے — سمندر انسان پر چھا جاتا هے — انسان اس کے سامنے ایک قطره معلوم هوتا هے — اپنے آپ کو تنکے کی طرح بے بس محسوس کرتا هے — جیسے سامنے ابد موجیں مار رها هو —

(وروارا میخائلوونا مکان کے پچھواڑے سے آتی هے —)

باسوف: میں ذرا شطرنج کے مہرے اکٹھا کر لوں — جانتی هو واریا، پاول سرگئی‌وچ واپس آ گیا —

وروارا میخائلوونا: وه یہاں هے؟

باسوف (اس کے پاس جاتے هوئے): هاں — اور معلوم هوتا هے اس نے اپنے خوبصورت فقروں کے خزانے میں چند موتیوں کا اضافه کرلیا هے — هاں واریا، کاش تم جانتیں، یہاں کیا گل کھلا هے، کیا تماشا هوا هے — میں اور سوسلوف یہاں بیٹھے شطرنج کھیل رهے تھے اور یکایک ماریا لفوونا اور ولاس... سمجھتی هو نا، واقعی ان کا تو باضابطه معاشقه چل رها هے! (هنستا هے) اور تم کتنے یقین سے کہتی تھیں —— یه معاشقه نہیں — یه کچھه اور هے — یه کچھه اور نہیں هے، سچ!

وروارا میخائلوونا: سرگئی، بس بھی کرو — کہیں تم ایسی ویسی باتیں نه شروع کر دو —

باسوف: لیکن ذرا رک جاؤ واریا — میں نے ابھی سارا قصه یہاں سنایا هے —

وروارا میخائلوونا: میں نے کتنی بار کہا هے که تم ماریا لفوونا اور ولاس کے قصے کا ذکر نه کیا کرو — اور تم نے ڈھنڈورا پیٹ دیا — کیا تم اتنا نہیں دیکھتے که کتنی کوفت کی بات هے یه!

باسوف : تم تو جون چوں کا مرتبہ بنا دیتی ھو ھر بات کا — مجھے تم سے یہ سب کہنا ھی نہیں چاھئے تھا — بس —

وروارا میخائلوونا : ھاں، تم بولو کم اور سوچو زیادہ کہ آخر تم کر کیا رھے ھو۔— سرگئی، کاش تم جانتے دوسرے لوگ تمہارے بارے میں کیا باتیں بنا رھے ھیں —

باسوف : میرے بارے میں؟ ان کی باتوں پر کان دھرنا میری شان کے خلاف ھے — بکنے دو، جو جی چاھیں بکیں! لیکن مجھے حیرانی ھوتی ھے کہ تم... واریا... تم میری بیوی...

وروارا میخائلوونا : تمہاری بیوی بنا میرے لئے ایسی بڑی عزت نہیں ھے جیسی بڑی تم سمجھتے ھو اور یہ بوجھ ایک سل کی طرح میری چھاتی پر دھرا ھے —

باسوف (تیور کر) : وروارا، کیا کہہ رھی ھو تم؟ کیسی باتیں کرتی ھو تم؟

(دفوئے بوجئے اور ولاس برآمدے میں آتے ھیں —)

وروارا میخائلوونا : میں وھی کہہ رھی ھوں جو سوچتی ھوں اور جو محسوس کرتی ھوں —

باسوف : لیکن تمہیں اس کی صفائی دینی پڑیگی —

وروارا میخائلوونا : ھاں دونگی صفائی لیکن بعد میں —

(باسوف، پھنکارتا ھوا بنگلے میں چلا جاتا ھے — ولاس بھری ھوئی نگاھوں سے اس کا تعاقب کرتا ھے اور برآمدے کے زینے پر بیٹھ جاتا ھے —)

دفوئے بوجئے : وروارا میخائلوونا دیکھو میں تمہارے لئے چاکلیٹ لایا ھوں —

وروارا میخائلوونا : شکریہ —

دفوئےتوچئے (وہ بھی زینے پر بیٹھہ جاتا ھے) : میں تمام دیویوں کے لئے چاکلیٹ لایا ھوں تاکہ ان کے دل میں میری میٹھی میٹھی یاد باقی رھے — بھولو مت، تم نے مجھے اپنی تصویر دینے کا وعدہ کیا تھا —

وروارا میخائلوونا : ھاں میں تو بھول ھی گئی تھی — ابھی لائی — (مکان کے اندر چلی جاتی ھے —)

دفوئےتوچئے : اچھا تو ولاس جی مہاشے، تو ھم بستر گول کرتے ھیں، ایں؟

ولاس : کتنا اچھا ھوتا کہ ھم پہلے ھی جا چکے ھوتے —

دفوئےتوچئے : بس ایک دن باقی رہ گیا ھے — ھونھہ — کاش تمہاری بہن بھی ھمارے ساتھہ چل سکتی — یہ جگہ اس کے لائق نہیں —

ولاس (بگڑے تیور کے ساتھہ) : یہ جگہ کسی کے لائق نہیں —

دفوئےتوچئے : میں کتنا خوش ھوں کہ تم میرے ساتھہ چل رھے ھو — ھمارا شہر چھوٹا سا خوبصورت شہر ھے — اس کے بیچ سے ایک دریا بہتا ھے اور اس کے چاروں طرف جنگل ھیں — میرے پاس ایک عالیشان مکان ھے — اس میں دس کمرے ھیں — ایک میں کھانسو اور سارے کمرے گونج اٹھیں — جاڑے میں اس میں بڑا سونا سونا سا لگتا ھے جب باھر زور زور سے ھوا چلتی ھے — (دائیں طرف تیزی سے سونیا آتی ھے) جوانی میں تو تنہائی اچھی رھتی ھے — لیکن جب آدمی میری طرح بڈھا ھو جائے تو ایک سے دو بہتر — ھوھو! (سوینا سے) اچھا شریر لڑکی خدا حافظ! میں کل جا رھا ھوں — پرسوں تم مجھے بالکل بھول جاؤ گی —

سونیا : نہیں، میں نہیں بھولونگی — آپ کا نام اتنا اوٹ پٹانگ سا جو ھے — بھلا میں آپ کو کیسے بھول سکتی ھوں —

دفوئے توچئے : کیا مجھ میں لے دے کے یہی ایک گن ہے؟ اچھا اچھا بہت بہت شکریہ —

سونیا : اوہ، نہیں، پیارے دادا میاں سچ نہیں بھولوں گی — آپ سیدھے سادے آدمی ہیں — آپ دور کی کوڑی لاتے ہیں، نہ شیخی بگھارتے ہیں — مجھے سیدھے سادے لوگ اچھے لگتے ہیں — آپ نے میری ممی کو تو نہیں دیکھا؟ ایں؟

دفوئے توچئے : نہیں مجھے اس کی راحت نصیب نہیں ہوئی —

ولاس : وہ یہاں نہیں ہیں — چلو دیکھیں کہاں ہیں — ممکن ہے وہ ندی کے کنارے کنج میں ہوں —

کالیریا : اگر میں بھی تمہارے ساتھ چلوں تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہ ہوگا؟

سونیا : آؤ، چلو —

(تینوں جنگل کے اندر جاتے ہیں — دفوئے توچئے ان کو جاتے ہوئے دیکھتا ہے اور ٹھنڈی سانس لیتا ہے اور گنگناتا ہے — ورورا میخائلوونا ایک تصویر ہاتھ میں لئے ہوئے آتی ہے — اس کے پیچھے پیچھے رومین آتا ہے —)

ورورا میخائلوونا : لو یہ رہی تصویر — کب جا رہے ہیں آپ؟

دفوئے توچئے : کل — اچھا اس پر لکھ بھی دیا — بہت بہت سکریہ — بڑی اچھی رانی ہو — تم سے تو مجھے بہت محبت ہو گئی —

ورورا میخائلوونا : بھلا مجھ میں ایسی کیا بات ہے کہ کسی کو مجھ سے محبت ہو جائے؟

دفوئے توچئے : محبت کا کیا ہے، جس پر دل آگیا — جو دل کو بھا گیا — سچی محبت سورج کی طرح ہے — کوئی کہہ نہیں سکتا سورج کا ہے پر ڈکا ہوا ہے —

ورروارا میخائلوونا: یہ میں نہیں جانتی —

دفوئےتوچئے: جانتا ہوں تم نہیں جانتیں... تم میرے ساتھہ کیوں نہیں چلتیں؟ تمہارا بھائی تو جا رہا ہے — تم کو وہاں کچھہ نہ کچھہ کرنے کو دھندا مل جائیگا —

ورروارا میخائلوونا: کیا؟ میں کچھہ کرنا کب جانتی ہوں —

دفوئےتوچئے: کیونکہ تم نے کام کرنا سیکھا نہیں — اب تم سیکھہ سکتی ہو — میں اور ولاس مل کر دو اسکول کھولینگے —— ایک لڑکیوں کا اسکول اور دوسرا لڑکوں کا اسکول —

رومین (کھویا کھویا): اگر زندگی کا کوئی معنی مطلب ہے تو پھر آدمی کو کوئی بڑا اور نیک کام کرنا چاہئے — کوئی ایسا کام جو صدیوں زندہ رہے — بڑے بڑے مندر بنائے جائیں...

دفوئےتوچئے: تمہاری یہ اونچی اونچی باتیں میری سر کے اوپر سے گزر جاتی ہیں! اسکول کی بات تو دور دور میرے دماغ میں نہیں تھی — کسی شریف آدمی نے میرے کان میں عقل کی بات پھونک دی —

رومین: بڑی سے بڑی تعلیم گاہوں میں کیا رکھا ہے — بڑی بڑی یونیورسٹیاں کیا پڑھاتی ہیں — ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے بھانت بھانت کے نظرئے اور بس، محض زندگی کی گتھیوں کے بارے میں اٹکل پچو باتیں —

ورروارا میخائلوونا (چڑکر): اف تم کتنی اکتا دینے والی باتیں کرتے ہو! وہی گھسی پٹی باتیں!

رومین (ان سب پر نظر دوڑاتا ہے اور آہستہ آہستہ ایک عجیب انداز سے ہنستا ہے): جانتا ہوں بے جان الفاظ جیسے پت جھڑ کے پتے — خود نہیں جانتا میں کیوں کہتا ہوں یہ سب — شاید لت! چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی — یا شاید اس لئے کہ خزاں شروع ہو گئی ہے — جب سے میں نے سمندر دیکھا ہے،

سوچ میں ڈوبی ہوئی سبز موجوں کی آواز میرے کانوں میں ہر وقت گونج رہی ھے — اب تک انسان نے جتنی باتیں کہی ھیں وہ سب اس سنگیت میں کھو گئی ھیں —— جیسے سمندر میں برکھا کی پھواریں —

وروارا میخائلوونا: تم کتنی عجیب باتیں کرتے ہو! تمہیں کیا ہو گیا ھے؟

(کالیریا اور ولاس دائیں طرف کے جنگل سے نکلتے ھیں —)

رومین (ھنستا ھے): کچھ نہیں — کچھ بھی نہیں —

کالیریا: اپنے پیروں پر ڈٹ کر کھڑے ہونے کا مطلب یہ ھے کہ آدمی گھٹنوں گھٹنوں کیچڑ میں کھڑا ہو جائے —

ولاس: ہاں تم تو ہوا میں لٹکنا چاہتی ہو نا؟ تم سوائے اس کے اور کچھ نہیں چاہتیں کہ تمہارا فراک اور تمہاری روح بے داغ رہیں — لیکن کسے ضرورت ھے تمہارے جیسے بجھے ہوئے، ٹھنڈے ڈھلے ہوئے لوگوں کی؟

کالیریا: مجھے خود اپنی ضرورت ھے!

ولاس: یہ تمہارا خیال خام ھے —

کالیریا: میں تم سے بات کرنا نہیں چاہتی — تم بڑے اجڈ ہو — (تیزی سے نکل جاتی ھے —)

دفوئے توجیئے: کہو بھیا ولاس؟ اس لڑکی کو کھری کھری سناکے تمہارا دل خوش ہوا؟

ولاس (برآمدے کے نچلے زینے پر اپنی بہن کے پاس بیٹھ جاتا ھے): میں اس سے بھر پایا! (اس کی نقل کرتے ہوئے) ''ھائے میں! میں کوفت سے مری جا رہی ہوں!،، میں نے اس سے کہا: آدمی کو جینا ہو تو دوسروں کے ساتھ جئے اور مرنا ہو تو چپکے سے ایک کونے میں جا مرے —

رومین (جلدی سے) : بالکل ٹھیک — یہ بات چاھے بڑی بے دردی کی معلوم ھو، پر ھے سچ ! سو کی ایک!

(باسوف اور یولیا فلیپوونا برآمدے پر نکلتے ھیں —)

وروارا میخائلوونا (جیسے اپنے آپ سے) : زندگی ھمارے پاس سے گزرتی چلی جاتی ھے اور ھمارے دل کو چھوتی بھی نہیں — صرف ھمارے دماغ میں ھلچل مچاتی ھے —

باسوف : واریا، میں نے ساشا سے کہا ھے کہ ھم یہاں باھر ھی کھانا کھائینگے — (سوسلوف تیز تیز قدموں سے اپنے گھر کی طرف سے آتا ھے) سیمیون سیمیونووچ، ھم تمھاری الوداعی دعوت کریں گے — چلو شمپین کے جام چھلکانے کا اچھا بہانہ ھاتھ آجائیگا —

دفوئے‌توچئے : یہ بات تم نے دل کو لگتی کہی...

سوسلوف : یولیا، ذرا ادھر آنا ایک منٹ کو —

یولیا فلیپوونا : کیوں، کیا کچھ ھو گیا؟

(سوسلوف اپنی بیوی کو ایک طرف لے جاتا ھے اور اس کے کان میں کچھ کہتا ھے — اس کی بات سن کر وہ چونکتی ھے اور اس سے الگ ھو جاتی ھے — وہ بیوی کا بازو پکڑتا ھے اور دائیں طرف لے جاتا ھے — جہاں وہ کھڑے کھڑے چند لمحے دبی دبی آواز میں باتیں کرتے ھیں، باسوف جانے کے بعد برآمدے میں واپس آتے ھیں —)

باسوف : دوستو آج میں فرسٹ کلاس ساسیج سے آپ کی خاطر تواضع کرونگا — آپ نے ڈھیکو کبھی ایسی شاندار چیز چکھی ھوگی — میرے ایک موکل نے یوکرین سے بھجوایا ھے — لیکن وہ میرا اسسٹنٹ کہاں گیا؟ (زیرلب) لیکن وہ یولیا فلیپوونا کے شوھر کا اسسٹنٹ بھی تو ھے —

وروارا میخائلوونا (آهسته آهسته غصے کے ساتھه) : سرگئی! یه بہت بری بات ھے!

باسوف (بے پروائی سے) : واریا، لیکن کون ھے جو یه سب نہیں جانتا — تم بیکار خفا هوتی هو— ساشا! (اندر چلا جاتا ھے —)

یولیا فلیپوونا (دل ھی دل میں چہکتے ہوئے) : چچا، سنا، پیوتر نے جیل کی جو دیوار بنوائی تھی دو مزدوروں پر گر پڑی —

سوسلوف (اهسته سے هنستے هوئے) : اور تمہارے دل میں لڈو پھوٹ رهے هیں!

وروارا میخائلوونا (ڈرتے هوئے) : سچ! کہاں هوا یه سب؟

سوسلوف : ایک چھوٹے سے شہر میں —

دفوئے توچئے : مبارکباد! بالکل بچه ھے بچه! جب یه دیوار بن رهی تھی تو کیا تم اس کے پاس بھی پھٹکے تھے؟

سوسلوف . هاں، میں گیا تھا — وہ حرامزادہ، ایک ٹھیکه دار تھا، یه سب اسی کی کارستانی ھے —

یولیا فلیپوونا : یه جھوٹ ھے! نہیں وہ دیوار کے پاس پھٹکا بھی نہیں —– ایک بار نہیں — اس کو وقت هی نہیں ملا!

دفوئے توچئے : کوئی اس وقت تمہاری مرمت کر دیتا تو مزا آتا! شاباش! ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات! هاتھه پر هاتھه دھرے بیٹھے رهتے هیں — کام نه کاج!

سوسلوف (ایک هلکے قہقہے کے ساتھه) : میں حود کو گولی مار لونگا — یه هوگا کام!

رومین (نفی میں سر هلاتے هوئے) : نہیں تم خود کو کبھی گولی نہیں مار سکتے — نہیں تم اتنی بہادری نہیں دکھا سکتے —

سوسلوف : اور اگر مار لوں تو؟

وروارا میخائلوونا : پیوتر ایوانووچ، ان دونوں مزدوروں کا کیا هوا؟ کیا وہ هلاک هو گئے؟

سوسلوف (منه لٹکائے ھوئے) : مس نہیں جانتا — مجھے کل وھاں جانا ھوگا —

(اولگا الکسئی‌ونا آتی ھے —)

ولاس (بڑبڑاتا ھے) : کسی گھاؤنی بات ھے!
سوسلوف (کھیسیں نکالے ھوئے) : بھئی، باندھ لے، باندھ کے!
اولگا الکسئی‌ونا (قریب آتے ھوئے) : آداب عرض ھے — ارے تم دو اس طرح بیٹھے ھو جیسے خزاں کے موسم میں چڑیاں — بادل میں سب سے مل جلی ھوں — اوہ، پاول سرگئی‌وچ! واپس کب آئے؟

(سوسلوف پھر اپنی بیوی کو ایک طرف لے جاتا ھے اور اس کے کان میں کچھ کہتا ھے — اس کے چہرے سے غصہ جھلک رھا ھے — بیوی مضحکہ خیز انداز میں اس کے سامنے کورنش بجالاتی ھے اور برآمدے میں واپس آجاتی ھے — سوسلوف زور سے سیٹی بجاتا ھوا اپنے گھر کی طرف چلا جاتا ھے — دوئیے یوحئیے دولبا فلسوونا پر ایک نظر ڈالتا ھے اور اپنے بھتیجے کے پیچھے ھو لیتا ھے —)

رومن : آح —
اولگا الکسئی‌ونا : اور سیدھے یہیں چلے آئے؟ اسے کہتے ھیں باوفا دوست! نہ‌جانے کیوں ھوا میں بڑی گھٹن ھو رھی ھے؟ گرمی کا جل جلاؤ ھے — اب ھم سب شہر واپس چلے جائینگے — ھم پھر ایک بار شہر کی دیواروں میں بند ھو جائینگے —— ایک دوسرے کی نظر سے، ایک دوسرے کی پہنچ سے دور — ھم پھر ایک دوسرے کے لئے اجنبی بن جائینگے —
ولاس (کڑوا کسیلا منہ بنا کر) : پھر وھی ھائے وائے!

باسوف (برآمدے کے دروازے سے) : پاول سرگئیوچ، یہاں آجاؤ ایک لمحے کو، آ رہے ہو نا؟

اولگا الکسئیونا (ولاس سے) : کیوں کیا یہ سچ نہیں ہے؟

(رومین گھر کے اندر جاتا ہے اور کالیریا اور شالیموف سے راستے میں ملتا ہے — اولگا الکسئیونا کا جواب دئے بغیر ولاس اٹھتا ہے اور صنوبر کے جنگل کی طرف چل دیتا ہے —)

شالیموف (اکتاہٹ اور بے نیازی سے) : لوگ جمہوریت سے نہ جانے کیسی بڑی بڑی آس لگائے بیٹھے ہیں — کون جانے جمہوریت پسند کی کھال میں کیا چھپا ہوا ہے؟

کالیریا (جذباتی لہجے میں) : ہاں، ہاں آپ ٹھیک کہتے ہیں — ہزار بار ٹھیک! ہاں یہ جمہوریت پسند اب تک درندہ ہے — وحشی — اس کو تو بس ہائے پیٹ ہائے پیٹ کی پڑی رہتی ہے —

شالیموف : اور چرمراتے ہوئے جوتے پہننے کی!

کالیریا : آخر وہ کن چیزوں پر یقین رکھتا ہے؟ اس کا آدرش کیا ہے؟

ولاس (جھلاتے ہوئے) : اور تمہارا؟ ہاں تمہارا ایمان کیا ہے؟ تمہارا آدرش کیا ہے؟

کالیریا (ولاس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے) : جو لوگ کسی چیز پر یقین رکھتے ہیں زندگی میں ایک نئی امنگ، نیا ولولہ پیدا کرتے ہیں — یہ وہ لوگ ہیں جن کی بادشاہت روح پر ہے —

ولاس : کون ہیں یہ بادشاہت کرنے والے؟ کہاں ملتے ہیں وہ؟

کالیریا : ولاس، میں تم سے بات نہیں کر رہی ہوں — یاکوف پیترووچ، آؤ ادھر چلیں —

(دونوں برآمدے سے آتے ھیں اور صنوبروں کے سائے میں
بیٹھ جاتے ھیں — دھیمی آواز میں اپنی باتوں کا سلسلہ
جاری رکھتے ھیں — کالیریا کچھ پریشان ھے — شالیموف
پرسکون ھے — اس کی حالت سے بڑی سستی اور کاھلی ٹپک
رھی ھے جیسے تھک کر چور ھو —)

ورواراا میخائلوونا (ولاس کے پاس جاتے ھوئے) : ولاس آج تم بڑے چڑچڑے ھو رھے ھو —

ولاس (بوجھل آواز میں) : واریا، میں بہت دکھی ھوں —

یولیا فلیپوونا : ولاس میرے ساتھ چلو، دریا کی طرف چلیں —

ولاس : معاف کرو، میں نہیں جاتا —

یولیا فلیپوونا : چلے چلو — ایک بہت ضروری بات ھے —

ولاس (جھجکتے ھوئے جاتا ھے) : کیا بات ھے؟

(یولیا فلیپوونا اس کا بازو پکڑتی ھے اور اس کے کان میں
کچھ کہتی ھے — دونوں چلے جاتے ھیں — ورواراا
میخائلوونا برآمدے میں چلی جاتی ھے —)

اولگا الکسئیونا (ورواراا میخائلوونا کا ھاتھ پکڑتے ھوئے) : واریا کیا تم اب تک مجھ سے روٹھی ھوئی ھو؟

ورواراا میخائلوونا (فکر میں ڈوبی ھوئی) : روٹھی ھوئی؟ نہیں تو —

ولاس (اسٹیج کے پچھلے حصے سے تیز آواز میں) : بدلگام ! اگر وہ میرا بہنوئی نہ ھوتا تو...

یولیا فلیپوونا : ھش! (اس کو کھینچتی ھے اور جنگل کے اندر لے جاتی ھے —)

ورواراا میخائلوونا (خوف‌زدہ) : خدا کی پناہ! کیا ھوا؟

اولگا الکسئیونا : اللہ خیر کرے، لگتا ھے یولیا کچھ نمک

مرچ لگا رہی ہے — واریا، معلوم ہوتا ہے تم اب تک خفا ہو— تمہیں یہ تو سمجھنا چاہئے کہ آدمی جھلاہٹ میں بہت کچھ کہہ جاتا ہے...

ورورارا میخائلوونا (سوچتے ہوئے) : اولگا، چھوڑو بھی — مجھے پیوند لگی ہوئی چیز ایک آنکھ نہیں بھاتی —— چاہے دوستی ہی کیوں نہ ہو—

اولگا الکسئیونا (اٹھتے ہوئے) : میں نہیں جانتی تھی کہ تم بات کو گرہ سے باندھ کر رکھ لیتی ہو— تم بھول نہیں سکتیں؟ بھول نہیں سکتیں تو کم از کم معاف ہی کر دو—

ورورارا میخائلوونا (سردمہری اور سختی سے) : ہم ضرورت سے زیادہ معاف کیا کرتے ہیں — یہ بڑی کمزوری ہے — اسی وجہ سے ہم ایک دوسرے کی نظر سے گر جاتے ہیں — ایک شخص ہے جس کو میں اتنا زیادہ معاف کرتی رہی ہوں کہ اب اس کی آنکھوں میں ایک ناچیز ذرہ ہوں —

اولگا الکسئیونا (ذرا رکتے ہوئے) : کیا تمہارا مطلب اپنے میاں سے ہے؟ (ورورارا میخائلوونا خلا میں گھورتی ہے، آہستہ آہستہ سر ہلاتی ہے اور کوئی جواب نہیں دیتی) لوگ کتنی جلدی گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے ہیں! مجھے یاد ہے جب وہ طالبعلم تھا —— غریب، ہنس مکھ، لاابالی — ہر شخص اس سے محبت کرتا تھا — لیکن تم میں تو ذرا فرق نہیں پڑا - ویسی ہی گمبھیر اور سوچ میں مگن! مجھے یاد ہے جب تم اس سے شادی کرنے والی تھیں تو کیریل نے کہا تھا کہ تمہاری جیسی بیوی کے ساتھ باسوف کی زندگی کبھی برباد نہ ہوگی— کیریل نے کہا تھا کہ سرگئی بڑی اوچھی طبیعت کا ہے، وہ بازاری حرکتیں کرنے سے بھی نہیں چوکتا، لیکن تم...

ورورارا میخائلوونا (سادگی سے) : اولگا، تم یہ سب کچھ مجھ سے کیوں کہہ رہی ہو؟ یہ بتانا چاہتی ہو کہ میں کتنی ذلیل ہوں؟

اولگا الکسئی‌ونا: واریا! تم ایسی بات کیسے سوچ سکتی ہو؟ بس ایک بات یاد آئی اور کلموئی زبان سے نکل گئی...

وروارا میخائلوونا (آہستہ آہستہ، مگر بہت صاف صاف جیسے عدالت کا فیصلہ سنا رہی ہو): ہاں میں کمزور اور بے بس ہوں — تم یہی کہنا چاہتی تھیں نا؟ اولگا، تم کہو یا نہ کہو میں خود جانتی ہوں — مجھے یہ بہت دنوں سے معلوم ہے —

ساشا (برآمدے سے): وروارا میخائلوونا، مالک آپ کو یاد کر رہے ہیں — (وروارا میخائلوونا ایک لفظ منہ سے نہیں نکالتی اور مکان کے اندر چلی جاتی ہے —)

اولگا الکسئی‌ونا (اس کے پیچھے پیچھے جاتی ہے): لیکن میں کہتی ہوں، تم مجھے سمجھیں نہیں واریا...

کالیریا (آہستہ سے): میرے لئے تو ایسا آدمی مردے کے برابر ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ وہ سچائی جانتا ہے — (رکتی ہے — شالیموف سگریٹ کے کش اڑاتا ہے) بتاؤ کیا تم کو زندگی ایک بوجھ معلوم ہوتی ہے؟

شالیموف: بعض مرتبہ تو بہت ہی بھاری —

کالیریا: زیادہ تر؟

شالیموف: اس میں کوئی راحت نہیں — میں نے دنیا کا اتنا سرد گرم دیکھا ہے کہ مسرت میرے پاس پھٹکتی بھی نہیں — اور اب وقت بھی ایسا آ گیا ہے جو کسی قسم کی مسرت نہیں دیتا —

کالیریا (چپکے سے): ہر سوچنے سمجھنے والے آدمی کی زندگی ایک ڈرامہ ہے —

شالیموف: اوہ، ہاں بتاؤ تو سہی...

کالیریا: کیا؟

شالیموف (اٹھتے ہوئے): سچ سچ بتاؤ کیا تم کو میری کہانیاں پسند ہیں؟

کالیریا (بڑے جوش سے) : اوہ، بہت! خاص طور پر نئی والی — ان میں اتنی سچائی نہیں ہے — ان میں زندگی کا کھردراپن کم ہے — لیکن اداسی اور افسردگی کی اتنی لطیف دھند چھائی ہوئی ہے کہ اس میں انسان کی روح کھو جاتی ہے جیسے غروب آفتاب کے وقت بادل سورج کو چھپالیں — بہت کم لوگ ان کہانیوں کو سراھنے کی سکت رکھتے ھیں — لیکن گنتی کے چند ھی سہی، مگر وہ آپ پر جان دیتے ھیں —

شالیموف (مسکراتا ھوا) : شکریہ — ارے تم مجھے اپنی شاعری کے بارے میں بتا رھی تھیں — کیا مجھے اپنی شاعری نہیں سناؤگی؟

کالیریا : ضرور سناؤنگی — بعد میں — (شالیموف سر جھکاتا ہے — وقفہ — دائیں طرف کے جنگل سے ولاس اور یولیا فلیپوونا سوچتے ہوئے نکلتے ھیں اور صنوبروں کی طرف جاتے ھیں — ولاس میز کے قریب بیٹھ جاتا ہے اور کہنیاں میز پر ٹیکتے ہوئے سیٹی بجاتا ہے — یولیا فلیپوونا مکان کے اندر چلی جاتی ہے) لیکن کیوں نہ اسی آن؟

شالیموف : کیا؟

کالیریا (اداس مسکراھٹ کے ساتھ) : بھول گئے؟ اتنی جلدی!

شالیموف (تیوریاں چڑھاتے ہوئے) : ذرا میں... بھی سنوں...

کالیریا (اٹھتی ہے) : آپ نے کہا تھا میں آپ کو اپنی شاعری سناؤں — پھر سناؤں؟

شالیموف (جلدی سے) : اوہ، ھاں، ھاں! اتنی خوبصورت شام! بہت مناسب ہے — لیکن تمھیں غلط فہمی ہوئی، میں بھولا نہیں — میں اپنے خیال میں گم تھا اور تمھارا سوال میرے پلے نہیں پڑا —

کالیریا (مکان کے اندر جاتے ہوئے) : بہت اچھا... لاتی ھوں — مگر میں جانتی ھوں پسند نہیں آئیگی —

شالیموف (اپنی آنکھوں سے اس کا تعاقب کرتے ہوئے) : نہیں مجھے ضرور پسند آئیگی —

(کالیریا تیزی سے زینے پر چڑھتی ہے — شالیموف کندھے اکڑاتا ہے اور منہ بناتا ہے — مڑتے ہوئے ولاس کو دیکھتا ہے — سوسلوف کے مکان کی طرف سے دفوئے توچئے اور سوسلوف آتے ہیں — دونوں خاموش ہیں اور ایک دوسرے سے بیزار معلوم ہوتے ہیں —)

شالیموف (ولاس سے) : جاگتے میں جنت کے خواب دیکھہ رہے ہو؟

ولاس (بغیر کسی درخنکی کے) : سیٹی بجا رہا ہوں —

(باہر برآمدے میں اولگا الکسئی‌ونا آ کر ریلنگ کے پاس بید کی کرسی بر بیٹھہ جاتی ہے — رومین اس کے پاس کھڑا ہوجاتا ہے اور وہ دھیمی آواز میں کچھہ کہتی ہے — باسوف میز کے پاس جاتا ہے اور کھانے کا جائزہ لیتا ہے — ورواارا میخائلوونا ایک ستون کے سہارے کھڑی ہو جاتی ہے — زامیسلوف اس کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے —)

باسوف : سب لوگ ہیں یہاں؟ ولاس؟ ماریا لفوونا؟

ولاس : سن رہا —

(مکان سے یولیا فلیبوونا گنگناتی ہوئی نکلتی ہے اور ایک زینے پر بیٹھہ جاتی ہے —)

زامیسلوف : ہم سب عجیب و غریب قسم کے جانور ہیں ورواارا میخائلوونا — گرھوں پر گرھیں پڑی ہوئی ہیں ہمارے درمیان، ہم بالکل الجھہ کر رہ گئے ہیں...

باسوف (ریلنگ پر جھکتے ہوئے) : بہت حوب — یا کوف، اچھا تم یہاں ہو؟

زامسلوف: ہمارے دماغ میں جو گرہیں پڑی ہوئی ہیں، ان ہی کی بدولت ہو ہم اونچے سمجھے جاتے ہیں، اونچے دانش‌ور لوگ! اور تم...

(دفوئے سوچئے کھڑا ہو کر زامسلوف کی باتیں سنے لگتا ہے — سوسلوف ایک نظر مقرر پر ڈالتا ہے اور سالیموف اور ولاس کے پاس چلا جاتا ہے — دائیں طرف کے جنگل سے سونا اور ماریا لفوونا نکلتی ہیں —)

ورواراا میخائلوونا (گھبراہٹ کے ساتھ) : ہم دانس‌ور نہیں ہیں — ہم کچھ اور ہیں — ہم محض بنگلوں میں وقت کاٹنے والے ہیں —— لوگ جو آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں — ہم اپنے اپنے حلوے مانڈے میں مگن ہیں -—— ہم اپنا اپنا آسانہ بنانے کی دھن میں ایسا کھوئے ہوئے ہیں کہ ہمیں سچ مچ کچھ کرنے کی مہلت ہی نہیں... ہم کچھ نہیں کرتے —— ہم بس بکتے رہتے ہیں — ہم صرف لفظوں سے کھیلنا جانتے ہیں —

باسوف (مذاق اڑاتے ہوئے) : ہاں تم خود اسی باتوں کا بڑا اچھا نمونہ ہو —

(کالریا آتی ہے — اس کے ہاتھ میں کاپی ہے — وہ میز کے پاس کھڑی ہو جاتی اور سنتی ہے —)

ورواراا میخائلوونا (زور اور شدت کے ساتھ) : اور ہماری باتیں کیا ہیں —— جھوٹ کا انبار! ہم خوبصورت جملوں اور فقروں کے زرق برق لباس پہن لیتے ہیں، ہم اپنی مفلس ننگی روحوں کو چھپانے کے لئے کتابی علم کے چیتھڑوں میں پناہ لیتے ہیں — ہم زندگی کی

ٹریجڈی کی بات کرتے ھیں اور ہم خود نہیں جانتے زندگی کیا ھے، ہم ھائے وائے اور فریاد میں کھوئے رھتے ھیں اور چٹخارے لیتے ھیں —

(دوداکوف برآمدے میں آتا ھے اور اس طرح کھڑا ھو جاتا ھے کہ اس کی بیوی کی نظر نہ پڑے —)

رومین (ھیجان کے ساتھہ): یہ بات سچ نہیں ھے — ھائے اور فریاد میں بھی حسن ھے — آدمی کے نالہ و فریاد کو شبہے کی نظر سے دیکھنا بڑی سنگ دلی ھے —

وروارا میخائلوونا: یہ سب سنتے سنتے میرے کان پک چکے ھیں — بہت ھو لیا — ھم میں چپ رھنے کا بھی دم خم ھونا چاھئے — ھمیں کوئی حق نہیں کہ ھم اپنی چھوٹی چھوٹی حقیر تکلیفوں کا دکھڑا روتے پھریں — زندگی کی بہار کا، زندگی کے مزے لوٹنے کا وقت آتا ھے تو ھم خاموشی سے ٹھاٹ کر لیتے ھیں — ھے نا؟ ھر شخص اپنی مسرتوں کا نوالہ چھپ چھپ کر چپکے چپکے نگل لیتا ھے — اور ذرا سی ٹھیس بھی لگ جائے، اگر ننھا سا پھوڑا بھی نکل آئے تو ھر شخص سڑکوں پر چھاتی پیٹتا ھے، ایک ایک کو دکھاتا ھے، کراھتا ھے، روتا ھے، گلا پھاڑ پھاڑ کر چیختا ھے، آسمان سر پر اٹھا لیتا ھے — ھم اپنا کوڑا کرکٹ باھر پھینک دیتے ھیں جس کا زھر ھوا میں بس جاتا ھے — اسی طرح ھم اپنی روح کا کوڑا اور غلاظت بھی سڑکوں پر بکھیر دیتے ھیں — اف، اس میں کوئی شبہہ نہیں — سینکڑوں، ھزاروں صحت‌مند آدمی ھماری ھائے وائے کے زھر سے گھٹ کر مر جاتے ھیں — آخر ھمیں کیا حق ھے کہ ھم اپنے ناسوروں کا تماشا سر بازار دکھاتے پھریں؟

(وقفہ)

ولاس: شاباش واریا، شاباش!

دفوئے توچیئے: خدا لگتی کہتی ھو، بالکل سچ ھے یہ بات!

(ماریا لفوونا خاموشی سے وروارا میخائلوونا کا ھاتھ چھوتی ھے — ولاس اور سونیا اس کے پاس ھی کھڑے ھو جاتے ھیں — رومین بوکھلاھٹ اور گھبراھٹ کے ساتھ سر جھٹکتا ھے —)

رومین : ایک بات — ذرا مجھے کچھ کہنے کی اجازت دو —— آخری بار!

کالیریا : اب وقت آگیا ھے ھم اپنے میں چپ رھنے کی ھمت پیدا کریں —

اولگا الکسئیونا (باسوف سے) : دیکھتے ھو کس دھڑلے اور تیکھےپن سے بولتی ھے تمھاری بیوی ان دنوں!

باسوف : ھاں بائیبل میں اسی طرح بولتی تھی بالام کی ...

(وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ دیتا ھے اور منہ پر ھاتھہ رکھہ لیتا ھے — وروارا میخائلوونا اتنے جوش میں ھے کہ وہ یہ سب دیکھتی بھی نہیں — لیکن دوسرے سن لیتے ھیں — زامیسلوف تیزی سے زینے سے اترتا ھے اور ھنستے ھوئے صنوبروں کی طرف چلا جاتا ھے — شالیموف مسکراتا ھے اور فہمائش کے انداز میں سر ھلاتا ھے — ولاس اور سونیا نفرت اور حقارت سے باسوف کو دیکھتے ھیں — باقی لوگ سنی ان سنی کر دیتے ھیں — خاموش تناؤ قائم رھتا ھے — سوسلوف کھانستا اور مسکراتا ھے — وروارا میخائلوونا محسوس کرتی ھے کہ کوئی اوٹ پٹانگ حرکت ضرور ھوئی ھے — وہ اپنے ارد گرد کھوئی ھوئی نظر سے دیکھتی ھے —)

وروارا میخائلوونا : کیا میں نے کوئی بری، تیکھی بات کہہ

دی؟ کیا کوئی ایسی بات کہہ دی جو نہیں کہنا چاہئے تھی؟ آخر ہر آدمی اتنی عجیب طرح سے کیوں دیکھ رہا ہے؟

ولاس (زور سے): لیکن تم نے نہیں کہی بری بات —

اولگا الکسئیونا (معصوم سا چہرہ بناتے ہوئے): کیوں، کیا بات ہے؟

ماریا لفوونا (تیزی سے اور آہستہ آہستہ): نہیں ولاس — (وہ باسوف کی بات کا اثر ختم کرنے کے لئے بولنا شروع کرتی ہے — لیکن جیسے جیسے آگے بڑھتی جاتی ہے اس میں گرمی اور جوش پیدا ہوتا جاتا ہے — شالیموف، سوسلوف اور زامیسلوف ظاہر کرتے ہیں کہ وہ اس کی باتیں نہیں سن رہے ہیں — دوداکوف تائید میں سر ہلاتا رہتا ہے — باسوف اس کو بڑی ممنونیت کے ساتھ دیکھتا ہے اور دوسروں کو اشارے سے کہتا ہے ''سنو!،،) ہم سب کو بدلنا چاہئے، ہمیں کچھ اور بننا چاہئے، ہم باورچیوں اور دھوبنوں کے بال بچے ہیں — ہم خون پسینہ ایک کرنے والوں کے بچے ہیں — ہمارے رنگ ڈھنگ کچھ اور ہونے چاہئیں — پہلے کبھی بھی پڑھے لکھے روسیوں کا رشتہ عام لوگوں سے خون کا نہ تھا — ضروری ہے کہ خون کا یہ رشتہ ہمارے دل میں اس بات کی خواہش پیدا کرے کہ ہم اپنوں کی زندگی میں سکھ اور اجالا لائیں، ان لوگوں کی زندگی میں جو اندھیرے اور دھول اور گرد میں صبح سے شام تک اپنا خون پسینہ ٹپکاتے رہتے ہیں — ان پر ترس کھانے کی ضرورت نہیں — انہیں بھیک دینے کی ضرورت نہیں — ہم ایسا اپنی خاطر کریں تاکہ ہم اس کٹی چھٹی زندگی کے منحوس جزیرے سے نکل سکیں، ہم اس پہاڑ کی چوٹی سے اتر کر زمین پر آئیں، اس زمین پر جہاں سے ہمارے اپنے لوگ ہمیں ان چوٹیوں پر گھورتے رہتے ہیں جیسے ہم ان کے دشمن ہوں — جیسے ہم ان کا خون پی پی کر جیتے ہوں — انہوں نے ہمیں

آگے بڑھایا تاکہ هم سب کے لئے ایک بہتر اور خوبصورت زندگی کا راستہ ڈھونڈیں — هم آگے بڑھے اور بھٹک گئے، کھو گئے — اور هم نے ڈیڑھ اینٹ کی جو الگ مسجد بنا رکھی ہے، اس میں هر وقت دکھ اور هائے وائے کی آواز گونجتی رهتی هے — یہاں هر وقت سب ایک دوسرے سے ٹکراتے رهتے هیں — یه هے هماری زندگی کا سارا تماشا، سارا ڈرامه! لیکن هم خود هی مجرم هیں — هم اسی لائق هیں، هم نے اپنے لئے کانٹے بوئے هیں اور اب کانٹے کی فصل کاٹ رهے هیں — تم نے ٹھیک کہا واریا، همیں کوئی حق نہیں که هم اپنی آهوں اور کراهوں سے فضا میں زهر بسا دیں!

(تھک کر وہ ورواریا میخائلوونا کے پاس بیٹھ جاتی هے —
خاموشی —)

دوداکوف (سبھوں پر نظر ڈالتے هوئے): یه بات سچ هے — یه هے سو کی ایک!

اولگا الکسئیونا (جلدی سے): تم؟ یہاں آؤ —

شالیموف (اپنی ٹوپی اٹھاتے هوئے): ماریا لفوونا، تم کہه چکیں؟

ماریا لفوونا: هاں —

اولگا الکسئیونا (اپنے شوهر کو برآمدے کے ایک طرف لے جاتی هے): سنا تم نے؟ کچھه سمجھے تم؟ کتنا بڑا بیوقوف هے یه باسوف!

دوداکوف (آهسته سے): کیوں باسوف کیوں؟

(برآمدے میں کچھه حرکت هوتی هے — ورواریا میخائلوونا
هر شخص کو دیکھتی هے — کسی کو یقین نہیں آتا
لوگ باسوف کا فقره بھول چکے هیں —)

اولگا الکسئی ونا : ھش — واریا نے نہ جانے کیا کیا بھلی بری باتیں کہیں اور اس کے میاں نے اسے بالام کی گدھی کہا —

دوداکوف : اس کے دماغ میں بھس بھرا ہوا ہے — سنو اولگا، جب میں گھر سے چلا تو...

اولگا الکسئی‌ونا : ذرا رک جاؤ — کالیریا اپنی شاعری سنانے‌والی ہے — میں بہت خوش ہوں — واریا ان دنوں بڑی ہی نک‌چڑھی اور افلاطون بن گئی ہے —

(رومین بجھا بجھا، برآمدے سے اترتا ہے اور ٹہلنے لگتا ہے —)

شالیموف : سب لوگ ادھر! کالیریا واسیلی‌ونا نے براہ کرم اپنی نظمیں سنانے کی دعوت قبول کرلی ہے —

باسوف : بہت خوب — چلو شروع ہوجاؤ!

کالیریا (لجاتے ہوئے) : اچھی بات ہے — سناتی ہوں...

شالیموف : لو یہ رہی کرسی —

کالیریا : نہیں شکریہ — واریا، میری شاعری سے اچانک جو یہ دلچسپی پیدا ہو گئی ہے اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ مارے جذبات کے میرا تو دل ھاتھوں سے نکلا جا رہا ہے —

ورواارا میخائلوونا : میں نہیں جانتی — کسی نے کوئی بیہودہ فقرہ چست کیا ہوگا اور اب سب اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں —

کالیریا : اچھا، تو میں شروع کرتی ہوں — واریا، میری شاعری کا بھی وہی انجام ہوگا جو تمہاری باتوں کا ہوا — ہر چیز ہماری زندگی کی اس دلدل میں دفن ہو جاتی ہے —

خزاں لے رہی ہے سانس
اور ٹھنڈی بلندیوں سے
دھیرے دھیرے
گر رہے ہیں حسیں گالے، برف کے حسیں گالے
ننھے ننھے، مرجھائے کمہلائے پھول
برف کے گالے، مرجھائے پھول
دھرتی نہ ناچیں ٹکرائیں
میلی اور بیمار زمیں پر
اور کومل کومل پھولوں کی
پھیلائیں چادر
گرد و غبار پر
کالے کالے، سوچ میں ڈوبے پرندے
مرجھائے پیڑ، سوکھی ساخیں
برف کے گالے، اجلے پھول
گر رہے ہیں، برس رہے ہیں
ٹھنڈی ٹھنڈی بلندیوں سے...

(وقفہ — ہر شخص کالرینا کی طرف دیکھتا ہے جیسے اور سننے کی ہوس ہو —)

اینموف: بہت خوب —
رومین (کچھ سوچتے ہوئے):

خزاں لے رہی ہے سانس
اور ٹھنڈی بلندیوں سے
دھیرے دھیرے
گر رہے ہیں حسیں گالے، برف کے حسیں گالے...

ولاس (جوش سے) : میں بھی شاعری کرتا ہوں — میں بھی اپنی شاعری سنانا چاھتا ہوں —

دفوئیے توچٹیے (ھنستا ھے) : سناؤ بھئی سناؤ!

شالبموف : دلچسپ دوڑ ھے!

وروارا میخائلوونا : ولاس، کیا تمہارا سنانا ضروری ھے؟

زامیسلوف : اگر اس کی شاعری دلچسپ ھو تو ضرور سننا چاھئے —

ماریا لفوونا : لڑکے یہ نہ بھولنا —— ھمیشہ اپنی خودداری —

(سب کی آنکھیں ولاس کے جوش سے بھرے ہوئے چہرے پر گڑی ہوئی ھیں — خاموشی —)

ولاس : میں یہ بات کرنا چاھتا ہوں کہ شاعری سے لوگوں کے دماغ میں جھنجھناھٹ پیدا کرنا کتنا آسان ھے — (پرزور، صاف آواز میں پڑھتا ھے جس میں للکارتی ہوئی گونج ھے —)

چھوٹے چھوٹے جسم لوگ
بھٹک رھے ھیں زمیں پر
بھٹک رھے ھیں جستجو میں
ایسی جگہ کی جہاں چھپ سکیں
روشنی سے زندگی کی
سب چاھتے ھیں مسرت خریدنا
سستے داموں، ھو سکے تو مفت
عیش و آرام اور لطف و سکوں
گزرتے ھیں سب رھگزر سے
ھنستے ھیں مفلسوں پر
ان کے میلے لباس پر

چھوٹی چھوٹی فکر کے حقیر کیڑے
رینگتے ہیں دماغ میں ان کے
جھڑتے ہیں ہونٹوں سے باتوں کے پھول
خوبصورت پھول
دور ہو رہے ہیں ساحل سے زندگی کے
یہ حقیر لوگ، یہ کیڑے زمین کے...

(جب وہ اپنی نظم سنا چکتا ہے تو بےحس و حرکت کھڑا ہو جاتا ہے — باری باری سے شالیموف، رومین اور سوسلوف کو دیکھتا ہے — وقفہ — ہر شخص کچھہ بےتکاپن محسوس کرتا ہے — کالیریا کندھے جھٹکتی ہے — شالیموف سگریٹ سلگاتا ہے — سوسلوف بپھرا ہوا ہے — ماریا لفوونا اور ورروارا میخائلوونا ولاس کے پاس جاتی ہیں جیسے اس کے لئے ڈھال بننا چاہتی ہوں —)

دوداکوف (آہستہ اور صاف آواز میں) : بہت مناسب — بالکل موقع کی چیز ہے —
یولیا فلیپوونا : شاباش! ہاں مجھے اس قسم کی چیز جچتی ہے —
دفوئےتوچئے : ہاں، اسے کہتے ہیں منہ پر تھپڑ! میرے دل کے ٹکڑے!
کالیریا : بےرنگ اور زہریلا... آخر وہ ایسا کیوں بنتا جا رہا ہے؟

زامیسلوف : بالکل مزا نہیں آیا، کچھہ لطف نہیں آیا —
شالیموف : سرگئی، تمھیں پسند آئی؟
باسوف : مجھے؟ اف میں نہیں جانتا — ہاں بحر اور قافیوں میں جھول ہے — لیکن ایک مزاحیہ نظم کی حیثیت سے...
زامیسلوف : یہ بہت ہی گمبھیر نظم ہے بھئی —

یولیا فلیپوونا (شالیموف سے): بننے میں تمہارا جواب نہیں!
سوسلوف (تلخی سے): اچھا، سنو تم... حقیر کیڑے کا جواب، میں دیتا ہوں اس کا جواب... کیا کہتے ہیں — اس چیز کو کیا کہا جائے میں نہیں جانتا — لیکن ولاس میخائلووچ، میں تمہیں جواب نہیں دونگا — میں یہ جواب دونگا ماریا لفوونا کو جو اس کی جڑ ہے —
ولاس: کیا کہا؟ خبردار زبان سنبھال کر بات کرو —
ماریا لفوونا (وقار سے): مجھے؟ بہت عجیب... خیر کہو!
سوسلوف: عجیب، بالکل نہیں! میں جانتا ہوں، تم ہی اس شاعری کا سوتا ہو —
ولاس: بدلگامی نہ کرو!
یولیا فلیپوونا (آهستہ سے): اسے اور کچھہ کرنا آتا کب ہے!
سوسلوف: بیچ میں مت ٹپکو — مجھے ختم کرنے دو — میں اپنے ایک ایک لفظ کے لئے جوابدہ ہوں — ماریا لفوونا، تم اونچے اصولوں کی خاتون کہلاتی ہو — تم نے نہ‌جانے کس پراسرار مقصد کے لئے اپنی زندگی تج دی ہے — ممکن ہے یہ مقصد ایک مہان مقصد ہو بلکہ عہد آفریں ہو — میں کچھہ کہہ نہیں سکتا — لیکن معلوم ہوتا ہے کہ تم یہ سمجھتی ہو کہ تمہیں اپنی سرگرمیوں کی وجہ سے دوسروں کو نیچا سمجھنے کا حق ہے —
ماریا لفوونا (اطمینان سے): یہ سچ نہیں ہے —
سوسلوف: تم ہر شخص پر اپنا جادو چلانا چاہتی ہو — تم دوسروں کو سبق پڑھانا چاہتی ہو — یوں کرو یوں نہ کرو! تم نے اس لڑکے کو یہ پٹی پڑھائی کہ وہ دوسروں میں کیڑے نکالتا پھرے...
ولاس: تم کیا اناپ شناپ بک رہے ہو؟
سوسلوف (طیش میں): صبر کرو، لڑکے! میں نے تمہارا مذاق اور پھبتی بہت برداشت کی ہے — میں یہ کہنا چاہتا ہوں محترمہ ماریا لفوونا اگر تم سمجھتی ہو کہ ہم اس ڈھنگ سے نہیں جیتے

جس طرح جینا چاہئے تو اس کی وجہ ہے — ہم اپنے بچپن میں کافی بھوکوں مر چکے، بہت سے دکھ جھیل چکے — یہ بالکل سیدھی بات ہے کہ ہم بڑے ہوکر جی بھرکے کھائیں، پئیں، موج اڑائیں، ہم اپنے پیچھے جو بھوک اور مصیبتیں چھوڑ آئے ہیں، ہمیں ان کی کسر نکالنی ہے —

سالیموف (روکھائی سے): کیا میں پوچھ سکتا ہوں "ہم" سے کون مراد ہے؟

سوسلوف (اور زیادہ شدت سے): ہم سے؟ تم اور میں اور وہ، ہم سب — ہم ٹٹ پونجیوں کی اولاد ہیں، غریبوں کے جسم و جراغ — میں کہتا ہوں، ہم نے جوانی میں بہت فاقہ کیا ہے، بڑی مصیبتیں جھیلی ہیں — اب اس عمر کو پہنچ کر ہم کھانا پینا چاہتے ہیں، کچھ آرام کرنا چاہتے ہیں —— یہ ہے ہماری نفسیات! ماریا لفوونا یہ نفسیات تم کو جچتی نہیں — لیکن یہ قدرتی بات ہے — اور کوئی راستہ نہیں — ماریا لفوونا، انسانی فطرت ہمارے لئے سب سے پہلی چیز ہے — اس کے بعد بڑ بڑ بھڑ بھڑ، ملمع اور چمک دمک کی باری آتی ہے — اسی لئے ہم کہتے ہیں — ہمیں اپنے حال پر چھوڑ دو! کیا تم سمجھتی ہو کہ ہمیں رات دن برا بھلا کہہ کے، دوسروں سے ہمیں برا بھلا کہلوا کر، ہمیں بزدل اور آوارہ کے نام سے پکار کر، تم ہمارے دل میں سماج کا درد پیدا کر سکتی ہو؟ اف، نہیں — ہم میں سے ایک بھی...

دودا کوف: کتنی گھٹیا بات ہے! کیا تم اپنی بکواس کو چھوٹا نہیں کر سکتے؟

سوسلوف (اور زیادہ بھڑکتے ہوئے): ماریا لفوونا، رہا میں، سو کہے دیتا ہوں، میں کوئی بچہ نہیں ہوں — مجھے طوطے کی طرح رٹانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا — میں بچہ نہیں ہوں — میں ایک معمولی روسی ہوں —— ہاں معمولی روسی —— اور کچھ بھی نہیں —

میں یہی ہوں اور یہی رہنا چاہتا ہوں — اگر تم جاننا چاہتی ہو تو سنو، مجھے اپنا یہ رنگ ڈھنگ پسند ہے — تمہارے سارے وعظ اور پرچار، تمہارے تمام اونچے اونچے آدرشوں کے باوجود میں وہی رہنا چاہتا ہوں جو ہوں —

(وہ سر پر ٹوپی جماتا ہے اور تیزی سے اپنے مکان کی طرف چلا جاتا ہے — عام کھلبلی سی مچ جاتی ہے— زامیسلوف، باسوف اور سالیموف ایک دوسرے سے جوش میں بات کرتے ہوئے ایک طرف کو ہٹ جاتے ہیں — وروارا میخائلوونا اور ماریا لفوونا ایک ساتھ کھڑی رہتی ہیں — یولیا فلیپوونا، دفوئے نوحئے، دودا کوف اور اس کی بیوی کی ایک اور ٹولی بن جاتی ہے— ہیجانی بات چیت — کالیریا بجھی بجھی سی صنوبروں کے سائے میں کھڑی رہتی ہے — ریومن ٹہلتا رہتا ہے —)

ولاس (ایک طرف کو ہٹتا ہے اور سر پکڑ لیتا ہے) : خدا کی پناہ! آخر میں نے یہ سب کیوں کہا؟

(سونیا پاس جاتی ہے اور اس سے کچھ کہتی ہے —)

ماریا لفوونا : لگتا ہے اس پر ہسٹریا کا دورہ پڑ گیا ہے — صرف پاگل ہی اس قسم کی بکواس کر سکتا ہے —

ریومن (ماریا لفوونا سے) : دیکھ لیا نا؟ جدا لگتی کہو اور سچ کی کہاؤ —

وروارا میخائلوونا : کیسے افسوس کی بات ہے —

دفوئے نوحئے (یولیا فلیپوونا سے) : میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا، کچھ بھی نہیں —

یولیا فلیپوونا : ماریا لفوونا، بیچاری! بہت دل دکھ رہا ہے،
ایں؟

ماریا لفوونا : میرا دل؟ نہیں — اس نے اپنا دل دکھایا —

دفوئے بوچئے : کیا کہنے، خوب تماشا ہے! خوب تماشا ہے!

دودا کوف (اپنی بیوی سے) : ذرا ایک منٹ! (دفوئے بوچئے سے) پھوڑا جو بہت دنوں سے پک رہا تھا آج پھوٹ بہا — یہ پھپھولا ہے دل کا — یہ حادثہ ہم میں سے کسی کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے — (وہ اپنے جوش میں ہکلاتا ہے اور اپنی بات پوری نہیں کر پاتا —)

یولیا فلیپوونا : نکولائی پسرووچ...

زامسلوف (قریب آتا ہے) : سن؟ ہوش اڑ گئے؟

یولیا فلیپوونا : ہوش کیوں اڑنے بھلا — لیکن میں یہاں ٹھہرنا نہیں چاہتی — مجھے گھر لے چلو —

زامسلوف : حماقت، کیوں ہے نا حماقت؟ افسوس — میرے چیف نے ایسے خوشگوار تماشے کا انتظام کر رکھا تھا — سب کرکرا ہو گیا —

یولیا فلیپوونا : بس بس، بہت ہو گئے تماشے —

(چلے جاتے ہیں —)

سالیموف (کالریا کے پاس جاتے ہوئے) : کیوں پسند آیا یہ کھیل؟

کالریا : خوفناک! جیسے دلدل کی گہرائی سے کیچڑ کا طوفان جھپٹ پڑا ہو مجھ پر اور میرا گلا گھونٹے دے رہا ہو! گلا گھونٹے دے رہا ہو!..

(باسوف ولاس کے پاس جاتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے —)

ولاس: کیا چاہتے ہو.

باسوف (اس کو ایک طرف لے جاتے ہوئے): ایک بات سنو—

رومین (آپے سے باہر، وروارا میخائلوونا کے پاس جاتے ہوئے): وروارا میخائلوونا، غلاظت کے اس طوفان نے مجھے آ لیا— میری روح کو جھنجھوڑ دیا— میں جا رہا ہوں... خدا حافظ! میں تم کو صرف خدا حافظ کہنے آیا تھا— کتنا جی چاہتا تھا میرا کہ ہم ایک ساتھ—— ایک پرسکون شام بتاتے... میری آخری شام! میں ہمیشہ ہمیشہ کو جا رہا ہوں— خدا حافظ!

وروارا میخائلوونا (اس کی بات نہیں سنتی): جانتے ہو میں کیا سوچتی ہوں؟ شاید سوسلوف تم سب سے زیادہ ایمان دار ہے— ہاں میں سچ کہتی ہوں— اس نے اپنی بات کہی بڑے بھونڈے ڈھنگ سے لیکن جو کچھ اس نے کہا، ہے کڑوی سچائی— اور کسی میں اتنی ہمت نہیں جو کڑوی سچائی زبان پر لے آئے—

رومین (پیچھے ہٹتے ہوئے): بس؟ کیا یہی تمہارا خدا حافظ ہے؟ خدا کی پناہ! (وہ اسٹیج پر جنگل کی طرف چلا جاتا ہے—)

باسوف (ولاس سے): واہ میرے مٹی کے شیر، آج تو تم خوب چمکے! اب کیا ہوگا؟ تم نے میری بہن اور یاکوف کی، ہمارے لیکھک کی، اتنے مشہور لیکھک کی ہتک کی ہے— اور سوسلوف اور رومین کی بھی— تمہیں معافی مانگنی پڑیگی—

ولاس: کیا؟ معافی؟ ان سے؟

باسوف: اس میں اکڑنے کی کیا بات ہے— بس اتنا کہہ دو کہ تم مذاق کر رہے تھے اور مذاق ہی مذاق میں تم ذرا آگے بڑھ گئے— وہ تم کو معاف کر دینگے— وہ سب تمہارا مسخراپن خوب جانتے ہیں— وہ سب جانتے ہیں تم ذرا جھکی ہو—

ولاس (چیختا ہے): تم جاؤ جہنم میں! تم ہو جھکی— مسخرے، ہاں تم مسخرے ہو اور بس!

سونیا: اوئی اللہ! ذرا آہستہ!

وروارا میخائلوونا: ولاس تم کیا کہہ رہے ہو؟

ماریا لفوونا: ہم سب پاگل ہو گئے ہیں—

دفوئیے توچئیے: جاؤ ولاس، چلے جاؤ، لڑکے!

باسوف: اب تم بچ کر نہیں جا سکتے— اب کے تم نے میری ذلت کی ہے—

وروارا میخائلوونا: سرگئی، بس کرو! ولاس!

باسوف: مجھے مسخرا کہا— ابھی مزا چکھاتا ہوں—

ولاس: اپنی بہن کی عزت کا خیال ہے میرے دل میں ورنہ میں تو تمہیں...

وروارا میخائلوونا: ولاس! آگے ایک لفظ نہ نکالنا منہ سے!

(کالیریا آتی ہے—)

ساشا (وروارا میخائلوونا سے): کیا میں کھانا لگاؤں؟

وروارا میخائلوونا: جاؤ یہاں سے!

ساشا (آہستہ آہستہ دفوئیے توچئیے سے): کھانا لگا دیا جائے تو اچھا ہے— میز پر کھانا دیکھ کر مالک کا غصہ کافور ہو جائیگا—

دفوئیے توچئیے: بھاگ جا یہاں سے! ہش!

باسوف (ولاس سے): میں تم کو مزا چکھاؤنگا! (یکایک چیخنے لگتا ہے) کل کے چھوکرے!

کالیریا: سرگئی، عقل کے ناخن لو!

باسوف: کل کا چھوکرا، ہاں کل کا لونڈا ہے!

شالیموف (باسوف کا ہاتھ پکڑتا ہے اور اس کو مکان کے اندر لے جاتا ہے— ساشا ان کے پیچھے پیچھے بھاگتی ہے): چلو غصہ تھوک دو!

ماریا لفوونا: ولاس! یہ کیا کیا تم نے؟

ولاس: کیا میں ہی مجرم ہوں؟ میں؟
ساشا: صاحب کھانا لگاؤں؟
باسوف: دور ہو جا! میں کون ہوتا ہوں —– خود اپنے گھر میں... (اندر جاتا ہے —)
ماریا لفوونا (سونیا سے): اس کو اپنے گھر لے جاؤ— (ولاس سے) جاؤ ولاس!
ولاس: معاف کرو— اور تم بھی معاف کرو، میری بہن — یہ سب میرا قصور ہے — میری بیچاری بہن! اس جگہ کو چھوڑ دو— کہیں اور چلی جاؤ!
ورواراا میخائلوونا (آہستہ سے): کہاں جاؤں؟
دفوئیےتوچئیے: ہمارے ساتھہ چلو— کتنا اچھا ہوگا—

(اس کی بات کوئی نہیں سنتا — ٹھنڈی سانس لیتا ہے اور دھیرے دھیرے سوسلوف کے گھر کی طرف جاتا ہے —)

ماریا لفوونا: واریا تم بھی میرے گھر چلو—
ورواراا میخائلوونا: میں آؤنگی... ابھی نہیں — ولاس... میں آؤنگی...

(ورواراا میخائلوونا مکان کے اندر چلی جاتی ہے — ماریا لفوونا اس کے پیچھے پیچھے آتی ہے — ولاس اور سونیا جنگل میں جاتے ہیں — کالیریا ٹوٹے دل کے ساتھہ ڈگمگاتی ہوئی مکان کے اندر جاتی ہے —)

اولگا الکسئیونا: اف کیا تماشا ہوا ہے! اور بالکل بےسان گمان! کیریل، جانتے ہو یہ سب کیسے ہوا؟
دوداکوف: میں؟ اوہ خوب اچھی طرح — یہ تو ہونا ہی تھا — کبھی نہ کبھی تو ہمیں ایک دوسرے کی گردن پر جھپٹنا ہی تھا —

اولگا، اصل میں ولاس نے ہتھوڑا اٹھایا اور سیدھے سر پر دے مارا — لیکن اب تمہیں گھر جانا چاہئے —

اولگا الکسئی‌ونا : ذرا ٹھہرو — بڑا لطف آرہا ہے — شاید کچھہ اور گل کھلے —

دوداکوف : شرم کرو اولگا — دوسرے سچ مچ اب گھر جانے کا وقت ہو گیا ہے — بچے ہیں کہ چیخ چیخ کر ہلکان ہوئے جا رہے ہیں — والکا ماما پر کچھہ چیخا چلایا اور اب اس کے مزاج کا پارہ ہے کہ نیچے اترتا ہی نہیں — وہ کہتا ہے ماما نے اس کے کان کھینچے تھے — گویا ایک قیامت مچی ہوئی ہے — میں کب سے کہہ رہا ہوں تمہیں گھر جانا چاہئے —

اولگا الکسئی‌ونا : نہیں تم نے کب کہا — تم نے تو مجھہ سے کچھہ بھی نہیں کہا —

دوداکوف : میں نے کہا تھا — یاد نہیں، جب ہم وہاں کھڑے تھے اور تم مجھہ سے باسوف کے بارے میں کچھہ کہہ رہی تھیں —

اولگا الکسئی‌ونا : بالکل نہیں — تم نے ایک لفظ نہیں کہا !

دوداکوف : میری سمجھہ میں نہیں آتا تم مجھہ سے جھک کیوں کر رہی ہو — مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے تم سے کہا گھر جاؤ —

اولگا الکسئی‌ونا : نہیں تم نے ایسا نہیں کہا ہوگا — صرف بچوں اور نوکروں سے کہا جاتا ہے : جاؤ گھر جاؤ —

دوداکوف : اولگا، تم کیسی الٹی کھوپڑی کی عورت ہو!

اولگا الکسئی‌ونا : کیریل! تم کو شرم نہیں آتی؟ تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم مجھہ پر لال پیلے نہیں ہوا کروگے!

دوداکوف (اس سے دور ہٹتے ہوئے) : اف بھئی! کتنی احمقانہ حرکت ہے! اسے کہتے ہیں تریاہٹ!

اولگا الکسئی‌ونا (اس کے پیچھے پیچھے) : احمقانہ، احمقانہ کہا تم نے؟ تریاھٹ؟ (روھانسی ھوکر) اللہ سمجھے تم سے!

(دونوں جنگل میں غائب ھو جاتے ھیں — چند لمحے
کو اسٹیج خالی رھتا ھے — اندھیرا گہرا ھو جاتا ھے —
باسوف اور شالیموف برآمدے میں نکل کر آتے ھیں —)

شالیموف (باسوف سے) : ارے میرے یار، آدمی کو تھوڑا سا تو فلسفی ضرور ھونا چاھئے — بات بےبات چٹخنے سے ھاتھہ کیا آتا ھے — یہ تو بڑی بیوقوفی ھے —

باسوف : گلی کا چھوکرا! اٹھائی گیرا! اچھا بتاؤ، تم خفا تو نہیں ھوئے ایں؟

شالیموف : ارے آئے دن اخباروں میں، اخباروں میں کیا کاغذ کے چیتھڑوں میں کہو، ادھہ کچرے شاعروں کی ایسی ھی گھٹیا چیزیں دیکھنے میں آتی ھیں — لیکن کوئی ان کو پھوٹی آنکھوں دیکھتا بھی نہیں —

(دونوں برآمدے سے اترتے ھیں اور صنوبروں کے سائے میں
کھڑے ھو جاتے ھیں — سوسلوف تیزی سے ان کے پاس
جاتا ھے —)

سوسلوف : سرگئی واسیلی‌وچ، میں اس لئے آیا ھوں کہ... بات یہ ھے کہ مجھے تم سے معافی مانگنی چاھئے... (شالیموف سے) اور آپ سے بھی — لیکن کیا کروں، صبر کا پیمانہ چھلک گیا — اس عورت اور اس کے ڈھب کے لوگوں کو دیکھہ کر میرا خون کھول جاتا ھے — میں اس کی صورت نہیں دیکھہ سکتا، میں اس کے بولنے کا انداز برداشت نہیں کر سکتا — وہ مجھے ایک آنکھہ نہیں بھاتی —

باسوف: میرے دوست، میں تمہاری بات خوب سمجھتا ہوں — خوب سمجھتا ہوں — آدمی کو نرمی اور مصلحت سے کام لینا چاہئے —

شالیموف (روکھائی سے): تم ذرا حد سے آگے نکل گئے!

باسوف (جلدی سے): اس میں کیا رکھا ہے؟ میں تو اس کے ایک ایک لفظ کے ساتھ ہوں — میں ہوتا اس کی جگہ تو اس سے کہتا...

سوسلوف: بات یہ ہے کہ تمام کی تمام عورتیں ایکٹرس ہوتی ہیں — روسی عورتیں — زیادہ تر ٹریجڈی رول ادا کرتی رہتی ہیں — ان کو ہیروئن بننے میں بڑا مزا آتا ہے —

باسوف: ہونہہ — عورتیں — عورتوں سے نباہ کرنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے —

(وروارا میخائلوونا اور ماریا لووونا برآمدے میں آتی ہیں —)

سالیموف: یہ سب ہمارا ہی کیا دھرا ہے — ہمیں یہ سوچ لینا چاہئے کہ عورتوں کا ضمیر ہی نیچے درجے کا ہے —

باسوف (جیسے کسی اور کے خیال کا اظہار کر رہا ہے): بالکل ٹھیک — دوست ٹھیک کہتے ہو — عورت اب تک ترقی کے رستے پر ہم سے بہت پیچھے ہے — اگر عورت کو دلدار رکھنا ہے تو ہمیں اس کے ساتھ نرمی اور لطف سے پیش آنا چاہئے — سلوک نازک اور لطیف ہو، مگر اس نزاکت اور لطف میں اپنی سچی ہو، حسین اور لطف عظیم!

(دائیں طرف جنگل سے گولی چلنے کی آواز آتی ہے — کوئی اس کی طرف دھیان نہیں دیتا —)

سوسلوف: نہیں، ان کا بس ایک ہی علاج ہے — ادھر خالی ہوں

اور ادھر بیج ڈال دو کوکھہ میں — ہاں تب ہی ہم ان کو قابو میں رکھہ سکتے ہیں —

ورارا میخائلوونا (آہستہ سے مگر شدت کے ساتھہ): اف کتنی گھناؤنی بات ہے!

ماریا لفوونا: خدا کی پناہ! یہاں کیسی سڑاند بسی ہوئی ہے جیسے یہ کوئی مرگھٹ ہو— چلی آؤ واریا، چلی آؤ!

(سوسلوف کھسک جاتا ہے اور منہ پر ہاتھہ رکھہ کر کھانستا ہے —)

باسوف (اپنی بیوی کے پاس جلدی سے جاتا ہے): چھوڑو پیوتر، تم تو حد سے نکلے جا رہے ہو— یہ بڑی گھٹیا بات ہے!

ورارا میخائلوونا (شالیموف سے): آپ! آپ!

شالیموف (ٹوپی اتارتے ہوئے اور کندھوں کو جھٹکاتے ہوئے): میں، دیکھہ ہی رہی ہو—

ماریا لفوونا: جلدی سے چلی آؤ، واریا — بس آ بھی جاؤ—

(کھینچ کر اپنے ساتھہ لے جاتی ہے— باسوف پریشان نظروں سے ان کو جاتے ہوئے گھورتا رہتا ہے —)

باسوف: لعنت ہو — انہوں نے سب کچھہ سن لیا ہوگا —

شالیموف (آہستہ سے ہنستا ہے): تم بھی خوب دوست نکلے!

باسوف (دکھی اور پریشان): نہ جانے اس کے سر پر کون سا بھوت سوار ہے! زہریلا جانور! ایسی بات اتنی بےپروائی سے تھوڑے ہی کہی جاتی ہے—

شالیموف (رکھائی سے): میں کل جا رہا ہوں— یہاں بڑی سیلن اور ٹھنڈک ہونے لگی ہے— آؤ اندر چلیں —

باسوف (منہ بگاڑ کر) : وہاں دیکھہ لینا میری بہن آنسوؤں کا دریا بہا رہی ہوگی —

(دونوں اندر جاتے ہیں — ہر طرف خاموشی ہے — پوستوبائکا اور کروپیلکن مکان کے پچھواڑے سے آتے ہیں — دونوں گرم کپڑے پہنے ہوئے ہیں، ان کے ہاتھوں میں ٹٹیری اور سیٹی ہے — سوسلوف کے گھر سے کسی کے پیانو بجانے کی آواز آتی ہے — پھر یولیا فلیپوونا اور زامیسلوف کے دوگانا گانے کی آواز آتی ہے : "سانجھہ بھئی اور سائے چھائے، رات نے لی اٹھہ کر انگڑائی...")

پوستوبائکا : تم اس راستے پر چلتے پھرتے نظر آؤ اور میں ادھر جاتا ہوں — اور پھر ہم باورچی خانے چل کر استیپانیدا کے ساتھہ چائے اڑائینگے —

کروپیلکن : جان پڑتا ہے ہم ذرا جلدی نکل آئے — ابھی تو کوئی سویا بھی نہیں —

پوستوبائکا : ذرا صورت دکھا دی اور بس چھٹی — اماں چلتے ہو جاؤ —

کروپیلکن (بائیں طرف جاتے ہوئے) : ہے بھگوان! جا رہا ہوں، لو میں چل دیا!

پوستوبائکا : سور، سارا کوڑا، جھوٹا یہیں بکھیر دیتے ہیں — یہ بنگلے والے... پکنک منانے والوں کی طرح گرمیوں میں آتے ہیں، کوڑا کباڑ کا ڈھیر لگاتے ہیں اور اپنی راہ لیتے ہیں — اور ہمیں ان کی ساری گندگی صاف کرنی پڑتی ہے، ہٹانی پڑتی ہے —

(جھلاھٹ میں وہ ٹٹیری بجاتا ھے اور زیادہ شور مچاتا ھے — کروپیلکن جواب میں سیٹی بجاتا ھے — پوستوبائکا باھر نکلتا ھے — کالیریا مکان سے نکلتی ھے اور صنوبروں کے سائے میں بیٹھہ جاتی ھے، بالکل اداس اور غم‌زدہ — وہ نغمے کی دھن پر گنگناتی ھے اور سر ھلاتی ھے — دائیں طرف جنگل سے پوستوبائکا کی آواز آتی ھے —)

پوستوبائکا (دھشت بھری آواز سے): کون ھو تم؟ کیا؟ ھے بھگوان!

(کالیریا خوف زدہ ھوکر سنتی ھے —)

پوستوبائکا (رومین کو سہارا دیتے ھوئے لاتا ھے): یہیں جانا چاھتے تھے بابو جی؟ یہی ھے باسوف کا گھر —

کالیریا: سرگئی! سرگئی!

رومین: ڈاکٹر! ڈاکٹر کو بلاؤ!

کالیریا: پاول سرگئیوچ! تم؟ کیا ھوا؟ اس کو کیا ھوا؟

پوستوبائکا: میں جا رھا تھا اپنے راستے پر، کیا دیکھتا ھوں کہ کوئی میری طرف رینگتا ھوا آرھا ھے — یہی بابو جی — کہنے لگے گھائل ھوں —

کالیریا: گھائل؟ سرگئی، ماریا لفوونا کو بلاؤ! اس کو ڈاکٹر چاھئے، جلدی!

باسوف (باھر کی طرف دوڑتے ھوئے): کیا قصہ ھے؟ کیا ھوا؟

رومین: مجھے معاف کرو —

کالیریا: کس نے گھائل کیا تم کو؟

پوستوبائکا (بڑبڑاتا ھے): یہاں کون کرتا کسی کو گھائل؟ کوئی نہیں — اپنا کیا دھرا ھے سارا — لو یہ رھا ھتھیار —

(گریبان سے ایک ریوالور نکالتا ہے اور خاموشی سے اس کا جائزہ لیتا ہے —)

باسوف: تم؟ میں سمجھا راسسلوف ہوگا — میں سمجھا کہ پیوتر نے اس کو... (بھاگتا اور چلاتا ہے) ماریا لفوونا!

سالیموف (کمبل میں لپٹا ہوا): کیا، کون؟ کیا ہوا؟

کالریا: بہت درد ہو رہا ہے؟

رومن: مجھے شرم آ رہی ہے — میں شرم سے مرا جا رہا ہوں —

شالیموف: شاید کوئی خطرے کی بات نہ ہو؟

رومن: مجھے یہاں سے ہٹاؤ، لے چلو یہاں سے — میں اس کو اپنی صورت دکھانا نہیں چاہتا — خدا کے لئے لے چلو مجھے یہاں سے لے چلو —

کالریا (سالیموف سے): جائیے، کسی کو بلائیے — وہاں کھڑے کیا کر رہے ہیں؟

(سالیموف سوسلوف کے گھر کی طرف نکل جاتا ہے — لوگوں کے دوڑنے کی آواز اور گھراہٹ بھری چیخیں سنائی دیتی ہیں — ماریا لفوونا، ورواراا میخائلوونا، سونیا اور ولاس اندر آتے ہیں —)

ماریا لفوونا: تم، سونیا ذرا میری مدد کرنا — ذرا اس کی جیکٹ اتارو — بس، بس گھبراؤ مت —

ورواراا میخائلوونا: پاول سرگئیوچ...

رومن: معاف کرو — مجھے فوراً اپنا قصہ پاک کرنا چاہئے تھا — لیکن جب آدمی کا دل بہت چھوٹا ہو اور وہ لوٹن کبوتر سا ہوا ہو تو نشانہ باندھنا آسان نہیں —

ورواراا میخائلوونا: لیکن کیوں، آخر کیوں؟

کالیریا (رومن سے پاگل کی طرح چیختے ہوئے): کتنے بے درد

ھو تم! (اپنے آپ کو سنبھالتے ھوئے) لیکن یہ میں کیا کہہ رھی ھوں؟ مجھے معاف کرو —

ولاس (کالیریا سے): جاؤ، یہاں سے چلی جاؤ — تمہیں ایسا منظر نہیں دیکھنا چاھئے — جاؤ —

(وہ صنوبروں کی طرف چلی جاتی ھے — دفوئے توچئے، ننگے سر، ویسٹ کوٹ پہنے اور اوپر سے اوورکوٹ کندھوں پر لٹکائے ھوئے بھاگتا ھوا سوسلوف کے ساتھہ آتا ھے — ان کے پیچھے پیچھے زامیسلوف، یولیا فلیپوونا، دوداکوف آتے ھیں، دوداکوف اوٹ پٹانگ سے کپڑوں میں ھے — تیور بگڑے ھوئے ھیں — اولگا الکسئی‌ونا سراسیمہ اور بدحواس ھے —)

ماریا لفوونا: یہ رھا گھاؤ، خطرناک زخم نہیں ھے —

رومین: لوگ آ رھے ھیں — وروارا میخائلوونا، لاؤ اپنا ھاتھہ دو —

وروارا میخائلوونا: مگر کیوں؟

رومین: میں تم سے محبت کرتا ھوں — میں تمہارے بغیر جی نہیں سکتا!

ولاس (دانت بھینچ کر): تم اور تمہاری محبت دونوں جاؤ جہنم میں!

کالیریا (ذرا بلند سرگوشی میں): تم ایسی بات کہنے کی ھمت کیسے کر سکتے ھو! آخر ایک ایسے آدمی کو آخری ٹھوکر کیوں لگاؤ جس کی جان آنکھوں میں اٹکی ھوئی ھو —

ماریا لفوونا (وروارا میخائلوونا سے): چلی جاؤ — (رومین سے) تمہیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں — یونہی سا گھاؤ ھے — لو ایک اور ڈاکٹر آ گئے —

دوداکوف: کیا قصہ ھے بھئی؟ گولی کا زخم؟ کندھے میں؟

آخر کدھے مس کیوں گولی ماری؟ اگر آدمی سچ مچ اپنا صفایا کرنا چاھتا ھے تو بائیں طرف سینے پر یا کنپٹی میں گولی مارتا ھے —

ماریا لفوونا: کرنیل اکسمووچ، ذرا سوچو کیا کہہ رہے ہو؟

دوداکوف: بالکل ٹھیک... معاف کرنا — کیا مرہم پٹی ہو گئی؟ بہت خوب — چلو اس کو اندر لے چلو —

باسوف: ہمارے گھر میں، کیوں واریا اپنے گھر میں؟

ریومن: مجھے اٹھاؤ مت — میں چل سکتا ہوں —

دوداکوف: اچھا؟ چل سکتے ہو؟ بہت اچھے —

ریومین (باسوف اور سوسلوف کے سہارے ڈگمگاتے ہوئے چلتا ہے): میں نے اپنی زندگی کے پرخچے اڑا دئیے اور عزت سے مر بھی نہ سکا — میں سراپا غم ہوں —

(وہ اس کو گھر کے اندر لے جاتے ہیں — دوداکوف ان کے ساتھ جاتا ہے —)

یولیا فلیپوونا: وہ ٹھیک کہتا ہے —

زامیسلوف (رنج سے): کیسا المناک تماشا ہے!

پوستوبائکا (دوئیے توچئے سے): میں نے دیکھا بابو جی کو —

دوئیے توچئے: بہت اچھا کیا — بہت اچھے!

پوستوبائکا: مجھے کچھ بخشش تو دلواؤ بابو جی —

دوئیے توچئے (ملامت کے انداز میں): ارے بڑا گستاخ ہے تو! (اس کو پیسے دیتا ہے —)

پوستوبائکا: شکریہ —

کالیریا (ورواراا میخائلوونا سے): کیا وہ مر جائیگا؟ مرنا تو مجھے چاہئیے تھا، کیوں واریا؟

ورواراا میخائلوونا: بس — ایسی باتیں منہ سے نہیں نکالتے — (چیخ چیخ کر) اف ہم کیسے گھناؤنے جانور ہیں — کیوں، اف کیوں؟

شالیموف (ماریا لفوونا سے) : کیا زخم خطرناک ہے؟
ماریا لفوونا : نہیں —
شالیموف : بہت برا ہوا — ورورارا میخائلوونا، مجھے اجازت دو کہ...
ورورارا میخائلوونا (چونکتے ہوئے) : کیا؟
شالیموف : چند منٹ پہلے تم نے مجھے کہتے سنا کہ...

(باسوف، سوسلوف اور دوداکوف آتے ہیں —)

باسوف : ہم نے اس کو بستر پر لٹا دیا —
ورورارا میخائلوونا : مجھے چھوڑ دو اپنے حال پر! مجھے تم پر ذرا اعتبار نہیں — میں تمہاری صفائی سننا نہیں چاہتی — میں دل سے پورے دل سے تم سب سے نفرت کرتی ہوں! تم سب ذلیل، گھٹیا، گھناؤنا فریب ہو!
ولاس : بہن رک جاؤ — مجھے کہنے دو — میں جانتا ہوں کیا ہیں یہ — یہ سب بہروپیئے ہیں — اب میں زندگی بھر ان کے چہرے سے نقاب نوچتا رہونگا، ان کے لباس تار تار کرتا رہونگا جو وہ اپنے جھوٹ، اپنے گھٹیاپن، اپنی بےحسی اور گھناؤنے خیالوں کو چھپانے کے لئے پہنتے ہیں!

(شالیموف کندھے جھٹکتا ہے اور ایک طرف ہٹ جاتا ہے —)

ماریا لفوونا : بس بس بند کرو — اس سے کوئی بھلا نہ ہوگا —
ورورارا میخائلوونا : نہیں پھٹنے دو ان کے کان کے پردے — میں نے ان کو کھری کھری سنانے کا حق حاصل کرنے کے لئے بڑی قیمت ادا کی ہے — انہوں نے میری روح کو مسخ کر دیا ہے اور میری زندگی برباد کر دی ہے — کیا میں پہلے ایسی ہی تھی؟ اب کسی چیز

پر میرا ایمان نہیں رہا — کسی چیز پر نہیں — اب مجھ میں ذرا سکت نہیں رہی — کاھے کو، کس چیز کے لئے جیوں؟ کیا میں پہلے ایسی ہی تھی؟ انہوں نے مجھے کیا سے کیا بنا دیا —

یولیا فلیپوونا (انتہائی صدمے کے ساتھ): میں بھی یہی کہتی ہوں! یہی میں بھی کہہ سکتی ہوں —

اولگا الکسئیونا (اپنے شوہر سے): ذرا واریا کو دیکھنا — ذرا اس کے چہرے کو دیکھو — کیا تم نے کبھی اس سے زیادہ بپھری ہوئی عورت دیکھی ہے؟

(دوداکوف اپنی بیوی کو ہاتھ سے دور ہٹاتا ہے —)

باسوف: واریا بس — کیا یہ سب ہونا ضروری ہے؟ کوئی قیامت تو نہیں آئی — رومین نے ایک حماقت کر دی سو کردی — لیکن کیا اس پر؟..

وروارا میخائلوونا: تم میرے پاس نہ پھٹکو سرگئی!

باسوف: لیکن میری جان...

وروارا میخائلوونا: میں کبھی بھی تمہاری جان نہ تھی اور نہ تم میری — ہم ایک دوسرے کے لئے میاں بیوی کے سوا کبھی کچھ نہیں رہے — اب میرا تمہارا کچھ ناتا نہیں رہا — میں جا رہی ہوں —

باسوف: کہاں؟ واریا، شرم کرو! سب کے سامنے! یوں بھرے بازار میں!

(اسٹیج پر دور سوسلوف بےحس و حرکت کھڑا ہے —)

وروارا میخائلوونا: یہاں انسان نہیں...

ماریا لفوونا: واریا چلی آؤ، چلو...

یولیا فلیپوونا: اس کو مت روکو — اس کے دل کی دل میں نہ رہے —

دفوئیے توچیے (تلخی سے) : بھلے لوگو، تم نے کیا کیا، میرا دل پریشان ہو گیا —

کالیریا (ماریا لفوونا سے) : کیا بات ہے؟ کیا قصہ ہے؟

ماریا لفوونا : صبر کرو — ذرا میری مدد کرو — میں اسے یہاں سے لے جاؤں —

وروارا میخائلوونا : ہاں میں جا رہی ہوں... دور بہت دور... یہاں سے جہاں ہر چیز سڑی ہوئی اور گھناؤنی ہے — ان لوگوں سے میں دور جا رہی ہوں، جو ہاتھہ پر ہاتھہ دھرے بیٹھے رہتے ہیں — میں جینا چاہتی ہوں — میں جیونگی! میں زندہ رہونگی اور تمہاری دھجیاں اڑاؤں گی — (ان سب کو دیکھتی ہے اور بےبسی میں چلاتی ہے) کاش تم پر آسمان سے بجلیاں گریں اور تمہیں جلا کر راکھہ کر دیں!

ولاس : آؤ بہن — چھوڑو — بہت کہہ لیا تم نے — (اس کو لے کر چلا جاتا ہے —)

باسوف (شالیموف سے) : کتنی خوفناک بات ہے! کیوں تم میری مدد کیوں نہیں کرتے؟ کچھہ کرنا چاہئیے! ایں؟

شالیموف (طنز سے) : اس کو ایک گلاس ٹھنڈا پانی دو — اور کر بھی کیا سکتے ہو بتاؤ —

یولیا فلیپوونا (وروارا میخائلوونا کے پاس جاتے ہوئے) : کاش میں بھی اس جنجال سے نکل سکتی!

باسوف : واریا! کہاں جا رہی ہو؟ ماریا لفوونا، مجھے تم سے ایسی امید نہ تھی — تم ڈاکٹر ہو — کچھہ کرو، کوئی دوا دو واریا کو کہ اس کے دل کو قرار آئے —

ماریا لفوونا : مجھہ سے بات نہ کرو!

دفوئیے توچیے (باسوف سے) : ج ج! بےدرد معصوم!

(وہ وروارا میخائلوونا اور ولاس کے پیچھے پیچھے دائیں طرف جنگل میں چلا جاتا ہے —)

کالیریا (سسکتے ہوئے) : اور میں؟ میرا کیا ہوگا؟
سونیا (پاس جاتے ہوئے) : ہمارے گھر چلو — (اس کو لےجاتی ہے —)
یولیا فلیپوونا (گمبھیر سکون کے ساتھہ) : اچھا تو پیوتر ایوانووچ ہم اسی طرح گزر بسر کرتے رہیں جیسے کرتے رہے ہیں —

(سوسلوف دانت نکالتا ہے اور اس کے پیچھے پیچھے چلا جاتا ہے —)

باسوف : کیا ہو رہا ہے؟ یکایک سب کے دماغ کی چولیں ہل گئیں! رومین سے بڑا گدھا ہوگا کوئی اس دنیا میں؟ ذرا سی رگیں کیا ڈھیلی پڑیں کہ... یاکوف آخر تم خاموش کیوں ہو؟ تم ہنس کیوں رہے ہو؟ کیا تم سمجھتے ہو یہ سب آنی جانی ہے؟ یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ... بس یوں... دھائیں! اور سب کچھہ ٹوٹ پھوٹ کر، ریزہ ریزہ ہو کر رہ گیا — اب کیا ہوگا؟ اب ہم کیا کریں؟
شالیموف : ذرا دھیرج رکھو، میرے یار — یہ سب کچھہ نہیں — وقتی جنون ہے — باتوں کی پھلجھڑی، آتش بازی... بس اور کچھہ بھی نہیں —

(باسوف کا ھاتھہ پکڑتا ہے اور اس کو مکان کے اندر لے جاتا ہے — دوداکوف پیچھے ھاتھہ باندھے ہوئے مکان سے نکلتا ہے اور آھستہ آھستہ دائیں طرف چلا جاتا ہے جہاں درختوں کے سائے میں اس کی بیوی انتظار کر رہی ہے —)

باسوف : لعنت ہے!

شالیموف (مذاق اڑاتے ہوئے) : آؤ — آؤ — تم نے دیکھا نہیں — سوسلوف میاں بیوی نے آخر اپنے ڈھرے پر چلتے رہنے کا فیصلہ کر لیا نا؟ ہمیں بھی مزے میں یہی کرنا چاہئے —

اولگا الکسئی‌ونا : کیریل، کیا وہ مر جائیگا؟

دوداکوف (تیوریاں چڑھا کر) : ارے مریں اس کے دشمن! آؤ چلو — کوئی بھی نہیں مریگا —

(وہ جنگل میں چلے جاتے ہیں —)

شالیموف : میرے یار، ان باتوں میں دھرا کیا ہے — سب بیکار ہے — لوگ اور یہ باتیں، سب! لاؤ مجھے ایک جام دو شراب کا — ہر چیز بے معنی ہے — فضول! (پیتا ہے — جنگل سے دیر تک چوکیدار کی سیٹی کی آواز آتی رہتی ہے —)

پردہ

بڈّھا

کردار

ایوان واسیلی‌وچ مستاکوف، ۴۰ — ۴۵ برس، سوداگر —
پاول، ۲۰ — ۲۲ برس، اس کا سوتیلا بیٹا —
تانیا، ۱۷ — ۱۹ برس، اس کی سوتیلی بیٹی —
زخاروونا ، ۶۰ برس، بوڑھی ملازمہ، جس نے ان بچوں کو پال پوس کر جوان کیا ہے —
استیپانچ، ۵۰ برس، چوکیدار —
سوفیا مارکوونا، ۳۰ — ۳۵ برس، فوجی کرنل کی بیوہ —
خاریتونوف، ۴۵ — ۵۰ برس، سوداگر —
یاکوف، ۲۵ برس، اس کا بھتیجا —
ایک راج مزدور —
ایک بڈھا ۶۰ — ۶۵ برس —
ایک جوان لڑکی —

پہلا ایکٹ

پس منظر میں اینٹوں کا ایک سہ منزلہ مکان زیرتعمیر نظر آتا ہے — سامنے چونے گارے کے پیپے، تختوں کے انبار، مکان کی تعمیر کا سامان رکھا ہے — درختوں کا ایک جھنڈ جن کی شاخیں ٹوٹی ہوئی ہیں — درختوں کے نیچے ایک بنچ پڑا ہے — اسٹیج کے بائیں طرف ایک پھاٹک ہے جو ایک باغ میں کھلتا ہے — پھاٹک کے پاس ایک جھونپڑا ہے جس کے دروازے پر ایک دوسرا بنچ پڑا ہوا ہے — اسٹیج کے دائیں طرف — درخت اور جھاڑیاں —

گرمیوں کا زمانہ ہے، اتوار کا دن اور دوپہر کا وقت — نئی عمارت کے سامنے راج مزدوروں کی ایک ٹولی کھڑی ہے — مستاکوف جو سیاہ بالوں والا ہٹا کٹا آدمی ہے اور جس کی داڑھی اور مونچھوں میں سفید تار نظر آنے لگے ہیں، ان سے خطاب کر رہا ہے — باغ کے پھاٹک پر: خاریتونوف سرخ بالوں والا اور بیقرار آدمی، یاکوف اس کا بنا ٹھنا بھتیجا — پاول خفا خفا سا، گھامڑ نوجوان، تانیا، جدید ترین فیشن کے بھڑکدار لباس میں — زخارووتا اور استیپانچ —

خارسونوف (مزدوروں سے) : خاموش ھوجاؤ، اے گنوارو!

مستاکوف (اس کو ملامت بھری نظر سے دیکھتے ھوئے) : بس ایک منٹ یا کم — اچھا، لوگو، خدا کا شکر ھے، چلو ایک بڑا بار ھوا، اب ھم سوموار کو نیا کام شروع کرینگے — تم نے ایمانداری سے ڈٹ کر کام کیا — خون بسینہ ایک کیا، تمہارا جیسا شکریہ ادا کیا جائے کم ھے — لوگو، میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ھوں —

خاریتونوف (پاول سے) : اس کی باتوں میں کوئی جان نہیں — اگر اس وقت میں ان کا شکریہ ادا کرتا تو دیکھیے!

مستاکوف : بتاؤ، مجھہ سے تمہیں کوئی شکائت تو نہیں؟

راج مزدور: اوہ، نہیں — ھم تمہارا شکریہ ادا کرتے ھیں — کوئی شکائت نہیں —

مستاکوف : بہت اچھا — تم لوگوں نے صرف میری خاطر کام نہیں کیا ھے — تم نے یہ کام اپنے لئے بھی کیا ھے — تمہارے بچے اور پوتے پوتیاں اس اسکول میں پڑھینگے — آنے والی نسلیں تمہاری محنت کا پھل چکھینگی —

خاریتونوف (یاکوف سے) : یہ سب کرنل کی بیوہ کی دین ھے — اسی نے یہ ساری باتیں اس کے دماغ میں ٹھونسی ھیں —

یاکوف : اوھو ھو!

یانا : چپ بھی رھو — مجھے سننے دو!

مستاکوف : سچی بات تو یہ ھے کہ کام کی قیمت روپے سے زیادہ ھے — میں خود سدھارن لوگوں میں سے ابھرا ھوں اور تمام کاموں کی قدر کرتا ھوں — (رک رک کر بولتا ھے، اور جیسے جیسے آگے بڑھتا جاتا ھے اس کی لڑکھڑاھٹ اور جھجک بڑھتی جاتی ھے —)

خاریتونوف : آخر یہ اپنی لن ترانی ختم کیوں نہیں کرتا؟ بہرحال لوگوں کے پلے تو کچھہ پڑیگا نہیں کہ آخر وہ کیا بک رھا ھے —

مستاکوف: اچھا تو اب یہ ٹکنیکل اسکول بن کر تیار ہو گیا — خدا کرے کہ ہمارے بچوں کی زندگی ہماری زندگی سے زیادہ اچھی ہو، وہ ہم سے زیادہ خوشی دیکھیں — چاہے تم جو کہو، خوش نصیبوں کو بدنصیبوں سے زیادہ خدا کا آسرا چاہئے —

خاریتونوف: یہ سب کرنل کی بیوہ کی پڑھائی ہوئی پٹی ہے —

تانیا: خدا کے لئے بک بک بند کرو!

زخاروونا: ہے ہے، میری جان کیا کہا!

مستاکوف: اب جاؤ، کھاؤ، پیو —— ہماری بھرپور کامیابی کا جام چڑھاؤ — تم نے کام ختم کیا — ہماری طرف سے مبارکباد!

راج مزدور (ایک ساتھه جوش و خروش سے): بہت بہت شکریہ ایوان واسیلیوچ! بہت بہت شکریہ! آؤ یارو، چلو! مالک، شکریہ مالک!

مستاکوف: تم سب کو تین تین روبل زیادہ ملینگے — ہم اس طرح تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں —

راج مزدور (اور زیادہ جوش کے ساتھه): سنا؟.. ہزار ہزار شکریہ!.. اچھا چلو یارو... ہاں ایک منٹ... بہت بہت شکریہ!

بڈھا راج: ٹھہرو! ذرا چپ ہو جاؤ لوگو! ایوان واسیلیوچ، میں بھی ایک دو باتیں کہنا چاہتا ہوں — تمہاری بڑی مہربانی ہے —— تم ہمیں کھانا کھلا رہے ہو — کوئی دوسرا ہوتا تو ہم سب کو ایک ایک روبل تھماتا اور دھتا بتا دیتا — مگر تم ویسے نہیں ہو — تم ہر کام اپنے نرالے ڈھنگ سے، زیادہ اچھے ڈھنگ سے کرتے ہو — بہت سے لوگ دوسرے سے الگ اپنی ڈگر چنتے ہیں تو اکثر منہ کے بل گرپڑتے ہیں — ایسے مالک کا کام کرکے جی نہال ہو جاتا ہے — اگر ہر آدمی تمہاری طرح ہوتا تو ہمارے دلوں میں اتنا میل نہ ہوتا — لوگ کبھی کبھار ذرا خوش ہونا، ناچنا، کودنا، ہنسنا، بولنا چاہتے ہیں — ہمارا جی بھی خوش ہے ایوان واسیلیوچ اور ہم شکریہ ادا

کرتے ہیں، تمہارے آگے سر جھکاتے ہیں — یارو، مالک کے سامنے جھکو! (وہ بہت زیادہ جھک جاتا ہے — راج مزدور بولتے ہیں: ''سکریہ مالک!،، ''الله کرے تم جس کام میں بھی ہاتھ ڈالو منہ مانگی مراد پاؤ!،، ''بہت بہت سکریہ!،، ایک مدقوق سا نوجوان اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑتا ہے اور سجدہ کرتا ہے — اس کے انداز سے ظاہر ہے کہ وہ مذاق اڑا رہا ہے —)

تانیا (مسکراتی ہے): کیسی بیوقوفی ہے!

خارسونوف: بدمعاش!

مستاکوف: لڑکے، یہ اچھی بات نہیں — لوگو، اب جاؤ — نکیتا سیمونوف، اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو زخاروونا سے مانگ لینا —

راج مزدور: سکریہ، اب آپ ہماری خاطر پریشان نہ ہوں —

(راج مزدور باہر جاتے ہیں — ان کے پیچھے خارسونوف، داول، یاکوف اور زخاروونا جاتے ہیں — تانیا میز پر جوتا رکھ کر فیتہ باندھنے لگتی ہے —)

خاریتونوف (نوجوانوں سے): آؤ ہم ذرا ان کے بدبدے پن کا تماشا دیکھیں —

مستاکوف (بڈھے راج سے): میں خاص طور پر تمہارا شکر گزار ہوں —

راج مزدور: نہیں اس کی کیا ضرورت ہے —

مستاکوف: تم دانت کیوں نکال رہے ہو؟

راج مزدور: آپ کو دیکھ کر دل کی کلی چٹکنے لگتی ہے — ان آنکھوں نے بہتیرے لوگ دیکھے ہیں لیکن آپ کے آگے سب ماند ہیں —

مستاکوف: چلو چلو، کھانے میں تم پچھڑ جاؤگے —

راج مزدور: آپ ہمیشہ کچھه نه کچھه بنانے رهتے هیں — کچھه نه کچھه کرتے رهتے هیں — آپ سچے گنی هیں — مگر آپ ہمیشه هوا کے گھوڑے پر سوار رهتے هیں — دیکھه لیجیئیگا آپ بہت جلد تھک کر نڈھال هو جائینگے —

مستاکوف: ارشاد هوا هے... عقل کے چراغ کو دامن میں نه چھپاؤ...

راج مزدور: کس نے کہی هے یه بات؟

مستاکوف: بائبل میں عیسی مسیح نے —

راج مزدور: اوه، هاں تو ٹھیک هی هے — لیکن تم نے سنا نہیں جلدی کا کام شیطان کا — اچھا آداب سلام — هاں تو هم سوموار کو نیا کام شروع کر رهے هیں نا؟

مستاکوف: سوموار کو —

راج مزدور: آداب —

(چلا جاتا هے — مستاکوف چاروں طرف تھکی هوئی نظروں سے دیکھتا هے —)

تانیا: (اس کے پاس آتے هوئے): چلئے، اب هم کھانا کھائیں —

مستاکوف: تم یہاں اکیلی هو؟

تانیا: سب لوگ چل دئے تماشا دیکھنے که وه لوگ کس طرح کھانا هڑپ کرتے هیں — اس میں کیا تماشا رکھا هے —

مستاکوف (آهسته سے): تم ہمیشه اکیلی رهتی هو، میری جان — یه اچھا نہیں هے —

تانیا: آپ نے ان لوگوں سے بڑی اچھی باتیں کہیں — بڈھا بھی خوب آدمی هے —

مستاکوف: بہت بکتا ہے — لیکن آدمی کاٹیاں ہے — وہ اپنا دھندا بھی خوب جانتا ہے —

تانیا: دیہاتی گنوار مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتے — مگر بعضے بعضے اچھے لگتے ہیں —

مستاکوف: کیوں نہ اچھے لگیں بھلا — میں خود ہی دیہاتی ہوں —

(درختوں کے درمیان سے پاول نمودار ہوتا ہے —)

تانیا: آپ اور دیہاتی؟ آپ تو سودا گر ہیں —

مستاکوف: ہم سب ایک ہی جیسے ہیں — ہم بھی دیہاتی گنوار ہیں — فرق اتنا ہے کہ ہمارے بولنے اور پہننے اوڑھنے کے ڈھنگ اور ہیں — لیکن لوگوں کو ان کے لباس اور بات کرنے کے انداز سے نہیں پرکھنا چاہئے — ہاں صرف اسی آدمی کی عزت کرنی چاہئے جو کام کرنا جانتا ہے — تم اپنے آپ کو لےلو — نکھٹو کہیں کی! پڑی اینڈتی رہتی ہو یا بیکار مٹکتی پھرتی ہو — اب اس کو کیا کہوگی؟

تانیا: میں نہیں جانتی — کیا میں ایسی ہوں؟

مستاکوف (فکر میں کھویا ہوا): ہاں میں دیہاتی ہوں —— ہاں میرا رویاں رویاں دیہاتی ہے...

تانیا: آپ نے مجھے نکھٹو کیوں کہا؟

مستاکوف: اپنے دل سے پوچھو — کیا تمہیں یاکوف پسند ہے؟

تانیا: کبھی وہ مجھے اچھا لگتا ہے، کبھی نہیں —

مستاکوف: ہونہہ — کہیں اچھا ہوتا کہ تم کو وہ مستقل اچھا لگتا — اس نے تم سے شادی کی التجا کی تو بتاؤ تم کیا کہوگی؟

تانیا: میں جواب دے چکی — میں نے کہا ذرا انتظار کرو —

مستاکوف: کاہے کا انتظار؟

تانیا : میں نہیں جانتی — ہوسکتا ہے... اوہ، دیکھا جائیگا — سوفیا مارکوونا کیوں نہیں آئیں؟

مستاکوف: سوفیا نے کہا تھا کہ وہ عبادت میں دیر سے پہنچینگی — کیوں؟ تمہیں ان سے کیا کام ہے؟

تانیا : بس یونہی — اتنی اچھی جو ہیں، غضب ہیں غضب!

(پاول غائب ہو جاتا ہے — زخاروونا آتی ہے —)

مستاکوف : تانیا، تمہارے دوستوں کی تعداد بہت کم ہے —

تانیا : آج آپ اتنے اداس کیوں ہیں؟

مستاکوف : میں؟ نہیں معلوم —

زخاروونا : کھانا تیار ہے —

مستاکوف : بہت اچھا — زخاروونا، یہ روپیہ راج مزدوروں کے لئے ہے — نکیتا کو دے دینا — آؤ تانیا، چلو —

(استیپانچ جھونپڑے کے پاس ہاتھہ میں بندوق لئے نظر آتا ہے —)

استیپانچ (گنگناتا ہے) :

پھر سے دیکھو پڑا سڑ رہا
وانیا بندی‌خانے میں
ہائے بیچارا وانیا، ہائے بیچارا وانیا

زخاروونا : ارے دن دھاڑے بندوق لئے کیوں اکڑ رہے ہو؟

استیپانچ : چوروں کو بھگا رہا ہوں — آدمی بےڈھب جان پڑتا ہے — ہیرا پھیری کر رہا ہے — برابر مالک کو پوچھہ رہا ہے — کون ہیں... کہاں سے آئے ہیں...

زخاروونا : کیا چاہتا ہے؟

استیپانچ : کچھ بتاتا نہیں — مجھے تو لگتا ہے کہ چوروں کا بھیدی ہے — ٹوہ لینے کو بھیجا گیا ہے —

زخاروونا : اسے کچھ مت بتانا — دفتر کھول کے مت بیٹھ جانا —

استیپانچ : فکر نہ کرو — میں پہلے ہی مالک کو بتا چکا ہوں —

زخاروونا : خاریتونوف کے گھروالوں کو کھانے کے لئے بلا لو —

استیپانچ : بلاؤ یا نہ بلاؤ، وہ آپ ہی چلے آ رہے ہیں —

خاریتونوف (پاول اور یاکوف سے) : ان سے سیکھو کاروبار کیسے چلاتے ہیں —

زخاروونا : یاکیم لوکچ، کھانا تیار ہے —

خاریتونوف : آ رہے ہیں — ذرا دیکھو سارا دھندا کس طرح چلتا ہے، جیسے ڈھلان میں پانی اتر رہا ہو — بےروک ٹوک! یہاں آئے دن ہڑتالوں اور قرض دینے والوں کی مصیبت سر پر منڈلاتی رہتی ہے —

یاکوف : یہ کرنل کی بیوہ کے دم‌قدم کی برکت ہے —

خاریتونوف : فضول نہ بکو — کاروبار میں عورت کیا مدد کر سکتی ہے —

پاول : دیکھ لینا وہ اس کا دیوالہ نکال دیگی — ایسٹر کے تحفے میں سات سو روبل کا چاندی کا سامان مار لیا اور سالگرہ کے تحفے میں ہیرے کے کنگن —

خاریتونوف : تم سب جانتے ہو — ہے نا؟ بڑے کائیاں ہو اپنے خیال میں!

استیپانچ (آنکھ مارتے ہوئے) : زخاروونا، بڑا گھٹیا اور ذلیل آدمی پوس پال کے جوان کیا ہے تم نے —

زخاروونا : اپنے کوکھ کے جنمائے کب ہمیشہ سادھو مہاتما نکلتے ہیں —

استیپانچ : تم پر تو کبھی اوس پڑتی ھی نہیں — خوب بڑھیا ھو، ھمیشه خوش خرم، مست مگن!

زخاروونا : میرے آنسوؤں کا تالاب کب کا سوکھ چکا — اب چاھے جو ھو، میں خوش اور مگن رھتی ھوں —

پاول (استیپانچ سے) : اے سنو! میرے سوتیلے ابا جان نے بل کہیں رکھه دئے ھیں — ذرا جاکر ڈھونڈ دو —

زخاروونا : شرم کرو! آخر تم اپنے بڑے بوڑھوں سے اس طرح کیوں بات کرتے ھو؟

پاول : نانی، یہاں سے نو دو گیاره ھو جاؤ!

زخاروونا : بیوقوف، ھاں تم بیوقوف ھو —

(باغ میں چلی جاتی ھے — پاول بنچ پر بیٹھتا ھے اور سگریٹ جلاتا ھے — اسے جھاڑیوں سے سوفیا مارکوونا کی آواز سنائی دیتی ھے — وه کان کھڑے کر لیتا ھے —)

سوفیا مارکوونا (اسٹیج سے باھر ھے) : گھوڑوں کو جتا رھنے دو — میں ابھی آئی — (جھاڑیوں کو چھتری سے ھٹاتے ھوئے باھر نکلتی ھے — اس کی عمر تیس سے کچھه اوپر ھوگی — اس کا لباس غضب کا ساده ھے جس سے خوش مذاقی اور نفاست جھلکتی ھے) کیا تم نے مجھے مکا دکھایا؟ مجھے دیکھه کر ناک سکیڑی؟

پاول (حیران) : نہیں تو —

سوفیا مارکوونا : پکی بات؟

پاول : میں صرف یه دیکھه رھا تھا که کون آ رھا ھے —

سوفیا مارکوونا : قسم کھاؤ؟

پاول : میں قسم کیوں کھاؤں؟

سوفیا مارکوونا : ھائے افسوس! مذاق مارا گیا!

(پاول خاموش ہو جاتا ہے —)

سوفیا مارکوونا : کیا بہت سے مہمان آئے ہیں؟
پاول : نہیں صرف خاریتونوف کے گھروالے ہیں —
سوفیا مارکوونا : تم یہاں کیا کر رہے ہو؟
پاول : کچھہ بھی نہیں —
سوفیا مارکوونا (اس کا بازو پکڑتے ہوئے) : مطلب یہ کہ مکھی مار رہے ہو—
پاول : آپ تو مجھے اس طرح چھیڑتی ہیں جیسے کتے سے کھیل رہی ہوں —
سوفیا مارکوونا : میں چھیڑتی ہوں؟ بیچارا! چھوڑو!
استیپانچ (بل لیکر) : لو یہ رہے بل — کہئے بیگم صاحبہ سب خیریت ہے نا؟
سوفیا مارکوونا : اور آپ کا کیا حال ہے جناب عالی؟

(پاول کو اپنے ساتھہ لے کر باہر نکل جاتی ہے —
استیپانچ بنچ پر بیٹھتا ہے اور مسکراتے ہوئے ان کو جاتے دیکھتا ہے — پیچھے سے بوڑھا راج مزدور آتا ہے—)

استیپانچ : کہاں چل دئے بھئی؟
راج مزدور: لوگ بہت زیادہ اودھم مچا رہے ہیں —
استیپانچ : کہو وقت کیسا کٹا، مزا آ گیا نا؟
راج مزدور: تم جانو، باسی کڑھی میں ابال آئے تو کیسے — بوڑھا ہوا!
استیپانچ : ہونہہ —
راج مزدور: ایوان واسیلیوچ بھلا مانس ہے اور اچھا سوداگر بھی — آخر وہ آیا کہاں سے یہاں؟
استیپانچ (ہنستے ہوئے) : عجیب بات ہے — کیا تم سمجھتے

هو کوئی خاص دھرتی ھوگی جہاں اچھے لوگوں کی فصل ھوتی ھے؟
جسے ھمارے ھاں کبھی اچھا آدمی جنم ھی نہیں لیتا؟

راج مزدور: نہیں ایسی کوئی دھرتی نہیں —

اسسانچ : نہیں کوئی دھرتی نہیں — ایک اور آدمی ھے جو صبح سے رٹ لگائے ھوئے ھے کہ مالک کہاں سے آئے ھیں اور وہ ایسے مال دار کیسے بن گئے —

راج مزدور: دولت عمل کا کھل ھے — سوفوف کبھی مال دار بنا ھے نہ بنے — آخر وہ یہ کیوں پوچھتا ھے؟

استیپانچ : وہ تو وہ ، تم نہ کیوں پوچھ رھے ھو؟

راج مزدور: میں؟ اوہ، میں نے یونہی پوچھ لیا دل چاہ گیا —

اسسانچ : اس نے بھی یونہی پوچھ لیا — اس کا بھی دل چاہ گیا —

راج مزدور: دل چاہ گیا — پوچھ لیا تو سوفوفی کی نشانی ھے —

اسسانچ : نہ تو تم جاؤ —

راج مزدور: ھاں یہ سوفوفی کی پکی نشانی ھے — اچھا وہ کون آ رھا ھے؟

اسسانچ : مالک اور کرنل کی بیوہ —

راج مزدور: ذرا میں جھونپڑے کے اندر جاتا ھوں — ”جاتا مہمان بھلا اور مالک بھلا وہ جو رھے دور دور —“

(وہ باھر نکلتا ھے — اسسانچ پیچھے پیچھے جاتا ھے — پھاٹک سے سوفیا مارکوونا اور مستاکوف آتے ھیں — مستاکوف پریشان نظر آتا ھے —)

سوفیا مارکوونا : میرے خیال میں تمہیں میز سے اٹھنا نہیں چاھئیے تھا —

مستاکوف : اوہ، تاکم میرا پرانا دوست ھے — تم نے کہا نہ

تمہیں جلدی ہے — لیکن میں چاہتا ہوں ذرا ایک منٹ کو میرے پاس بیٹھ جاؤ —

سوفیا مارکوونا (مسکراتے ہوئے): تمہارا کام کچھوے کی چال سے چل رہا ہے —

مستاکوف: یا کیم اینٹ دے چکے جب نا —— اس کے قرض خواہوں نے قرقی کرا لی ہے — سوفیا مارکوونا...

سوفیا مارکوونا: کیا بات ہے؟ لگتا ہے کوئی بات تمہارے دل میں کھٹک رہی ہے — تم اتنے کھوئے کھوئے کیوں ہو اور...

مستاکوف: وجہ ہی کچھ ایسی ہے... میری سمجھ میں نہیں آتا... بتاؤں تو کیسے بتاؤں...

سوفیا مارکوونا: کہو کیا بات ہے کہو؟

(بنچ پر بیٹھ جاتی ہے — مستاکوف اس کے سامنے کھڑا رہتا ہے — اس کے چہرے سے ہیجان ٹپک رہا ہے —)

مستاکوف: دس برس سے زیادہ ہو گئے میں تمہارے بتائے ہوئے راستے پر چل رہا ہوں — تم نے روپے پیسے سے بھی میری مدد کی ہے — دل کو دھاڑس بندھائی ہے سو الگ...

سوفیا مارکوونا: بیٹھ جاؤ — (مسکراتے ہوئے اپنی گھڑی دیکھتی ہے اور پھر اس کی طرف) کیا تم سیدھے سیدھے اصلی بات نہیں بتا سکتے؟

مستاکوف: سنو... نہیں... مجھ سے کہا نہیں جاتا — یہ میرے بس کا نہیں —

سوفیا مارکوونا (اس کو غور سے دیکھتے ہوئے): میں تو تم پر حیران ہوں! تم! ٹھنڈے مزاج اور دھیرج کے آدمی ہو، تم میں خوداعتمادی ہے... اور اب اس وقت...

مستاکوف: اوپر ہی اوپر سے — سوفیا مارکوونا میں بڑا بدنصیب

ہوں — (چڑتے ہوئے) کیا بتاؤں یہ بات کتنی لغو ہے! آخر میں اس غار میں کیوں دھکیلا جاؤں؟ میں ایماندار ہوں، محنت مشقت کرتا ہوں، میں دوسروں کا مال نہیں اڑاتا...

سوفیا مارکوونا: لیکن ہوا کیا؟ یہ تو بتاؤ!

مستاکوف: تم جانتی ہو، تم میرے لئے کتنی بڑی دولت ہو! تم میری جان ہو... تم... اور اگر مجھے... خیر سالہا سال میں بھیڑئے کی طرح رہا، لوگوں سے بھاگتا، کتراتا، ڈرتا رہا — پھر تم ملیں — تم نے مجھے اس زندگی سے نکلنے میں مدد دی — تم نے مجھے انسان بنایا —

سوفیا مارکوونا: لیکن اب یہ سب کہنے کی کیا ضرورت ہے —

مستاکوف: میرے دل میں تمہاری کتنی عزت ہے...

سوفیا مارکوونا: شکریہ — مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی... لیکن یہ تو بتاؤ تم مجھ سے چاہتے کیا ہو؟

مستاکوف (گھٹنوں پر گرتے ہوئے): رحم! مجھے بچاؤ!

سوفیا مارکوونا (اچھلتے ہوئے اور چاروں طرف نظر دوڑاتے ہوئے): کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟ اٹھو ابھی اٹھو! تمہارا یہ حال ہے تو تم کسی دن بھرے بازار میں مجھ سے عشق کے چونچلے کرنے لگو گے! جیسے کوئی اسکول کا من چلا چھوکرا ہو!

مستاکوف (اٹھتے ہوئے): جانتا ہوں تم مجھ سے سختی نہ برتوگی — تمہارا دل بہت نرم ہے —

سوفیا مارکوونا: بس بہت ہو گیا — میں کوئی بچی نہیں ہوں — میں جانتی ہوں تم مجھے چاہتے ہو — میں زبان کی کھری ہوں —— بعض مرتبہ کھری اور سخت بھی! مجھے بھی تم اچھے لگتے ہو — کیا یہ کافی نہیں ہے؟ اس وقت میں اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتی — تم نے عشق کا راگ الاپنے کے لئے بہت ہی غلط وقت چنا ہے —

مستاکوف (بجھے بجھے سہمے ہوئے انداز میں): میں نے سوچا...

سوفیا مارکوونا: سات بجے مس گاؤں جا رہی ہوں — جب میں واپس آؤنگی تو بات جب کرینگے یعنی سن دن کے بعد —

مسناکوف: مت جاؤ — خدا کے لئے مت جاؤ — میں التجا کرتا ہوں مت جاؤ — مری زندگی... ہر جنز الٹ پلٹ ہو کر رہ گئی ہے...

سوفیا مارکوونا: کیا بکواس کر رہے ہو!

مستاکوف (بےبسی کے انداز میں): سہو تو سہی...

سوفیا مارکوونا: ہس! کوئی آ رہا ہے — تمہارے گھٹنوں پر گرد جمی ہوئی ہے —

مستاکوف (زیرلب): اے خدا!

خاریتونوف (کچھ نسے مس): سوفیا مارکوونا، ہاتھ دیجیا!

سوفیا مارکوونا: لیکن ہم تو ابھی ابھی آداب سلام کر چکے ہیں —

خاریتونوف: اس سے کیا ہوتا ہے؟ آپ تو سک نوٹ کی طرح ہیں —— جب دیکھو جب خوش خوش گلچھرے سے لگا لو — (مستاکوف سے) ارے بڑے میاں، تمہارا منہ کیوں اترا ہوا ہے؟

مستاکوف (نامکمل مکان کی طرف سر سے اشارہ کرتے ہوئے): دیکھتے نہیں، ہم پچھڑ گئے — وہ عمارت اب تک پوری نہیں ہوئی —

خاریتونوف: چھوڑو! ارے آخر میں تمہارے سارے کام نبٹ جاتے ہیں — تم خوش نصیب ہو — سوفیا مارکوونا، آپ ہی کچھ کریں، کہئے نا کہ یہ اسی سوسلی بٹی کا ہاتھ تاکوف کو پکڑا دے؟ انوان وا۔لیوچ آخر رکاوٹ کیا ہے؟ اس طرح تمہاری مشکل بھی آسان ہو جائیگی اور میرا بھی بھلا ہو جائیگا —

مستاکوف: یہ وقت ان سب باتوں کا نہیں —

خاریتونوف: لڑکیوں کے بیاہ کی گھڑی کا کیا ہے — جب چاہو کرلو — ہاں روزے کے دن کی بات دوسری ہے — سوفیا مارکوونا، جانتی ہیں صرف بیس ہزار روبل پر معاملہ اٹکا ہوا ہے — کتنی شرم کی بات ہے!

سوفیا مارکوونا: چلئے سودا کر لیجئے —

خاریتونوف: میں حوسی سے بیار ھوں — مگر یه آدمی پٹھے پر ھاتھه ھی رکھے نہیں دیتا — بےایمانی اور حرام حوری کے اس دور مس بیس ہزار روبل میں کیا رکھا ھے؟ دھی کا ایک مٹکا اور چلو حھٹی ھوئی — ڈھونڈلو، مرے یاکوف حسیا بر حراغ لیکر، سو میں ایک ھے — کیا بگڑا اور سر بوحواں ھے، سانڈ ھے سانڈ — سیر ھے سیر'

مستاکوف (بگڑے ابداز میں): بم اس کا سارا روپیه ھڑپ کر لوگے —

خاریتونوف: یه تو حیر وقت بتائیگا — روپے کے معاملے میں دوستی اور رسته‌داری کی کوئی جگه نہیں —

مستاکوف (حل کر): م ھو روپئے کے علام، نمبر ایک حھحھورے!

خاریتونوف: میں اور حھحھورا؟ لو بم تو بہت دور کی کوڑی لائے!

سوفیا مارکوویا: کیا آپ اپنے بارے میں سب کچھه جانتے ھیں؟

خاریتونوف: میں اپنی ایک ایک رگ کو پہچانتا ھوں — میں اور حھحھورا؟ سو بو —

سوفیا مارکوویا: ھم عمارت کو ایک نظر دیکھیںگے یا نہیں؟

مستاکوف: ھاں —

خاریتونوف: میں بھی چلونگا — میں اور حھحھورا! ایسٹر کے دن میں صرف تاش میں نو ہزار روبل کی باری ھار گیا اور میں نے جماھی بھی نہیں لی —— اور بم...

مستاکوف: یاکیم بم نے بہت پی لی ھے —

خاریتونوف: ھاں پی ھے — اس لئے که مری زندگی ایسی حسته‌حال ھو ھے — دیکھنے میں بھی میں کچھه حچا نہیں — کوئی عورت بیا نسے کے مجھے گلے لگاتی نہیں — زندگی عذاب ھے — اسی لئے میں پیتا ھوں، جوا کھیلتا ھوں اور زندگی میں رنگ اور گرمی پیدا کرتا ھوں —

مستاکوف: تمہارا حشر برا ھوگا —

خاریتونوف: بے سائے راستے پر تو سبھی چل لیتے ھیں — لیکن

مجھے تو ان راستوں پر چلنے میں مزا آتا ہے جن پر کوئی چلا نہ ہو... اونچ نیچ ہو، گڈھے ہوں، ٹیلے ہوں... دلدل ہو اور ہر آن اس کے پیٹ میں دھنس جانے کا خطرہ ہو... کچھ اس شان سے کہ ہر آن اپنے آپ سے کہہ رہا ہوں... یاکیم دیکھنا ہے —— تم اوپر آتے ہو یا اندر دھنستے ہو؟ بس صرف اس طرح زندگی میں لطف پیدا ہو سکتا ہے —

سوفیا مارکوونا: آج تو آپ بڑی اچھی اچھی باتیں کر رہے ہیں —

خاریتونوف: اگر کسی اچھی عورت کو مجھ سے عشق ہو جائے تو میں اس سے بھی زیادہ اچھی طرح زبان کے جوہر دکھاؤں — آہ، سوفیا مارکوونا، آپ کتنی حسین ہیں، آپ کو دیکھ کر مرد کے دل کے سارے تار جھنجنا اٹھتے ہیں — اس کے دانت بج اٹھتے ہیں — ہائے کاش آپ مجھ سے محبت کرتیں... تو...

مستاکوف (رکھائی سے): ارے مسخرے، بس چپ بھی رہو!

سوفیا مارکوونا: کیا؟ سوچو کیا کہہ رہے ہو تم؟

خاریتونوف (ڈرتے ہوئے): کیوں کیا ہوا؟

مستاکوف: اپنی گندی چپڑ چپڑ بند کرو —

(سوفیا مارکوونا اس کا بازو تھام لیتی ہے —)

مستاکوف: معاف کرو یاکیم! میرا دماغ پریشان تھا اور تم...

خاریتونوف: تمہارا دماغ پریشان! خوب! کس طرح تم نے کہی یہ بات! سوفیا مارکوونا، کیا آپ کو اس سے ڈر نہیں لگتا؟ ہاں میں اقرار کرتا ہوں، میں تو ڈرتا ہوں کبھی کبھی —

(وہ لوگ عمارت کی طرف چلے جاتے ہیں — پاول پھاٹک پر کھڑا رہتا ہے اور ان کو جاتے ہوئے دیکھتا ہے — باغ سے زخاروونا کی آواز سنائی دیتی ہے — تانیا آتی ہے —)

تانیا (پاول سے): مجھے جانے دو —

پاول: شریر، مجھے دھکیلو مت!

تانیا: تم کس کی ٹوہ لے رہے ہو؟
پاول: اس سے تمھیں مطلب —
تانیا: عجیب بدھو ہے — تم اتنے سنکے سنکے کیوں رہتے ہو ہمیشہ؟
پاول: بس یونہی جی چاہتا ہے —
تانیا: تم خود ہی نہیں جانتے کیوں —
زخاروونا (بڑبڑاتے ہوئے): جب سر دکھہ رہا ہے تو دھوپ میں کیوں جا رہی ہو بٹیا؟
تانیا: مجھے چھوڑ دو! کیا سوفیا مارکوونا چلی گئیں پاول؟
پاول: میں نہیں جانتا —
تانیا: میں بتانا بھول گئی کہ...
زخاروونا: جب دیکھو بھول گئی، بھول گئی! کہاں چل دیں ایں؟ تم اس کوڑا کرکٹ پر کیوں کود کے لگاتی پھر رہی ہو، گلہری بٹیا، دیکھنا پیر میں موچ آ جائیگی! بھاگی جا رہی ہو اور اپنے من کے راجہ کو یونہی پیچھے چھوڑے جا رہی ہو!
تانیا: میں کہہ چکی ہوں میرے من کا کوئی راجہ نہیں!
زخاروونا: ہے تو سہی —
تانیا: میں جو کہہ رہی ہوں، نہیں ہے، نہیں ہے —
زخاروونا: نخرے نہ کرو بٹیا — من کا راجہ کوئی باسی ترکاری تو ہے نہیں —— جب جی چاہا پھینک دی — من کا راجہ نہیں ہے تو یہ کوئی اترانے کی بات نہیں —
تانیا: تم آخر میرے پیچھے کیوں پڑی ہوئی ہو؟
زخاروونا: آج خوشی کا دن ہے اور تم مجھے..!
پاول: لو ایک نہ شد دو شد!
تانیا: اگر تم کہیں کے بڑے افلاطون ہو تو اپنا راستہ لو — زخاروونا ذرا جاکر دیکھنا وہ ہیں یا چلی گئیں —

زحاروونا : پہلے تم نے کیوں نہیں کہا؟ ہم ٹھہریں بھلا ایک پوستین !

بانیا : تم نے خود ھی مجھے روکا —

زخاروونا : بڑھا جان کر — مری ھر بات پر کان نہ دھرو —

بانیا : تمہاری بات تو سمجھ ھی میں نہیں آتی —

اسپانچ (راستے در سے چیختا چلاتا آتا ھے) : زحاروونا، مزدوروں کا روپیہ کہاں ھے؟

زحاروونا : یہ رہا روپیہ — سر مت کھاؤ! بابا تم خود ھی جا کر یہ روپیہ کیوں نہیں بانٹتیں؟ تم دوگی تو ان کو خوشی ھوگی —

بانیا (جاتے ھوئے) : جانے تمہیں کیسی کیسی سوجھتی رھتی ھے !

زحاروونا (اس کے پیچھے جاتے ھوئے) : کیسی لڑکی ھے نہ جٹ کا پتہ چلتا ھے نہ پٹ کا —

یاکوف (باغ سے) : کہاں جا رھے ھیں وہ لوگ؟

پاول : مزدوروں کو بخشش دینے —

یاکوف : بہت سارا روپیہ؟

پاول : میں کیا جانوں — سب ملا کر سو سے زیادہ ھوگا —

یاکوف : کاش مجھے کوئی سو روبل بخشش میں دے دیتا !

پاول : نوکر بن جاؤ !

یاکوف (سگریٹ سلگاتے ھوئے) : شکریہ — ایک طالبعلم کو میں جانتا ھوں — مزاحیہ اخباروں میں چٹپٹی نظمیں لکھا کرتا ھے — سنو :

نہیں لارڈ صاحب ہم بیچارے
کرو چاکری ہم لوگوں کی
مٹھی ھوگی گرم
جیب کھن کھن کھنکیگی
پھل محنت کا ملیگا سب ھمارے

اسے کہتے ھیں جٹنی چٹکلے بازی — تمہاری طرح نہیں کہ ہتوڑا اٹھایا اور سر پر جڑ دیا —

پاول: چٹکلے بازی؟ اس سر کا نشانہ کون ہے؟

یا کوف: کوئی بھی ھو سکتا ھے — آؤ سگریٹ پیو؟

پاول: نہیں شکریہ — میں مذاق کا رسیا نہیں ھوں —

یا کوف: تو آؤ ھم بالکل گمبھیر بن جائیں — چلیے ھو اج رات ان جھوکریوں کے پاس؟

پاول: نہیں میرا دل نہیں چاھتا — (تیوری چڑھائے ھوئے) یہ کیسے؟ تم میری بہن سے شادی کرنے کے خواب دیکھہ رہے ھو اور پھر بھی تم چاھتے ھو کہ تمہارے ساتھہ کوٹھے جھانکتا پھروں —

یاکوف (حیران): واہ بڑی روردار بات کہی! کیا آج میں تمہیں پہلی مرتبہ اپنے ساتھہ چلنے کی دعوت دے رھا ھوں؟ پچھلے اتوار کو تم کہاں تھے، بتاؤ؟

پاول (افسردہ): میرا سوتیلا باپ مجھے ایک تجارتی اسکول میں جدا کرنا چاھتا ھے —

یا کوف: تو اس میں اعتراض؟ الگ رھو گے —— ٹھاٹ کرو گے!

پاول: اگر میں گیا تو مجھے یقین ھے وہ اس... سے شادی کر لیگا —

یا کوف: جاؤ یا نہ جاؤ — وہ اس سے شادی کرکے دم لیگا — اس کو کون روک سکتا ھے؟ اماں جانے بھی دو! جس سے جی چاھے، شادی کر لے — تمہیں تو اپنے حصے کا روپیہ چاھئیے، اللہ اللہ خیر صلی!

پاول: یہی تو بات ھے! مجھے ڈر ھے وہ مجھے بالکل ٹرخا نہ دے —

یاکوف: آؤ ٹہلنے چلیں — تانیا کو بھی ساتھہ لے لیں —

پاول: مجھے کوئی اعتراض نہیں — (وہ عمارت کی طرف جاتے ھیں) مجھے امید ھے کہ تم تانیا سے اس موضوع کا زیادہ ذکر کرتے رھو گے —

یاکوف: گھبراؤ مت — ابھی ھی میں اس کے بارے میں کیا کم بولتا ھوں —

پاول: کاش ھم ان دونوں کے درمیان کوئی دیوار کھڑی کر سکتے!

یاکوف: تانیا تو اس پر جان چھڑکتی ھے —

پاول: ابھی کم عمر اور بیوقوف ھے — اس کی کھوپڑی میں اپنا تو کچھه ھے ھی نہیں —

زخاروونا (ان سے ملنے آتی ھے): اچھا جوڑا ھے مرغابیوں کا! یاکوف ساویلچ، جانتے ھو، یه نگوڑی گرمی تمہارے چچا کے سر میں چڑھه گئی ھے — جانے کیا کیا بے سر پیر کی ھانک رھا ھے — چھی چھی، کیا زبان ھے — گائے بیل بھی سنیں تو شرم سے پانی پانی ھو جائیں — جاؤ تانیا کو اس کے پاس سے لے جاؤ —

(وہ باغ میں جاتی ھے — پاول اور یاکوف درختوں کے درمیان غائب ھو جاتے ھیں — ساتھه ھی مستاکوف جھاڑیوں میں کھڑا عمارت کی طرف گھورتا اور رومال سے پیشانی پونچھتا ھے — وہ پریشان حال نظر آتا ھے —)

مستاکوف (زیرلب): وہ بالکل نہیں سمجھی... وہ بالکل بھانپ نه سکی...

(ایک لمحے کو سوچتا ھے اور کچھه طے کرکے بنچ کی طرف جاتا ھے، جیب سے بٹوہ نکالتا ھے اور گھٹنوں پر جھکتے ھوئے پرچه لکھتا ھے —)

مستاکوف (پکارتا ھے): استیپانچ! اے استیپانچ!

استیپانچ (جھونپڑے کے پیچھے سے نکلتا ھے): جی مالک!

مستاکوف: ھماری گھوڑی کراسوتکا لو اور بھاگ کر سوفیا مارکوونا کے ھاں جاؤ — اگر تم راستے ھی میں جالو...

استیپانچ : نہیں اب راستے میں کہاں ھاتھہ آئیگی ان کی گاڑی...

مستاکوف : تو پھر سیدھے ان کے گھر جاؤ اور اگر وہ گھر پر نہ ھوں تو بھاگ کر اسٹیشن جاؤ — وہ سات بجے کی گاڑی سے گاؤں جا رھی ھیں — کسی نہ کسی طرح ان سے ضرور ملو — جاؤ بھاگ جاؤ —

استیپانچ : اور میرا کام کون کریگا؟

مستاکوف : بس رکو مت، وقت برباد نہ کرو — نکیتا مزدوروں کی نگرانی کر لیگا — میں بھی اس سے کہہ دونگا —

استیپانچ : وہ تو بالکل دیوانے ھو رھے ھیں — کون جانے کس وقت آگ لگا دیں!

مستاکوف : جلدی بھاگو — میں جو کہہ رھا ھوں —

(استیپانچ بھاگ جاتا ھے —)

مستاکوف (زیرلب) : کیا ھونے والا ھے؟ خدا جانتا ھے میں معصوم ھوں... میں بے گناہ ھوں... (وہ بنچ پر بیٹھہ جاتا ھے اور آگے پیچھے بنچ کو ھچکولے دینے لگتا ھے اور دونوں ھاتھہ سے سر تھام لیتا ھے —)

پردہ

دوسرا ایکٹ

اسی دن، وہی منظر — شام کے پانچ بجے — عمارت کے
اس پار کھیتوں میں کوئی اکارڈین بجا رہا ہے — بڈھا
راج نکیتا جھونپڑے کے سامنے بنچ پر بیٹھا اونگھ رہا
ہے — جھاڑیوں میں سے پاول، یاکوف اور تانیا نکلتے ہیں —
تانیا کے ہاتھ میں جنگلی پھولوں کا ایک گچھا ہے —

یاکوف (نکیتا کی طرف آنکھ مارتے ہوئے): کہو تو اس وقت
بڈھے کی گھگھی بندھوا دوں؟

پاول: وہ سو نہیں رہا ہے —

تانیا: ارے مت چھیڑو —

یاکوف: ذرا ہنسنے کا موقع ہاتھ آئےگا —

(وہ نکیتا کے سامنے جاکر کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کو
غور سے دیکھتا ہے —)

راج (اٹھتے ہوئے): کیا چاہتے ہو نوجوان؟

یاکوف: تمہاری صورت جانی پہچانی معلوم ہوتی ہے —

راج (مسکراتا ہے): یہاں کون نہیں جانتا مجھے —

یاکوف: لیکن مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں تم کو بہت
دنوں سے جانتا ہوں —

راج: میں بھی تم کو ایسے ہی دنوں سے جانتا ہوں —

یاکوف: کون ہو تم؟

راج (اب تک مسکراتے ہوئے) : جب جانتے ہی ہو تو مجھ سے پوچھتے کیوں ہو؟

یاکوف (تیزی سے) : میں مذاق نہیں کر رہا ہوں — میں تمہارے بارے میں کچھ جانتا ہوں...

راج (ذرا سنجیدگی سے) : کیا جانتے ہو تم؟ میرے بارے میں جاننے کو رکھا کیا ہے؟

یاکوف (آواز دھیمی کرتے ہوئے) : ۱۹۰۳ء کے مارچ میں تم کہاں تھے، کیا کر رہے تھے، کچھ یاد ہے؟

راج (حافظے پر زور دیتے ہوئے) : مارچ میں؟ ۱۹۰۳ء میں؟

یاکوف : ہاں — اب یاد آیا؟

راج : ایک منٹ، بس ایک منٹ...

یاکوف : اس وقت تم کہاں تھے؟ مجھے بتاؤ...

راج (بوکھلاتے ہوئے) : ٹھہرو... ذرا سوچنے دو... اس زمانے میں شاید ہسپتال میں تھا...

یاکوف : شاید! لیکن میں جاننا چاہتا ہوں اس وقت سچ مچ تم کہاں تھے؟

راج (ڈرتے ہوئے) : نوجوان، آخر تم چاہتے کیا ہو؟

یاکوف : داؤ خالی دینے کی کوشش نہ کرو! یاد آیا کچھ، اس زمانے میں تم کیا کر رہے تھے؟

راج : کیوں آخر تمہارے دل میں کیا سمائی ہے؟ (ٹوپی اتارتا ہے) نوجوان میرے یاد کرنے کو رکھا کیا ہے — مجھے چھوڑو، اپنا راستہ لو!

(تانیا بڈھے کو دیکھتی ہے اور مسکراتی ہے — پاول زور سے قہقہہ لگاتا ہے — جب نکیتا یہ تماشا دیکھتا ہے تو ٹوپی دوبارہ پہن لیتا ہے اور بیزاری سے ہاتھ جھٹکتا ہے —)

راج : جہنم میں جاؤ! میں نے سوچا تم سچ مچ کچھہ پوچھنا چاہتے ہو! کیا کیا نیارے کھیل ہیں تمہارے! جانتے ہو میں تگنا بڑا ہوں! (غصے میں جھونپڑے کے اندر چلا جاتا ہے —)

یاکوف (فتحمندانہ شان سے) : دیکھا تیر نشانے پر بیٹھا؟

پاول : کمال کر دیا تم نے —

تانیا : لیکن وہ اتنا ڈرا کیوں؟

یاکوف (غرور سے) : میں اس طرح کسی کو بھی ڈرا سکتا ہوں — کسی کے پاس جاؤ، اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہو ''اف میں کیسی کیسی باتیں جانتا ہوں تمہارے بارے میں!،، میں کچھہ نہیں جانتا مگر آدمی ضرور ڈر جائیگا — جانتے ہی ہو، ہر آدمی کے دل میں کچھہ نہ کچھہ بات ہوتی ہے جو وہ لوگوں سے چھپاتا ہے اور میں یہ جماتا ہوں —— تم جو راز چھپائے پھرتے ہو، میں خوب اچھی طرح جانتا ہوں — بس یہ نسخہ کام کر جانا ہے —

پاول : لوگ کتنے بیوقوف ہیں —

یاکوف : اس نسخے کا تیر بہدف اثر تو لڑکیوں پر ہوتا ہے — جس لڑکی کو کہو آدھہ گھنٹے میں رلا دوں —

تانیا : لیکن یہ بڑی بری بات ہے! تم کو شرم نہیں آتی!

یاکوف : اس میں شرم کی کیا بات ہے؟ میں تو یونہی مذاق کر رہا ہوں —

تانیا : لڑکیوں کو ستانا شرم کی بات نہیں تو اور کیا ہے —

یاکوف : آخر تم لڑکوں پر کون سے پھول برساتی ہو؟ ہونہہ؟ اچھا بتاؤ میں نے اس بڈھے کو الو بنایا تو تمہیں بڑا مزا آیا، ایں؟

تانیا : نہیں مجھے ذرا مزا نہیں آیا —

یاکوف : تو پھر تم ہنسیں کیوں؟

تانیا : میں ہنسی کب —

پاول : ہاں تم ہنسیں — حجت مت کرو — بڑا چلتا پرزہ ہے !

تو تم یہاں پر میرا انتظار کروگے، ایں؟ میں بھاگ کر جاتا ہوں اور قمیص بدل کر آتا ہوں — دیکھو نا قمیص پسینے سے شرابور ہو رہی ہے —

یاکوف: آؤ بیٹھ جائیں — کیوں؟

تانیا: نہیں میں بیٹھنا نہیں چاہتی —

یاکوف: منہ نہ پھلاؤ — سنو: یہ ہے لٹ پٹ سٹ پٹ، گھٹ پٹ، ہٹاؤ اسے جھٹ پٹ...

تانیا (حیران): کیا؟

یاکوف (دھراتے ہوئے): اسے کہتے ہیں چٹکلہ!

تانیا (ہنستی ہے): میں کہتی ہوں کیا زٹیل چیز ہے! کیا یہ تمہارا کارنامہ ہے؟

یاکوف: بالکل —

تانیا: میں نہیں مانتی —

یاکوف: خدا کی قسم — ہے نا مزیدار چٹپٹی چیز؟

تانیا: ذرا بھی نہیں —

یاکوف: تو پھر ہنسیں کیوں؟ میں نے آج تک ایسا کٹھ حجت نہیں دیکھا!

(کچھ دیر تک چپ چاپ بیٹھے رہتے ہیں —)

یاکوف (اداس لہجے میں): کسی ایکٹر نے ایک بار کہا تھا "پہاڑ جیسے مہاسوں سے بوند بھر دماغ کہیں بہتر ہے!"، کیا خیال ہے؟

تانیا (مسکراتے ہوئے): تم بنے بنائے، ڈھلے ڈھلائے بیوقوف ہو —

یاکوف (خوش ہو کر): تمہیں خوش کرنے کو میں کچھ بھی بن سکتا ہوں — لیکن ہو کٹھ حجت — میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اگر کسی دوکان دار کا پالہ پڑ جائے تم سے تو وہ سو بار کان پکڑیگا اور سر پر پاؤں رکھ کر بھاگتا نظر آئیگا —

تانیا (برا مانتے ہوئے) : کون سا دوکان‌دار ٹھہریگا اور کون سا بھاگتا نظر آئیگا — اس کی پروا کرے میری جوتی —

یاکوف : لیکن تمہیں پروا تو کرنی چاہئے — ان میں سے بعضے بعضے تو غضب کے کٹیلے گبرو جوان ہیں —

تانیا : اوہ، چھوڑو مجھے، بھاگو یہاں سے!

یاکوف : تم نے تو میرا جینا دوبھر کر دیا ہے —

تانیا (اٹھتے ہوئے) : بیچارا! چلو چلیں، چائے پیئیں —

یاکوف : تم جاؤ — میں بعد میں آؤنگا — (اس کے پیچھے مکا دکھاتا ہے اور زبان نکالتا ہے —)

تانیا (مڑتے ہوئے) : میں کتنی تھک گئی ہوں!

یاکوف (اچھلتے ہوئے) : معاف کرنا — (اپنے آپ سے) دم لو میری حسینہ! دم لو!

(باغ سے مستاکوف کی آواز سنائی دیتی ہے ''ایک پل کو لیٹ جاؤ اور کمر سیدھی کر لو — ،،)

خاریتونوف (پھاٹک پر) : میں سونا نہیں چاہتا — میں بات کرنا چاہتا ہوں —

مستاکوف : کاہے کے بارے میں؟

خاریتونوف : آؤ یہاں بیٹھ جائیں — یہ تمہاری بڑی دل پسند جگہ ہے نا — درختوں کا وہ جھنڈ وہاں سے کٹوا کر تمہیں افسوس نہیں ہوا؟

مستاکوف : بہت —

خاریتونوف : میں بھی یہی سمجھتا تھا — دیکھ لو اب کیا رہ گیا — ایک خلال بھی نہیں — بیٹھو — آخر آج تم اتنے بگڑے ہوئے کیوں ہو — پٹھے پر ہاتھ ہی نہیں رکھنے دیتے؟

مستاکوف : یہ سب تمہاری نظر کا دھوکا ہے —

خاریتونوف : کیا تم سمجھتے ہو، دو گھونٹ پی لی تو بالکل اندھا ہو گیا؟ جب میرے پیٹ میں شراب ہوتی ہے تو میری نظر اور زیادہ تیز ہو جاتی ہے — تم ہر آہٹ پر اچھل پڑتے ہو، ادھر ادھر جھانکتے پھرتے ہو! آخر ماجرا کیا ہے؟

مستاکوف : اوہ نہیں کوئی خاص بات نہیں — میرے دماغ پر کچھہ بوجھہ ہے — میں عمارتوں کی تعمیر پر جان دیتا ہوں — عمارتیں ہماری اس دھرتی کے حسن کو چار چاند لگاتی ہیں —— اس بجھی ہوئی بے جان زمین کو!

خاریتونوف : تم غلط کہتے ہو — یہ دھرتی دولتوں سے مالامال ہے — ہم اس کا خون چوستے ہیں، ہم اس کا خون چوستے رہتے ہیں، لیکن اس کی رگوں کا خون کبھی خشک نہیں ہو سکتا —

مستاکوف : زندگی کا کیا بھروسہ...

خاریتونوف : ہر شخص اس دھرتی کا خون چوستا ہے... سوداگر ہو یا منشی سبھی خون چوستے ہیں ——مگر اوپروالے کا کرم ہے —— جو روس پھر بھی جئے جاتا ہے — اور دیکھہ لینا قیامت تک روس اسی طرح زندہ رہیگا — لیکن تم پر خزاں کی سی زردی اور مردنی چھائی ہوئی ہے — تم کو دیکھہ کر تو جی چاہتا ہے فوراً کمبل لپیٹ کر پڑ رہوں — اس بیوہ کی یاد دل میں چٹکیاں لے رہی ہے ایں؟ لیکن کوئی تم پر الزام نہیں دھر سکتا — وہ ہے ہی ایسی قیامت —— اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا! کیا گھر بسا رہے ہو؟

مستاکوف (افسردگی سے) : کون جانے — میرا اس کا کیا جوڑ —

خاریتونوف : کیوں، جوڑ کیوں نہیں؟ اس کا میاں رہا ہوگا کوئی اونچا گاہک — لوگ کہتے ہیں وہ خود تو کچھہ ایسی ویسی ہی ہے —— شاید گائکا تھی یا اور کچھہ؟ یعنی ایسی عورت جس کا ماضی خاصا رنگین رہا ہے —

مستاکوف (تیزی سے) : ماضی ماضی ہے —

خاریتونوف: لیکن جب یہ ماضی رگوں میں دوڑ رہا ہو تو؟
مستاکوف: کیا مطلب ہے تمہارا؟
خاریتونوف: اگر یہ ماضی —— میرا مطلب ہے، اگر یہ ماضی تمہاری روح کا ایک حصہ ہو تو؟ ماضی کولتار تو ہے نہیں کہ جب جی چاہے احاطے کے جنگلے پر سے رگڑ کر چھڑا دو... اوہ، نہیں! بھائی میرے اس کی جڑیں گہری ہوتی ہیں —
مستاکوف (اٹھتے ہوئے): افسوس، لیکن مجھے جانا ہے — ایک ایسا معاملہ ہے جس پر مجھے غور کرنا ہے —
خاریتونوف (پکارتے ہوئے): کچھ اپنی سوتیلی بیٹی کے سلسلے میں بھی غور کر لینا بھائی! ہم بک بک بہت کر چکے —— اب دھندا نبٹانے کا وقت آچکا ہے —

(نکیتا جھونپڑے سے جھانکتا ہے —)

خاریتونوف: کون ہے؟
راج: میں... (نکلتا ہے) یاکیم لوکیچ مجھے آپ سے ایک شکائت کرنی ہے —
خاریتونوف: بتاؤ کیا بات ہے؟
راج: وہ جو آپ کا بھتیجا ہے نا —— ہمیشہ اس کو کوئی نہ کوئی شرارت کی سوجھتی رہتی ہے —
خاریتونوف: شرارت چوزے تک کرتے ہیں، وہ تو خیر سے آدمی کا بچہ ہے — کیا بات ہے؟
راج: اس نے مجھے ڈرانے دھمکانے کی کوشش کی...
خاریتونوف: اس سے ڈرو مت — ڈرانے دھمکانے دو — ایک کان سنو دوسرے کان اڑا دو — سمجھے؟

(مکان کے پیچھے سے بڈھا آتا ہے —وہ یاتری کے حلیے میں ہے — اس کی پیٹھ پر ایک تھیلا ہے اور اس کے کمربند

سے ایک کیتلی لٹک رھی ھے — اس کے پیچھے پیچھے ایک جوان لڑکی آتی ھے — اس کی پیٹھ پر بھی ایک تھیلا ھے — اس کا چہرہ بےرنگ اور بےجان ھے اور آنکھیں چمک سے خالی — لڑکی جھکتی ھے — بڈھا بےحس و حرکت کھڑا ھو جاتا ھے —)

خاریتونوف : ارے، سلام! کتنی خوشی کی بات ھے!

راج : تم کہاں سے آ رھے ھو؟

بڈھا : استیفانیا کے یہاں سے —

خاریتونوف : کیا یہ تمہاری بیٹی ھے؟

بڈھا : یہ میری دینی بہن ھے —

خاریتونوف : دینی بہن — بڑی کچی عمر ھے —

بڈھا : ھاں ھم سب ایک ھی سال تو پیدا ھوئے نہیں —

خاریتونوف : بالکل ٹھیک —

لڑکی (راج سے) : اچھا وھاں کیا بن رھا ھے؟

راج : اسکول —

خاریتونوف : کیا یہ لڑکی کنواری ھے؟

بڈھا : ھاں کنواری ھے!

لڑکی : یہ کارخانہ ھے کیا؟

راج : نہیں کارخانہ اور آگے ھے — کوئی تین چار میل آگے —

خاریتونوف : اس کے کتنے بچے ھو چکے ھیں؟

بڈھا : ایک — مگر وہ بھی بیوقوف —

راج : ھم ایک اور کارخانہ بہت جلد بنانا شروع کرینگے —

خاریتونوف : بیوقوف؟ (اٹھتا ھے اور باغ میں چلاجاتا ھے) تم بھیک کیوں نہیں مانگتے؟

بڈھا : ھر چیز کا اپنا ایک وقت ھوتا ھے —

خاریتونوف : ھونہہ — اب میرے چائے پینے کا وقت ھو گیا —
لڑکی : کون بنوا رھا ھے؟
راج : مستاکوف ایوان واسیلیوچ —
بڈھا : کیا وہ یہاں رھتا ھے؟
راج : ھاں —
بڈھا : کیا وہ یہیں پیدا ھوا تھا؟
راج : یہ جاننے کی کیا پڑی ھے تمہیں؟
لڑکی : میں نے سنا ھے کہ یہاں کے لوگ بڑے بھلے مانس ھیں —
راج : ھر طرح کے لوگ ھیں یہاں —
بڈھا : کیا وہ یہاں بہت دنوں سے ھے؟
راج : بیس برس سے — (رکتا ھے اور شبہے کی نظر سے بڈھے کو دیکھتا ھے) آخر تم نے یہ کیسے سوچا کہ وہ یہاں نہیں پیدا ھوا تھا؟ میں نے نہیں کہا کہ وہ یہاں نہیں پیدا ھوا تھا —
لڑکی : لوگ کہتے ھیں وہ دل کا بڑا اچھا ھے —
راج : کبھی دل کا اچھا بھی ھے اور کبھی نہیں بھی — وہ اٹھائی گیروں اور مفت کی روٹی توڑنے والوں کو بالکل پسند نہیں کرتا —
بڈھا : کون سے مفت کی روٹی توڑنے والے؟
راج : وھی جو سڑکوں کی خاک چھانتے پھرتے ھیں...
لڑکی : آؤ چلیں بھائی —
بڈھا : کہاں؟ پہلے ھم ذرا آرام کرینگے — میں ھوا کے گھوڑے پر سوار تو ھوں نہیں — کون بیٹھا میری راہ دیکھہ رھا ھے؟
راج : تم کوئی اچھے بھلے یاتری تو دکھتے نہیں —
بڈھا : نہیں دکھتا؟ تو میں کیا دکھتا ھوں؟
راج : میں کیا جانوں — تمھاری بات چیت بھی یاتریوں جیسی نہیں —
بڈھا : ھر چڑیا اپنا اپنا راگ الاپتی ھے —

راج : تم یاتری تو بالکل نہیں معلوم ہوتے — اگر تم بھیک چاہتے ہو تو جاؤ وہاں احاطے میں اس کونے کے پیچھے...

بڈھا : اتنی جلدی کیا ہے؟ کیا تم مجھہ سے چھٹکارا پانا چاہتے ہو؟

راج : مجھے کیا پڑی ہے — لیکن تم منڈلاتے کیوں پھر رہے ہو؟ کیا بھس میں چنگاری ڈالنے کا ارادہ ہے —

بڈھا : میں تمباکو نہیں پیتا —

(نکیتا جھونپڑے کے اندر جاتا ہے—)

بڈھا (ادھر ادھر دیکھتا ہے، لڑکی سے بہت ہی دھیمی آواز میں) : اپنی آنکھیں کھلی رکھہ، مارینا — آنکھیں اور کان کوئی چیز نظر سے چوکنے نہ پائے — یاد رکھو— پتہ کھڑکا اور بندہ بھڑکا — فوراً بھاگ کر شہر جانا، ایلیا کے ہاں...

لڑکی : جانتی ہوں —

بڈھا : وہ سیدھا کوتوالی جائیگا اور پولیس کو سب کچھہ بتا دینا — بھولنا مت —

لڑکی : نہیں، نہیں بھولونگی —

بڈھا : (چاروں طرف نظر دوڑاتے ہوئے) : ذرا دیکھنا ان لٹیروں نے کیسی دنیا سجا رکھی ہے — چاہتے ہیں آسمان بالکل اوجھل ہو کر رہ جائے — بےایمان، خدا سے منہ چھپاتے پھرتے ہیں — اینٹ اور پتھر کے ان تہہ خانوں میں اپنے پاپ سینت سینت کر رکھہ رہے ہیں —

لڑکی (آہستہ سے) : دیکھو—— کوئی آ رہا ہے —

(یاکوف اور تانیا آتے ہیں —)

یاکوف : بتاؤ کیا کہتی ہو—

تانیا : ٹھہرو— آخر وہ ہیں کہاں؟ (پکارتی ہے) ابا!

باکوف: اچھا ہم ان کو بعد میں ڈھونڈ نکالینگے — پہلے بتاؤ —
تانیا: جب میں باتیں کرتی ہوں تو نہ جانے کیوں میرا دل اچاٹ
ہو جاتا ہے —
باکوف: لیکن باتیں سننے میں مزا آتا ہے؟
تانیا: گپ مزیدار ہو تو تھکیں کیوں؟ ابا!
باکوف: گپ ہمیشہ مزیدار ہوتی ہے!
تانیا: اف —
باکوف: لوگ جب کسی کے بارے میں باتیں کرتے ہیں تو
لگتا ہے کہ وہ اس کے اندر کے سارے بخیے ادھیڑ رہے ہیں —

(لڑکی ان کے سامنے کورنش بجا لاتی ہے —)

تانیا: بابری قسم کے لوگ گپوں کا خزانہ ہوتے ہیں —
باکوف: وہ یوں دکھتی ہے جیسے کٹھ پتلی ہو — ٹھہرو،
دیکھنا کس طرح ہولاتا ہوں اسے —
تانیا: نہیں میں نہیں دیکھتی —
باکوف: ذرا دیکھو تو سہی کتنا مزا آتا ہے — (غور سے بڈھے
کو دیکھتا ہے) خدا کی پناہ، اچھا تم ہو؟

(بڈھا بھی اس کو اطمینان کے ساتھ بڑے غور سے ٹکٹکی باندھ
کر دیکھتا ہے —)

باکوف: کیا تم یہاں بہت دنوں سے ہو؟
بڈھا: نہیں بہت دن تو نہیں ہوئے —
باکوف: کیا جلد ہی جیل واپس جانے کا ارادہ ہے؟
بڈھا: ہاں تمہارے ساتھ ہی جاؤنگا —
باکوف: میرے ساتھ؟ کیا مطلب؟

بڈھا: یونہی — تمہارا کب تک واپس جانے کا ارادہ ہے؟
یاکوف: بھلا مجھے جیل سے کیا کام...
بڈھا: کام تو ڈھونڈنے والے ڈھونڈ لینگے، بےفکر رہو—
یاکوف (بوکھلاھٹ میں): تمہاری یہ مجال...
تانیا (اس کو روکتے ہوئے): اس کو چھونا مت — ذرا کھرے قسم کا بڈھا دکھتا ہے —
یاکوف (دور ہٹتے ہوئے): اٹھائی گیرا کہیں کا، بھلا اٹھائی گیرا کیوں ڈرنے لگا —
لڑکی: چھوٹی بٹیا! ہم دو بےگھر یاتریوں کو آسرا نہیں دوگی؟ کچھہ کھانے کو، کچھہ پینے کو؟ خدا کے نام پر!
تانیا: جاؤ، وھاں جاؤ، باورچی خانے میں، وھاں مانگو— آخر ابا کہاں چلے گئے؟
یاکوف: وہ آ جائینگے —
تانیا: کتنا پھیکا، بوجھل دن ہے! کاش کوئی پھلجھڑی چھوٹتی، کوئی ھنگامہ ھوتا — اک ھنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق —
یاکوف: ھاں کہیں آگ ھی لگ جاتی! تمہیں آگ دیکھنے میں مزا آتا ہے نا؟
تانیا: میں آگ سے ڈرتی ھوں — لیکن کبھی کبھی میں زندگی سے اتنا اکتا جاتی ھوں کہ کوئی ھنگامہ ھو تو میرا جی خوش ھوگا — ھاں یہ ھنگامہ چاہے کتنا ھی بھیانک کیوں نہ ھو—
یاکوف: مجھہ سے شادی کر لو—
تانیا: میں مذاق نہیں کر رھی ھوں — سوفیا مارکوونا کو دیکھو — کہتی ہے "میں نہیں جانتی اکتاھٹ کس چڑیا کا نام ہے —" یہ کیسے ھو سکتا ہے؟ لتے تک زندگی سے اکتا جاتے ھیں کبھی کبھی — تمہیں خوبانیاں اچھی لگتی ھیں؟
یاکوف: مجھے تم اچھی لگتی ھو—

تانیا: بس کرو!

یاکوف: واقعی میں تمہیں چاہتا ہوں — تم مجھ سے شادی کرنا کیوں نہیں چاہتیں؟ کتنا مزا آئیگا! ہم ایک موٹر خرید لیں گے —

تانیا: میں کہہ چکی ہوں، میں اس معاملے پر سوچنا چاہتی ہوں —

یاکوف: لیکن سوچنا نہ ہوا شیطان کی آنت ہو گیا — سوچ بھی چکو — آخر شادی کر رہی ہو — برج تو کھیل نہیں رہی ہو — اس میں سوچنے کو کیا رکھا ہے — آدمی روادار ہوں، دل میں دکھہ نہیں پالتا — میں تو کھاؤ پیو موج کرو کا قائل ہوں — پھر ہوں غریب — اس لئے بے فکر رہو، رہونگا میں وفادار شوہر — کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے — جانتی ہو — میری بیوی بننے کے بعد جو جی چاہے کرنا، جی چاہے شتر بے مہار بن جانا —

تانیا: وہ تو میں ابھی بھی بن سکتی ہوں —

یاکوف: نہیں — تم اس وقت نہیں بن سکتیں کیونکہ تم بیاہی نہیں ہو اور تمہیں آگا پیچھا دیکھنا پڑتا ہے — ہم مرد ڈاکو ہیں اور ہم ناتجربہ کار لڑکیوں کو لوٹتے ہیں — ایک بار شادی کر لو تو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ ادرک کا سواد کیا ہے، کسے کہتے ہیں شتر بے مہار ہونا — اب اس سوفیا مارکوونا کو لے لو، ایک کے بعد ایک، تابڑ توڑ، کیا مجال جو عاشقوں کا تار ٹوٹ جائے!

تانیا (افسوس و رنج کے ساتھہ): اس کے بارے میں لوگ کیسی کیسی بری باتیں کرتے ہیں!

یاکوف: لوگ کیا کیا کہتے پھرتے ہیں اس سے تمہارے پیٹ میں قراقر کیوں ہو — رہا پاول سو وہ کمینہ اور اجڈ ہے — وہ تو دھوبی کا کتا ہے گھر کا نہ گھاٹ کا —

تانیا (مسکراتے ہوئے): اف، نہیں — تم غلطی پر ہو — اسے سوفیا مارکوونا سے محبت ہے —

یاکوف: پاول؟ میں نہیں مانتا!

تانیا: ہاں، اسے محبت ھے — میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ھے اسے سوفیا کے دستانوں کو چومتے ہوئے —

یاکوف: لو دور دور بھی اس کا خیال نہیں تھا —

تانیا: وہ ھمارے گھر میں دستانے چھوڑ گئی اور...

یاکوف: اور اس نے ان دستانوں کو چوم لیا؟ بیوقوف گدھا! خیر دیکھہ لینا آج یا کل کی بات ھے، وہ تمھاری سوتیلی ماں بن کر چھاتی پر مونگ دلیگی —

تانیا: بنے سوتیلی ماں —— میں تو خوش ھونگی —

یاکوف (کڑوے منہ سے): خوش ھونگی — لیکن کیوں؟

تانیا (سوچتے ہوئے): گھر میں کم از کم ایک عورت سلیقے کی ھوگی جس سے میں فراکوں وراکوں کے بارے میں کچھہ صلاح مشورہ کر سکونگی — ایک بار وہ اس گھر میں آ گئی تو ھم گھر کا حلیہ ھی بدل دینگے — یہ گھر بہت چھوٹا ھے —

خاریتونوف (آتا ھے): ھائے کیا جوڑی ھے کبوتروں کی! ایوان واسیلیوچ کہاں ھیں؟

یاکوف: کہیں نظر ھی نہیں آتے —

خاریتونوف: معمار آیا ھے —

تانیا: اچھا میں چلی — اس سے ملنا ھے — بڑا پیارا آدمی ھے! (جلدی سے چلی جاتی ھے —)

خاریتونوف: کہو کیسی چل رھی ھے گاڑی؟ بہت آھستہ —

یاکوف (اداس ھوکر): عجیب بےمزا موم کی ناک ھے —

خاریتونوف: تم ھو موم کی ناک! کوئی اور ھوتا تو کب کا...

یاکوف (ناامیدی سے): میں زبردستی تو اس کو دبوچنے سے رہا... بتائیے؟

خاریتونوف: کیوں نہیں؟ ارے لڑکیاں ڈنڈے ھی کی راضی

ھیں — بیوقوف! اگر تیری جگہ میں ھوتا تو کب کا قلعہ فتح ھو چکا ھوتا!

یاکوف: جاؤ تو تم ھی بیاہ کر لو نا!

خاریتونوف: چ چ! تم کس سے بات کر رھے ھو؟ اگر میں دھارے میں بہہ گیا تو تم کو دن تارے نظر آ جائینگے — تمھارے پلے پھوٹی کوڑی نہ ھوگی —

یاکوف: ھش — کوئی آ رھا ھے... ایوان واسیلی‌وچ ھوگا —

خاریتونوف (چاروں طرف نظر دوڑاتا ھے، چاندی کا سکہ جیب سے نکالتا ھے اور زور سے بولتا ھے): دیکھو یہ ایک سکہ ھے — چھوٹا سا سکہ — لیکن یہ دنیا اسی پر قائم ھے — یہ ھے ایک چیز جس پر جتنا بھی جان چھڑ کو کم ھے — جادو کے نگینے سے زیادہ سندر، بارود سے زیادہ زوردار — روپیہ ھے سنجوگنے کی چیز — روپیہ پانی نہیں ھے کہ بہاتے پھرو — (اپنے سابقہ لہجے میں) میری آنکھہ میں دھول جھونکنے کا فائدہ؟ کوئی نہیں آ رھا ھے —

یاکوف: میں نے جھونپڑے کے پیچھے کسی کے قدموں کی آھٹ سنی —

خاریتونوف: آھٹ! دیکھو میں کہے دیتا ھوں، آج کے آج تم یہ قصہ چکا لو — جاؤ اس کو ڈھونڈو — لونڈیا کو اپنی نظر سے اوجھل مت ھونے دو —

یاکوف (جاتے ھوئے): اگر وہ بودی نکلی تو؟

خاریتونوف: پھر تو پانچوں انگلیاں گھی میں سمجھو بیوقوف!

(دونوں جاتے ھیں — زیر تعمیر مکان کی طرف سے مستاکوف آتا ھے — اس کی آنکھیں زمین پر جھکی ھوئی ھیں اور وہ بہت ھی بجھا بجھا سا نظر آتا ھے — جھونپڑے کے

پیچھے سے بڈھا نکل کر آتا ہے — دونوں ہاتھ اپنے
ڈنڈے پر رکھ کر بڈھا رکتا ہے اور مسکراتا ہے —)

بڈھا (دھیمی آواز میں) : آداب عرض ہے، گوسیف —
مستاکوف (اسی لہجے میں) : آداب انتون —
بڈھا : میں اب انتون نہیں ہوں — میں ہوں پیتی ریم —
تمہاری طرح میں نے بھی اپنا نام بدل دیا ہے — ہاں یہ بات دوسری
ہے انتون باقی نہ رہنے کی کوئی وجہ نہیں — تم مجھ سے آنکھ
کیوں برابر نہیں کرتے؟
مستاکوف : میں تم کو دیکھ چکا ہوں —
بڈھا : اچھا — کہاں؟ کب؟
مستاکوف : گرجا گھر کی برساتی میں — پھر میں نے تم کو
ابھی ابھی ایک عورت کے ساتھ سڑک پر آتے دیکھا —
بڈھا : اچھا تم میری ہی راہ دیکھ رہے تھے؟ (مستاکوف کوئی
جواب نہیں دیتا) جب تم نے پہچان لیا تو پھر تمہیں انتظار بھی ہوگا —
مستاکوف (تیوری چڑھاتے ہوئے) : میں نے تم کو گرجا گھر
میں پہچان لیا تھا — تمہاری آنکھوں سے پتہ چل گیا —
بڈھا : اچھا تو پھر کیا ہے، دعوت دو، مجھے اپنا مہمان بناؤ —
مستاکوف (تھکن کے ساتھ) : سنو انتون، تم چالاک آدمی ہو،
تم خود ہی جانتے ہو، تمہارے یہاں آنے کا مطلب میرے لئے کیا
ہوتا ہے — ہیر پھیر سے کام نہ لو... چلو صاف صاف اور سیدھے سیدھے
اپنے دل کی بات بتا دو — تم مجھ سے چاہتے کیا ہو؟
بڈھا (ہنستا اور سر دھنتا ہے) : کیا بھلے لوگ اسی طرح بات
کرتے ہیں؟ یہ لو میں تو آیا اپنے پرانے دوست کو سلام کرنے... آخر
ہم دونوں نے ایک ساتھ بہت سے طوفان جھیلے ہیں، ایں؟ اور تم
چھوٹتے ہی پوچھنے لگے — میاں چاہتے کیا ہو؟

مستاکوف: دیکھو میں... چاھو تو تمہیں... میرا مطلب ھے تمہاری مٹھی گرم کر سکتا ھوں...

بڈھا: روپیہ! ۔مجھے روپے سے کیا لینا دینا؟ میں بڈھا ھو چکا — پکا ھوا پھل آج ٹپکا کل ٹپکا —

مستاکوف: تمہارے ساتھہ جو عورت تھی —— کیا وہ؟

بڈھا: وہ کنواری لڑکی ھے — چھوکری تیز ھے — مجھہ سے چپکی ھوئی ھے —

مستاکوف: کیا وہ بھی میرے بارے میں جانتی ھے؟

بڈھا: تمہارا کیا خیال ھے؟

مستاکوف (اس کے کندھے پکڑ کر): پہیلیاں نہ بجھواؤ، بڈھے خناس!

بڈھا (جھٹکا دے کر اس کی گرفت سے نکلتے ھوئے): دیکھو بھئی —— ھاتھاپائی پر نہ اتر آؤ— ھاں کہے دیتا ھوں!

(درختوں کے جھنڈ سے لڑکی نکلتی ھے —)

بڈھا: آنکھہ نہ دکھاؤ، میں ڈرنےوالا نہیں — وہ کون سی مصیبت ھے جس کا پہاڑ مجھہ پر نہیں ٹوٹا ھے —

مستاکوف: تم کیا چاھتے ھو؟

بڈھا: یہی ذرا تم سے دو دو باتیں کر لوں اور کیا —

مستاکوف: کاھے کے بارے میں؟

بڈھا: اوہ —— کاھے کے بارے میں؟ پوری دنیا پڑی ھے باتیں کرنے کو —

مستاکوف (ایک لمحے کو رکتے ھوئے): انتون، بہت دن ھوئے کہ ھماری راھیں الگ ھو گئیں —

بڈھا: لیکن دیکھو نا —— پھر دونوں راھیں ایک دوسرے سے مل گئیں —

33*

مستاکوف: تم چبا چبا کر بات کیوں کر رہے ہو — تم چاہتے کیا ہو؟

بڈھا: میں بہت کچھ چاہتا ہوں —

مستاکوف: کیا؟

بڈھا: میں نے مصیبت کے پہاڑ سے سال کاٹے ہیں — آج میں ایک ایک دن کی پوری پوری قیمت چاہتا ہوں —

مستاکوف: کتنا مانگتے ہو؟

بڈھا: ابھی میں نے سارا حساب نہیں لگایا ہے —

(مستاکوف پیچھے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور اسے نفرت سے گھورتا ہے —)

بڈھا: تم کیا گھور رہے ہو؟

مستاکوف: میں یہ نہیں بھولا ہوں کہ تم کس ڈھب کے آدمی ہو —

بڈھا: نہیں بھولے ہو؟ یہ تو اور بھی اچھا ہے —

مستاکوف (اداس لہجے میں): آخر تم مجھ سے چاہتے کیا ہو؟

بڈھا: ڈر گئے ایں؟ یہ تو زندگی کا ایک چھوٹا سا مذاق ہے، گوسیف — یہاں تم ہو کہ بھاگ دوڑ کر رہے ہو، دھڑا دھڑ عمارتیں بنوا رہے ہو اور میں چپکے چپکے، دبے پاؤں رینگتا ہوا آتا ہوں... اور لو... دیکھ لو...

مستاکوف: لیکن بتاؤ تو سہی میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ مجھے تو کچھ یاد نہیں آتا —

بڈھا: مجھے بھی کچھ یاد نہیں آتا —

مستاکوف: یاد ہے، ان دنوں مجھے تم پر کتنا رحم آیا تھا —

بڈھا (ہلکے سے ہنستے ہوئے): ہاں آدمی کو ترس کھانے کا گر آنا چاہئے — ترس کھانا اتنا آسان نہیں ہے! اور تم نے کیا سوچا؟

مستاکوف: کیوں، کیا اب تم مجھے تباہ کرنا چاہتے ہو؟
بڈھا (کان کھڑے کرتے ہوئے): یہ میں پھر کبھی بتاؤنگا کیا چاہتا ہوں — کوئی آ رہا ہے... سڑک پر سے گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دے رہی ہے... سنا؟ اس وقت تو میں باورچی خانے جاتا ہوں اور شام کو تم مجھے بلا لینا... کیوں ٹھیک ہے نا؟

(مستاکوف سر ہلاتا ہے — باغ سے زخاروونا نکل کے آتی ہے —)

زخاروونا: ہائے اللہ! ایوان واسیلیوچ، کہاں تھے تم؟ میں نے تمہاری تلاش میں زمین اور آسمان ایک کر دیا —
مستاکوف (خفا خفا سا): اس آدمی کو باورچی خانے لے جاؤ اور کھانا کھلا دو —
زخاروونا: ہونہہ، بھلا کیوں نہیں، آج اتنا وقت ہی تو پڑا ہے...
مستاکوف: وہی کرو جو میں کہتا ہوں —
زخاروونا: وہاں وہ لوگ تمہاری راہ دیکھہ رہے ہیں — (بڈھے سے) آؤ میرے ساتھہ —
بڈھا: بڑا ٹیڑھا ہے تمہارا مالک —
زخاروونا: بس بس چپڑ چپڑ بند کرو —
بڈھا: اور لگتا ہے تم بھی کچھہ کم ٹیڑھی نہیں ہو — تم ڈنڈے کی بھاگی ہو —
زخاروونا (مڑتے ہوئے): کیا کہا؟

(مستاکوف اس کی طرف انگلی ہلاتا ہے — تنہائی میں اپنے آپ بڑبڑاتا ہے ''خدا کی پناہ — یہ نہیں ہو سکتا! نہیں ہو سکتا!،، زیر تعمیر عمارت کی طرف جاتا ہے — راستے میں سوفیا مارکوونا سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے — وہ کچھہ ادھیڑبن میں گرفتار نظر آتی ہے —)

سوفیا مارکوونا: تم نے کیا کیا اوٹ پٹانگ لکھه مارا؟ مجھے اعتبار نہیں آتا! کیا تم دیوانے ہوئے ہو؟ (اس کا ہاتھه پکڑتی ہے) بولو! مجھے سب کچھه بتاؤ! کیا تم سچ مچ بھاگے ہوئے قیدی ہو؟

مستاکوف (دور دیکھتے ہوئے): ہاں بھاگا ہوا قیدی ہوں — مجھے چار سال کی قید ہوئی تھی —

سوفیا مارکوونا: کیا قصور تھا تمہارا؟

مستاکوف: میں نے قید میں دو برس اور پانچ مہینے کاٹے، پھر بھاگ کھڑا ہوا —

سوفیا مارکوونا: ناممکن! آنکھیں برابر کرو! کیا جرم کیا تھا تم نے جس کی تمہیں سزا ملی تھی؟ دھوکا دیا تھا، جعلی سکے بنائے تھے؟

مستاکوف: خون —

سوفیا مارکوونا (اس کا ہاتھه چھوڑ دیتی ہے): تم خونی ہو؟ کیسے کیا تھا تم نے خون؟

مستاکوف: میں نہیں جانتا —

سوفیا مارکوونا: ہمت سے کام لو — ایسے وقت میں دل دماغ قابو میں رکھو! بتاؤ یہ سب ہوا کیسے؟ اف، جلدی کرو... مجھے بتاؤ!

مستاکوف: میں نہیں جانتا — میں نے عدالت میں بھی یہی کہا تھا — میں نہیں جانتا — اس وقت میں صرف بیس برس کا تھا... میں رنگروٹ تھا — ہم پی رہے تھے — کسی نے مویشیوں کے ایک سوداگر کے چھرا گھونپ دیا — میں نشے میں تھا اور میں نے اسے دیکھا بھی نہیں... میں نے تو اس کی صورت بھی نہیں دیکھی — ہاں سچ میں نے اس کی صورت بھی نہیں دیکھی — لیکن وہاں اور کوئی نہیں تھا جس پر یہ الزام دھرا جاتا — اس لئے آئی گئی ساری میرے سر منڈھه دی گئی — الزام دھرنے والوں کو میرے لباس پر خون کی ایک بوند نظر آ گئی تھی —

سوفیا مارکوونا: کس کے خون کی بوند؟

مستاکوف: میں نہیں جانتا — رنگروٹ ایک دوسرے سے سر پھٹول کر رہے تھے اور میں ان کے ساتھ تھا —

سوفیا مارکوونا: کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟ ایں بتاؤ؟ ہاں تم سچ کہہ رہے ہو! نہیں تم خون نہیں کر سکتے — نہیں، نہیں! لیکن تم نے اتنے دنوں مجھ سے یہ بات کیوں نہیں کہی؟ تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟

مستاکوف (بالکل نڈھال اور بےجان): یہاں ایک آدمی آیا ہے — وہ میرے ساتھ جلاوطنی کے دن کاٹ رہا تھا — وہ میری تلاش میں تھا — اس نے ایک آدمی بھیجا ہے — وہ میرے بارے میں چھان بین کرنا چاہتا ہے — جمعرات کو میں نے اس کو گرجا گھر کی برسانی میں دیکھا — میں فوراً ہی اس کو پہچان گیا —

سوفیا مارکوونا: تمہیں فوراً مجھے بتانا چاہئے تھا — میں تم پر بھروسہ کرتی ہوں — اندھا بھروسہ —

مستاکوف: آج صبح میں نے تم کو بتانے کی کوشش کی لیکن تم نے مجھے بتانے نہ دیا —

سوفیا مارکوونا: آج صبح؟ تمہارا مطلب ہے... اف... کتنی احمق ہوں میں! میں نے سوچا... اف کتنی حماقت ہے! مجھے معاف کرو...

مستاکوف: میں نہ جانے کب سے تمہیں یہ سب بتانا چاہ رہا تھا مگر ہمت ہی نہ ہوئی — یہ بات میرے دل پر چٹان کی طرح تھی — اس دنیا میں میرا کوئی نہیں، اکیلی تم ہو... تم میرے لئے بہن ہو... تم اس دنیا میں میرے لئے سب کچھ ہو —

سوفیا مارکوونا: وہ آدمی چاہتا کیا ہے؟

مستاکوف: مجھے اس کا اور ملتا ہے نہ چھور — وہ مجھے برباد کرکے دم لیگا —

سوفیا مارکوونا : ایسی باتیں نہیں کرتے — کہاں ہے وہ؟
مستاکوف : باورچی خانے میں — بڑا ہی خبیث ہے — سوفیا مارکوونا مجھے بچاؤ! باقی زندگی میں تمھاری غلامی میں کاٹ دونگا! میں زندہ رہنا چاہتا ہوں!

سوفیا مارکوونا : اطمینان رکھو، میں تمھارا بال بیکا نہ ہونے دونگی —

مستاکوف : میں اپنے آپ سے کہتا ''وہ جس راستے پر چلنے کو کہیگی، میں اسی پر ساری زندگی چلتا رہونگا اور جب وقت آئیگا تو میں بتا دونگا —— لو دیکھه لو، یہ ہے میرا رنگ روپ! لیکن میرا ضمیر صاف ہے — تم نے مجھے بھلا کرنا سکھایا — جب تک میں تم سے ملا نہ تھا، زندگی میرے لئے بےمعنی تھی....،،

سوفیا مارکوونا : یہ وقت یہ سب کہنے کا نہیں —

مستاکوف : کیا تم کو میری باتوں پر یقین ہے؟

سوفیا مارکوونا : تم یہ کیسے پوچھه سکتے ہو؟ تم اس سے کس وقت بات کروگے؟

مستاکوف : آج شام کو —

سوفیا مارکوونا : کچھه ایسا انتظام کرو کہ میں تمھاری باتیں سن سکوں — میں آج رات یہیں رہ جاؤنگی — ایسا پکا بندوبست کر لو کہ بچوں کو کانوں کان کچھه معلوم نہ ہو —

مستاکوف (ہلکی سی تلخ ہنسی کے ساتھه) : یہ جان کر تو پاول کی باچھیں کھل جائینگی!

سوفیا مارکوونا : یاد رکھو، اس سے بات کرتے وقت آپے میں رہنا!

مستاکوف : دیکھو وہ تمھیں بھی اس لپیٹ میں نہ لے لے؟

سوفیا مارکوونا : مجھے؟ بکواس! چلو اندر چلیں —

مستاکوف : سوفیا مارکوونا...

سوفیا مارکوونا : ہوں؟ دیکھو اپنے آپ کو سنبھالو!

مستاکوف: میں ڈر رہا ہوں —

سوفیا مارکوونا: ڈرنے سے کام نہیں چلیگا —

مستاکوف: میں اس چیز سے ڈر رہا ہوں کہ تم کیا سوچوگی میرے بارے میں —

سوفیا مارکوونا: لیکن تم بےگناہ ہو، ہے نا؟ یہ سب محض خوفناک غلطی ہے، ہے نا؟

مستاکوف: ہاں غلطی! میں خدا کی قسم کھاتا ہوں!

(دونوں چلے جاتے ہیں — لڑکی جھاڑیوں سے نکلتی ہے اور بجھی بجھی آنکھوں سے ان کو جاتے ہوئے دیکھتی ہے اور تھوڑی تھجاتی ہے —)

پردہ

تیسرا ایکٹ

ایک بڑا سا کمرہ جس کے درمیان لکھنے کی میز اور تین آرام کرسیاں رکھی ہیں — میز پر نیلے شیڈوالا لیمپ جل رہا ہے — کونے میں ایک پردے کے پیچھے سے پلنگ کا سرھانہ نظر آ رہا ہے — دوسرے کونے میں چولھا ہے جس کے سامنے صوفہ رکھا ہوا ہے — دروازے پر بھاری پردے پڑے ہوئے ہیں — دروازے کے پاس ایک بڑی الماری رکھی ہے — تماشائیوں کے سامنے والی دیوار میں ایک دروازہ ہے — مستاکوف صوفے پر نیم دراز ہے — پچھلی دیوار پر کوئی دستک دیتا ہے —

مستاکوف (اٹھتے ہوئے): ھاں؟

زخارووِنا: وہ جاگ رہا ہے —

مستاکوف: اس کو یہاں بلا لاؤ —

زخارووِنا: وہ چائے مانگ رہا ہے —

مستاکوف: اس کو چائے دو، اس کے بعد یہاں لے آؤ —

زخارووِنا: ایوان واسیلیوچ اس کی اتنی آؤ بھگت کیوں کرو — مجھے تو یہ بڈھا پرلے درجے کا بدمعاش دکھتا ہے —

مستاکوف: سب ٹھیک ہے — جاؤ بھاگ کر جاؤ —

زخارووِنا: وہ تو تمھارے بارے میں اناپ شناپ، اوٹ پٹانگ

سوال کر کر کے میری ناک میں دم کئے دے رہا ہے — جب دیکھو کرید رہا ہے، کریدے چلا جا رہا ہے —

مستاکوف: کیا؟

زخاروونا: کرید کرید کر پوچھ رہا ہے... تم کس طرح رہتے ہو، تمہارا کیا کاروبار ہے، یہ سوفیا مارکوونا کون ہے...

مستاکوف: سوفیا مارکوونا؟

زخاروونا: وہ تو بڑا لال بجھکڑ بنتا ہے جیسے اس کو سب کچھ معلوم ہو — جیسے وہ یونہی پوچھ گچھ کر رہا ہو — مونڈی کاٹا یوں کرید کرید کر پوچھ رہا ہے جیسے عدالت میں سرکاری وکیل بیٹھا جرح کر رہا ہو...

مستاکوف: سرکاری وکیل؟

زخاروونا: ہاں سرکاری وکیل —

مستاکوف: نہیں، وہ مجھے جانتا ہے بہت پہلے سے... بہت پہلے کی بات ہے جب میں غریب تھا — اس وقت ہم ایک ساتھ ہی رہتے تھے —

زخاروونا: ہم بہت سے ایروں غیروں نتھو خیروں کو جانتے ہیں — تو کیا ہوا، ہم ان کی چندیا میں حنبلی کا تیل سکھاتے پھریں؟

مستاکوف (چلتے ہوئے): کیا سوفیا مارکوونا یانا کے کمرے میں ہیں؟

زخاروونا: ہاں —

مستاکوف: ان سے کہنا یہاں آ جائیں — ذرا ادب سے کہنا، میں ایک منٹ کو ملنا چاہتا ہوں — (کوئی دستک دیتا ہے — زخاروونا دروازہ کھولنا ہی چاہتی ہے کہ مستاکوف اس کے ہاتھ پکڑ لیتا ہے) رک جاؤ! کون ہے؟

زخاروونا : اوئی الله! اور کون ہوتا سرکار — ہوگا اپنے آدمیوں میں سے کوئی؟

مستاکوف (دھیمی آواز میں، غصے سے) : تم کچھ نہیں سمجھتیں، بڑھیا بیوقوف!

سوفیا مارکوونا : اس پر کیوں چیخ رہے ہو؟ چیخنا تو تم پر چاہئے!

مستاکوف : بھاگ جاؤ یہاں سے زخاروونا!

زخاروونا : جانتی ہوں — اب مجھے یہاں سے چل دینا چاہئے...
(چل دیتی ہے —)

سوفیا مارکوونا : طبیعت کیسی ہے؟

مستاکوف : بری — جی اوب گیا —

سوفیا مارکوونا : شرم آنی چاہئے — اتنی سی بات پر تمہارے ہاتھ پاؤں پھول گئے!

مستاکوف : معاملہ ہی اتنا نازک ہے —

سوفیا مارکوونا : کون جانے، بلا آئے نہ آئے، ٹل جائے —

مستاکوف : میں اس کو خوب جانتا ہوں —

سوفیا مارکوونا : ہم اس سے ملیں گے، اس سے بات چیت کرینگے اور جو کچھ چاہیگا، دے دینگے — پھر میں چپکے چپکے کوشش کرونگی کہ تمہیں معافی مل جائے — ہم سب سے اچھے وکیل سے معاملہ کرینگے — روپیہ کیا نہیں خرید سکتا — ویسے بات بری ہے لیکن کیا کیا جائے — اس کے سوا چارہ کیا ہے؟

مستاکوف : میں نہیں جانتا، آخر اس سے کیا کہوں —

سوفیا مارکوونا : تم خود کو مجرم تو نہیں سمجھتے، کیوں؟ پھر ڈرنے کی کیا بات ہے؟

مستاکوف : تم نہیں جانتیں لوگ کیا سے کیا بن سکتے ہیں —

سوفیا مارکوونا : دیکھیں گے — اچھا میں کہاں چھپوں؟

مستاکوف: کیا یہ ضروری ہے؟

سوفیا مارکوونا: میں یہاں اس الماری کے پیچھے چھپ جاؤنگی، اس پردے کے پیچھے ―(مسکراتی ہے) سچ میں نے کاھکو کبھی سوچا ہوگا، مجھے ایسے عجب ڈرامے میں پارٹ ادا کرنا پڑیگا ―

زخارووںا (منہ بنائے ہوئے آتی ہے): وہ جانے نہیں چاھتا ― کیا میں اس کو اندر لے آؤں؟

مستاکوف: ہاں لے آؤ ―

سوفیا مارکوونا: دیکھا، اس نے مجھے دیکھا بھی نہیں ― اب ھوشیار رھنا ― بھڑکنا مت ―

مستاکوف: اگر تم بھی اس جال میں میرے ساتھہ پھنس گئیں تو کیا ہوگا؟ پھر میں کیا کرونگا؟

سوفیا مارکوونا: ھش ―

(چھپ جاتی ہے ― مستاکوف اس کی طرف دیکھتا ہے اور ٹھنڈی سانس لیتا ہے ― وہ پردے کے پیچھے سے سر نکال کر جھانکتی ہے اور مسکراتی ہے ―)

مستاکوف (تلخ ہنسی کے ساتھہ): کیا تمہیں اس میں مزا آتا ہے؟

سوفیا مارکوونا: اوہ ہاں ― کچھہ کچھہ ڈر بھی رہی ہوں، ھش! آ رہے ھیں!

(کوئی دستک دیتا ہے ― زخارووںا بڑھے اور لڑکی کو اندر لاتی ہے اور بڑبڑاتی ہے ― بڈھا اس کونے میں مڑ جاتا ہے جہاں بستر ہے اور صلیب کا نشان بناتا ہے ― ہوا کو سونگھتا ہے ―)

مستاکوف (لڑکی کی طرف سر ھلاتا ھے) : اس کو تم یہاں کیوں لائے؟

بڈھا : وہ ھمیشہ میری جان کے ساتھہ ھے ـــــ جیسے میرے پاپ!

مستاکوف : اس کو باھر بھیج دو ـ میں اس کے سامنے تم سے بات نہیں کر سکتا ـ

بڈھا (اطمینان سے ایک آرام کرسی پر بیٹھہ جاتا ھے) : اوہ نہیں ـ تم ایسا کیسے کر سکتے ھو ـ اس کی طرف دھیان ھی نہ دو ـ وہ تو گونگی مٹی ھے ـــــ مارو اسے، پیٹو اسے، کیا مجال جو اس کے منہ سے اف نکل جائے ـ لیکن تم ذرا مجھہ پر ھاتھہ اٹھا کر دیکھو ـــــ آسمان سر پر اٹھا لیگی ـ

مستاکوف (لڑکی کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا ھے ـ لڑکی ندیدےپن سے ھر طرف گھورتی ھے اور کرسیوں کے بازوؤں کو چھوتی ھے) : بیٹھہ جاؤ!

بڈھا : بیٹھہ جا مارینا، ڈرنے کی کوئی بات نہیں ـ (آرام کرسی پر گدے کھاتا ھے) اف، تمہاری کرسیاں ھیں یا پروں سے بھرے ھوئے گدے ـ لیکن یہاں اندھیرا ھے ـ کیا اور زیادہ روشنی نہیں ھو سکتی یہاں؟

مستاکوف : نہیں، نہیں ھو سکتی ـ

بڈھا : تم اندھیرے میں رھتے ھو ـ آرام سے رھتے ھو، پیٹ بھرکے کھانا کھاتے ھو، مگر رھتے ھو اندھیرے میں ــ

لڑکی : یہاں کیسی اچھی مہک بسی ھوئی ھے جیسے بچے کا پسینہ ـ

بڈھا : لیمپ سے شیڈ اتار دو!

مستاکوف : کیوں؟

بڈھا : تاکہ اور زیادہ روشنی ھو ـ روشنی کو چھپانے کا کیا تک ھے؟ ھاں یہ بات ـ اچھا بتاؤ میری کیا خاطر کر رھے ھو؟

مستاکوف: وودکا پیو گے؟

بڈھا (هنستے هوئے): اوہ نہیں! تم مجھے وودکا نہیں پلا پاؤ گے — تم لومڑی کی طرح چالاک هو، گوسیف --

مستاکوف (میز پر هاتھ مارتے هوئے): چلو جو اگلنا هے صاف صاف اگل دو!

بڈھا (هلکے سے اچھلتے هوئے): دوبارہ اس طرح میز پر گھونسه نه جمانا! مجھے تو لگا که کسی نے بندوق داغ دی ... دهائیں! اچھا یه کھڑکیوں کے باهر کیا هے؟ مارینا، ذرا ایک نظر دیکھنا تو سہی —

مستاکوف: انتون تم چاهتے کیا هو؟

بڈھا (لڑکی کو دیکھتے هوئے): صحن میں؟

لڑکی: هاں، پرے کو باورچی خانه هے --

مستاکوف: تم چاهتے کیا هو؟

بڈھا: میرے جیسا بڈھا کیا چاهےگا؟ میں خود نہیں جانتا —

مستاکوف: اگلو جلدی اگلو — مجھے چڑاؤ مت انتون، کہیں مجھے غصه نه آجائے —

بڈھا: اور غصه آ گیا تو؟

مستاکوف (اٹھتے هوئے): میں... میں...

بڈھا (آرام کرسی میں پیچھے اڑتے هوئے): هاں؟

لڑکی: سوداگر، چیخو چلاؤ مت — یه گھر لوگوں سے بھرا هوا هے — ایسے میں چیخنا چلانا اچھا نہیں — ذرا اس سے دور هی رهنا —

مستاکوف: بند کر اپنی زبان!

بڈھا: مارینا چپ رہ — میں اس کو جانتا هوں — اس کا مزاج پارہ هے پارہ — گھڑی میں توله، گھڑی میں ماشه — ویسے ادمی دل کا اچھا هے —

مستاکوف: تم کیا چاہتے ہو، انتون؟

بڈھا: میں نے اب تک طے نہیں کیا ہے -- اتنی مارم مار کی کیا پڑی ہے؟ مجھے کچھہ سوچنے تو دو —

مستاکوف: تم کتنے زہریلے سانپ ہو!

بڈھا: ہم ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں —

(وقفہ)

بڈھا (شروع تو نرم اور فریادی لہجے میں کرتا ہے — لیکن رفتہ رفتہ اس کا لہجہ طنزیہ اور تحکمانہ ہو جاتا ہے) : اچھا تو ہم یہ رہے، گوسیف، ایک دوسرے کے آمنے سامنے. تم اور میں —— ہم دونوں پاپی ہیں —— بس اتنا فرق ہے کہ میں نے چپکے سے قانون کے اشارے پر اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا اور تم قانون کے چنگل سے نکل بھاگے — میں زنجیروں میں جکڑا ہوا گھلتا رہا، سڑتا رہا اور تم نرم کرسی میں دھنسے دھنسے اپنے جسم کی چربی بڑھاتے رہے، دولت بٹورتے رہے — اور اب لو —— ہم آمنے سامنے ہیں — سات برس سے تمہاری تلاش میں کہاں کہاں کی خاک چھانتا رہا — مجھے یقین تھا کہ تم مزے میں ہو، اچھے ہو، زندگی کے مزے لوٹ رہے ہو — ہاں مجھے اس کا یقین تھا —

مستاکوف: جو کچھہ کہنا ہو جلدی سے کہہ دو —

بڈھا: جلدی نہ کرو، زبان جل جائیگی — کیوں جب بچے شوربہ پیتے ہیں تو بڑے بوڑھے یہی کہتے ہیں نا؟ جلدی مت کرو —— زبان جل جائیگی — ہاں، میں کہہ رہا تھا، میں نے کونا کونا چھان مارا — ذرا اس من چلے کے درشن تو کرلوں جو قانون کو جل دے گیا — پاپ کئے دوسروں نے اور عیسی مسیح نے ان کے لئے جان دے دی — اور ایک تم ہو جس نے خود اپنے گناہوں کی قیمت ادا نہیں کی — آدمی ہو تم بڑے دل گردے کے —

مستاکوف: میں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا ــــ مجھے غلطی سے سزا دی گئی تھی ــ

بڈھا: اوہ، یہ میں جانتا ہوں ــــ جب کبھی لوگ ہم پر کسی جرم کا الزام رکھتے ھیں اور جب کبھی ھمیں اس دنیا کا فیصلہ سننا پڑتا ھے تو ہم یہی کہتے ھیں ــ میں نے بھی یہی کہا تھا ــ

مستاکوف: میں اس پورے زمانے میں ایمانداری اور شرافت کی کھری زندگی گزارتا رہا ہوں ــ

بڈھا: اچھا تو یہ بات ھے! اوہ نہیں، گوسیف، یہ سب نہیں چلیگا، ہم سب پارسائی اور شرافت کے پردے میں اپنے گناہ چھپانا چاھتے ھیں ــ یہ قانون نہیں ھے ــ اب اس کی قیمت کون ادا کریگا؟ ایں؟ عیسی مسیح کو بھی پرانا قانون توڑنے کی قیمت ادا کرنی پڑی ــ قانون تھا: خون کا بدلہ خون ــ لیکن عیسی مسیح نے کہا ''برائی کا بدلہ بھلائی سے دو ــ ''

مستاکوف: میں نے لوگوں کے ساتھہ کچھہ کم نیکی اور بھلائی نہیں کی ھے ــ

بڈھا: میں تو یہ نہیں کہہ سکتا ــ انسان جس طرح زندگی گزارتا آیا ھے، اسی طرح زندگی گزار رہا ھے ــــ لوگ دکھہ اور افلاس کا شکار تھے اور ھیں... لوگ گناہ کے اندھیرے میں سانس لیتے تھے، اب بھی اسی طرح گناہ کے اندھیرے میں بھٹکتے ھیں ــ ان کی حالت بد سے بدتر ہوتی جا رھی ھے ــ کیا تم نے کبھی یہ محسوس کیا ھے، گوسیف؟

مستاکوف: بتاؤ تم آخر مجھہ سے چاھتے کیا ہو؟ قصہ کیا ھے؟

لڑکی: اس کی بات مت کاٹو ــ اس کو روکو مت ــ اسے یہ بات ایک آنکھہ نہیں بھاتی...

مستاکوف: انتون!..

بڈھا: میرا نام ھے پیتی‌ریم ــ رھی یہ بات کہ میں چاھتا کیا

هوں ـــ سو یہ سوچھنے کی بات ہے ـــ ہم دونوں ایک ہی ذات کے کبوتر ہیں ـــ پھر بھی میں بارہ برس تک زبان سے چوں کئے بغیر، ایمان داری سے، خاموشی سے اپنے گناہوں کی سزا بھگتا رہا، ایک شہید کی طرح دکھ جھیلتا رہا اور تم؟ تم قانون کے چنگل سے نکل بھاگے ـــ

مسناکوف: اچھا تو تم مجھے پولس کے حوالے کرنا چاہتے ہو؟ تم چاہتے ہو کہ پولس والے مجھے آن دبوچیں؟

بڈھا: تو میں نے ابھی بتایا کہاں کہ میں چاہتا کیا ہوں؟

مسناکوف: اچھا اچھا، جاؤ مجھے حکام کے حوالے کر دو، میری زندگی تباہ کردو ـــ اس سے تمہیں کیا مل جائیگا؟

بڈھا: یہ میرا معاملہ ہے ـــ

مسناکوف: اب تم چند سال کے مہمان ہو ـــ

بڈھا: چاہتا ہوں زندگی کے جتنے دن بچ گئے ہیں، اچھی طرح کاٹوں ـــ

مستاکوف: تم کام نہیں کر سکتے ـــ

بڈھا: تم میرے حصے کا بھی کما سکتے ـــ جتنا میرے لئے بھی کافی ہوگا ـــ

مسناکوف: اونہوں، مجھے جبر سے جینے دو ـــ آخر تم کون ہوتے ہو میرا گناہ ثواب دیکھنے والے؟

بڈھا: کسی کو بھی اس کا حق ہے ـــ تم بھاگے کیوں؟ تم نے دکھ جھیلنے سے انکار کیوں کیا؟

مسناکوف: میں زندہ رہنا چاہتا تھا ـــ میں کام کرنا چاہتا تھا...

بڈھا: دکھ جھیلنا کام کرنے سے زیادہ بڑی نیکی ہے ـــ

مسناکوف (غصے سے): دکھ اور مصیبت سے کیا فائدہ؟ اس سے کس کا بھلا ہوگا؟ اس سے کس کو لاب ہوگا؟ بدمعاش کہیں کے، بتاؤ مجھے!

بڈھا : مجھه پر بھونکو مت! ساری زندگی لوگ مجھه پر بھونکتے رھے ھیں — اب اس وقت تم میری مٹھی میں جکڑے ھوئے ھو جیسے پنجرے میں چڑیا — مجھے اس سے کیا کہ تم نے اپنے لئے اتنا اچھا سا، نرم نرم سا گھونسلہ بنا لیا ھے، اپنے لئے ایک زوردار عورت، ایک سونے کی چڑیا پھانس لی ھے...

مستاکوف (بھڑکتے ھوئے) : تیری یہ مجال! (اس پر جھپٹ پڑتا ھے —)

لڑکی (کھڑکی کی طرف جھپٹتی ھے) : بچاؤ!

بڈھا (میز کے پیچھے فرش پر گرتے ھوئے) : مارینا کھڑکی توڑ دے!

سوفیا مارکوونا (کونے سے جھپٹ کر نکلتے ھوئے لڑکی کو دھکیل کر میز پر گرا دیتی ھے اور مستاکوف کا بازو پکڑ لیتی ھے) : جاؤ، چلے جاؤ، اس کمرے سے! ارے چھوکری، تو بھی یہاں سے بھاگ جا!

بڈھا (اٹھتے ھوئے اور ڈر سے ادھر ادھر گھورتے ھوئے) : اچھا یہ ھیں تمہارے ھتھکنڈے —— منه پر رام رام اور بغل میں چھری —

لڑکی (بڈھے سے لپٹتے ھوئے) : کیا ھوا ایں؟ دیکھا یہ لوگ ویسے کتنے بھلے مانس، کتنے بڑے شریف بنتے ھیں!

مستاکوف (کمرے میں ادھر ادھر پھرتے ھوئے) : سوفیا مارکوونا، خدا کے لئے تم اس قصے میں نہ پڑو!

سوفیا مارکوونا : جاؤ تم اس کمرے سے! اور بیگم صاحبہ، آپ بھی تشریف لے جائیے!

بڈھا : نہیں، وہ نہیں جائیگی —

لڑکی : میں نہیں جاؤنگی —

سوفیا مارکوونا : ایوان واسیلیوچ، اس کو لے جاؤ — تم بیٹھه جاؤ بڑے میاں — میں تم سے بات کرونگی —

بڈھا (بگڑے تیور سے) : میں تم سے بات کرنا نہیں چاہتا — تم ہوتی کون ہو؟ میں تم کو نہیں جانتا —

سوفیا مارکوونا : جلد ہی جان جاؤ گے —

بڈھا : میں جا رہا ہوں —

سوفیا مارکوونا : چھوڑو بھی — بیوقوفی مت کرو — ایوان واسیلی‌وچ میں کہہ رہی ہوں — چلے جاؤ یہاں سے — (بڈھے سے) اپنی اس لونڈیا سے کہہ دو — چلی جائے یہاں سے —

بڈھا (کچھ جھجکتے ہوئے) : مارینا، چلی جا پر دیکھنا دروازے سے چپکی رہنا، قریب رہنا، یاد رہے — اور سنو بیگم صاحبہ، تم مجھے ڈرا نہیں سکتیں —

سوفیا مارکوونا : میں جانتی ہوں — میں تمہیں ڈرانا چاہتی بھی نہیں — (مستا کوف اور لڑکی کے جاتے ہی دروازہ بند کر دیتی ہے اور بڈھے کے مقابل آرام کرسی کھینچ کر بیٹھ جاتی ہے) مجھے سیدھے سیدھے مختصر لفظوں میں بتاؤ — تم چاہتے کیا ہو؟

بڈھا (سنبھلتے ہوئے) : تمہارا کیا خیال ہے؟

سوفیا مارکوونا : تم ان کو ستانا چاہتے ہو، ہے نا؟ دوسروں نے تمہیں ستایا اور اب تم اس آدمی کو ستا کر اپنا انتقام لینا چاہتے ہو، ہے نا یہی بات؟

(بڈھا جواب نہیں دیتا اور اس کو غور سے گھورتا ہے —)

سوفیا مارکوونا : تمہیں اس کا غصہ ہے کہ اس آدمی نے اپنے لئے زندگی میں ایک جگہ بنالی ہے اور تم ایسا نہیں کر سکے؟

بڈھا (ہلکی سی ہنسی کے ساتھ) : اچھا تم نے ہماری ساری باتیں سنی ہیں، ایں؟

سوفیا مارکوونا : تم نے ان کو ستایا، ان کا دل دکھایا — تم انکو کافی ستا چکے —

بڈھا (مذاق اڑاتے ہوئے) : کافی؟ اچھا — یہ تو بڑی سیدھی سادی بات کہی تم نے —

سوفیا مارکوونا : تم خود ہی سوچو، یاد کرو اپنا ماضی —— کیسے دکھ جھیلے ہیں تم نے، تمہارا دل کتنا خون ہوا ہے — اپنے دل میں جھانک کر دیکھو —— کیا اب بھی وقت نہیں آیا ہے کہ تم باقی زندگی سکھ چین کی بسر کی جاؤ؟

بڈھا : اچھا تو یہ ہے تمہاری دوڑ! بیگم صاحبہ، اس گھپلے میں نہ رہنا کہ میں اس بھرے میں آ جاؤنگا —

سوفیا مارکوونا : میں جانتی ہوں، تمہارا غصہ کتنا گہرا ہے اور تم بدلہ لینے کو کیسے بے چین ہو —

بڈھا : میں نے سوچا تھا تم کوئی دوسرا راگ الاپوگی —— کوئی عقل کی وزن دار بات کہوگی — تمہارے دل میں بڑی آگ ہے، بیگم صاحبہ، مگر کھوپڑی میں گودا زیادہ نہیں —

سوفیا مارکوونا : تم ایک غلط آدمی سے انتقام لے رہے ہو — اس نے تمہیں دکھ جھیلنے پر مجبور نہیں کیا ہے —

بڈھا : اور اگر میں سمجھوں کہ ہر شخص قصوروار ہے تو تم میرا کیا کر لوگی؟ بتاؤ!

سوفیا مارکوونا : یہ بات ٹھیک نہیں — یہ انصاف کی بات نہیں —

بڈھا : اور میں کہتا ہوں بات انصاف کی ہے —

سوفیا مارکوونا : تم بے گناہ تھے، تمہیں بے وجہ سزا بھگتنی پڑی، ایں؟

بڈھا (کچھ رکتے ہوئے) : پھر؟

سوفیا مارکوونا : تم دکھ اور مصیبت کی بے انصافی کا مزا چکھ چکے ہو، پھر کسی دوسرے کو مصیبت کے منہ میں کیوں دھکیلنا چاہتے ہو؟

بڈھا : ہونہہ، یہ جو تمہارا گوسپل ہے، یہ اپنے گناہوں کے

باوجود جنت میں جانا چاهتا هے، هے نا؟ لیکن جنت میں اس کی جگه نهیں! جنت میرے لئے هے، میرے جیسے غریب بدنصیبوں کے لئے! قانون یهی کهتا هے — رها گوسیف، سو اگر میں نے دکهه اٹهائے هیں اور ظلم جهیلے هیں تو اسے تو اور زیاده اس چکی میں پسنا چاهئے —

سوفیا مارکوونا : لیکن کیوں؟ تم کتنے خبیث هو!

بڈها : تم اس سے بیاه رچانا چاهتی هو، هے نا؟ تم محبوب کی خاطر یه سارے دکهه نهیں جهیل سکتیں — محبوب تو بهتا هوا پانی هے —— آج سنهرے بالوں والا محبوب هے تو کل کالے بالوں والا — واه، تم عورتیں بهی خوب چیز هو! تم سب کو گندے پانی میں ڈبو دینا چاهئے — لیکن وه گنده ناله هے کهاں؟ بهلا ڈوبو تو کیسے ڈوبو!

(سوفیا مارکوونا خاموشی سے ٹهلتی هے —)

بڈها (مسخرے‌پن سے اس کو دیکهتا هے) : اور کیا کهنا هے تمهیں؟

سوفیا مارکوونا : ایوان واسیلی‌وچ بهلا آدمی هے — وه همیشه دوسروں کے کام آتا رهتا هے —

بڈها : هاں هاں، اسکول وغیره بنواتا رهتا هے، ایں؟ عمارتوں کی ضرورت اسکولوں کے لئے نهیں — ضرورت هے بےگهر، بےسر و سامان لوگوں کے لئے آسرے کی — لوگ جگه جگه مارے مارے پهرتے هیں اور وه رات کاٹنے کا آسرا ڈهونڈتے هیں —

سوفیا مارکوونا : کیا تمهارا مطلب یه هے که تمهیں اس کی بربادی سے خوشی هوگی؟

بڈها : اچها سو اب تمهاری تان ٹوٹ گئی، ایں؟ اف اس کونے سے کس شان سے جهپٹی تهیں تم، جیسے شاهیں اپنے بچوں کو بچانے کے لئے جهپٹا هو — مجهے خوش و خرم لوگ ایک آنکهه نهیں بهاتے — یه لوگ بڑے چکنے، بڑے صاف ستهرے هوتے هیں —— هاتهه پکڑو

ھاتھ پھسل جائے، بازو پکڑو بازو چھٹ جائے — یہ لوگ تو بھیگے ہوئے صابن کی طرح مٹھی سے پھسل کر نکل جاتے ھیں — لگتا ھے، بیگم صاحبہ، تم مجھے پچھاڑنے میں ناکام رھیں!

سوفیا مارکوونا (بےبسی سے): کیا کسی طرح تمھارا دل نہیں پسیجتا؟

بڈھا (ہنستے ہوئے): مجھہ سے بیاہ کر لو— مجھے پیار کرو، میرا دل گرماؤ...

سوفیا مارکوونا: درندے!

بڈھا: ھاں شاید اس طرح دل پسیج جائے— رھی درندہ ھونے کی بات —— سو یہ میں پہلے بھی سن چکا ھوں — میں اس کی پروا نہیں کرتا — میں درندہ ھوں تو اچھا ھے —— مجھے یہی پسند ھے —

سوفیا مارکوونا: کتنی خوفناک بات ھے!

بڈھا: تمھیں میری بات اچھی نہیں لگتی؟ تو آؤ بیگم صاحبہ ھم کہانی ختم کریں — بندر کو ادرک کھلانے کا فائدہ؟ ایک زمانہ ھوا میں لوگوں سے اکتا چکا ھوں اور جن لوگوں سے میں دل سے نفرت کرتا ھوں، وہ تمھاری ھی جیسی نرم و نازک، دھلی ھوئی، صاف ستھری ھستیاں ھیں —

سوفیا مارکوونا (گھٹی ھوئی چیخ کے ساتھہ): کیا تم میں شرافت اور انسانیت کی ایک رمق بھی باقی نہیں ھے؟

بڈھا: ھاں ھے - ڈھونڈو، دیکھو — لیکن تم نہیں پا سکتیں —— تم، تم نہیں پا سکتیں — تم آخر کس طرح مجھے داؤ پر لا سکتی ھو؟ کسی طرح نہیں — تمھاری کوئی بات میرا دل نہیں پگھلا سکتی — اب میری زندگی کے زیادہ دن باقی نہیں ھیں اور جو ھیں سو مسرت اور ترنگ سے خالی — میں نے اپنی ساری جوانی جلاوطنی میں گنوا دی —— وھیں مجھہ سے میرے جسم کی طاقت چھن گئی — کیا تم سمجھتی ھو ان دنوں عورت مجھے میٹھی نہ لگتی ھوگی؟ پھر بھی

میں نے بارہ برس تک عورت کے حسن و جوانی کی شراب نہیں چکھی — رات دن میں تمہارے لئے اور تمہارے اس پریمی کے لئے اپنا خون پسینہ ایک کرتا رہا — آخر تم تلملا کسمسا کیوں رہی ہو، سچائی کی کڑوی گولی گلے سے نہیں اترتی، ہے نا؟

سوفیا مارکوونا: جس آدمی سے تم بدلہ چکا رہے ہو، اس نے تمہاری زندگی نہیں تباہ کی ہے — میری بات کا یقین کرو — اس نے نہیں کی تمہاری زندگی برباد!

بڈھا: میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ میں گنہگاروں کو ڈھونڈوں — رہا گوسیف —— سو وہ تو میری مٹھی میں ہے —— جال میں پھنسی ہوئی چڑیا — وہ اپنی مصیبتوں کو پیٹھ دکھا کر بھاگ آیا — اس نے اپنے دکھوں کو گلے کیوں نہیں لگایا؟ میں نے اپنی سزا کی میعاد پوری کی — کیا میں اس کا جج ہوں؟ ہاں ہوں — فرض شناس اور ثابت قدم جج! اس نے اس پورے زمانے میں مجھ پر ظلم توڑے اور اب وہ مجھے خریدنا چاہتا ہے؟ خیر وہ مجھے نہیں خرید سکتا! کبھی نہیں، ہرگز نہیں — سونے کا پہاڑ بھی میرے آنسوؤں کے ایک قطرے کی قیمت نہیں ادا کر سکتا — سنتی ہو اب مجھے جانے دو؟ بس بھر پایا —

سوفیا مارکوونا: کیا تمہارا دل رحم سے بالکل خالی ہے؟ کیا تمہارے دل میں رحم کی ایک بوند بھی نہیں؟ اتنا سا بھی نہیں؟

بڈھا: میں کہتا ہوں، بہت ہو چکا — تم مجھے داؤ پر نہیں لا پاؤگی — میری زندگی بڑی ظالم رہی ہے — (دروازے تک جاتا ہے اور رکتا ہے) اف اس کونے سے تم کس طرح جھپٹی تھیں، ایہہ؟ میں نے سوچا، چلو سارا کیا دھرا گیا —— سوچا تھا تم ہونگی میرے جوڑ کی! (ھنستا ہے — مستاکوف اور لڑکی دروازے پر نظر آتے ہیں) گوسیف میں تھک گیا — اب میرے سونے کا وقت ہوا — ذرا مجھے راستہ دکھا دو — باورچی‌خانے میں وہ جو ہے نا تمہاری عورت —— سالی نمبر ایک کمین ہے —— اس نے تو میری ناک میں دم کر رکھا ہے —

لڑکی: چلو بھیا، ہمارے بستر تیار ھیں!

بڈھا: گوسیف، تمہاری ڈھال ھے یہ عورت، خوبصورت عورت ھے، اتنی خوبصورت عورتیں شاید ھی کبھی دیکھنے میں آتی ھیں — یہ عورت عدالت میں تمہارے کام نہ آ سکیگی —— خیر، مگر ھے عورت من موھنی — (سوفیا مارکوونا سے) جب اس کو دوبارہ سائبیریا بھیجا جائیگا تو کیا تم بھی اس کے ساتھہ جاؤگی؟ گوسیف دیکھہ لینا یہ عورت نہیں جائیگی — عورت سایہ ھے —— اندھیرے میں مرد کا ساتھہ چھوڑ دیتی ھے — اوہ، حقیر اور ذلیل مخلوق... تجھے دیکھتے ھی میرے دل میں آگ لگ جاتی ھے — (باھر نکل جاتا ھے —)

مستاکوف (دھیمی آواز میں): سوفیا مارکوونا، تم گھر جاؤ —

سوفیا مارکوونا: ایک لفظ نہ کہو — کتنا بھیانک آدمی ھے! ذرا دیکھو لوگوں نے اس کو کیا بنا دبا ھے! میں شہر جاتی ھوں اور قانونی صلاح مشورہ کرتی ھوں — سرکاری وکیل میرا اچھا دوست ھے — میں کل واپس آؤنگی —— یا بہتر ھوگا کہ تم میرے گھر چلو — ھاں ضرور — تمہیں یہاں سے نکل جانا چاھئے — یہ بڈھا ڈھلا ھوا شیطان ھے — کس طرح دیکھتا ھے اف! اس کی آنکھیں! تم نے لڑکی سے بات چیت بھی کی؟

مستاکوف: ھاں، وہ تو کوک بھری گڑیا ھے —

سوفیا مارکوونا: بیوقوف ھے؟

مستاکوف: بے جان ھے — کچھہ سمجھہ نہ آئیگا سوفیا مارکوونا.. اب ھم کچھہ نہیں کر سکتے — یہ خود اپنے جیسے انسان کا فیصلہ ھے —— انسان بڑے سنگ دل ھیں — میں سنت سادھوؤں کی زندگی کا حال پڑھا کرتا تھا —— بڑی شاندر کتابیں — مجھے یہ جان کر تسکین ھوتی تھی نہ جانے کتنے سنت اور سادھو پاپی رہ چکے ھیں — میں اپنے آپ سے کہتا: میں بھی اپنے گناھوں کا کفارہ ادا کر دونگا — میں بھی معاف کر دیا جاؤنگا —

سوفیا مارکوونا: لیکن کیا تم نے گناہ کیا ہے؟ تم نے تو کہا کہ...

مستاکوف (دھیرے سے ہنستے ہوئے): میں خود نہیں جانتا — یہ سچ ہے کہ میں قتل یا ڈاکے کا گنہگار نہیں ہوں — لیکن تم خود ہی دیکھ لو، شاید میں نے کوئی اور جرم کیا ہو — میں نہیں جانتا —

سوفیا مارکوونا: اس شخص کو کس جرم کی سزا میں جلاوطن کیا گیا تھا؟

مستاکوف: زنا کے جرم میں —

سوفیا مارکوونا (کانپتے ہوئے): اف، دیکھو میں اس لڑکی سے بات کرونگی —

مستاکوف: میرے خیال میں تو نہ کرو تو اچھا ہے —

سوفیا مارکوونا: اس کو اندر بلاؤ — مجھے دو تین دن کے لئے اس کا منہ بند کرنا ہوگا —

مستاکوف: اگر کوئی ایسی ویسی بات ہو جائے تو تانیا کو اپنے پاس لے جانا —

سوفیا مارکوونا: ایسا ویسا خیال پاس پھٹکنے مت دو —

مستاکوف: کتنی بے بس ہے یہ لڑکی —

سوفیا مارکوونا: جاؤ لڑکی کو بلاؤ —

مستاکوف (باہر جاتے ہوئے): بیکار ہے — میں اپنے آپ سے نفرت کرتا ہوں —

(سوفیا مارکوونا ہیجان کے عالم میں ٹہلتی ہے — چولھے کے پاس دروازہ آہستہ سے کھلتا ہے اور زخاروونا کمرے میں جھانکتی ہے —)

زخاروونا (سرگوشی میں): سوفیا مارکوونا! (اس کی سرگوشی سوفیا مارکوونا کو سنائی نہیں دیتی) سوفیا مارکوونا!

سوفیا مارکوونا (چونک کر) : کیا! کیا تم پورے وقت یہیں تھیں؟ کیا تم نے سن لیا؟

زخاروونا (روھانسی آواز میں) : جیسے ھی وہ موا آیا میرے دل نے کہا کوئی بجلی گرنے والی ھے — مجھے تو ایوان واسیلیوچ کے منہ سے ھی سب کچھ نظر آگیا — اس کے بعد ھی میں نے سنا وہ اپنی لونڈیا سے کہہ رھا تھا ''دیکھنا ھم دونوں یہاں سے جہاز بھر مال لاد کر اپنے سفر پر روانہ ھونگے..!،،

سوفیا مارکوونا (اس کی بات پر یقین نہیں کرتی) : کیا تم نے اس کو یہ کہتے سنا؟ سچ؟

زخاروونا : سچ — اس نے کہا ''ارے بھولی، ذرا آنکھیں کھلی اور کان کھڑے رکھہ — اب ھماری قسمت کا ستارا چمکتا ھے!،،

سوفیا مارکوونا (جوش سے) : کیا سچ تم نے اس کو یہ سب کہتے سنا؟

زخاروونا : سچ بالکل سچ! میں تو اس سے ڈرتی ھوں، اس لئے میں سائے کی طرح اس کا پیچھا کرتی ھوں اور اس کی ایک ایک بات سنتی ھوں —

سوفیا مارکوونا (خوش ھو کر) : اچھا تو سمجھی! کم بخت! اپنے دام چڑھانے کو مجھے ڈرا رھا تھا!

زخاروونا : سوفیا مارکوونا...

سوفیا مارکوونا : لڑکی کو میرے پاس لاؤ —

زخاروونا (آھستہ سے) : اس بڈھے سے کسی اور طرح جان چھڑا لی جائے تو کیسا رھے، ایں؟

سوفیا مارکوونا : کس طرح؟

زخاروونا : میں ایک ترکیب جانتی ھوں — میرے پاس ھے ایک چیز —

سوفیا مارکوونا (چڑچڑانے ھوئے) : بولو — کیا؟

زخاروونا : زهر —

سوفیا مارکوونا (سکتے میں) : سنکھیا؟

(زخاروونا آنکھیں پونچھتی ہے اور سر ہلا کر ہاں کہتی ہے —)

سوفیا مارکوونا (آهسته سے خوف کے ساتھه) : کیا کہه رہی ہو! تمہاری همت کیسے هوئی!

زخاروونا : میں خود هی کر اونگی —

سوفیا مارکوونا : یه تو جرم هوگا، گناه، خون!

زخاروونا (ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے) : جانتی هوں —

سوفیا مارکوونا : اور تم... تمہاری جیسی اچھی بھلی، نیک عورت... اور یه کام کرے؟ تمہارا دماغ چل گیا ہے —

زخاروونا : کیسے پیچھا چھڑایا جائے — وہ اس گھر کو اجاڑ دیگا... وہ سب کچھه اس گھر سے چھین لیگا — وہ هرگز مانیگا نہیں — میں جانتی هوں کیسا آدمی ہے — میں نے ایسے حاجی بہت دیکھے هیں — سو چوہے کھا کر چلیں بلی خاله حج کو —

سوفیا مارکوونا : کیا تم سچ مچ یه سمجھتی تھیں که میں تمہاری یه بات مان لونگی یا تم مجھے آزما رہی تھیں؟..

زخاروونا : میں اور تمہیں آزماؤں؟ اوئی الله، نہیں، نہیں —

سوفیا مارکوونا : پھر کیوں؟ یا شاید تم نے سوچا هو که ایوان واسیلی‌وچ ایسا کر سکتے هیں؟

زخاروونا : میں نے کہه دیا... میں خود کرونگی یه کام...

سوفیا مارکوونا (ڈرتے ہوئے) : خدا کی پناه... یه سب کیا هو رہا ہے؟

زخاروونا : تم عقلمند عورت هو، تم نے بہت سی کتابیں پڑھی هیں... کیا تم واقعی اس کیڑے کو...

سوفیا مارکوونا (قریب قریب روتے ہوئے): لیکن کیا تم اتنا نہیں سمجھ سکتیں —— یہ خون ہے، خون؟

زخاروونا: اگر بڈھا اپنی من مانی کر گزرا تو سوچو بچوں کا کیا ہوگا؟ سوچو تانیا پر دنیا تھو تھو کریگی! اور پاول؟ وہ سیدھا جہنم کی راہ لیگا — ابھی ان کو پوری زندگی کاٹنی ہے — اور پھر تمہارا کیا ہوگا؟

سوفیا مارکوونا: اف، میں کیا سن رہی ہوں! خبردار جو تم نے ایسی بات سوچی بھی، سنا؟ ابھی ابھی سنکھیا لا کر مجھے دو —

زخاروونا: یہ روگ تمہارے بس کا نہیں —

سوفیا مارکوونا (غصے سے): چلی جاؤ! تم پاگل ہو رہی ہو — آخر تم کو مجھ پر ایسا شبہہ کیوں کر ہوا! بڑھیا تیرا دماغ بالکل چل گیا ہے —

(زخاروونا چپ چاپ کھڑی رہتی ہے —)

سوفیا مارکوونا (ذرا سنبھلتے ہوئے): تو اپنے پاگل پن سے ہم سب کو برباد کر دیگی — جا لڑکی کو بلا لا —

(دروازے پر دستک ہوتی ہے — مستاکوف لڑکی کو لے کر آتا ہے —)

سوفیا مارکوونا (مستاکوف سے): یہاں آؤ — (اس کو ایک طرف لے جاتی ہے اور سرگوشیوں میں بولتی ہے) زخاروونا پر کڑی نظر رکھنا — وہ بڈھے کو زہر دے کر مارنا چاہتی ہے — اس کے پاس کچھ سنکھیا ہے...

مستاکوف: پانی ہے کہ سر سے اوپر ہوتا جاتا ہے —

سوفیا مارکوونا: جاؤ اور اس کو بھی ساتھ لے جاؤ —

مستاکوف (باہر جاتے ہوئے): آؤ زخاروونا —

سوفیا مارکوونا (لڑکی سے) : بیٹھ جاؤ —
لڑکی : ٹھیک ہے —
سوفیا مارکوونا : ارے بیٹھ بھی جاؤ —

(لڑکی مسکراتے ہوئے آرام کرسی پر بیٹھ جاتی ہے اور انگلیوں سے کرسی کو چھوتی ہے —)

سوفیا مارکوونا : تمہارا سرپرست...
لڑکی : میرا بھائی، بڑے میاں —
سوفیا مارکوونا : وہ اس گھر کے مالک کو تباہ و برباد کرنا چاہتا ہے — تم جانتی ہو؟
لڑکی : کیوں نہیں —
سوفیا مارکوونا : کیا تم بھی یہی چاہتی ہو؟
لڑکی : میں؟ بھلا میں کیوں چاہتی؟ میں تو اس کو جانتی بھی نہیں —
سوفیا مارکوونا : کیا تم کو اس پر ترس نہیں آتا؟
لڑکی : لوگ اپنے ہوتوں سوتوں پر ہی کب ترس کھاتے ہیں... ایرے غیرے نتھو خیرے تو درکنار...
سوفیا مارکوونا : کیا تم بیاہی عورت ہو؟
لڑکی : میں کنواری ہوں — کیوں؟
سوفیا مارکوونا : تم جوان ہو — ابھی تمہاری پوری زندگی پڑی ہے —
لڑکی : ہاں اللہ نے چاہا تو —
سوفیا مارکوونا (اچھلتی ہے اور تیز تیز ٹہلتی ہے اور بے بسی کے عالم میں اپنے آپ سے بات کرتی ہے) : میں نہیں کر سکتی... میں نہیں جانتی کیسے کروں — اللہ مدد! ہائے میں نہیں جانتی کروں تو کیا کروں —

لڑکی (مسکراتے ہوئے) : تمہارا فراک بڑا پیارا ہے ... اور تمہارے جوتے بھی —

سوفیا مارکوونا (اس کے پاس جاتے ہوئے) : میں چاہتی ہوں کہ تم بڈھے سے ذرا بات کر دیکھو— یہ بڑی رکیک بات ہے — اسے روکو —

لڑکی : اس سے بات کرنا آسان نہیں ہے —

سوفیا مارکوونا : کسی کی زندگی اجاڑ کر تمہیں کیا مل جائیگا؟ کیا ہمیں دوسروں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کا حق ہے؟ بتاؤ ہمیں کیا حق ہے کہ دوسروں کو سزا دیں؟

لڑکی : ہاں حق کیوں نہیں — مجھے تو دی سزا لوگوں نے —

سوفیا مارکوونا (کھوکھلی آواز میں) : اچھا؟ لیکن کیوں؟

لڑکی : میرے بچے کی وجہ سے... یہ بچہ ایک گئوشالے میں پیدا ہوا تھا —— وہاں اتنی ٹھنڈک تھی کہ میرے کلیجے کا ٹکڑا ٹھٹھر کر اللہ کو پیارا ہو گیا — دنیا والوں نے کہا میں نے گھونٹا ہے اس کا گلا — پھر دنیا والوں نے مجھے سزا دی —

(ایک بار پھر سوفیا مارکوونا ٹہلنے لگتی ہے —)

لڑکی : جلدی کرو، کہو کیا کہنا چاہتی ہو— بڈھا مجھے اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دیتا —

سوفیا مارکوونا (اس کے پاس جاتی ہے اور ناامیدی اور فریاد کے لہجے میں کہتی ہے) : میں اور کیا کہہ سکتی ہوں... میں سب کچھ کہہ چکی — میں تم سے التجا کرتی ہوں تم بڈھے کی منت کرو کہ ہمیں برباد نہ کرے — جتنا روپیہ چاہوگی میں تمہیں دونگی —

لڑکی (بےاعتبادی سے) : مجھے؟

سوفیا مارکوونا: ہاں، تمہیں —
لڑکی: لیکن وہ مجھ سے روپیہ چھین لیگا —
سوفیا مارکوونا: اس کو چھوڑ دو —
لڑکی: میں جاؤں کہاں؟ وہ مجھے ڈھونڈ نکالیگا — وہ بڑا ہٹ دھرم ہے —ہاں — اوہ، نہیں —اگر مجھے روپیہ دینا ہی چاہتی ہو تو ہم کوئی اور راستہ ڈھونڈینگے —
سوفیا مارکوونا: تم عورت ہو...
لڑکی: لڑکی، کنواری لڑکی —
سوفیا مارکوونا: تمہیں لوگوں پر ترس کھانا چاہئے — تمہارا دل نرم ہونا چاہئے —
لڑکی: دل نرم کرنے کی قیمت عورتوں کو بہت زیادہ ادا کرنی پڑتی ہے — ایک بار میں نے اپنا دل موم کیا... اور لو اب نو برس سے اپنے آپ کو کوس رہی ہوں —
سوفیا مارکوونا: ہم سب بدنصیب ہیں —
لڑکی (تیز نظر سے اس کو دیکھتے ہوئے): نہیں سب نہیں — بھلا سب کیوں؟ (اپنے آپ سے بات کرنے کے انداز میں) ہاں یہ اور بات ہے —— اس وقت میں تمہارا راز جانتی ہوں تو تم میرے آگے بچھی جا رہی ہو— میں اس وقت چاہوں تو... (سوفیا مارکوونا کو مسکراتے ہوئے معنی خیز نظر سے دیکھتی ہے) میں تو اس کو کچھ کھلا کر... تم جانتی ہو...
سوفیا مارکوونا (چونک کر): کسے؟
لڑکی: کسی کو بھی — روپیہ لے کر میں کہیں دور جا سکتی ہوں — میں اس کو چھوڑ سکتی ہوں — بڈھا کافی زندہ رہ چکا — ہے نا؟
سوفیا مارکوونا: کیا وہ تم سے برا سلوک کرتا ہے؟
لڑکی: برا بھی کرتا ہے، اچھا بھی کرتا ہے —

سوفیا مارکوونا: تم اس کی کون ہوتی ہو؟ رشتہ دار ہو؟

لڑکی (ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے): کتیا ہوں میں — کتیا...
جو اسے راستے میں ملی اور اس کے پیچھے ہو لی — جب اس کو مجھ سے کام پڑتا ہے تو وہ مجھے چمکارتا ہے — جب اس کا جی مجھ سے اوب جاتا ہے تو مجھے لاتوں کا مزا چکھاتا ہے — آدمی جب مجبور ہوتا ہے تو بڑا چکنا چپڑا، بگلا بھگت بن جاتا ہے.. مگر دل میں وہ رہتا ہے جانور کا جانور — اس گھر کا مالک —— کیا وہ ہے تمہارا حب چور؟

سوفیا مارکوونا: وہ بڑا بھلا مانس ہے —

لڑکی: ہاں جب غرض ہو تو سب ہی بھلے مانس بن جاتے ہیں — بہت دیر ہوگئی — میں چل دی —

سوفیا مارکوونا: اچھا تو تم میری مدد کرنے کو تیار ہو نا؟

لڑکی: ہاں مجھے لگتا ہے یہی اچھا ہوگا —

سوفیا مارکوونا: میں جانتی تھی تمہارا دل ضرور پسیجیگا!

لڑکی: ہم عورتوں کا دل ہوتا ہی ہے موم — خدا حافظ — میں تمہاری بڑھیا سے بات کرونگی —

سوفیا مارکوونا (بے قراری سے): ذرا اس سے سنبھل کر بات کرنا — اس کا دماغ چل گیا ہے —

لڑکی: اس عمر میں سبھی سٹھیا جاتے ہیں — لیکن عورت ویسے اچھی ہے — میں تم سے کچھ مانگنا چاہتی ہوں —

سوفیا مارکوونا: مانگو کیا مانگتی ہو — جو کہو —

لڑکی (بھیک مانگتے ہوئے بھکاری کے لہجے میں): کیا تمہارے پاس کوئی پرانا دھرانا اتارن نہیں ہے؟ جوتے؟ ہاں فراک مل جائے تو کیا کہنا... ایسا فراک، جیسا تم پہنے ہوئے ہو — ہائے کتنا خوبصورت لگ رہا ہے!

سوفیا مارکوونا (حیران) : لیکن... لیکن تم... بہت اچھا — میں تمہارے لئے ایک فراک ڈھونڈ نکالونگی... ایک کیا دس — جوتے بھی —

لڑکی : سچ تمہارا بڑا احسان مانونگی —

تانیا (اندر آتی ہے) : یہ لڑکی یہاں کیا کر رہی ہے؟

سوفیا مارکوونا : تانیا، میں پھر بتاؤنگی —

لڑکی : کیا یہ اس کی بیٹی ہے؟

سوفیا مارکوونا : ہاں —

لڑکی : اور وہ گھنگھریالے بالوں والا لڑکا اس کا بیٹا ہے؟

تانیا : یہ چاہتی کیا ہے؟

سوفیا مارکوونا : ٹھہرو تانیا، میں التجا کرتی ہوں ٹھہرو —

لڑکی : ایک بیٹا، ایک بیٹی! جانتی ہوں تمہارے لئے بھی بات اتنی آسان نہیں ہے — لگتا ہے تمہارا دل بھی کمزور ہے جو نہیں جانتا کیا چیز اس کے لئے اچھی ہے — (چلی جاتی ہے —)

تانیا (حیران) : کیا قصہ ہے؟ اس نے یہ کیا کہا؟ کیا اس نے آپ کی قسمت کا حال بتایا؟

سوفیا مارکوونا (جلدی سے) : ہاں اس نے میری قسمت کا حال بتایا — تمہیں کیا ہوا ہے؟ تم کتنی پریشان دکھتی ہو —

تانیا (گتھیوں میں الجھی ہوئی) : میں نہیں جانتی قصہ کیا ہے — میں ڈرتی ہوں — زخاروونا کسی خوفناک بلا کے بارے میں جانے کیا بڑبڑا رہی ہے —

سوفیا مارکوونا : (ڈرتے ہوئے) : کیسی بلا؟

تانیا : میں نہیں جانتی — وہ ہمیشہ مجھے چڑاتی یا ڈراتی رہتی ہے — اس گھر میں تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں — پاول آپ سے محبت کرتا ہے —

سوفیا مارکوونا: کیا بیوقوفی ہے!

تانیا: ہاں، سچ، اسی وجہ سے تو وہ ہر وقت نک چڑھا بنا رہتا ہے — محبت کرنے والے ہمیشہ نک چڑھے ہوتے ہیں — وہ آپ کے دستانوں کو چومتا ہے — آپ ذرا اس کی گوش مالی کیوں نہیں کر دیتیں؟

سوفیا مارکوونا: اف یہ کیسا گورکھہ دھندا ہے!

تانیا: کچھہ عجیب سی بات ہو رہی ہے — آج کا دن بڑا برا تھا — عجیب مذاق ہے —— میں اسکول پاس ہوں اور میری سمجھہ میں کچھہ نہیں آتا ... اور زخاروونا کو دیکھو —— نپٹ جاھل ہے مگر ہر بات سمجھتی ہے — آخر وہ ہر وقت کس آفت، کس بلا کی رٹ لگائے جا رہی ہے؟

سوفیا مارکوزنا (غصے سے): بڑھیا سٹھیا گئی ہے — ابھی جاتی ہوں، اس کی خبر لیتی ہوں — (دروازے کی طرف بڑھتی ہے —)

تانیا: ٹھہریے تو! میں آپ سے پوچھنا چاھتی تھی... لو وہ تو صاف ہو گئیں... یہ کیا شرافت ہے — (میز پر چیزوں کو ٹھیک ٹھاک کرتی ہے اور گنگناتی ہے —)

وہ سفید گھوڑے پر چڑھہ کے آئے گا سکھی میرے دوار
دستک دیگی دروازے پر کھٹ کھٹ کھٹ کھٹ اس کی تلوار

پاول: ابا کہاں ہیں؟

تانیا: میں کیا جانوں — پاول کیا قصہ ہے، آج ہر شخص اتنا بھرا کیوں بیٹھا ہے؟

پاول: اس سے کیا ہوا، تمھارے جاگتے میں جنت کے خواب دیکھنے میں تو کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی نا؟ جب دیکھو ہوائی قلعے بنا رہی ہو —— نہ کام کی نہ کاج کی!

تانیا: اور تم جو بیگموں کے دستانے چومتے پھرتے ہو تو سمجھتے ہو، بڑا تیر مار لیا، ایں؟

پاول: کون چومتا ھے بیگموں کے دستانے؟

تانیا: تم اور کون —

پاول: بیوقوف!

تانیا: خبردار جو مجھے برا بھلا کہا!

پاول: برا بھلا، میں تو تمھاری مرمت کر دونگا —

تانیا: بھاگ جاؤ —

پاول: تم بھاگو... جہنم میں جاؤ —

تانیا (روھانسی آواز میں): اچھا، اچھا، میں جاتی ہوں، پگلے!

پاول: موم کی ناک! (اکیلا، سگریٹ پیتے ہوئے غصے میں ٹہلتا ھے، یکایک رکتا ھے، سنتا ھے اور دبے پاؤں کھڑکی کے پاس جاتا ھے —)

بڈھا (کھڑکی کے باھر): ارے ان کے دلار چمکار کے بھرے میں نہ آنا — ان کی گردن پکڑ لو تو پھر بڑے بڑے سبز باغ دکھاتے ھیں —

(پاول ادھر ادھر نظر دوڑاتا ھے، اس کے ھونٹوں پر ایک گھبرائی ہوئی مسکراھٹ پیدا ھوتی ھے — وہ بالوں میں انگلیوں سے کنگھا کرتا ھے اور پھر سنتا ھے —)

بڈھا: میں اس کی رگ رگ پہچانتا ھوں... وہ اپنی جوانی میں بھی ایسا ھی تھا —

(مستاکوف آتا ھے، پاول کو دیکھتا ھے اور اس کے پاس جاتا ھے — پاول اس کے قدموں کی آھٹ نہیں سنتا —)

مستا کوف (لڑکے کے شانے پر ھاتھہ رکھتے ھوئے) : تم یہاں کیا کر رھے ھو؟

پاول (چونک کر ھٹتے ھوئے) : کچھہ نہیں — (وہ اپنے سوتیلے باپ کو خوف زدہ نظرسے دیکھتا ھے اور دروازے کی طرف بڑھتا ھے — مستا کوف کھڑکی سے باھر جھانکتا ھے، تیزی سے پلٹتا ھے اور ھاتھہ بڑھاتا ھے —)

مستا کوف : پاول! پاول!

(پاول باھر نکلتا ھے اور دروازہ بھڑ سے بند کرتا ھے —)

مستا کوف : اچھا تو اس کو بھی معلوم ھو گیا — خیر، یہی سہی!

پردہ

چوتھا ایکٹ

مستاکوف کے پرانے گھر کے پچھواڑے والا دروازہ — چاند چمک رہا ہے — تانیا اور زخارووںا زینے پر بیٹھی ہیں — لڑکی دروازے میں کھڑی کچھہ چبا رہی ہے — بائیں طرف گھرا ہوا باغ ہے — احاطے میں ایک دروازہ ہے — دروازے کے بائیں طرف باورچی خانے کی روشن کھڑکی نظر آرہی ہے — دائیں طرف مستاکوف کے کمرے کی کھڑکیاں ہیں — ان کھڑکیوں کے نیچے ایک بنچ ہے —

تانیا : پھر —

زخارووںا : ایں؟

تانیا : ہاں تو پھر؟

زخارووںا : ہاں میں نے کہاں چھوڑی تھی کہانی؟ ہاں تو میں ان تینوں سے اکٹھے پینگیں بڑھاتی رہی —

تانیا : کیوں تینوں سے کیوں؟

زخارووںا : کیوں نہیں؟ تین یا چار —— اس سے کیا فرق پڑتا ہے — ہوں، میں اپنے میاں پر بھی جان دیتی تھی — اف مجھے اس پر کتنا ترس آتا تھا — ہر بار جب میں کسی دوسرے کے ساتھہ بھاگتی مارے ترس کے میرا کلیجہ پھٹنے لگتا — روتے روتے میرے پپوٹے سوج جاتے — میں اپنے آپ سے کہتی : لو وہ بیچارا... وہ مجھے اپنی وفادار جورو سمجھے بیٹھا ہے اور یہاں میں کسی اور کی گود گرما

رهی هوں — یه سوچ کر دل ایسا کٹتا که میں اپنے میاں پر جی جان سے نچھاور هو جاتی —

تانیا: کیا یه اچھے لچھن هیں؟

زخاروونا: هاتهه کنگن کو آرسی کیا هے -- تمهیں خود هی معلوم هو جائیگا —

تانیا: کیا سبھی عورتیں ایسا کرتی هیں؟

زخاروونا: هاں ساری عورتیں... جن میں کچهه آگ هوتی هے — جب میں جوان تھی، میری رگوں میں آگ هی آگ دوڑتی تھی —

تانیا: تمهارا پهلا عاشق کون تھا؟

زخاروونا: زمین ناپنے والا بانکا چھبیلا — وه تو بالکل چوها معلوم هوتا تھا — میرے دو بھائی تھے — دونوں بڑے کٹھور تھے — جیسے هی ان کو معلوم هوا که میرے عاشق نے میرا کنوارپن چھین لیا هے، وه اس کو مچھلی کے شکار پر لے گئے اور وهیں اسے ڈبو آئے —

تانیا (سوچتے هوئے): تم یه سب کتنے بھولپن سے کهه دیتی هو! جیسے یه سب تو هونا هی تھا —

زخاروونا: کیا کها؟

تانیا: تم کتنی ڈراؤنی باتیں کهتی هو مگر تمهارے منه سے یه باتیں ڈراؤنی نهیں معلوم هوتیں —

زخاروونا: ڈراؤنی؟ میں تو محبت کی بات کر رهی هوں —

تانیا: کیا تمهارا دل نهیں رویا اس کے لئے؟

زخاروونا: کس کے لئے؟

تانیا (دکھی آواز میں): چ! اسی زمین ناپنےوالے کےلئے؟ اور کس کے لئے!

زخاروونا: رو رو کر آنکھیں پھوڑ لیں — جب میں جوان تھی — دل میرا نرم تھا — هم عورتوں کی قسمت میں هے نرم دل هونا —

هم پیدا ہی ہوتے ہیں مردوں پر جان چھڑکنے کو—— ہاں جان چھڑکنے کو— کبھی کبھی محبت زہر بن جاتی ہے— لیکن ہم پھر بھی یہ زہر پی لیتے ہیں— کسی کے لئے دل کڑھتا ہے، کسی سے ہولتا ہے، کسی کو ہم پرے نہیں دھکیل سکتے اور اس طرح ہم سبھی کو دل دے بیٹھتے ہیں—

پاول (دروازے میں لڑکی کے پیچھے): ارے بڑھیا میڈکی... تو ہے کہ ٹر ٹر کئے جا رہی ہے، وہی مرغے کی ایک ٹانگ! اور تم تانیا—— تمہیں شرم نہیں آتی؟ ٹھہر جاؤ! (غائب ہو جاتا ہے—)

زخاروونا (مذاق اڑاتے ہوئے): اف لونڈے نے تو بالکل ڈرا دیا— دل دھک سے رہ گیا! جب دیکھو جب خبیث روح کی طرح منڈلاتا رہتا ہے— ہاں کیوں نہیں، وہی مرغے کی ایک ٹانگ! اور میں بات کروں بھی تو کیا؟ میں نے کتابیں تو نگلیں نہیں—— میں اپنی زندگی کے سوا اور جانتی کیا ہوں—

تانیا: وہ مجھ سے کہتا ہے شرم کرو، لیکن خود شہر میں ایک لڑکی کے ساتھ گلچھرے اڑایا کرتا ہے—

لڑکی: یہ لوگ خود کرتے ہیں شرم کی بات اور پھر اوپر سے مجرم ٹھہراتے ہیں—

زخاروونا: کہو وہ تمہارا اٹھائی گیرا سو رہا ہے؟

لڑکی: ہاں لیٹا ہوا ہے—

تانیا (لڑکی سے): کیا تم قسمت کا حال بتاتی ہو؟

لڑکی: کیا مطلب؟ تاش کے پتوں سے؟

تانیا: تاش کے پتوں سے یا ہتھیلی دیکھ کر—

لڑکی: اللہ بچائے، نہیں! یہ تو گناہ ہے— میں خانہ بدوش نہیں ہوں—

تانیا: کیوں، تم نے تو سوفیا مارکوونا کو قسمت کا حال بتایا؟

لڑکی: میں نے سوچا بھی نہیں — میں تو قسمت کا حال بتانے کا خواب بھی نہیں دیکھہ سکتی—

زخاروونا (گھبرا کر): وہ... وہ تو... وہ تو یونہی... ذرا بات چیت کر رہی تھیں—

تانیا: یہ جھوٹ ہے— خود سوفیا مارکوونا نے مجھے بتایا— تم مجھہ سے کچھہ چھپا رہی ہو—

زخاروونا: تمہاری جیسی کائیاں لڑکی سے کون کیا چھپا سکتا ہے— بکواس— تم خود ھی بڑے بڑوں کے کان کترتی ہو—

بڈھا (برساتی میں آتا ہے): کیا میں پوچھہ سکتا ہوں، کیا باتیں ہو رہی ہیں؟

زخاروونا: وہی عورتوں کی گپ، وہی مرغی اور بطخ کی رٹ، کیسے دوھیں دودھہ اور کیسے لڑائیں انکھیاں—

بڈھا: تم بڑھیا ڈھڈو ہو چکیں، تمہارے ھنسی دل لگی کے دن گئے—— ہے نا؟

زخاروونا: میری تو زندگی ہی گزری ھنسی دل لگی میں—

تانیا: وہ کون ہوتا ہے ہم سے کہنے والا، ہم کیا کریں، کیا نہ کریں؟ واہ خوب!

بڈھا: بڑھیا، تو اپنی ٹیڑھی چال چل رہی ہے ایں! میں نے سب سنا، تو بٹیا سے کیا سڑی سڑی باتیں کر رہی تھی—

زخاروونا: کوئی چال‌وال نہیں— اس لڑکی سے کوئی کیا چال چلیگا؟ یہ کوئی خانہ بدوش لونڈیا نہیں، یہ کوئی گھوڑے کی چور نہیں—

تانیا: میں پوچھنا چاھتی ہوں، تم کون ہوتے ہو، ہم سے کہنے والے کہ ہم کیا کریں، کیا نہ کریں؟

زخاروونا: اگر تم ایسے ھی سادھو سنت ہو تو بتاؤ تم کیا کہتے ہو— ذرا سنیں تو سہی—

بڈھا: میں کوئی من بہلاؤ قصہ کہانی سنانے والا نہیں —
زخاروونا: پھر سچ بتاؤ —
بڈھا: سچائی سننا کون چاہتا ہے؟ (زینے سے اترتا ہے، رکتا ہے، آسمان کی طرف دیکھتا ہے اور باغ کے کٹھرے کی طرف چلا جاتا ہے —)
تانیا: کتنا ڈراؤنا ہے یہ بڈھا! کوئی دیکھے تو کہے یہ اسی کے باپ کا گھر ہے —
زخاروونا: تانیا، جاؤ جا کر سو رھو، کیوں؟ بہت دیر ہو چکی ہے —
تانیا: میرا جی نہیں چاہتا —
زخاروونا: تو پھر... جاؤ اندر جاؤ، میری شال لا دو — مجھے ٹھنڈ لگ رھی ہے — (چمکارتے ہوئے) لادو!
تانیا: بہت اچھا، چالاک! (چلی جاتی ہے —)
زخاروونا (لڑکی سے دھیمی آواز سے): خیر، تم کیا کہتی ہو کہو؟
لڑکی: تم سب بڑے بڑے سبز باغ دکھاتے ہو...
زخاروونا: کیا مطلب ہے تمہارا — تم سب؟ میں اور صرف میں — کوئی دوسرا نہیں جانیگا یہ سب —
لڑکی: اور بیگم رانی؟ خود بیگم رانی نے بھی تو کہا ہے —
زخاروونا (ڈرتے ہوئے): بیگم رانی نے؟ نہیں وہ نہیں کہہ سکتیں؟
لڑکی: ہاں بیگم رانی نے کہا —
زخاروونا (بیقراری سے): ھائے میری جان! لیکن سنو، ایسا سنہرا موقع زندگی میں ایک ہی بار آتا ہے — میں بڑھیا ہوں — میری بات پر کان دھر...
پاول (باورچی خانے سے نکلتا ہے): بڑھیا کی بات پر کان نہ دھرو، جوانوں کی سنو —

لڑکی: جوانوں کا راگ سنوں — ذرا ٹھہرو، ایسی جلدی کی کیا پڑی ہے —

پاول: آؤ میرے ساتھہ باغ میں چلو —

لڑکی: مجھے تم سے ڈر لگتا ہے —

پاول: مجھہ سے اتنا ڈر کیوں؟

لڑکی: تمہارے بال جو اتنے گھنگھریالے ہیں —

پاول: چلتی ہو میرے ساتھہ؟

لڑکی: اچھا اچھا چلتی ہوں —

زخاروونا: یا اللہ رحم کیجیو! لگتا ہے اب بچنے کا کوئی راستہ نہیں — اب میں اس کو کس طرح روکوں!

بڈھا (واپس آتا ہے اور باغ میں جھانک کر دیکھتا ہے): وہ کس کے ساتھہ جا رہی ہے؟

زخاروونا: مالک کے بیٹے کے ساتھہ —

بڈھا: بڑھیا، کیا تجھے نیند نہیں آتی، سوتی کیوں نہیں؟

زخاروونا: تم کیوں نہیں سوتے؟ (اٹھتی ہے —)

(بڈھا جواب نہیں دیتا اور مستاکوف کی کھڑکیوں کے نیچے بنچ پر بیٹھہ جاتا ہے — زخاروونا ایک لمحے کو اسے غصے سے گھورتی ہے — پھر باورچی‌خانے میں چلی جاتی ہے —)

مستاکوف (کھڑکی پر): انتون!

بڈھا (چونک پڑتا ہے مگر نہ اٹھتا ہے، نہ مڑتا ہے): ہاں؟

مستاکوف: تم کرنا کیا چاہتے ہو؟

بڈھا (اس کو دیکھے بغیر): گوسیف، میں نے تمہیں جھنجھوڑ کر رکھہ دیا، تم لرز گئے، ہے نا؟ میں نے تمہاری جان ہی نکال دی —

مستا کوف: کیا اس سے تمہارا دل خوش ہو رہا ہے؟

بڈھا: جانے کتنے برسوں میں تم نے یہ پتھروں کا گھونسلہ بنایا اور میں نے ایک ہی دن میں اس کے نار بکھیر دئے -- کون زیادہ بلوان ہے ـــ تم، ایک مال دار رئیس؟ یا میں ـــ بے گھر آوارہ؟

مستا کوف: تم چاہتے کیا ہو؟ کیا؟ کیا تم صرف مجھے برباد کرنا چاہتے ہو؟

بڈھا: تم میرے سر پر گھونسہ کیوں نہیں لگاتے؟ وہاں بیٹھے بیٹھے تم آسانی سے یہ کر سکتے ہو—

مستا کوف: ایک بات یاد رکھو... میں یہاں تین ہزار آدمیوں کی روزی کا سہارا ہوں—

بڈھا: تم چلے جاؤگے تو کوئی اور ان کی روزی روٹی کا سہارا بن جائیگا— ان کو ہمیشہ کوئی نہ کوئی مالک مل جائیگا—

مستا کوف: میں لوگوں کی نظر میں عزت اور دبدبے والا آدمی ہوں—

بڈھا: ہاں، لوگوں کی نظر میں ہوگے... مگر اللہ کی نظر میں:

مستا کوف: اس کا فیصلہ اللہ کریگا، تم نہیں—

بڈھا: اور تم بھی نہیں—

مستا کوف: تم آخر چاہتے کیا ہو؟

بڈھا: مجھے مہلت دو— جب میں تیار ہو جاؤنگا تو بتاؤنگا— لو وہ آیا تمہارا دوست... شرابی تمہارا—

(حارسونوف ملے دلے کپڑوں میں باغ سے نکلتا ہے—
مستا کوف کو دیکھ کر اس کے پاس جاتا ہے—)

خارتونوف: میں کنج میں ذرا یونہی آرام کرنے کو لیٹ گیا اور گہری نیند آ گئی— یکایک میرے کانوں میں آواز آئی—

آنکھ کھل گئی -- اب جو گھڑی دیکھتا ہوں تو... بارہ بجنے والے ہیں! مطلب یہ کہ رات یہیں کٹیگی --

(مستاکوف ہٹ جاتا ہے --)

خاریتونوف: ماننا پڑیگا، اسے کہتے ہیں اخلاق -- (زینے پر بیٹھ جاتا ہے اور جماہی لیتا ہے) بڑے میاں، تم اپنا وقت کس طرح کاٹتے ہو؟ جگہ جگہ کی یاترا کرتے ہو، گاتے ہو حمد خدا کی اور چراتے ہو مرغیاں، ہے نا؟

بڈھا: خدا ہماری حمد کا بھوکا نہیں -- خدا کو ہماری توبہ، ہمارا پچھتاوا چاہئے --

خاریتونوف: پچھتاوا؟ ہونہہ... اور ہمارے پاس پچھتانے کو کچھ نہ ہو تو؟

بڈھا: جھوٹ!

خاریتونوف (بھنا کر): ابے بڈھے مرغے، تیری مجال کہ مجھ سے اس طرح زبان چلائے؟ میں تو تیرے ساتھ شرافت برتوں اور تو...

بڈھا (اٹھتا ہے اور زینے پر جاتا ہے): ابے ہٹ راستہ چھوڑ --

خاریتونوف (بے اختیار ہٹتے ہوئے): کیا، کیا مطلب؟

(بڈھا اپنے لبادے سے خاریتونوف کو رگڑتا ہوا گزر جاتا ہے --)

خاریتونوف (سر دھنتے ہوئے): کتے کا پلہ!

(پاول خوش و خرم باغ سے نکل کر آتا ہے اس کے پیچھے پیچھے لڑکی آتی ہے --)

خاریتونوف: یہ سر پھرا بڈھا کون ہے جو یہاں اینڈتا پھر رہا ہے؟

پاول: میرے سوتیلے ابا جان کو ایک زمانے سے جانتا ہے -
خاریتونوف: سو تو میں بھی ایک زمانے سے جانتا ہوں —
پاول: وہ ان کو نوجوانی میں بھی جانتا تھا —
خاریتونوف: سو اس سے کیا؟
پرول: دونوں دوست تھے —
خاریتونوف (سوچتے ہوئے): دوست؟ ہونہہ — کیا اس نے یہ سب تم سے کہا؟
پاول: اس لڑکی نے کہا —
خاریتونوف (لڑکی کا جائزہ لیتے ہوئے): اس لڑکی نے کہا، ایں؟ اخر تم لوگ جا کر سوتے کیوں نہیں؟
پاول: یاکوف سو چکا —
خاریتونوف: کہاں؟
پاول: میرے کمرے میں —
خاریتونوف (رکتے ہوئے): اگر ایک گلاس شربت یا چائے مل جائے تو کیا کہنا —
پاول: کھانے کے کمرے میں سماور کھول رہا ہے —
خاریتونوف: آدھی رات کو؟ ہونہہ —

(وہ اٹھتا ہے اور باورچی خانے میں جاتا ہے اور پاول کو اپنے ساتھہ آنے کا اشارہ کرتا ہے — پاول جھجھکتے ہوئے جاتا ہے — لڑکی زینے کے پاس کھڑی رہتی ہے — اس کے ہونٹوں پر سوچ میں ڈوبی ہوئی مسکراہٹ پھیلی ہوئی ہے — زخاروونا باورچی خانے کی کھڑکی سے جھانکتی ہے —)

لڑکی: یہاں آؤ —
زخاروونا: کیا کام ہے؟

لڑکی: یہاں تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھو—

زخاروونا: سونے کا وقت ہو گیا ہے—

لڑکی: کوئی بات نہیں— بیٹھو تو ایک منٹ— (رکتی ہوئی) وہ لڑکا...

زخاروونا (بیقراری سے): کیوں، کیا بات ہے؟

لڑکی: اچھا لڑکا ہے— بڑی محبت والا ہے—

زخاروونا: اس نے کیا کہا تم سے؟

لڑکی: بہت سی باتیں—

زخاروونا: آخر؟

لڑکی: وہی باتیں جو ہمیشہ لڑکیوں سے کہتے ہیں— تم جانتی ہی ہو—

زخاروونا: ہائے اللہ کی پناہ! دیکھنا تم کہیں... (روکتی ہے خود کو) تم اس کے سوتیلے باپ کا ذکر زیادہ نہ کرو—

لڑکی: میں کیوں کروں ذکر بھلا؟

زخاروونا: ہاں یہ ٹھیک ہے— لڑکا ابھی بڑا نادان ہے—

لڑکی (ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے): ہاں ابھی کمسن ہے—

ناول (گھر کے اندر سے): زخاروونا!

زخاروونا: آئی! ہائے میری جان اجیرن— جدھر جاؤ، مصیبت، مصیبت، مصیبت...

بڈھا (کھڑکی سے): مارینا!

لڑکی: کیا؟

بڈھا: تو یہاں؟

لڑکی: ہاں—

بڈھا (نکل کر برساتی میں آتا ہے اور ادھر ادھر گھورتا ہے): لڑکے سے کیا بات چیت کی؟

لڑکی: اس نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے، تمہاری عمر کیا ہے، کہاں کی رہنےوالی ہو، ہاں سنو...

بڈھا: سن رہا ہوں...

لڑکی: چلو یہ قصہ ختم کرو—

بڈھا (چونک کر): ختم کرو؟ کیوں ختم کروں؟

لڑکی: جتنا روپیہ چاہو لےلو اور قصہ دبا دو— اگر تم ایسا نہیں کرنے تو دیکھہ لینا ہم بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائینگے—

بڈھا (کچھہ رک کر): اچھا تمہارا دل ان کے لئے کڑھہ رہا ہے؟

لڑکی: ہاں یہ بھی ٹھیک ہے— یہ لوگ اچھے بھلے لوگ ہیں— چپ‌چاپ شریفوں جیسی زندگی بتا رہے ہیں، کسی کا کچھہ بگاڑتے نہیں... دیکھو نا سبھی کچھہ ہے ان کے ہاں... گائیں، گھوڑے، مرغیاں، بطخیں... سور بھی ہیں—

بڈھا (اطمینان سے): بیوقوف چھوکری!

لڑکی (کچھہ رکتے ہوئے): سنو—

بڈھا: اب کیا؟

لڑکی: تم جو چاہو ان سے کرا سکتے ہو— تم مالک سے کہو کہ اپنے بیٹے کی شادی مجھہ سے کرا دے— میں اس کے پاس رہونگی اور تم ہمارے ساتھہ— میں تم سے اچھا سلوک کرونگی—

بڈھا: بیوقوف چھوکری—

لڑکی: بس، تم اور کچھہ نہیں کہہ سکتے؟ ببوقوف! بیوقوف! ہوشیار رہنا کہیں تم ھی بیوقوفوں کے بیوقوف نہ نکلو— لوگ ذرا سفوف تمہاری چائے میں ڈالینگے اور تم دوسری دنیا کی سیر کروگے—

بڈھا (تیزی سے): کیا ان کے یہ ارادے ہیں؟

لڑکی: میں نے ویسے ہی کہہ دی ایک بات— میں کیا جانوں

کہ ان کے من میں کیا ہے؟ لیکن کسی سے پیچھا چھڑانا کوئی اتنا مشکل بھی نہیں، کیوں؟

بڈھا (ناک پھڑ کاتے ہوئے) : وہ اس کے سوا کر بھی کیا سکتے ہیں — مجھ سے لڑنے کے لئے ان کے پاس ہتھیار نہیں — میرے سامنے وہ بالکل نہتے ہیں — میرے ہاتھ میں ایک زنجیر ہے اور وہ اس زنجیر کے دوسرے سرے پر ہیں — ایک کڑی دوسری کڑی سے الجھی ہوئی ہے — ایک گناہ سو گناہ کراتا ہے —

لڑکی: چھوڑو یہ سب قصہ — ایک ہزار روبل لے لو... جی چاہے دس ہزار لے لو... کیوں؟ سنو...

بڈھا (چہکتے ہوئے) : تو یہ لوگ مجھ سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں، ہے نا؟

لڑکی: کیا میں نے یہ کہا؟ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی --

بڈھا: کہنے کی ضرورت نہیں — یہ سب اس رانی کا کیا دھرا ہے! سانپ! بڑی کائیاں ہے! (سختی سے) یاد رہے، تو سائے کی طرح ان کے پیچھے پیچھے رہ! ایک ایک بات پر کان کھڑے رکھ، آنکھ کے ایک ایک اشارے سے نظر نہ چوکے ہاں!

لڑکی: یہ سب ہمیں مصیبت ہی میں گرفتار کرتے ہیں — کتنے سارے لوگ ہیں یہاں — بڑھیا سب جانتی ہے... وہ جانتی ہے کیسی کھچڑی پک رہی ہے! بڑھیا خرانٹ، بڑی گھاگ ہے —

بڈھا: ہش، کوئی آ رہا ہے — یہاں آؤ -- (اسے مکان کے پیچھے لے جاتا ہے — خاریتونوف اور زخارووناا برساتی میں نکل کے آتے ہیں — دونوں بہت پریشان حال معلوم ہوتے ہیں —)

خاریتونوف: وہ یہاں بھی نہیں — لچا لفنگا، آخر وہ کہاں مر گیا؟

زخاروونا: اس کو گالیاں مت دو — اللہ نے چاہا تو بلا سر سے ٹل جائے گی —

خاریتونوف: کیسی بلا؟

زخارووُنا: وهی بڈھا...

خاریتونوف: بڈھا؟ کیوں وہ کیوں ٹلے؟ کون ٹالنا چاھتا ھے اسے؟

زخارووُنا: کیوں سبھی چاھتے ھیں، یاکیم لوکچ —

خاریتونوف: ٹھہرو! ٹھہرو— مجھے ھی لے لو، میں نہیں چاھتا — جائے جہنم میں!

زخارووُنا: کیوں نہیں چاھتے بھلا — بدمعاش منڈلاتا پھر رھا ھے ادھر ادھر...

خاریتونوف: بدمعاش؟ سنو، بڑی بی، یہ سب کیسا گورکھ دھندا ھے؟

زخارووُنا: میں کیا جانوں —

خاریتونوف: جھوٹ بول رھی ھو—

زخارووُنا: یاکیم لوکچ، آخر تم ایسی بات مجھ سے کیوں کہو؟ میں ٹھہری بڑھیا، بیوقوف —

خاریتونوف: جیسے جیسے زیادہ بوڑھی ھوتی جاتی ھو، تمہارا جھوٹ بڑھتا جاتا ھے —

زخارووُنا: تمہیں چاھئے کہ ایوان واسیلی‌وچ سے کھل کر صاف صاف بات کرو— تم آخر مرد ھو—

خاریتونوف: نہیں، تم بتاؤ مجھے...

(مکان کے پیچھے سے مستاکوف اور سوفیا مارکوونا آتے ھیں — سوفیا مارکوونا سفر کے لباس میں ھے —)

خاریتونوف: آپ اس وقت رات کو کہاں جا رھی ھیں؟

سوفیا مارکوونا: میں گھر جا رھی ھوں اور ایوان واسیلی‌وچ مجھے چھوڑنے آئے ھیں —

مستاکوف: بس گاڑی تک — میں بھاگوں گا نہیں —

خاریتونوف (آهسته سے) : سنو، دوست...
مستاکوف: کیا بات ہے؟
سوفیا مارکوونا: آؤ، آؤ — خدا حافظ یاکیم لوکچ —
خاریتونوف (اس کا راسته روکتے هوئے) : ایک منٹ سوفیا مارکوونا — تم جانتی هو، میرا سر ایوان واسیلیوچ کے احسان سے جهکا هوا ہے — میں ان کا احسان مند هوں — مجھے بتاؤ، آخر قصه کیا ہے... میں دیکھتا هوں که...
مستاکوف (بےجان آواز میں، هنستے هوئے) : بات یه ہے یاکیم...
سوفیا مارکوونا (چڑکر) : تم بعد میں بھی بتا سکتے هو...
مستاکوف: بعد میں کب؟ جب میں جوان تھا... تو میں نے...
سوفیا مارکوونا: ایک حادثه کر دیا تھا...
مستاکوف: میں گرفتار کرکے جلاوطن کر دیا گیا اور میں وهاں سے بھاگ آیا —
خاریتونوف (ڈرتے اور سهمتے هوئے) : تم؟ تم مذاق کر رهے هو! (سوفیا مارکوونا سے) یه مذاق کر رهے هیں، ہے نا؟
مستاکوف: میرا اصلی نام ہے گوسیف —— میتری گوسیف —
خاریتونوف: مجھے تم پر یقین نهیں آتا — یه... یه ایک بھیانک جھوٹ ہے — میں اس پر یقین نهیں کر سکتا!
مستاکوف: وه بڈھا مجھے جب سے جانتا ہے —
خاریتونوف: تو یه بات ہے! حدا کی پناه! کیا وه بهت زیاده مانگ رها ہے؟
مستاکوف: وه کچھ نهیں مانگتا — وه مجھے پولیس کے حوالے کرنا چاهتا ہے —
خاریتونوف: نهیں، هش!
سوفیا مارکوونا: یاکیم لوکچ! میں آپ سے التجا کرتی هوں —— کسی سے اس کا ذکر مت کیجئےگا —

خاریتونوف (بجھتے ہوئے) : خدا کی پناہ! کیا آپ مجھے الو سمجھتی ہیں؟

سوفیا مارکوونا : آپ میری دوستی سے تو ہاتھ دھونا نہیں چاہتے ہیں نا؟ کیوں؟

خاریتونوف : سوفیا مارکوونا...

سوفیا مارکوونا (معنی خیز انداز میں) : تو میں یقین رکھوں کہ آپ اپنا منه بند رکھینگے؟ کل میں معافی حاصل کرنے کی مہم شروع کر دونگی —

مستاکوف : کوشش بیکار ہے —

خاریتونوف : کیا چپقلش ہے —

مستاکوف : یاکیم ایمانداری سے بتاؤ — کیا مجھے معاف کرنا ممکن ہے؟

خاریتونوف : لیکن میں... لیکن میں کس کھیت کی مولی ہوں؟

مستاکوف : کیا تمھیں میری بےگناهی کا یقین ہے؟

خاریتونوف : اگر معافی دینا میرے هاتھه میں هوتا تو... خیر... لیکن میں کچھه نہیں جانتا... میری سمجھه میں کچھه نہیں آتا — اصل چیز تو یه ہے میرے فیصله سے کیا هوتا ہے — جتنے منه اتنی باتیں... تم جانو یه اخبار کم بخت — اگر ایک کو معافی هوئی... دوسرے هزاروں گلا پھاڑ پھاڑ کر چیخیں گے "ھمیں بھی معافی دو!" یه ہے مصیبت!

سوفیا مارکوونا : بہت هو گیا یاکیم لوکچ — (مستاکوف سے) آؤ چلو!

مستاکوف : میں آیا —

خاریتونوف : خفا نه هونا سوفیا مارکوونا — بدقسمتی سے یه میرے هاتھه میں نہیں ہے — میں صرف بات کی تہه تک پہنچنا چاهتا تها — وہ سب چیخیں گے "ھمیں بھی معافی دو!" پھر تو سر منڈاتے

ہی وہ اولے پڑیں گے کہ توبہ ہی بھلی! کیا آپ اپنے ساتھہ مجھے شہر لے چلینگی؟

مستاکوف: لیکن تم نے تو کہا کہ رات تم یہیں بسر کروگے —

خاریتونوف: ارے ہاں — ہاں وہ میرا یاکوف کہاں ہے؟ یاکوف! (تیزی سے باورچی خانے میں جاتا ہے —)

سوفیا مارکوونا: تم نے اس سے کیوں کہا؟ اف کیوں کہا؟ میں نے تم سے التجا کی تھی مت کہنا!

مستاکوف: میں اپنے شبہوں کو جانچنا چاہتا تھا — دیکھا تم نے اس نے کیا کہا؟ اور وہ میرا دوست سمجھا جاتا ہے — مارے ڈر کے گھگھی بندھہ گئی — اور ابھی تو میں نے یہ بتایا ہی نہیں کہ میں قیدی تھا —

سوفیا مارکوونا: وہ نکما آدمی ہے — اگر وہ... نہیں وہ تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا —

مستاکوف: کیونکہ تمھارے پاس اس کا قبالہ ہے؟ نہیں، چاہے تو نقصان پہنچا سکتا ہے — سنا نہیں تم نے —— دوست دشمن ہو جائے تو پھر اس کے کاٹے کا منتر نہیں —

سوفیا مارکوونا: اب ہم اس چیز کے بارے میں بات نہیں کرینگے — کل صبح تم شہر آجانا اور ہم سرکاری وکیل کے نام ایک درخواست لکھینگے —

مستاکوف: اب سرکاری وکیل کی پروا کسے ہے؟ مجھے تو تم سے آنکھہ ملاتے ہوئے شرم آتی ہے —

سوفیا مارکوونا: آخر تم ایسی بات کیسے کہہ سکتے ہو؟ یاد رکھنا، میں تم سے محبت کرتی ہوں... ہاں میں تمھاری ہوں، اور تمھارے لئے لڑنے میں میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دونگی — (مستاکوف خاموشی سے اس کا ہاتھہ چومتا ہے) میرا سارا دھن تمھارا ہے، میرا اثر، میرا رتبہ تمھارا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میرا دل

تمہارا ہے — میں اس بڈھے کو تمہاری زندگی برباد کرنے نہ دونگی — وہ اپنے آپ کو بڑا بدلہ لینے والا سمجھتا ہے —— اس نے بڑا دکھہ جھیلا ہے! اف، مجھے دکھہ، ظلم اور مصیبت سے کتنی نفرت ہے! یہ کیسا انصاف ہے! نہیں یہ انصاف نہیں — لیکن میری جان دھیرج رکھو، مجھہ پر بھروسہ کرو — میں اس کو تمہیں برباد کرنے نہ دونگی، سنا تم نے؟

مستاکوف: میں نے تم کو دھوکا دیا ہے، تم میرے لئے دنیا میں سب سے قیمتی ہستی ہو —

سوفیا مارکوونا (بے صبری سے): نہیں، ایسا نہ کہو — تمہیں لوگوں پر زیادہ بھروسہ کرنا چاھئے —

مستاکوف: میں تم سے زیادہ جانتا ہوں لوگوں کو —

سوفیا مارکوونا: جتنا تم سمجھتے ہو لوگ اس سے زیادہ اچھے ہیں —

مستاکوف: لوگ زندگی کو اپنے دکھہ اور بپتا کے پیمانے سے ناپتے ہیں اور دوسروں کا دکھڑا سنتے سمے بہرے بن جاتے ہیں — ہر شخص دکھہ جھیلتا ہے اور کسی ایسے آدمی کی گھات میں رہتا ہے جس سے اپنی ساری کسر نکال لے، جس سے سارا انتقام لے لے — اف... نہیں... اب اس دنیا میں میرے لئے امید کی ایک کرن نہیں — میں یہ بات سوچ سمجھہ کر اچھی طرح تول کر کہہ رہا ہوں —— اب کوئی امید نہیں —

سوفیا مارکوونا: لاؤ اپنا ہاتھہ دو — خدا کرے یہ اچھا شگون ہو! میری جان، جیت ہماری ہوگی!

مستاکوف: سوفیا مارکوونا... آؤ میں تمہیں پیار کر لوں... خدا کے لئے!

سوفیا مارکوونا: خدا کے لئے کیوں؟... بیوقوفی ہے یہ!

مستاکوف: یا خدا... اف میرے دل میں تمہاری کتنی چاہ ہے ...اف ہماری زندگی کتنی سہانی ہوتی...

(وہ بڑے جوش سے پیار کرتا ہے — خاریتونوف اور یاکوف ان کو باورچی خانے کے دروازے سے دیکھتے ہیں — یاکوف سراسیمہ نظر آتا ہے —)

سوفیا مارکوونا: اب مجھے جانا چاہئے — اپنے آپ کو قابو میں رکھو میری جان، مٹھی میں! کل ملیں گے — زخاروونا کے بارے میں جو کچھ کہا ہے بھولنا مت... اس کو اپنی نظر سے اوجھل مت ہونے دینا — وہ بڑی عجیب عورت ہے — آؤ چلو مجھے گاڑی تک لے چلو — جانتی ہوں —— تمہارے لئے یہ کتنا کٹھن ہے — لیکن تمہیں جی نہیں ہارنا چاہئے — ڈٹ کر مقابلہ کرو — یاد رکھو —— مسرت تمہاری راہ دیکھ رہی ہے — مجھے پکا یقین ہے — اس کا دار و مدار مجھ پر ہے — میں قسم کھاتی ہوں — تم مجھ سے محبت کرتے ہو، کرتے ہو نا؟ کہو، کہو کہ مجھے چاہتے ہو —

مستاکوف: اپنی جان سے زیادہ —

سوفیا مارکوونا: بڈھا مصیبت‌زدہ ہے — وہ بیمار ہے — اس کے سینے میں کینے کا زہر بھرا ہوا ہے — اس کی بیماری لا علاج ہے — وہ صرف گھٹ سکتا ہے، غم کھا سکتا ہے — اس کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتا — غم کھانا اس کا پیشہ ہے — اور اب اس نے بڑھا کر اسے ایک فن بنا دیا ہے — اس کے جیسے لوگ بھرے پڑے ہیں — انہیں اپنے دکھ میں مزا آتا ہے کیونکہ یہ دکھ ان کو انتقام لینے اور دوسروں کی زندگی برباد کرنے کا حق دیتا ہے — ستائے ہوئے لوگوں سے زیادہ خود پرست اور کوئی نہیں ہوتا —

مستاکوف: کیا تم ایسا سوچتی ہو؟ میں نہیں کہہ سکتا — مجھے لےلو — میں ستایا گیا ہوں، مگر کیا میں خودپرست ہوں؟ میں چاہوں بھی تو نہیں بن سکتا — لیکن ہمیں اس قصے کے بارے میں بات نہیں کرنی چاہئے — میری جان خدا حافظ — تم میرے لئے کتنی بڑی راحت تھیں!

سوفیا مارکوونا: تھیں؟ تھیں کیوں؟ کیا تم واقعی...

(دونوں باہر نکلتے ہیں — خاریتونوف اور یاکوف برساتی
کے زینے سے اترتے ہیں —)

یاکوف: اچھا تو اب پاول کا راج ہوگا یہاں؟

خاریتونوف: جاؤ ایک گھوڑا لاؤ — ہمیں یہاں سے جلد از جلد نکل بھاگنا چاہئے —

یاکوف: شاید تانیا کے سلسلے میں پاول کو میں جلد ہی شیشے میں اتار لونگا —

خاریتونوف (سوچتے ہوئے): شاید... کوشش کرو — جب خاندان کی ناک کٹ جائیگی تو جہیز بھی زوردار ملیگا — کیا تم نے اس سے پہلے ایسا قصہ سنا تھا؟ چچچ! بہتا دریا ہے — کون جانے میں بھی ہاتھ دھولوں — ارے تم وہاں کھڑے کیا سوچ رہے ہو؟ جاتے کیوں نہیں، جاؤ گھوڑا لاؤ —

(ٹہلتا ہے، سگریٹ کے کش اڑاتا ہے اور بڑبڑاتا ہے —
پاول باورچی خانے کی کھڑکی پر آتا ہے اور باہر
دیکھتا ہے —)

پاول: یاکیم لوکچ...

خاریتونوف (آہستہ سے): کیا ہے؟

پاول: کیا آپ نے بڈھے کو دیکھا ہے باہر؟

خاریتونوف: نہیں —

پاول: وہ تو گھر میں بھی نہیں — آخر اسے ہوا کیا؟

خاریتونوف: شیطان اس کے ساتھہ چلتا ہو گیا ہوگا — ذرا ایک منٹ کو ادھر تو آنا —

پاول (برساتی میں نکل کر آتا ہے): کیا سوفیا مارکوونا چلی گئیں؟

خاریتونوف: سنو پاول... ارے... سوتیلے بیٹے کو بھی اپنے باپ پر اتنا ہی حق ہے جتنا سگے بیٹے کا باپ پر — لیکن جب بات روپے کی ہو تو اس میں رشتے داری اور دوستی کون دیکھتا ہے — یہ تو ایک کھیل ہے — کون جیتیگا... جانتے ہو... تمہارے خاندان میں... میرا مطلب ہے دال میں کچھہ کالا ہے؟

پاول (چونک کر): مطلب؟

خاریتونوف: کیا تم نہیں دیکھتے... کیا تمہیں اندازہ نہیں کہ کچھہ گڑبڑ ہے؟

پاول (شبہے سے): کیا مطلب؟

خاریتونوف: مثلاً... ارے... اس بڈھے کو... اس یاتری کو لے لو —

پاول: کیا قصہ ہے اس کا؟

خاریتونوف: سنو میں تمہاری پوری زندگی جانتا ہوں... میرا مطلب ہے، میں سب کچھہ جانتا ہوں — میرا مطلب ہے، تم میرے لئے بہت کچھہ ہو — مجھے تمہاری فکر ہے —

پاول (ہنستے ہوئے): زندگی میں پہلی بار میں نے یہ بات سنی ہے —

خاریتونوف: واقعی؟ چلو دیر آید درست آید — میں تم سے کوئی پچیس برس بڑا ہوں — میں تمہیں اب بھی بہت سے گر سکھا سکتا ہوں —

پاول : یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی —

خاریتونوف : ہنسو مت —— ابھی ہنسنے کا وقت نہیں آیا — مجھے تم سے کچھ کہنا ہے، سن کر تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جائینگے —

پاول : میرے سوتیلے ابا جان کے بارے میں؟

خاریتونوف : دیکھو، ہم سب ایک ہی کشتی میں سوار ہیں... ہمیں ایک ساتھہ پار اترنا یا ڈوبنا ہے، کیوں ہے نا؟

پاول : شاید —

خاریتونوف (سنتے ہوئے) : ٹھہرو... تانیا آ رہی ہے — اس کو یہ سب بتانے کی ضرورت نہیں — آؤ باغ میں چلو... ہم وہاں بات چیت کرینگے —

(تانیا اور زخاروونا باورچی خانے سے نکلتی ہیں — خاریتونوف لپک کر جاتے ہوئے ان کو پلٹ کر دیکھتا ہے —)

خاریتونوف : مجھے دیر ہو گئی... میں بہت زیادہ سو گیا اور صبح سویرے ہی مجھے شہر میں ایک دھندا نبٹانا ہے — (غائب ہو جاتا ہے—)

زخاروونا : کہاں جا رہی ہو؟ تمہیں تو اب تک سو جانا چاہئے تھا —

تانیا : کوئی بھی تو سویا نہیں آج — اچھا بوا بتاؤ —— کیا گل کھل رہے ہیں؟

زخاروونا : میں کیا جانوں —

تانیا : یہ نہیں ہو سکتا —

زخاروونا : چاندنی رات ہے... ایسے میں نیند کیسے آتی ہے؟

تانیا : جھوٹ...

زخاروونا: کیوں جھوٹ کیوں؟ خود ھی دیکھہ لو — کوئی بھی سویا نہیں، تم بھی اچھی بھلی جاگ رھی ھو...

تانیا: تم بڑی چالاک بنتی ھو، ھے نا؟

(باغ کی دوسری طرف سے گولی چلنے کی آواز آتی ھے—)

تانیا: اوہ، یہ کیا؟ سنا تم نے؟ میں جانتی تھی!

زخاروونا (دکھی): کیا جانتی تھیں تم؟ استیپانچ ھوگا، چوروں کے دل دھلا رھا ھوگا... اور کیا... اور تم...

تانیا: چور؟ تو پھر پاول آج آسمان میں کیوں اڑ رھا ھے؟ پاول اتنا خوش نظر آئے تو سمجھہ لینا چاھئے کہ آسمان کا رنگ بیڈھب ھے—

(مکان کے پیچھے سے بڈھا تیزی سے آتا ھے —)

بڈھا: بندوق کس نے چلائی؟

زخاروونا: چوکیدار نے —

بڈھا: گولی چلانا منع ھے —

زخاروونا: یہاں منع نہیں — ھم شہر سے باھر ھیں —

تانیا (سختی سے، بیقراری کے ساتھہ): کوئی گولی چلائے تمھاری بلا سے —

بڈھا: بٹیا، تم کیا جانو، میں یہاں کس مطلب سے آیا ھوں اور جب تم پر یہ بات کھلیگی تو تمھارا دل ٹوٹ جائیگا —

زخاروونا (تیزی سے، دم دلاسا دیتے ھوئے): مکان میں کچھہ اٹھائی گیرے رات بسر کر رھے ھیں — استیپانچ نے ان کو ڈرانے کو ھوائی گولی چلائی ھے.. ھاں وہ جان لیں کہ...

تانیا: بڈھے خناس، تجھے یہ کہنے کی مجال کیسے ھوئی؟

استیپانچ (ھانپتا کانپتا دوڑتا ھوا آتا ھے): زخاروونا! جلدی آؤ— ایوان واسیلی‌وچ نے گولی مار لی!

تانیا (چیختے ھوئے): میں نے کہا تھا نا؟ (گھر کے اندر بھاگ جاتی ھے—)

زخاروونا (اس کے پیچھے بھاگتی ھے): ٹھہرو! اللہ خیر کرے!

استیپانچ: پانی لاؤ زخاروونا اور تولئے، تولئے!

بڈھا (احاطے میں بھاگتا پھرتا ھے): مارینا! کہاں مر گئی تو؟ مارینا!

پاول (باغ سے دوڑتا ھوا آتا ھے): جلدی کرو، بوا! استیپانچ، بھاگ کر شہر جاؤ! ڈاکٹر کو بلاؤ!

بڈھا (دوڑتا ھوا باورچی خانے میں جاتا ھے): مارینا!

خاریتونوف (باغ سے): یہ سب ھوا کیسے؟

استیپانچ: بس حادثہ ھو گیا— انھوں نے میری بندوق لی، اٹھا کر دیکھی— کہنے لگے ''تم بندوق صاف کیوں نہیں کرتے؟ دیکھو بالکل زنگ لگا ھوا ھے،، یہ کہہ کر وہ مڑے اور دھائیں! سیدھے منہ پر چل گئی...

خاریتونوف: منہ پر؟ اف!

استیپانچ: سر کا گودا اڑ گیا—

پاول: چلو جلدی گاڑی جو تو...

استیپانچ (زینے پر نڈھال ھو کر گرتے ھوئے): اب کیا ھوگا؟ اب ڈاکٹر کیا کر سکتا ھے؟

خاریتونوف: پاول ادھر آؤ! یاکوف کہاں ھے؟

پاول: میں تو ڈر رہا ھوں... ھمارے ساتھ آؤ، استیپانچ...

استیپانچ: کہاں؟ کس لئے؟ تو مالک چل بسے! کیا انسان تھے!

پاول: تم نے بندوق دی، اب تمہاری شامت آئیگی!
استیپانچ: آئیگی تو آنے دو— میری بلا سے!

(وہ سب باہر نکل جاتے ھیں — بڈھا باورچی خانے سے دوڑتا ھوا آتا ھے — اس کے ھاتھہ میں ڈنڈا اور تھیلا ھے — لڑکی بھی تھیلے کے ساتھہ اس کے پیچھے پیچھے آتی ھے—)

بڈھا (زیرِ لب): چالاک لومڑی! لومڑی کا بچہ!
لڑکی: میں نے کہا تھا نا؟
بڈھا (اس کے ھاتھہ تھرتھراتے ھیں): ادھر آ، میرا ھاتھہ بٹا — خبیث!
لڑکی: اب ھمارا کیا ھوگا؟
بڈھا: ھمیں یہاں سے دور نکل جانا چاھئے — وہ پیٹ پیٹ کر ھمارا کچومر نکال دینگے — ھمیں شہر پہنچنا چاھئے — وھاں ھم پر کوئی ھاتھہ نہیں ڈال سکیگا — جلدی کر! سب کچھہ لے لیا نا؟
لڑکی: لینے کو کیا دھرا ھے؟ میں نے کہا تھا یہ لوگ ھمیں مصیبت میں پھنسائینگے —
بڈھا: بند کر اپنی چخ چخ! وہ ڈرپوک نکل گیا تو میں کیا کروں! بزدل کہیں کا!
لڑکی: تمہیں دوسری طرح سے یہ تماشا کرنا تھا —
بڈھا: میں کہہ رھا ھوں بند کر اپنی زبان!

(زخاروونا اور تانیا تولئے اور پانی کی بالٹی کے ساتھہ نکلتی ھیں —)

زخاروونا (چیختی ھے): بڈھے شیطان! اب کلیجے میں ٹھنڈک پڑ گئی نا؟

تانیا : اس بڈھے کو پکڑنا چاھئے —
زخاروونا : کیوں؟ وہ ھمارے کس کام کا؟

(وہ بھاگتی ھیں —)

لڑکی (روھانسی آواز میں) : جلدی کرو نا! ھائے ھمیں اس سے کیا مل گیا؟ تمھیں تو چاھئے تھا کہ...
بڈھا : مارینا، آ چل!
لڑکی : بالکل بیکار... تم نے اس کو کڑھا کڑھا کر مار ڈالا — ھاں تم نے ستا ستا کر اس کی جان لے لی —
بڈھا : خدا ھی بہتر جانتا ھے — یہ سب کیسے ھو گیا — (صلیب کا نشان بناتا ھے اور باغ میں جاتا ھے) احاطے میں ایک جگہ راستہ ھے — آؤ ھم اس سے رینگ کر پار نکل جائینگے —
لڑکی : وہ بھاگ کر ھمیں جا لیں گے —
بڈھا : کچھہ دیر ان کو ھمارا خیال بھی نہیں آئیگا — جلدی کر، مارینا — دیکھا نا، آخر اللہ کی مار پڑی نا، خبیث (مکان کی طرف ڈنڈا اٹھاتا اور ھلاتا ھے) یہ دنیا تمھارے جیسے کمینوں سے بھری پڑی ھے، تمھارے جیسے ذلیل کیڑوں سے، ٹھہر جاؤ ایک دن اوپر والا تم سب کو بہا کر اژدھے کے منہ میں لے جائیگا... یہ سارا کوڑا کرکٹ... یہ ساری گندگی!
لڑکی (اس کو دھکیلتے ھوئے) : جلدی جلدی! بڑے پیغمبر آئے کہیں کے! مجھے بیوقوف بنایا اور بس!
بڈھا : ذرا ٹھہر تو سہی! ذرا...
لڑکی : بڈھے سور... اللہ کے دربار میں ڈکارنے سے پہلے ذرا اپنی عاقبت تو سنوار، اپنے کرتوت تو دیکھہ...
بڈھا : مارینا...
لڑکی : مجھے سبز باغ دکھایا : ”ھم یہاں سے جہاز بھر کر مال

لے جائیے!،، بڑے آئے مال والے! کہاں ہے وہ مال ایں؟

بڈھا (غصے سے بھوت) : چپ، چھنال!

لڑکی : کس پر چنگھاڑ رہا ہے تو بڈھے؟ مجھے تیرا ڈر نہیں ہے!

بڈھا : سنبھل کے!

لڑکی : اب میرا تیرا کیا رشتہ؟ سور تو جا اپنا راستہ لے! میں تو جنم کی بیوقوف ہوں! آخر میں نے ان بھلے مانس لوگوں کا کہا کیوں نہ کیا؟ اف میں کتنی بیوقوف ہوں!

بڈھا (بڑبڑاتا ہے) : خدا کی پناہ! خدا کی پناہ!

پردہ

پڑھنے والوں سے

بدیسی زبانوں کا اشاعت گھر آپ کا بہت احسان مند ہوگا اگر آپ ہمیں اپنی رائے لکھ کر بھیجیں کہ اس کتاب کا ترجمہ کیسا ہے، اس کی شکل‌صورت اور طباعت کیسی ہے اور آپ اور کیا چاہتے ہیں —

ہمارا پتہ: زوبوفسکی بلوار — نمبر ۲۱
ماسکو سوویت یونین
21, Zubovsky Boulevard, Moscow, U.S.S.R.